سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2014

سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2014

(جمعتہ المبارک 7، سوموار 10، منگل 11، بدھ 12، جمعرات 13، جمعتہ المبارک 14۔فروری 2014)
(یوم الجمع 5، یوم الاثنین 9، یوم الثلاثہ 10، یوم الاربعاء 11، یوم الخمیس 12، یوم الجمع 13۔ربیع الثانی 1435ھ)

سولہویں اسمبلی: چھٹا اجلاس

جلد 6: شمارہ جات : 1 تا 6

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

مندرجات

چھٹا اجلاس

جمعتہ المبارک،7۔فروری2014

جلد6:شمارہ1

نمبر شمار	مندرجات		صفحہ نمبر
1۔	اجلاس کی طلبی کا اعلامیہ	------------	1
2۔	ایجنڈا	------------	3
3۔	ایوان کے عہدے دار	------------	5
4۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ	------------	11
5۔	نعت رسول مقبول ﷺ	------------	12
6۔	چیئر مینوں کا پینل	------------	13

نمبر شمار	مندرجات		صفحہ نمبر
	سوالات (محکمہ جات سماجی بہبود وبیت المال، بہبود آبادی اور اطلاعات وثقافت)		
7-	نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات	------------	13
8-	نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)	------------	48
9-	قواعد کی معطلی کی تحریک	------------	62
	قرارداد		
10-	پاکستان میں امن کی خاطر مذاکرات کے عمل کو تحسین کا پیش کیا جانا	------------	63
	تحاریک التوائے کار		
11-	لاہور میں مسلم لیگ (ن) سے تعلق رکھنے والے ایم پی ایز کو ترقیاتی فنڈز کا اجراء (---جاری)	------------	66
12-	لاہور کی منڈیوں میں چین، برما، سنگاپور اور انڈیا سے خریدے گئے غیر معیاری لہسن اور ادرک سے انسانی صحت کو شدید خطرات کا خدشہ (---جاری)	------------	72
13-	پنجاب یونیورسٹی اور یو ای ٹی لاہور کی انتظامیہ کی جانب سے ہاسٹلز کا سرچ آپریشن کرنے کی وجہ سے مشکوک افراد کا نجی ہاسٹلز کی طرف رجحان میں اضافہ (---جاری)	------------	73
14-	صوبائی دارالحکومت کے قبرستان گندے پانی اور مچھروں کی آماجگاہ میں تبدیل (---جاری)	------------	74
15-	آشیانہ ہاؤسنگ سکیم لاہور کے الاٹی گھر مکمل ہونے کے باوجود قبضہ سے محروم (---جاری)	------------	75
16-	پنجاب کی جیلوں میں ایڈز کے مرض میں اضافہ (---جاری)	------------	75
	سرکاری کارروائی		
	ہنگامی قانون (جو ایوان کی میز پر رکھا گیا)		
17-	ہنگامی قانون (ترمیم) شہری ترقی پنجاب مصدرہ 2014	------------	76

نمبر شمار	مندرجات		صفحہ نمبر
	مسودہ قانون (جو متعارف ہوا)		
18۔	مسودہ قانون لاہور گریژن یونیورسٹی مصدرہ 2014	------------	77
	سوموار، 10۔فروری 2014		
	جلد 6: شمارہ :2		
19۔	ایجنڈا	------------	79
20۔	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ	------------	81
21۔	نعت رسول مقبول ﷺ	------------	82
	سوالات (محکمہ جات محنت وانسانی وسائل اور سپیشل ایجوکیشن)		
22۔	نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات	------------	83
23۔	کورم کی نشاندہی	------------	83
24۔	نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات (۔۔۔جاری)	------------	84
25۔	نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)	------------	107
	تعزیت		
26۔	سابقہ ایم پی اے سردار خرم نواب کی وفات پر دعائے مغفرت	------------	125
	پوائنٹ آف آرڈر		
27۔	پنجاب کی ضلعی ترقیاتی کمیٹی میں منتخب نمائندوں کی بجائے ہارے ہوئے لوگوں کو شامل کرنا	------------	126
	توجہ دلاؤ نوٹس		
28۔	لاہور: نامعلوم افراد کی فائرنگ سے شہری کی ہلاکت کی تفصیل	------------	134
	پوائنٹ آف آرڈر		
29۔	ایس ایچ او تھانہ کنگن پور ضلع قصور کا عدالتی حکم کے باوجود ایف آئی آر درج نہ کرنا	------------	141

نمبر شمار	مندرجات		صفحہ نمبر
	تحاریک التوائے کار		
30۔	پنجاب میں انسانی گردوں کی خرید وفروخت کھلے عام جاری(۔۔۔جاری)	------------	145
	منگل،11۔فروری2014		
	جلد6:شمارہ:3		
31۔	ایجنڈا	------------	147
32۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ	------------	149
33۔	نعت رسول مقبول ﷺ	------------	150
	سوالات(محکمہ صحت)		
34۔	نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات	------------	151
35۔	نشان زدہ سوالات اوراُن کے جوابات(جوایوان کی میز پر رکھے گئے)	------------	194
	تحاریک التوائے کار		
36۔	دریاؤں اور نہروں میں فیکٹریوں اور سیوریج کا پانی ڈالنے سے آلودگی میں خطرناک حدتک اضافہ سے مختلف بیماریوں میں اضافہ(۔۔۔جاری)	------------	221
37۔	چک نمبر21/8-R تلمبہ تحصیل میاں چنوں کی رہائشی خاتون رضیہ کتے کے کاٹنے کی دوائی نہ ملنے سے جاں بحق(۔۔۔جاری)	------------	223
38۔	ای ڈی او(صحت)لیہ کا عدالت کے حکم کے باوجود برخاست کمپیوٹر آپریٹرز کو بحال نہ کرنا(۔۔۔جاری)	------------	223
39۔	گجرات شہر محکمہ اورٹی ایم اے کے غیر ذمہ دارانہ عمل کی وجہ سے پینے کے پانی کے منصوبے سے محروم	------------	224
40۔	اقوام متحدہ کی رپورٹ کے مطابق حکومتی عدم دلچسپی کی وجہ سے ایڈز کے مرض میں مسلسل اضافہ	------------	225
41۔	حکومت پنجاب کی طرف سے شیخ زید ہسپتال لاہور کا بجٹ آدھا کرنے سے ہسپتال مطلوبہ سہولیات سے محروم	------------	229
نمبر شمار	مندرجات		صفحہ نمبر

42- کپاس کی درآمدی حکومتی پالیسی سے قیمت کم ہونے سے
کسان کو شدید مشکلات کا سامنا ------------ 230

غیر سرکاری ارکان کی کارروائی

قرار دادیں (مفاد عامہ سے متعلق)

43- خواتین کے ساتھ ہونے والے سائبر کرائمز کو کنٹرول کرنے کے لئے
قوانین میں مناسب ترمیم کا مطالبہ ------------ 232
44- گھریلو ملازمین پر ہونے والے تشدد کی روک تھام کے لئے
قانون سازی کا مطالبہ ------------ 234
45- سرکاری ملازمین کی ریٹائرمنٹ پچیس سالہ سروس کی بجائے
بیس سال کرنے کا مطالبہ ------------ 235
46- صوبہ میں جعلی اور غیر رجسٹرڈ ادویات بنانے والے افراد کے خلاف
سخت سے سخت سزا مقرر کرنے کا مطالبہ ------------ 237
47- صوبہ میں تدفین کے لئے مفت قبر کی فراہمی کا مطالبہ ------------ 241
48- وزیراعلیٰ کا ایوان سے خطاب ------------ 245

بدھ، 12-فروری 2014

جلد 6: شمارہ: 4

49- ایجنڈا ------------ 265
50- تلاوت قرآن پاک و ترجمہ ------------ 267
51- نعت رسول مقبول ﷺ ------------ 268

سوالات (محکمہ لائیوسٹاک و ڈیری ڈویلپمنٹ)

52- نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات ------------ 269
53- نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے) ------------ 310

نمبر شمار مندرجات صفحہ نمبر

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	تحاریک التوائے کار	
54۔	چلڈرن ہسپتال لاہور میں Bone Marrow Transplant Centre شروع نہ ہونے کی وجہ سے تھیلیسیمیا کے مریضوں میں اضافہ ------------	329
55۔	عملہ کی ملی بھگت سے کمالیہ کے جنگل سے لکڑی چوری اور کوئلہ کی بھٹیوں سے حکومت کو کروڑوں روپے کا نقصان ------------	331
56۔	لاہور میں اغواء اور کار چھیننے کی وارداتوں میں مسلسل اضافہ ------------	332
57۔	ایل او ایس سے ملتان روڈ لاہور کی تعمیر کے نقشے اور منصوبے کو تبدیل کرنے سے لوگوں کو شدید پریشانی کا سامنا ------------	334
58۔	پنجاب ٹیکنیکل بورڈ لاہور جیسا ادارہ جنوبی پنجاب میں بھی بنانے کا مطالبہ ------------	334
59۔	مزنگ لاہور کے رہائشی عبدالحمید کی بیٹی ماریہ جہیز نہ لانے کی بناء پر سسرالیوں کے ہاتھوں قتل ------------	336
60۔	لاہور میں مرغی کی باقیات کے مضر صحت تیل کی کوکنگ آئل کے رُوپ میں کھلے عام فروخت ------------	337
61۔	بصیرپور اور گردونواح کے متعدد سکولوں میں فرنیچر کا فقدان ------------	338
62۔	حکومت پنجاب کی جانب سے لیپ ٹاپ مرمت کرنے والی کمپنی کو معاہدے کی خلاف ورزی پر 230 ملین روپے عائد جرمانے کو معاف کرنے پر انکوائری کا مطالبہ ------------	339
63۔	ایل ڈی اے شہر میں اپنے اہداف حاصل کرنے میں ناکام ------------	340
	سرکاری کارروائی	
	مسودہ قانون (جو زیر غور لایا گیا)	
64۔	مسودہ قانون کمیشن برائے مقام نسواں مصدرہ 2013 ------------	348
65۔	کورم کی نشاندہی ------------	378
66۔	مسودہ قانون کمیشن برائے مقام نسواں مصدرہ 2013 (۔۔۔جاری) ------------	378

جمعرات،13۔فروری 2014

جلد6:شمارہ:5

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
67۔	ایجنڈا ------------	383
68۔	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ ------------	385
69۔	نعت رسول مقبول ﷺ ------------	386
	سوالات (محکمہ جات ہاؤسنگ، اربن ڈویلپمنٹ اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ)	
70۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات ------------	387
71۔	نشان زدہ سوالات اوراُن کے جوابات (جوایوان کی میز پر رکھے گئے) ------------	426
	پوائنٹ آف آرڈر	
72۔	راولپنڈی میں غیر ضروری میٹرو بس کے منصوبے پر خطیر رقم خرچ کرنے کی منظوری ------------	455
	توجہ دلاؤ نوٹس	
73۔	لاہور: شہری کا اغواء برائے تاوان اور متعلقہ دیگر تفصیلات ------------	460
74۔	بچیکی ننکانہ صاحب روڈ پر سابقہ ایم پی اے اور ساتھیوں سے ہونے والی ڈکیتی کی تفصیلات ------------	463
	تحاریک التوائے کار	
75۔	پنجاب میں گنے کی قیمت بڑھانے کا مطالبہ (۔۔۔جاری) ------------	465
76۔	پنجاب گورنمنٹ سرونٹ ہاؤسنگ فاونڈیشن کے تحت سرکاری ملازمین اربوں روپے جمع کروانے کے باوجود گھروں کی الاٹمنٹ سے محروم ------------	469
77۔	صوبہ میں کرشنگ سیزن شروع ہوتے ہی شوگر مافیا اور مڈل مین کسانوں کو لوٹنے میں مصروف ------------	472
78۔	صوبہ میں ڈائریا کی بیماری سے ہلاکتوں میں مسلسل اضافہ ------------	474
79۔	کورم کی نشاندہی ------------	475

سرکاری کارروائی

مسودہ قانون(جو زیر غور لایا گیا)

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
80۔	مسودہ قانون(ترمیم)دکانیں وکاروباری ادارے پنجاب مصدرہ2013 ------------	477
81۔	کورم کی نشاندہی ------------	491
82۔	مسودہ قانون(ترمیم)دکانیں وکاروباری ادارے پنجاب مصدرہ2013(۔۔۔جاری) ------------	491
	جمعتہ المبارک،14۔فروری2014	
	جلد6:شمارہ:6	
83۔	ایجنڈا ------------	495
84۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ ------------	497
85۔	نعت رسول مقبولﷺ ------------	498
86۔	سوالات اور تحاریک التوائے کار پر کارروائی کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک ------------	499
	سوالات(محکمہ ایس اینڈ جی اے ڈی)	
87۔	نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات ------------	500
88۔	نشان زدہ سوالات اوراُن کے جوابات(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے) ------------	534
	تحاریک التوائے کار	
89۔	ایل ڈی اے کی جانب سے لاہور موہنی روڈ پر واقع کوارٹرز کی بوگس نیلامی کرنے کی سازش ------------	554
90۔	لاہور محکمہ مال کی راوی ٹاؤن رجسٹری برانچ کا عملہ کرپشن، رشوت اور لوٹ مار میں سرگرم عمل ------------	555

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
91۔	پنجاب یونیورسٹی کی قیمتی زمین ڈائیوو بس سروس اور یونائیٹڈ بنک پاکستان کو دینے کے لئے سرگرمیاں ------------	556

سرکاری کارروائی

مسودہ قانون (جو متعارف ہوا)

92۔ مسودہ قانون (ترمیم) مالیات پنجاب مصدرہ 2014 ------------ 558
93۔ قواعد کی معطلی کی تحریک ------------ 558

مسودہ قانون (جو زیر غور لایا گیا)

94۔ مسودہ قانون (ترمیم) مالیات پنجاب مصدرہ 2014 ------------ 560
95۔ کورم کی نشاندہی ------------ 561
96۔ مسودہ قانون (ترمیم) مالیات پنجاب مصدرہ 2014 (۔۔۔جاری) ------------ 562
97۔ صوبائی اسمبلی پنجاب کی قائمہ کمیٹیوں میں تبدیلی، قائد ایوان
اور قائد حزب اختلاف کی مشاورت سے ردوبدل کا اختیار دینے کی تحریک ------------ 565
رپورٹ (میعاد میں توسیع)
98۔ تحاریک استحقاق بابت سال 2013 کے بارے میں مجلس استحقاقات
کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع ------------ 567
99۔ اجلاس کے اختتام کا اعلامیہ ------------ 568
100۔ انڈکس

1

اجلاس کی طلبی کا اعلامیہ

No.PAP/Legis-1(41)/2014/1017. Dated. 4th February 2014. The following Order, made by the Governor of the Punjab, is hereby published for general information:-

> "In exercise of the powers conferred under Article 109 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, **I, Mohammad Sarwar,** Governor of the Punjab, hereby summon the Provincial Assembly of the Punjab to meet on Friday, 07th February, 2014 at 03:00 pm in the Provincial Assembly Chambers Lahore.

Dated Lahore, the
04th February, 2014

MOHAMMAD SARWAR
GOVERNOR OF THE PUNJAB"

3

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،7۔فروری2014

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ جات سماجی بہبود وبیت المال، بہبود آبادی اور اطلاعات وثقافت)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

سرکاری کارروائی

آرڈیننس کا ایوان میں پیش کیا جانا

آرڈیننس (ترمیم) پنجاب شہروں کی ترقی مجریہ 2014

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ آرڈیننس (ترمیم) پنجاب شہروں کی ترقی مجریہ 2014 ایوان میں پیش کیا جائے۔

مسودہ قانون کا ایوان میں پیش کیا جانا

مسودہ قانون لاہور گریژن یونیورسٹی 2014

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون لاہور گریژن یونیورسٹی 2014 ایوان میں پیش کیا جائے۔

5

صوبائی اسمبلی پنجاب

1- ایوان کے عہدے دار

جناب سپیکر	:	رانا محمد اقبال خان
جناب ڈپٹی سپیکر	:	سردار شیر علی گورچانی
وزیر اعلیٰ	:	میاں محمد شہباز شریف
قائد حزب اختلاف	:	میاں محمود الرشید

2- چیئرمینوں کا پینل

1-	چودھری یٰسین سوہل، ایم پی اے	پی پی-156
2-	رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان، ایم پی اے	پی پی-36
3-	محترمہ صباء صادق، (ایڈووکیٹ)، ایم پی اے	ڈبلیو-306
4-	سردار شہاب الدین خان، ایم پی اے	پی پی-263

3- کابینہ

1-	راجہ اشفاق سرور	:	وزیر محنت و انسانی وسائل
2-	کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ	:	وزیر تحفظ ماحول
3-	جناب شیر علی خان	:	وزیر توانائی، کانکنی و معدنیات*
4-	جناب تنویر اسلم ملک	:	وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ،

* بذریعہ ایس اینڈ جی اے ڈی نوٹیفکیشن نمبر SO(CAB-.II)2-10/2013 مورخہ 11- جون 2013 وزراء کو ان کے اپنے محکموں کے علاوہ دیگر محکمہ جات کا اضافی چارج برائے اجلاس (7 تا 14- فروری 2014) تفویض کیا گیا۔

6

5۔	جناب محمد آصف ملک	:	وزیر جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری
6۔	رانا ثناء اللہ خان	:	وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ وزیر قانون و پارلیمانی امور*
7۔	محترمہ حمیدہ وحید الدین	:	وزیر ترقی خواتین
8۔	جناب بلال یٰسین	:	وزیر خوراک
9۔	میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن	:	وزیر خزانہ، آبکاری و محصولات*
10۔	رانا مشہود احمد خان	:	وزیر سکولز ایجوکیشن، ہائر ایجوکیشن*، امور نوجواناں* کھیلیں*، آثار قدیمہ اور سیاحت*
11۔	میاں یاور زمان	:	وزیر آبپاشی
12۔	جناب عبدالوحید چودھری	:	وزیر جیل خانہ جات
13۔	ملک ندیم کامران	:	وزیر زکوٰۃ و عشر
14۔	میاں عطاء محمد خان مانیکا	:	وزیر اوقاف اور مذہبی امور
15۔	ڈاکٹر فرخ جاوید	:	وزیر زراعت
16۔	جناب آصف سعید منیس	:	وزیر خصوصی تعلیم
17۔	سید ہارون احمد سلطان بخاری	:	وزیر سماجی بہبود اور بیت المال
18۔	ملک محمد اقبال چنڑ	:	وزیر امداد باہمی
19۔	چودھری محمد شفیق	:	وزیر صنعت، تجارت اور سرمایہ کاری
20۔	محترمہ ذکیہ شاہنواز خان	:	وزیر بہبود آبادی
21۔	جناب خلیل طاہر سندھو	:	وزیر انسانی حقوق اور اقلیتی امور

7

4۔ پارلیمانی سیکرٹریز

1۔	چودھری سرفراز افضل	:	امور نوجواناں، کھیل، آثار قدیمہ وسیاحت
2۔	راجہ محمد اویس خان	:	زکوٰۃ وعشر
3۔	جناب نذر حسین	:	قانون وپارلیمانی امور
4۔	صاحبزادہ غلام نظام الدین سیالوی	:	لائیوسٹاک وڈیری ڈویلپمنٹ
5۔	حاجی محمد الیاس انصاری	:	سماجی بہبود وبیت المال
6۔	جناب محمد ثقلین انور سپرا	:	اوقاف ومذہبی امور
7۔	محترمہ راشدہ یعقوب	:	ترقی خواتین
8۔	جناب عمران خالد بٹ	:	صنعت، کامرس وتجارت
9۔	جناب محمد نواز چوہان	:	ٹرانسپورٹ
10۔	جناب اکمل سیف چٹھہ	:	تحفظ ماحول
11۔	چودھری محمد اسد اللہ	:	خوراک
12۔	نوابزادہ حیدر مہدی	:	مینجمنٹ اور پروفیشنل ڈویلپمنٹ
13۔	لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) شجاعت احمد خان	:	کالونیز، اشتمال املاک، پی ڈی ایم اے
14۔	خواجہ عمران نذیر	:	صحت
15۔	جناب رمضان صدیق بھٹی	:	لوکل گورنمنٹ وکیمونٹی ڈویلپمنٹ
16۔	جناب محمد خُرم گلفام	:	توانائی
17۔	چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ)	:	ایس اینڈ جی اے ڈی
18۔	جناب سجاد حیدر گجر	:	ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ

• بذریعہ قانون وپارلیمانی امور گورنمنٹ آف پنجاب نوٹیفکیشن نمبر PA:4-18/2013 مورخہ 12۔دسمبر 2013 پارلیمانی سیکرٹریز مقرر کیے گئے۔

8

19۔ رانا محمد ارشد	:	اطلاعات وثقافت
20۔ میاں محمد منیر	:	آبکاری ومحصولات
21۔ رانا اعجاز احمد نون	:	زراعت
22۔ محترمہ نغمہ مشتاق	:	بہبود آبادی
23۔ جناب احمد خان بلوچ	:	پبلک پراسیکیوشن
24۔ جناب عامر حیات ہراج	:	کانکنی ومعدنیات
25۔ رانا بابر حسین	:	خزانہ
26۔ میاں نوید علی	:	محنت وانسانی وسائل
27۔ جناب محمد نعیم اختر خان بھابھا	:	مواصلات وتعمیرات
28۔ جناب محمود قادر خان	:	چیف منسٹرا نسپکشن ٹیم
29۔ سردار عاطف حسین خان مزاری	:	خواندگی وغیر رسمی بنیادی تعلیم
30۔ ملک احمد کریم قسور لنگڑیال	:	منصوبہ بندی وترقیات
31۔ سردار عامر طلال گوپانگ	:	سپیشل ایجوکیشن
32۔ مہر اعجاز احمد اچلانہ	:	داخلہ
33۔ چودھری خالد محمود ججہ	:	آبپاشی
34۔ میاں فدا حسین	:	جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری
35۔ چودھری زاہد اکرم	:	کالونیز
36۔ محترمہ شاہین اشفاق	:	کوآپریٹو
37۔ محترمہ مہوش سلطانہ	:	ہائر ایجوکیشن
38۔ محترمہ جوئس رُوفن جُولیس	:	سکولز ایجوکیشن
39۔ جناب طارق مسیح گل	:	انسانی حقوق واقلیتی امور

9

5۔ ایڈووکیٹ جنرل

جناب مصطفیٰ رمدے

6۔ ایوان کے افسران

سیکرٹری اسمبلی : رائے ممتاز حسین بابر

ڈائریکٹر جنرل (پارلیمانی اموراینڈریسرچ) : جناب عنایت اللہ لک

11

صوبائی اسمبلی پنجاب

سولہویں اسمبلی کا چھٹا اجلاس

جمعۃ المبارک، 7۔فروری 2014

(یوم الجمع، 5۔ربیع الثانی 1435ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں شام 5 بج کر 20 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری عبدالغفار شاکر نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِo

يٰۤاَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ ﴿۱﴾ قُمِ الَّيْلَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۲﴾ نِّصْفَهٗۤ اَوِ انْقُصْ مِنْهُ
قَلِيْلًا ﴿۳﴾ اَوْ زِدْ عَلَيْهِ وَ رَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا ﴿۴﴾ اِنَّا سَنُلْقِيْ
عَلَيْكَ قَوْلًا ثَقِيْلًا ﴿۵﴾ اِنَّ نَاشِئَةَ الَّيْلِ هِيَ اَشَدُّ وَطْاً وَّ
اَقْوَمُ قِيْلًا ﴿۶﴾ اِنَّ لَكَ فِي النَّهَارِ سَبْحًا طَوِيْلًا ﴿۷﴾ وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ
وَتَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلًا ﴿۸﴾ رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ
فَاتَّخِذْهُ وَكِيْلًا ﴿۹﴾ وَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَاهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَمِيْلًا ﴿۱۰﴾

سورۃ المُزمّل آیات 1 تا 10

اے (محمد ﷺ) جو کپڑے میں لپٹ رہے ہو (1) رات کو قیام کیا کرو مگر تھوڑی رات (2) (قیام) آدھی رات یا اس سے کچھ کم (3) یا کچھ زیادہ اور قرآن کو ٹھہر ٹھہر کر پڑھا کرو (4) ہم عنقریب تم پر ایک بھاری فرمان نازل کریں گے (5) کچھ شک نہیں کہ رات کا اٹھنا (نفس بہیمی کو) سخت پامال کرتا ہے اور اس وقت ذکر بھی خوب درست ہوتا ہے (6) دن کے وقت تو تمہیں اور بہت سے شغل ہوتے ہیں (7) تو اپنے پروردگار کے نام کا ذکر کرو اور ہر طرف سے بے تعلق ہو کر اس کی طرف متوجہ ہو جاؤ (8) (وہی) مشرق اور مغرب کا مالک (ہے اور) اس کے سوا کوئی معبود نہیں تو اسی کو اپنا کارساز بناؤ (9) اور جو جو (دل آزار) باتیں یہ لوگ کہتے ہیں ان کو سہتے رہو اور اچھے طریق سے ان سے کنارہ کش رہو (10)

وماعلینا الاالبلاغ o

نعت رسول مقبول ﷺ جناب سرور حسین نقشبندی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

نسیما جانب بطحا گزر کن
ز احوالم محمد ﷺ را خبر کن
توئی سلطانِ عالم یا محمد ﷺ
زروئے لُطف سُوئے من نظر کن
بہ بر ایں جان مشتاقم در آنجا
فدائے روضۂ خیر البشر کن
مشرف گرچہ شد جامی زلطفش
خدایا ایں کرم بارِ دگر کن

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اب میں سیکرٹری اسمبلی سے کہوں گا کہ وہ پینل آف چیئرمین کا اعلان کریں۔

چیئرمینوں کا پینل

سیکرٹری اسمبلی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ 13 کے تحت جناب سپیکر نے اسمبلی کے موجودہ اجلاس کے لئے مندرجہ ذیل ترتیب سے چار معزز ممبران پر مشتمل پینل آف چیئرمین نامزد فرمایا ہے۔

1۔ چودھری یٰسین سوہل، ایم پی اے پی پی۔156

2۔ رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان، ایم پی اے پی پی۔36

3۔ محترمہ صباء صادق، (ایڈووکیٹ)، ایم پی اے ڈبلیو۔306

4۔ سردار شہاب الدین خان، ایم پی اے پی پی۔263

شکریہ

جناب سپیکر: سب سے پہلے ہمارے خیبر پختونخواہ سے آئے ہوئے معزز مہمان محترمہ آمنہ سردار صاحبہ، محترمہ مدیحہ تنویر صاحبہ اوران کے ساتھ دوسرے ان کے جو ساتھی ہیں، ان کی بہنیں ہیں میں ان سب کو اس پنجاب اسمبلی کے معزز ایوان میں خوش آمدید کہتا ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

سوالات

(محکمہ جات سماجی بہبود و بیت المال، بہبود آبادی اور اطلاعات وثقافت)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

جناب سپیکر: اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ آج کے ایجنڈے پر محکمہ جات سماجی بہبود، بیت المال، بہبود آبادی اور اطلاعات وثقافت سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔ پہلا سوال میاں نصیر احمد صاحب کا ہے۔

جناب محمد عارف خان سندھیلہ: جناب سپیکر! میں ایک بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں، وقفہ سوالات کے بعد آپ کی بات سنی جائے گی۔ بہت شکریہ

جناب محمد عارف خان سندھیلہ: جناب سپیکر! میں اپنے علاقہ کے بہت اہم مسئلے پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: حضور! میں آپ سے گزارش کر رہا ہوں کہ وقفہ سوالات کے بعد آپ کی بات سنی جائے گی۔ جی، میاں نصیر احمد!

میاں نصیر احمد: شکریہ۔ جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 10 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر:: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

صوبہ میں خاندانی منصوبہ بندی کے لئے اٹھائے گئے اقدامات کی تفصیلات

***10: میاں نصیر احمد:** کیا وزیر بہبود آبادی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ پنجاب میں خاندانی منصوبہ بندی اور شرح پیدائش میں کمی لانے کے لئے صوبائی سطح پر منصوبے جاری ہیں تو ان منصوبوں کے نام اور تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(ب) صوبائی حکومت نے خاندانی منصوبہ بندی کے منصوبے کے لئے مالی سال 12۔2011 اور 13۔2012 میں کل کتنی رقم مختص کی تھی؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ صوبائی حکومت کو خاندانی منصوبہ بندی کے لئے بیرون ممالک سے آسان شرائط پر قرضے اور مالی امداد ملتی ہے؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو ان قرضوں اور مالی امداد سے متعلق تفصیل ایوان کو فراہم کی جائے؟

وزیر بہبود آبادی (محترمہ ذکیہ شاہنواز خان):

(الف) صوبائی سطح پر خاندانی منصوبہ بندی کے فروغ اور شرح پیدائش میں کمی لانے کے لئے پانچ سالہ منصوبہ بہبود آبادی پروگرام 15-2010 جاری ہے جس کی کل لاگت کا تخمینہ 18745.620 ملین روپے ہے اور اس منصوبے کے لئے وفاقی حکومت فنڈز فراہم کرتی ہے۔

(ب) صوبائی حکومت نے خاندانی منصوبہ بندی کے منصوبے کے لئے مالی سال 12-2011 اور 13-2012 میں کوئی رقم مختص نہیں کی، تاہم اٹھارہویں ترمیم کے نتیجے میں وزارت بہبود آبادی کے ختم ہونے کے بعد صوبہ پنجاب کو درج ذیل ادارے منتقل ہوئے جن کے

لئے صوبائی حکومت نے مالی سال2012-13 میں فنڈز فراہم کئے جن کی تفصیل جھنڈی (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

1۔ ڈائریکٹوریٹ آف پروڈکشن اینڈ پرنٹنگ یونٹ

2۔ ریجنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ لاہور، فیصل آباد، ساہیوال اور ملتان

3۔ پاپولیشن ویلفیئر ٹریننگ انسٹیٹیوٹ، لاہور

(ج) صوبائی حکومت کو خاندانی منصوبہ بندی کے لئے بیرون ممالک سے قرضے نہیں ملتے تاہم دیگر ممالک ان منصوبوں کے انعقاد کے لئے مالی معاونت ضرور کرتے ہیں۔

(د) سال2012 میں United Nations Fund for Population Activities(UNFPA) نے درج ذیل سرگرمیوں کے لئے اس محکمے کی معاونت کی۔

1۔ 35ڈسٹرکٹ ڈیموگرافرز کی 4ہفتوں کی تربیت

2۔ علماء اور مذہبی سکالرز کے لئے ورکشاپ کا انعقاد

3۔ دینی مدرسہ میں طلبہ کے لئے آگاہی پروگرام

4۔ اسلام اور خاندانی منصوبہ بندی کے لئے آگاہی بذریعہ میڈیا فورم / مباحثہ / مختلف اشتہار وغیرہ۔

5۔ ورلڈ پاپولیشن ڈے۔

6۔ پروفیشنل ٹیکنیکل کوآرڈینیشن کمیٹی میٹنگز

7۔ ریڈیو پروگرام

علاوہ ازیں سابقا سال2012 میں ڈیرہ غازی خان ڈویژن کے سیلاب زدہ علاقوں میں وزیراعلیٰ پنجاب کی ہدایت پر امدادی کیمپوں کا انعقاد کیا گیا جہاں فری ادویات کی فراہمی کو یقینی بنانے کے لئے UNFPA نے مالی معاونت کی۔

درج بالا سرگرمیوں کی تفصیل جھنڈی (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

رواں مالی سال2012-13 کے دوران فراہم کئے جانے والے فنڈز کی تفصیل

ادارے کا نام	فنڈز (روپوں میں)
ڈائریکٹوریٹ آف پروڈکشن اینڈ پرنٹنگ، لاہور	15.018ملین
ریجنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ، لاہور	28.202ملین
ریجنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ، فیصل آباد	19.735ملین
ریجنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ، ساہیوال	14.895ملین
ریجنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ، ملتان	19.196ملین
پاپولیشن ویلفیئر ٹریننگ انسٹیٹیوٹ، لاہور	27.114ملین

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! اس کے جز (الف) میں کہ پنجاب بھر میں خاندانی منصوبہ بندی اور شرح پیدائش میں کمی کے حوالے سے منصوبہ جات کے بارے میں سوال کیا گیا تھا جس کے جواب میں بتایا گیا ہے کہ اس کے لئے پانچ سالہ منصوبہ بہبود آبادی پروگرام 15-2010 جاری کیا گیا ہے جس کی کل لاگت 18745.620 ملین روپے ہے۔ میرا سوال یہ ہے کہ تقریباً چار سال ہونے کو ہیں اور ایک بہت بڑی رقم اس منصوبے کے لئے رکھی گئی تھی تو کیا ابھی تک ان چار سالوں میں achievements ہوئی ہیں اور وہ کون سے taregets ہیں جن کو اتنی بڑی رقم کے ساتھ meet کر لیا گیا ہے؟

جناب سپیکر: میاں صاحب! آپ particular پوچھیں۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! ان پیسوں کو خرچ کرنے سے particular کوئی بھی achievement ہوئی ہے اور کیا growth rate میں کمی ہوئی ہے؟

جناب سپیکر: انہوں نے کچھ تو بتایا ہے کہ کس کس مد میں خرچ کیا گیا ہے۔ کیا آپ نے پڑھا نہیں؟

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! میں مد نہیں پوچھ رہا بلکہ میں محکمہ کی کسی بھی achievement کا پوچھ رہا ہوں کہ جس سے ہم سارے ایوان کو share کر سکیں۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

وزیر بہبود آبادی (محترمہ ذکیہ شاہنواز خان): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! Family Population Welfare فیڈرل گورنمنٹ کے پاس تھا، اٹھارہویں ترمیم کے بعد یہ صوبہ پنجاب کو ملا ہے۔ سابق فیڈرل گورنمنٹ کے دور میں اس کے فنڈز release نہیں ہوتے تھے، صرف اتنے فنڈز release ہوتے تھے کہ مشکل سے ملازمین کی تنخواہیں پوری ہوتی تھیں۔ ہمیں سالانہ 1.6 بلین روپے ملتا تھا جو صرف تنخواہوں میں جاتا تھا۔ اس کے علاوہ POL اور محکمہ کو چلانے کے دیگر اخراجات کے لئے یہ funding پوری نہیں تھی۔ اب ہمیں 3.6 بلین روپے ملا ہے، اس میں سے بھی پہلا quarter release ہوا ہے اور ابھی دو quarters کے پیسے release نہیں ہوئے۔ میاں نصیر احمد صاحب جو ہمارے بہت معزز ممبر ہیں میں ان کو یہ بتانا چاہتی ہوں کہ پنجاب کا population welfare سب سے بڑا challenge and crisis ہے، جیسے ہمارے لئے energy and economic crisis ہے۔ میں اس کے لئے آپ سے یہ کہنا چاہتی ہوں کہ:

It is one of the most important issues which the Government of the Punjab has to give ownership and has to give full ownership and full funds and timely releasing of the funds.

جناب سپیکر! میں یہ بھی بتانا چاہتی ہوں کہ structure پورا ہے، ہمارے staff members پورے ہیں لیکن missing facilities پوری نہیں ہیں۔ ہمیں بہت ساری missing facilities کو بھی پورا کرنا ہے مگر جتنی funding ہمارے پاس تھی اس کے مطابق ہم department کو چلا رہے ہیں، یہ چل رہا ہے مگر وہ impact نہیں ہے جو ہونا چاہئے۔

I will again say that this department needs ownership of the Government of the Punjab.

اس کے علاوہ گورنمنٹ کی full fledge support ہو اور اب جو funding release ہو گی تو پھر انشاء اللہ آپ اس کا impact بھی دیکھیں گے اور اس کی کارکردگی بھی دیکھیں گے۔

جناب سپیکر: آپ ہمارے ذمہ کیا لگاتی ہیں؟

وزیر بہبود آبادی (محترمہ ذکیہ شاہنواز خان): آپ کے ذمہ تو میں کچھ نہیں لگا سکتی۔ (قہقہہ)

جناب سپیکر: جی، اللہ کا شکر ہے۔ جس طرح آپ نے فرمایا ہے۔ (شور و غل)

Order please. Order please.

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! اس سے مراد یہی ہے کہ اس پانچ سالہ منصوبے میں چونکہ بتایا گیا ہے کہ یہ فیڈرل گورنمنٹ کا تھا اور یہ فنڈز available نہیں ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ اس پانچ سالہ منصوبے پر عمل نہیں ہو سکا۔ میری ان سے یہ گزارش ہے کہ جس طرح پوری دنیا کے اندر پاپولیشن ویلفیئر کے حوالے سے پائلٹ پراجیکٹس چلائے جاتے ہیں، کیا ہماری متعلقہ منسٹری جس میں شاید پیسوں کی بھی ضرورت نہیں ہے، صرف ایک نیت کی ضرورت ہے، ایک پروگرام بنانے کی ضرورت ہے کیا پائلٹ پراجیکٹ کے طور پر ان کا جو اپنا متعلقہ ڈیپارٹمنٹ ہے، جس کے اندر ایمپلائز کے اپنے آٹھ، آٹھ، دس دس بچے ہیں کیا وہ ڈیپارٹمنٹ بطور پائلٹ پراجیکٹ اس پر عمل کر سکتا ہے تاکہ اگلے دس سال کے بعد یہ کوئی achievement بتا سکیں کہ کم از کم اس ڈیپارٹمنٹ میں وہ بندے employees ہیں جنہوں نے اس بہبود آبادی کے منصوبے پر عمل کیا ہے اور ہم نے پائلٹ پراجیکٹ کے طور پر کامیابی سے اس کو مکمل کر لیا ہے۔

جناب سپیکر: جی، پہلے ان کو سمجھ نہیں ہو گی، اب سمجھ آ گئی ہو گی ناں، اب جانے دیں، مہربانی۔ان کی روزی کا مسئلہ ہے، یہ بات ایسے اچھی نہیں ہے۔

وزیر بہبود آبادی (محترمہ ذکیہ شاہنواز خان): جناب سپیکر! میری بھی یہ آرزو ہے اور ہم سب چاہتے ہیں کہ جیسے ہمارے مسلمان ممالک بنگلہ دیش، ترکی، انڈونیشیا، ایران کے علمائے کرام، سکالرز نے اس ڈیپارٹمنٹ کو کامیاب کرنے کے لئے ساتھ دیا۔ بنگلہ دیش کی پاپولیشن اگر آپ پہلے دیکھتے تو ہم سے کئی گنا زیادہ تھی، انہوں نے بھی کنٹرول کر لیا ہے، ترکی نے بھی کنٹرول کر لیا ہے اور باقی مسلمان ملکوں نے بھی کنٹرول کر لیا ہے۔ اب باری پاکستان کی آ گئی ہے، پاکستان میں بھی اب ہم انشاءاللہ اپنی پالیسی revise کر رہے ہیں۔ پائلٹ پراجیکٹس کی یہ بات کر رہے ہیں، ہم پائلٹ پراجیکٹس بھی رکھیں گے، ساؤتھ پنجاب میں بھی رکھیں گے اور سنٹرل پنجاب میں بھی رکھیں گے۔ ابھی میں نے پانچ اضلاع کا دورہ کیا ہے اور میں نے تمام ضلعوں میں جائزہ لیا ہے اور میں آپ کو مثال بتاتی ہوں کہ اگر آپ روجھان جائیں، راجن پور جائیں وہاں دو دو بیویاں، دس دس بچے ہیں۔ روجھان جائیں وہاں آپ کا سات فیصد literacy rate ہے، جب تک اس ملک میں تعلیم نہیں ہو گی، جب تک ہیلتھ نہیں ہو گی، جب تک clean drinking water کی سہولتیں ہم مہیا نہیں کر سکیں گے تب تک ہمارے یہ issues رہیں گے۔ میاں نصیر صاحب

I would like to tell him that until we all put hands together, it don't resolve these problems. These issues will remain and the time has come

کہ اب ہمیں اس ملک اور پنجاب میں مزید serious ہونا پڑے گا اور ہر ایک فرد کو اپنے اپنے ڈیپارٹمنٹ میں، اپنے اپنے ضلع میں، تحصیل میں، یونین کونسل میں کام کرنا پڑے گا۔ ایک پائلٹ پراجیکٹ یا ایک جگہ سے کچھ نہیں بنے گا۔ اب ہم نے سب کو ساتھ لے کر چلنا ہے اور مزید serious ہو کر کام کرنا ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ The basic key to a problem and issue is education جب ایجوکیشن ہو جائے گی، jobs create ہوں گی، میں آپ کو کہتی ہوں کہ جب آپ ماں اور بچہ کی صحت کا خیال کریں گے تو آپ کو پائلٹ پراجیکٹ نہیں چلانا پڑے گا، یہی آپ کا پراجیکٹ بن جائے گا۔

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ آپ ضمنی سوال پر ہیں؟

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! کہتے ہیں کہ کوئی کام کرنے سے پہلے خود عمل کرنا چاہئے۔ خود عمل کریں تو پھر کسی کو نصیحت کی جائے تو کیا حکومت کوئی ایسا ارادہ رکھتی ہے کہ حکومت اور اپوزیشن میں جو لوگ ہیں ان سب کو کسی ایسے پراجیکٹ میں شامل کیا جائے تاکہ ان کو نصیحت کی جائے کہ یہ بھی دو دو بچے ہی رکھیں۔

جناب سپیکر: جی، آپ بھی آئے ہیں ماشاءاللہ۔ یہ آج سارا سرگودھا کا ہی کام ہے۔ (قہقہے)

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! آپ کا شکریہ۔ میں نے عرض یہ کرنی تھی۔۔۔

جناب سپیکر: آپ ضمنی سوال کریں۔

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں یہ گزارش کروں گا کہ ماشاءاللہ funds release ہو رہے ہیں۔ میں نے یہ پوچھنا تھا کہ جو practical measures ہیں for reducing the population medical point of view وہ لے رہے ہیں جو ہم یہ سمجھیں کہ اس کی effective enforcement ہو گی۔

وزیر بہبود آبادی (محترمہ ذکیہ شاہنواز خان): زور سے بولیں، مجھے سنائی نہیں دیا ہے۔

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں عرض کر رہا تھا کہ محترمہ منسٹر صاحبہ نے کہا ہے کہ funds release ہو گئے ہیں یا release ہو رہے ہیں، پائپ لائن میں ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ کیا وہ tradition style میں فنڈز آئے اور چلے گئے، کیا انہوں نے کوئی ایسی پلاننگ کی ہے کہ effective enforcement ہو جو population planning policies ہیں، particularly with reference to medical treatment کہ کیا کوئی ایسا انہوں نے پلان کیا ہوا ہے کہ ہم نے یہ کرنا ہے یا ہم نے یہ مہم launch کرنی ہے، اس طریقے سے ہم نے population کو reduce کرنا ہے؟ میرے خیال میں کوئی ایسی proper planning enforcement ہے اور نہ ہی کوئی policy ہے یہ ایسے ہی casual manner میں ہے۔ میں سمجھتا ہوں اور میں نے یہ دیکھا بھی ہے کہ 2010 سے لے کر onward population planning کے زمرے میں بہت کم funds رکھے گئے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ population explosions کو جتنی دیر تک ہم check نہیں کریں گے اتنی دیر تک ہمارے کوئی بھی social economic issues جو ہیں وہ settle نہیں ہو سکتے۔ مجھے آج بھی یہ محسوس ہوا ہے کہ casual manner میں ہم آگے جا رہے ہیں۔ میں محترمہ

منسٹر صاحبہ سے پوچھنا چاہوں گا کہ for effective enforcement وہ کیا measures لے رہے ہیں؟

وزیر بہبود آبادی (محترمہ ذکیہ شاہنواز خان): جناب سپیکر! میں معزز ممبر طاہر احمد سندھو کا شکریہ بھی ادا کرتی ہوں کہ وہ کہتے ہیں کہ جو ہمیں funds ملے ہیں وہ کافی نہیں ہیں I agree with him population welfare growth rate کو کنٹرول کرنے کے لئے آپ سوچ ہی نہیں سکتے کہ ہمیں کتنی funding کی ضرورت ہے، جتنی زیادہ funding ہوگی اتنا زیادہ تیزی سے کام ہوگا۔ دوسرا یہ کہہ رہے ہیں کہ ہم کیا کر رہے ہیں؟ ہم اپنی policy revise کر رہے ہیں اور جتنے بھی پاکستان کے اندر experts ہیں اس موضوع پر ان کو ہم نے دعوت دی ہوئی ہے۔ ابھی آج بھی ان کی meeting ہو رہی تھی to revise the population policy for the next five to ten years for Punjab اس پر ہم کام کر رہے ہیں اور جو یہ کہہ رہے ہیں کہ ہم آگے کیا کر رہے ہیں تو ہمارا سوال نمبر 11 آئے گا جس میں ان کو بہت سارے جواب مل جائیں گے کیونکہ I have another question which concerns the answer that you have asked me. I give it to you. Thank you so much.

جناب سپیکر: جی، محترمہ شمیلہ اسلم صاحبہ! سوال نمبر بولئے گا۔

محترمہ شمیلہ اسلم: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 143 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع وہاڑی: محکمہ کے ملازمین کی تعداد و دیگر تفصیلات

*143: محترمہ شمیلہ اسلم: کیا وزیر اطلاعات وثقافت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع وہاڑی میں محکمہ اطلاعات کے کتنے ملازمین فرائض انجام دے رہے ہیں ان کے نام، عہدہ و گریڈ وار بتائیں؟

(ب) اس وقت ملازمین کی کتنی seats خالی ہیں، کون کون سی اور کب سے خالی ہیں؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ متعلقہ محکمے کا دفتر ایک کرائے کی عمارت میں ہے؟

(د) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت محکمہ کو اپنی عمارت مہیا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے اطلاعات وثقافت (رانا محمد ارشد):

(الف) ضلعی دفتر اطلاعات وہاڑی میں سات ملازمین فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔ ان کی تفصیل درج ذیل ہے:

نمبر شمار	نام ملازم مع عہدہ / سکیل
1	ماجد علی شاہ، ڈپٹی ڈائریکٹر (BS-18)
2	محمد اشرف فوٹوگرافر (BS-13)
3	محمد سلیم، سینئر کلرک (BS-09)
4	شاہنواز، جونیئر کلرک (BS-07)
5	محمد شریف، ڈرائیور (BS-05)
6	محمد سرور، چوکیدار (BS-02)
7	عبدالجبار، نائب قاصد (BS-02)

(ب) ضلعی دفتر اطلاعات وہاڑی میں کوئی اسامی خالی نہیں ہے۔

(ج) ضلعی دفتر اطلاعات وہاڑی کرائے کی عمارت میں قائم ہے۔

(د) حکومت محکمہ کو مستقبل قریب میں اپنی عمارت مہیا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ شمیلہ اسلم: جناب سپیکر! سوال کے جز (د) میں جواب دیا گیا ہے کہ محکمہ اطلاعات کو عنقریب حکومت عمارت مہیا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ صورتحال یہ ہے کہ ضلع وہاڑی میں پنجاب حکومت کے جتنے بھی دفاتر ہیں اُن میں سب سے خستہ حال دفتر محکمہ اطلاعات کا ہے جو سب سے اہم محکمہ ہے اور پورے ضلع کو information مہیا کرتا ہے۔ وہ ابھی تک کرائے کی بلڈنگ میں ہے اس جواب کی روشنی میں میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا اس سال اس محکمہ کو رقم فراہم کرنے کے لئے بجٹ میں amount مختص کی جائے گی؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے اطلاعات وثقافت (رانا محمد ارشد): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! معزز ممبر کا بڑا اچھا ضمنی سوال ہے۔ اس میں ہمارا ضلعی سطح پر جو دفتر ہے اس کی بلڈنگ رینٹ پر ہے جس کا ہم آٹھ ہزار روپے monthly pay کر رہے ہیں جو بہت کم رینٹ ہے۔ اس میں ہم نے ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کو لیٹر لکھا ہے جس میں ڈی سی او صاحب نے ہماری مدد بھی کی ہے۔ انہوں نے ہمیں زمین دے دی ہے جس کا ہم PC-1 تیار کر رہے ہیں اور انشاء اللہ coming next year اس پراجیکٹ کو

ADP میں رکھیں گے۔اس کا PC-1 تیار ہو چکا ہے اور ہماری یہ کوشش ہو گی کہ ڈیپارٹمنٹ کو ایک اچھا آفس مہیا کریں۔

جناب سپیکر: جی،اگلا ضمنی سوال ہے۔

محترمہ شمیلہ اسلم: جناب سپیکر! میرا سوال یہ ہے کہ کیا اس سال بجٹ میں رقم مختص کر دی جائے گی، ہاں یا ناں میں بتایا جائے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے اطلاعات وثقافت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! اب جو بجٹ اگلے سال کا آنا ہے اس میں ہم رکھ سکتے ہیں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ یہ بڑا اچھا سوال ہے ہم اطلاعات کو promote کرنا چاہتے ہیں،انشاءاللہ کریں گے اور اگلے سال اس کے لئے رقم رکھ دی جائے گی۔ شکریہ

راؤ کاشف رحیم خان: جناب سپیکر! جز (ج) میں پوچھا گیا ہے کہ کیا یہ درست ہے کہ متعلقہ محکمے کا دفتر ایک کرائے کی عمارت میں ہے جس پر انہوں نے کہا ہے کہ ٹھیک ہے۔ میں معزز پارلیمانی سیکرٹری سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس بلڈنگ کا کرایہ کتنا ہے اور اب تک کتنا ادا کیا جا چکا ہے؟

جناب سپیکر: انہوں نے بتا دیا ہے۔اب آپ کان بند کر کے بیٹھے ہوئے تھے تو ہم کیا کریں۔

راؤ کاشف رحیم خان: جناب سپیکر! میں ٹوٹل پوچھنا چاہتا ہوں کہ آج تک کتنا کرایہ دیا ہے؟

جناب سپیکر: انہوں نے آپ کو بتا دیا ہے کہ monthly ہم کتنا pay کرتے ہیں، کیا آپ سن نہیں رہے تھے؟اُس وقت آپ گپ شپ میں مصروف تھے۔

راؤ کاشف رحیم خان: جناب سپیکر! میں صرف یہ پوچھنا چاہتا ہوں---

جناب سپیکر: اب کوئی سوال نہیں ہو گا۔ راؤ صاحب! آپ جس سیٹ پر بیٹھے ہوئے ہیں غلط بیٹھے ہوئے ہیں۔

راؤ کاشف رحیم خان: جناب سپیکر! میں نے سوال کرنا ہے۔

جناب سپیکر: آپ کا کوئی ضمنی سوال نہیں بنتا اور پہلے ہی اس کا جواب آ چکا ہے۔ مہربانی کر کے آپ اپنی سیٹ پر چلے جائیں۔اس کو قبول کریں یا reject کریں۔اگلا سوال محترمہ راحیلہ انور صاحبہ کا ہے۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! سوال نمبر822 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع جہلم: جہیز فنڈ کی مد میں تقسیم کی گئی رقم کی تفصیلات

*822: **محترمہ راحیلہ انور:** کیا وزیر سماجی بہبود و بیت المال از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع جہلم میں سال 11-2010 تا 13-2012 میں کتنی رقم جہیز فنڈ کی مد میں تقسیم کی گئی؟

(ب) ان سالوں کے دوران جہیز فنڈ کے لئے کتنی درخواستیں موصول ہوئیں؟

(ج) کتنی درخواستوں پر جہیز فنڈ جاری کیا گیا، کتنی درخواستیں ابھی زیر کارروائی ہیں اور کتنی درخواستیں مسترد کی گئیں ان کیسز کی منظوری کون سی اتھارٹی دیتی ہے؟

وزیر سماجی بہبود و بیت المال (سید ہارون احمد سلطان بخاری):

(الف) ضلع جہلم میں سال 11-2010 تا 13-2012 میں -/20,16,500 روپے کی رقم جہیز فنڈ میں تقسیم کی گئی۔

(ب) ان سالوں کے دوران جہیز فنڈ کے لئے 382 درخواستیں موصول ہوئیں۔

(ج) 226 درخواستوں پر جہیز فنڈ جاری کیا گیا۔ 123 درخواستیں ابھی زیر کارروائی ہیں اور 33 درخواستیں مسترد کی گئیں ان درخواستوں پر ضلعی سکروٹنی کمیٹی کی سفارش پر منظوری دی گئی۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! اس سوال کے جز (الف) کا جواب دیا گیا ہے کہ 20 لاکھ 16 ہزار 5 سو روپے کی رقم جہیز فنڈ میں تقسیم کی گئی۔ میں یہ پوچھنا چاہوں گی کہ فی کس کوئی specific amount دی جاتی ہے یا یہ رقم کس طرح تقسیم کی جاتی ہے اس حوالے سے میرے knowledge کے لئے تھوڑا سا بتا دیں؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب! ذرا بتائیں۔

وزیر سماجی بہبود و بیت المال (سید ہارون احمد سلطان بخاری): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں بیت المال کے حوالے سے آپ کو complete بتا دیتا ہوں کہ ہمارے پاس ٹوٹل سالانہ دس کروڑ روپے کا فنڈ آتا ہے تو اس میں سے بیس فیصد تمام ضلعوں میں equal amount کے ساتھ تقسیم کر دیا جاتا ہے باقی 80 فیصد آبادی کے لحاظ سے تقسیم کیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: کتنے ضلعوں میں؟

وزیر سماجی بہبود و بیت المال (سید ہارون احمد سلطان بخاری): جناب سپیکر! پنجاب کے تمام ضلعوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ انہوں نے specific question جہیز فنڈ کا پوچھا ہے جس کے لئے ٹوٹل 20 لاکھ 16 ہزار 5 سو روپے دیئے گئے ہیں جو دو سالوں کا ہے۔

جناب سپیکر: پانچ سو کی رقم بھی ہے؟

وزیر سماجی بہبود و بیت المال (سید ہارون احمد سلطان بخاری): جی، پانچ سو کی amount بھی ہے۔ اسی طرح سال 12-2011 کا بھی بتا دیتا ہوں کہ 9 لاکھ 60 ہزار ہے، 13-2012 میں 10 لاکھ 55 ہزار 5 سو ہے اور کل 226 لوگوں کو یہ فنڈ دیا گیا ہے۔ اس میں لکھا نہیں گیا مگر مزید 32 لوگوں کو بھی دیا گیا ہے۔ اس کا طریق کار یہ ہے کہ چار یا پانچ آدمیوں کی ایک ضلعی کمیٹی ہوتی ہے جس کو آپ شادی فنڈ بھی کہہ سکتے ہیں۔ یہ فنڈ تقریباً پانچ سے دس ہزار روپے تک اس وقت دیا گیا ہے لیکن 35 ہزار تک بھی دیا جا سکتا ہے۔ اس کے اندر ہوتا یوں ہے کہ جب شادی ہو جائے تو نکاح نامہ 90 دن کے اندر اندر ہمیں دینا پڑتا ہے اس کے بعد یہ سارا کچھ ہوتا ہے مگر بعد میں دے دیا جائے تب بھی کوئی بات نہیں ہوتی۔ میں نے اس فنڈ کا طریق کار بتایا ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ انہوں نے جو سوال کیا ہے بالکل valid سوال ہے مگر اس کے طریق کار میں اتنی clarity نہیں ہے۔ مجھے اس محکمے کا چارج سنبھالے دو تین مہینے ہوئے ہیں، میں نے آتے ہی دس دسمبر کو اس کی میٹنگ لی تھی اور کہا کہ یہ سسٹم مجھے صحیح طریقے سے سمجھ نہیں آ رہا۔ اس کے اندر ہم نے اطلاعات والوں کے ساتھ مل کر ایک software develop کروایا ہے، اب الحمدللہ software develop بھی ہو گیا ہے اور ہم نے اپنے عملے کو ٹریننگ کے لئے بھی بھیج دیا ہے۔ انشاءاللہ تعالیٰ یہ سب کچھ ایک software کے اندر آ جائے گا جو پورے پنجاب کے ساتھ connect ہو جائے گا۔ کوئی آدمی یا ممبر انٹرنیٹ پر جا کر دیکھ سکتا ہے کہ اس بندے کو کتنے پیسے ملے ہیں؟

MR SPEAKER: Order in the House.

وزیر سماجی بہبود و بیت المال (سید ہارون احمد سلطان بخاری): جناب سپیکر! اس software کی وجہ سے سب سے بڑا فائدہ یہ ہوگا کہ اس کے اندر repetition نہیں ہوگی کیونکہ کئی لوگ زکوٰۃ و عشر سے بھی پیسے لیتے ہیں اور اس محکمے سے بھی لے لیتے ہیں۔ اس پروگرام سے یہ فائدہ ہو جاتا ہے کہ clarity ہو گی اور سال میں ایک دفعہ لے سکتے ہیں۔ شکریہ

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! منسٹر صاحب نے جس طرح جز(ج) کا کافی وضاحت سے جواب دیا ہے کہ کمیٹی کی سفارش پر منظوری دی جاتی ہے۔ میں پوچھنا چاہوں گی کہ یہ کمیٹی کے ممبران کون ہوتے ہیں؟

وزیر سماجی بہبود و بیت المال (سید ہارون احمد سلطان بخاری): جناب سپیکر! کمیٹی میں جتنے مرضی ممبر ہو سکتے ہیں اور ہر ضلع میں مختلف ہیں لیکن جو یہ select کرتے ہیں اس کے لئے چار یا پانچ ممبران پر مشتمل کمیٹی بنادی جاتی ہے جس میں ہمارا ڈسٹرکٹ آفیسر سوشل ویلفیئر، سیکرٹری اور باقی ممبران ہوتے ہیں۔ ویسے اس کمیٹی میں دو females ہوتی ہیں، ایک اقلیتی ہوتا ہے اور باقی جتنے مرضی ممبران ہوں لیکن یہ کمیٹی چار یا پانچ لوگوں کی ہوتی ہے جو اس کو decide کرتی ہے۔ چیئرمین اس کمیٹی کا head ہوتا ہے۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! یہ decide کیا جاتا ہے کہ کمیٹی میں کتنے ممبران ہوں گے جس طرح یہ کہہ رہے ہیں کہ چار بھی ہو سکتے ہیں، پانچ بھی ہو سکتے ہیں اور سو بھی ہو سکتے ہیں لہذا یہ کون decide کرتا ہے اور کس طرح ہوتا ہوگا کیونکہ اس کی وجہ سے بہت سی problems آتی ہیں۔ ہمیں بھی day to day ان چیزوں کا تجربہ ہو چکا ہے اس لئے kindly ذرا بتا دیا جائے۔

وزیر سماجی بہبود و بیت المال (سید ہارون احمد سلطان بخاری): جناب سپیکر! میں نے سب سے پہلے یہ بات کی تھی کہ انہوں نے بڑا valid سوال اٹھایا ہے۔ اس سسٹم کو تھوڑا ٹھیک کرنے کی ضرورت تھی۔ جب ہم اس کو computerized کر لیں گے تو مکمل clarity کے ساتھ ہر چیز سب کے سامنے آ جائے گی، کوئی چیز چھپ نہیں سکے گی اور repetition نہیں ہو سکے گی۔ پنجاب کی ایک بیت المال کمیٹی ہے پھر اس کے قوانین بنے ہوئے ہیں جس کے تحت وہ کمیٹی فیصلہ کرتی ہے کہ یہ چار ممبر اس ضلع کے یہ لوگ ہوں گے جو بالکل میرٹ پر ہوتا ہے۔ جزاک اللہ۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! میرا سوال ابھی مکمل نہیں ہوا اور منسٹر صاحب نے جواب بھی مکمل نہیں دیا۔ مہربانی فرما کر صرف یہ بتادیں کہ ان لوگوں کو چُنتا کون ہے ؟

وزیر سماجی بہبود و بیت المال (سید ہارون احمد سلطان بخاری): جناب سپیکر! میں نے بتایا ہے کہ وہاں پر جو لوگ سماجی کام کر رہے ہوتے ہیں ان لوگوں کو چُننے کے لئے ایک طریق کار ہے اس حوالے سے آپ میرے پاس آ جائیں میں آپ کو بیت المال کے قواعد کی کتاب دکھادوں گا۔ اس کتاب کے اندر ایک ایک چیز موجود ہے کہ اس کا کردار ٹھیک ہونا چاہئے اور social activity ہونی چاہئے تب اُن لوگوں کو اس کمیٹی میں لے کر آتے ہیں۔ وہ لوگ ہم میں سے ہی ہوتے ہیں، وہ بھی انسان ہیں جو پنجاب کے باشندے ہیں جیسے ہم بھی ہیں۔ وہ یہیں کے لوگ ہوتے ہیں بلکہ آپ کے اپنے ضلع سے ہوتے ہیں۔ جیسے ان کے ضلع کی بات ہو رہی ہے تو ان کے ضلع سے ہی وہ بندے ہوں گے باہر کے ضلع کا کوئی آدمی نہیں ہوتا۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! ایک سادہ سی بات ہے۔ ایک سوال پوچھا جا رہا ہے کہ بندے کون چُن رہا ہے جس کا ابھی تک جواب نہیں دیا گیا۔ یہ ذرا identify کریں کہ کون سی ایسی شخصیت ہے جو چُنتی ہے ؟

وزیر سماجی بہبود و بیت المال (سید ہارون احمد سلطان بخاری): جناب سپیکر! پنجاب بیت المال کونسل ہے جو ان چار آدمیوں کو randomly چُن لیتی ہے۔

DR MURAD RAAS: This is the answer.

وزیر سماجی بہبود و بیت المال (سید ہارون احمد سلطان بخاری): کیا اب آپ satisfy ہو گئے؟

ڈاکٹر مراد راس: جی، ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال میاں نصیر احمد صاحب کا ہے۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! سوال نمبر 11 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

صوبہ میں خاندانی منصوبہ بندی کی تشہیری مہم و دیگر تفصیلات

*11: **میاں نصیر احمد:** کیا وزیر بہبود آبادی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ خاندانی منصوبہ بندی کے لئے مرد و خواتین کے لئے مختلف طریقے تجویز کرتا ہے، ان سے متعلق ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ خاندانی منصوبہ بندی اور شرح پیدائش میں کمی لانے کے لئے تشہیری مہم کا سہارا لیا جاتا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ محکمے کا زیادہ بجٹ تشہیری مہم پر خرچ ہوتا ہے تشہیری مہم پر مالی سال 2012-13 میں مختص کی جانے والی رقم سے بھی ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ خاندانی منصوبہ بندی کے مختلف طریقوں پر عمل کرنے والے مرد و خواتین مختلف بیماریوں کا شکار ہو جاتے ہیں؟

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ محکمہ کی طرف سے خاندانی منصوبہ بندی کے طریقوں پر عمل کرنے والے مرد و خواتین کو کوئی مالی فائدہ بھی دیا جاتا ہے اگر ہاں تو اس کی تفصیل سے بھی ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر بہبود آبادی (محترمہ ذکیہ شاہنواز خان):

(الف) محکمہ بہبود آبادی مرد و خواتین کے لئے خاندانی منصوبہ بندی کے مختلف طریقے تجویز کرتا ہے جو کہ درج ذیل ہیں:

برائے مرد حضرات:

(1) کنڈوم (عارضی طریقہ)

(2) نس بندی (مردوں کا آپریشن) (مستقل طریقہ)

برائے خواتین:

عارضی طریقے

(1) مانع حمل گولیاں

(2) مانع حمل ٹیکے

(3) رحم میں رکھنے والا چھلہ

(4) مانع حمل امپلانٹس

مستقل طریقہ

(1) نل بندی (عورتوں کا آپریشن)

(ب) خاندانی منصوبہ بندی اور شرح پیدائش میں کمی لانے کے لئے تشہیری مہم کا بھی سہارا لیا جاتا ہے اور تشہیری مہم پانچ سالہ منصوبہ 15-2010 کا ایک جزہے۔

(ج) یہ درست نہیں کہ محکمے کا زیادہ بجٹ تشہیری مہم پر خرچ ہوتا ہے۔ رواں مالی سال 13-2012 میں محکمہ بہبود آبادی کو جاری کئے گئے کل بجٹ 2357.54 ملین روپے میں سے تشہیری مہم کے لئے صرف 10.243 ملین روپے مختص کئے گئے ہیں۔

(د) یہ درست نہیں ہے۔

(ہ) محکمہ کی جانب سے خاندانی منصوبہ بندی کے طریقوں پر عمل کرنے والے مرد وخواتین کو کوئی مالی فائدہ نہیں دیا جاتا۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! منسٹر صاحبہ نے بڑی تفصیل کے ساتھ چیزیں بیان کی ہیں۔ میرے سوال کا ذرا مقصد سمجھ لیجئے گا۔ گزارش یہ ہے کہ منسٹر صاحبہ نے فرمایا کہ یقیناً ایجوکیشن کی ratio بھی یہاں پر کم ہے اور اقتصادی مسائل بھی ہیں مگر میرا سوال یہ ہے کہ اگر اقتصادی مسائل بھی رہتے ہیں، خدا نہ کرے ایجوکیشن کی ratio سات سے دس فیصد رہتی ہے تو ہمارے اس ڈیپارٹمنٹ نے کوئی منصوبہ بندی کی ہوئی ہے کہ موجودہ حالات کے اندر رہتے ہوئے ہم نے اس ڈیپارٹمنٹ کی بہتری کیسے کرنی ہے یا کیا یہ باقی تمام محکموں سے relate رہے گا کہ وہ بہتری کریں تو یہاں بہتری آئے گی؟

جناب سپیکر: وہ سن لیں گے اور انہوں نے جو کچھ کیا ہوگا بہتر ہوگا۔ منسٹر صاحبہ! آپ بتا دیں کہ اس بارے میں کام کر رہی ہیں؟

وزیر بہبود آبادی (محترمہ ذکیہ شاہنواز خان): جی، کام ہو رہا ہے۔

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔ اگلا سوال محترمہ راحیلہ انور صاحبہ کا ہے۔ سوال نمبر بولئے گا۔

محترمہ راحیلہ انور: شکریہ۔ جناب سپیکر! میرے سوال کا نمبر 823 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

جہلم سے جاری ہونے والے رسالہ جات وروزناموں کی تفصیلات

*823: محترمہ راحیلہ انور: کیا وزیر اطلاعات وثقافت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) جہلم میں کتنے روزنامے، ہفت روزہ اور ماہنامہ رسالے شائع ہوتے ہیں؟
(ب) ان میں سے جو باقاعدہ محکمہ سے رجسٹریشن کے بعد شائع ہو رہے ہیں، ان کے نام بتائیں؟
(ج) کتنے ابھی تک محکمہ سے رجسٹریشن کے بغیر شائع ہو رہے ہیں؟
(د) مذکورہ جریدوں کو گزشتہ تین سال میں کتنی مالیت کے اشتہارات حکومت کی طرف سے دیئے گئے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے اطلاعات وثقافت (رانا محمد ارشد):

(الف) 1۔ ضلع جہلم میں شائع ہونے والے اخبارات و جرائد کی تعداد درج ذیل ہے:۔
روزنامے 4، ہفت روزہ 23، پندرہ روزہ 9، ماہنامے 28، سہ ماہی 4، سال نامہ 1 کل تعداد 69 ہے۔
(ب) ضلع جہلم میں اخبارات و جرائد کی لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے اور یہ تمام اخبارات و جرائد ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ/ڈسٹرکٹ کوآرڈینیشن آفیسر سے منظوری/ڈیکلریشن جاری ہونے کے بعد شائع ہو رہے ہیں۔
(ج) محکمہ کے پاس بغیر رجسٹریشن و غیر قانونی طور پر شائع ہونے والے اخبارات و جرائد کی ابھی تک کوئی اطلاع و شکایت موجود نہ ہے۔
(د) گزشتہ تین سالوں میں جہلم سے شائع ہونے والے کسی اخبار یا جریدے کو کوئی اشتہار جاری نہ کیا گیا۔

محترمہ راحیلہ انور: میں اس سوال کے جواب سے مطمئن ہوں۔ شکریہ

جناب سپیکر: آپ جواب سے مطمئن ہیں؟

محترمہ راحیلہ انور: جی، جناب سپیکر! میں مطمئن ہوں۔ شکریہ

جناب سپیکر: اگلا سوال سردار وقاص حسن موکل صاحب!

سردار وقاص حسن موکل: شکریہ۔ جناب سپیکر! میرے سوال کا نمبر 1016 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

فیصل آباد: چک388گ ب میں دستکاری سکول قائم کرنے کی تفصیلات

*1016: سردار وقاص حسن موکل: کیا وزیر سماجی بہبود و بیت المال ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ چک388گ ب سمندری فیصل آباد میں بچیوں کے لئے کوئی دستکاری سکول نہ ہے؟

(ب) کیا حکومت مذکورہ علاقے میں فوری دستکاری سنٹر قائم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر سماجی بہبود و بیت المال (سید ہارون احمد سلطان بخاری):

(الف) ہاں یہ درست ہے کہ چک نمبر388 گ ب سمندری فیصل آباد میں بچیوں کے لئے کوئی دستکاری سکول نہ ہے۔

(ب) محکمہ کے پاس دستکاری سنٹر قائم کرنے کا باقاعدہ بجٹ نہیں ہوتا۔ محکمہ NGO'sکے توسط سے دستکاری سنٹر قائم کرتا ہے اور اس چک میں کوئیNGO رجسٹرڈ نہ ہے۔ اگر چک کے لوگ چاہیں توNGO رجسٹر کرواکر دستکاری سنٹر بنا سکتے ہیں اور اس سلسلے میں متعلقہ آفیسر تحصیل سمندری کو ہدایات جاری کر دی گئی ہیں کہ علاقہ میں NGO رجسٹرڈ کرواکر کارروائی عمل میں لائیں۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! اس کے جز(ب) میں لکھا ہے کہ محکمہ NGO کے توسط سے دستکاری سنٹر قائم کرنا چاہتا ہے اس چک میں کوئیNGO رجسٹرڈ نہ ہے تو میرا سوال یہ ہے کہ این جی او کا مطلب ہی Non Government Organization ہے اور اگر NGO ہے یا نہیں ہے تو اس کا حکومت کی اس چیز سے تو کوئی تعلق نہیں ہونا چاہئے کہ وہاں پر دستکاری سکول بنے یا نہ بنے۔ کیا اس سے یہ مطلب لیا جائے کہ جہاں جہاں پر این جی اوزoperate کر رہی ہیں وہاں پر حکومت ان کی dependent ہے اور نہیں کرے گی یا حکومت اس چیز کو اپنا لینے کا کوئی ارادہ رکھتی ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر سماجی بہبود و بیت المال (سید ہارون احمد سلطان بخاری): جناب سپیکر! سب سے پہلے تو میں یہ بتانا چاہوں گا کہ این جی اوز محکمہ سوشل ویلفیئر کی backbone ہیں اور یہ محکمہ چلتا ہی این جی اوز کی

base پر ہے اور ہم این جی اوز ہی کو support کرتے ہیں، ان سے تمام چیزیں کرواتے ہیں لیکن ان کا یہ valid point ہے اور انہیں سوال تھوڑا سا یوں پوچھنا چاہئے تھا کہ فیصل آباد میں کیا کیا ہے؟ اب اس میں کوئی شک نہیں کہ لاہور کے بعد سب سے بڑا ضلع فیصل آباد ہے اور میں آپ کو ایک چیز بتانا چاہتا ہوں کہ وہاں پر پہلے ہی صنعت زار کام کر رہا ہے لیکن پھر بھی ہم نے جیسے باقی جگہوں پر بہت زیادہ کام کیا ہوا ہے تو وہاں پر ہم نے وومن ڈویلپمنٹ سنٹر کا PC-I approve کر لیا ہے جس کی amount بھی 152 ملین روپے ہے چونکہ PC-I منظور ہو گیا ہے اس لئے بہت جلد کام شروع ہو جائے گا۔ آپ جس جگہ کی specific بات کر رہے تھے تو وہاں سے بھی بچیاں آئیں گی جو کہ وہاں پر رہ بھی سکیں گی اور انہیں ہنر سکھایا جائے گا۔ یہاں لاہور میں بھی ہمارا ایک وومن ڈویلپمنٹ سنٹر ہے جسے کبھی جا کر دیکھیں تو دل خوش ہو جاتا ہے کہ سوشل ویلفیئر ڈیپارٹمنٹ اتنا کام کر رہا ہے عورتوں کو اتنا ہنر مند بنایا جا رہا ہے plus انہیں یہ بھی support کرتا ہے کہ ان کو job بھی ڈھونڈ کر دیتا ہے۔ میں انہیں ابھی بھی on the floor of the House یقین دلاتا ہوں کہ اگر یہ وہاں کی این جی اوز کو اکٹھا کر لیں، وہاں کے نوجوانوں کو اکٹھا کر لیں جن کی رجسٹریشن بھی ہمارے پاس ہونی ہے تو میں انہیں بآسانی رجسٹرڈ بھی کروا کر دوں گا۔ میں اس ایوان میں ان سے promise کرتا ہوں کہ انہیں technically complete support دوں گا اور اگر یہ کہیں گے کہ کوئی مشینری چاہئے تو وہ بھی بیت المال سے لا کر دوں گا۔ جزاک اللہ۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! وزیر موصوف نے جو بات کی میں ان سے اتفاق کرتا ہوں لیکن بنیادی سوال یہ ہے کہ ابھی تک یہ کیوں نہیں ہوا؟ کیا یہ سوال کرنے کے بعد ہی سارا کچھ ہونا ہے کیونکہ ان کے کہنے کے مطابق سوشل ڈویلپمنٹ dependent ہی این جی اوز کے اوپر ہے تو پھر ابھی تک اس dependency کو کیوں نہیں لیا گیا؟ کیا سوال raise کرنے تک ہی بات کو لینا تھا یا اب کیا ہونا ہے؟

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! ان کے مطابق یہی ہے کہ این جی اوز کے ساتھ یہ کام کرتے ہیں اور اب ان کی بات یہ ہے کہ فیصل آباد میں وہ سکول بن رہا ہے تو بڑی اچھی بات ہے لیکن اس کے بعد میں ان سے یہ تاریخ لینا چاہوں گا کہ اسے پایۂ تکمیل تک پہنچانے میں کتنا وقت لگے گا، اس particular جگہ جو کہ چک نمبر 388 گ،ب میں ہے تو یہ پراجیکٹ کتنے وقت میں مکمل ہو سکے گا؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر سماجی بہبود و بیت المال (سید ہارون احمد سلطان بخاری): جناب سپیکر! میں on the floor of the House وہی بات کروں گا جو حقیقت پر ہو گی۔ PC-I approve ہو گیا ہے انشاء اللہ تعالیٰ میں اس پر پورا زور لگاؤں گا، اسے take up کروں گا اور جلد سے جلد کام شروع کراؤں گا اور جب final payment release ہو کر آ جائے گی تو ہم انشاء اللہ تعالیٰ تین سال کے اندر اندر مکمل کر دیں گے لیکن بات یہ ہے کہ یہاں پر پورے پاکستان کے اندر کوئی بھی کام ہو رہا ہوتا ہے، grass roots level تک نہیں جاتا، ہمیں دین بھی یہی سکھاتا ہے کہ ہم سب مل کر ایک کام کریں۔ این جی اوز بنانے میں انہیں کیا اعتراض ہے؟ اگر وہاں کے دو چار نوجوان لڑکے اکٹھے کر کے ایک این جی او بنا لیں جس پر کوئی پیسے تو نہیں لگنے۔ میں on the floor of the House کہہ رہا ہوں کہ میں تمام چیزوں کے حوالے سے انہیں support کروں گا۔ میں آپ کو یہ بھی بتانا چاہوں گا کہ اگر وہاں پر کوئی ٹیچر رکھا جاتا ہے تو اس کے پیسے بھی ہمارا محکمہ سوشل ویلفیئر 1500 روپے مہینہ دیتا ہے۔ وہاں پر جتنی بچیاں کام کریں گی انہیں کام بھی لا کر دیا جائے گا plus ان کے کام کو ڈسپلے سنٹرز کے اندر show کیا جائے گا اور انہیں آگے بھی کام دیا جائے گا۔ یہی نہیں سوشل ویلفیئر ڈیپارٹمنٹ بہت کام کر رہا ہے لیکن مسئلہ یہ ہے کہ projection تھوڑی سی کم ہے۔ اب میں آ گیا ہوں اور انشاء اللہ تعالیٰ آپ کے ہوتے ہوئے projection کریں گے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! سوال صرف اس وجہ سے کرنا چاہتا ہوں کہ منسٹر صاحب نے کہا کہ لاہور میں سوشل ویلفیئر ڈیپارٹمنٹ کا کام دیکھ کر "طبیعت خوش ہو جاتی ہے۔" میں صرف یہ سوال کرنا چاہتا ہوں اور میں نے اس پر بولنا نہیں تھا لیکن۔۔۔

جناب سپیکر: چلیں، نہ بولیں، میں کب کہتا ہوں کہ آپ بولیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میری عرض سن لیں کہ یہ طبیعت اس وقت بھی خوش ہونی چاہئے جب ٹریفک سگنل پر نوجوان عورتیں بھیک مانگتی ہیں۔ کیا سوشل ویلفیئر ڈیپارٹمنٹ سو رہا ہے، لاہور کے کتنے dark corners ہیں جن کے اندر عورتوں کا کام ہو رہا ہے، وہاں پر محکمہ سو رہا ہے؟ سروسز ہسپتال کے سامنے ریس کورس کا جتنا علاقہ ہے یہاں پر رات کو عورتیں کیا کر رہی ہیں، کیا محکمہ سو رہا ہے؟ یہ جو

کہتے ہیں کہ محکمہ بہت زبردست کام کر رہا ہے لیکن میرے خیال میں محکمہ کچھ نہیں کر رہا اور اگر اسے کہیں دیکھنا ہے تو ٹریفک سگنل پر نوجوان عورتیں اچانک مانگنے آ جاتی ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! آپ ضمنی سوال کریں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میری عرض سن لیں کہ اگر یہ کہہ رہے ہیں تو ان عورتوں کے لئے کیا کچھ ہو رہا ہے؟ میرا سوال یہ ہے۔ لاہور میں گیسٹ ہاؤسز کی جو تعداد بڑھ رہی ہے تو کیا سوشل ویلفیئر ڈیپارٹمنٹ ان عورتوں کے لئے کچھ کرنا چاہتا ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر سماجی بہبود و بیت المال (سید ہارون احمد سلطان بخاری): جناب سپیکر! یہ fresh question بنتا ہے لیکن میں ان کی عزت کرتا ہوں۔۔۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اگر وزیر موصوف نہ کہتے کہ سوشل ویلفیئر ڈیپارٹمنٹ "طبیعت خوش کر رہا ہے" تو میں کبھی نہ بولتا۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! جو پراجیکٹ یہ چلا رہے ہیں کیا آپ نے اسے دیکھا ہے؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں نے سنٹر کو کیا دیکھنا ہے کیونکہ میں نے practical ground reality دیکھنی ہے اور آپ میرے ساتھ چلیں، میں اور آپ دونوں چلتے ہیں۔

جناب سپیکر: مہربانی۔

شیخ علاؤالدین: نہیں، نہیں۔ اس طرح نہیں آج ہم دونوں چلتے ہیں۔ میں آپ کو dark areas of Lahore گزرتے ہوئے دکھاتا ہوں کہ یہ کیا ہو رہا ہے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں اسے رہنے دیں۔

وزیر سماجی بہبود و بیت المال (سید ہارون احمد سلطان بخاری): جناب سپیکر! شیخ صاحب میرے پرانے ساتھی ہیں اور ہم لوگ شروع سے ممبر اسمبلی آ رہے ہیں۔ بات یہ ہے کہ میں on the floor of the House کہہ رہا ہوں کہ please میں انہیں assist کروں گا اور یہ جیسے مجھے گائیڈ کریں گے میں ویسے ہی چلنے کی کوشش کروں گا، یہ مجھے وقت دیں۔ یہ جب اسمبلی سے جاتے ہیں تو اس کے بعد یہ صرف اپنا ٹویوٹا کا show room چلاتے ہیں۔ (قہقہہ)

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں حکومت سے چائے تک نہیں پیتا اور الحمد للہ میں نے بھی رزق حلال کمانا ہے۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔ یہاں پر بیٹھے ہوئے سب ہی اللہ کے فضل و کرم سے رزق حلال کھاتے ہیں۔ ایسی بات نہ کریں۔ اگلا سوال فیضان خالد ورک صاحب کا ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے اس لئے dispose of کیا جاتا ہے۔

(اذانِ مغرب)

جناب سپیکر: نماز مغرب کے لئے آدھے گھنٹہ کا وقفہ کیا جاتا ہے۔

(اس مرحلہ پر نماز مغرب کے لئے اجلاس
کی کارروائی آدھ گھنٹہ کے لئے ملتوی کی گئی)

(نماز مغرب کے وقفہ کے بعد جناب سپیکر 6 بج کر 30 منٹ
پر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر: اگلا سوال جاوید اختر صاحب کا ہے۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! ان کے ایماء پر سوال نمبر 1342 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

(معزز ممبر نے جناب جاوید اختر کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور: آرٹس کونسل کی پی ٹی وی کی طرف واجب الادا رقم کی تفصیلات

*1342: جناب جاوید اختر: کیا وزیر اطلاعات و ثقافت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) لاہور آرٹس کونسل کی پی ٹی وی کی طرف کل کتنی رقم کب سے واجب الادا ہے؟

(ب) لاہور آرٹس کونسل کی انتظامیہ نے پی ٹی وی انتظامیہ سے مذکورہ رقم واپس لینے کے لئے جو اقدامات اٹھائے ان کی تفصیل سے آگاہ کریں؟

(ج) لاہور آرٹس کونسل کے اعلیٰ حکام نے پی ٹی وی کو اپنی رقم کی واپسی کے لئے کتنے مراسلہ یاددہانی بھجوائے ان کی علیحدہ علیحدہ مراسلہ وار تفصیل فراہم کریں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے اطلاعات وثقافت (رانا محمد ارشد):

(الف) لاہور آرٹس کونسل کی پی ٹی وی کی طرف اگست 2013 تک مبلغ -/2,852,000 روپے واجب الادا ہیں۔

(ب) لاہور آرٹس کونسل کی انتظامیہ نے متعدد بار یاددہانی چٹھی جنرل منیجر، پی ٹی وی کے نام جاری کی جس کی تفصیل پرچم (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) 19-فروری 2013 سے 26-اگست 2013 تک کل پانچ عدد مراسلہ جات یاددہانی جنرل منیجر پی ٹی وی لاہور کو بھجوائے گئے اور زبانی طور پر بھی متعدد بار ڈپٹی ڈائریکٹر (پروگرامز) نے جنرل منیجر پی ٹی وی، پروڈیوسر اور میزبان پروگرام طارق عزیز کو رقم کی ادائیگی کے لئے کہا لیکن تاحال بقایا رقم مبلغ -/2,852,000 روپے پی ٹی وی انتظامیہ نے ادا نہیں کئے۔ تفصیل پرچم (ب) ایوان کی پر رکھ دی گئی ہے۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! جواب کے جز (الف) میں کہا گیا ہے کہ "لاہور آرٹس کونسل کے پی ٹی وی کی طرف اگست 2013 تک مبلغ -/2,852,000 روپے واجب الادا ہیں۔" میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ رقم کب سے due ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے اطلاعات وثقافت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! پی ٹی وی کے طارق عزیز شو کی ریکارڈنگ الحمرا آرٹس کونسل لاہور میں ہوتی ہے اور اس کے dues واجب الادا ہیں۔ یہ واجبات 2011 سے بعد کے ہیں۔ اس حوالے سے لاہور آرٹس کونسل نے پی۔ ٹی۔ وی انتظامیہ کو تقریباً پانچ خطوط لکھے اور اب الحمدللہ یہ ادائیگی شروع ہو چکی ہے۔ ان کو پہلی قسط کے طور پر ساڑھے تین لاکھ روپے کا چیک موصول ہو چکا ہے اور یہ طے ہوا ہے کہ ہر مہینے کی پہلی سے دس تاریخ تک قسط ادا کی جائے گی۔ اسی کے مطابق انشاء اللہ دوسری قسط دو تین دن کے اندر مل جائے گی۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! میرا دوسرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا یہ پوری رقم اسی سال میں payoff کر دی جائے گی؟ اگر تین لاکھ روپے ہر مہینے ادا کئے جائیں تو پھر یہ ساری رقم آٹھ مہینوں میں ادا ہو جانی چاہئے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے اطلاعات وثقافت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! انشاء اللہ یہ installments ہمیں continually آتی رہیں گی۔ ہم نے ان کے سینئر افسران اور چیئرمین صاحب سے رابطہ کیا

ہے۔اب hopefully اس understanding پر عملدرآمد ہوگا اور یہ recovery مکمل ہو جائے گی۔

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! پی ٹی وی ایک بڑا ادارہ ہے اور اسے اٹھائیس لاکھ روپے دیتے ہوئے کوئی امر مانع نہیں ہونا چاہئے۔ چلیں، اگر installments میں دے رہے ہیں تو پھر بھی ٹھیک ہے۔ میں امید کروں گا کہ اس سال میں یہ ادائیگی ہو جائے گی۔

جناب سپیکر: جی، انشاء اللہ تعالیٰ ہو جائے گی۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب کہہ رہے ہیں کہ یہ ادائیگی اسی سال ہو جائے گی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے اطلاعات وثقافت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! طارق عزیز شو کی ریکارڈنگ سابقہ ایم این اے طارق عزیز صاحب کرتے ہیں۔ ان واجبات کی recovery ہو رہی ہے، یہ process انشاء اللہ چلتا رہے گا اور hopefully یہ رقم بروقت مل جائے گی۔

جناب سپیکر: اگلا سوال محترمہ لبنیٰ ریحان صاحبہ کا ہے۔۔۔وہ موجود نہیں ہیں۔ لہذا اس سوال کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال محترمہ نگہت شیخ صاحبہ کا ہے۔

محترمہ نگہت شیخ: سوال نمبر 2318۔ اس کا جواب ہی نہیں دیا گیا۔

جناب سپیکر: اس کا جواب کیوں نہیں آیا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے اطلاعات وثقافت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! اس سوال کا جواب انشاء اللہ اگلے اجلاس میں دے دیا جائے گا۔ آپ اس سوال کو pending فرما دیں۔

جناب سپیکر: آج اس سوال کا جواب کیوں نہیں دیا گیا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے اطلاعات وثقافت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! اس سوال کے بارے میں جو جواب دیا گیا اس پر میں خود بھی مطمئن نہیں تھا۔ میں نے اس کا تفصیلی جواب منگوایا ہے اور انشاء اللہ اس کا مکمل جواب اگلے اجلاس میں دے دیا جائے گا۔

جناب سپیکر: مجھے بتائیں کہ اس کو pending کس طرح کیا جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے اطلاعات وثقافت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! میں گزارش کرتا ہوں کہ اس سوال کو اگلے اجلاس تک کے لئے pending کر دیا جائے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اس کو medical ground پر pending کر دیں۔(قہقہے)

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! آپ کے محکمہ کی طرف سے اس سوال کا جواب نہیں آیا لہذا آپ اس کا notice لیں اور پھر اس بارے میں ایوان کو بھی آگاہ کریں۔ جنہوں نے جواب نہیں دیا ان کے خلاف کارروائی آپ ہی کریں اگر میں یہاں اسمبلی میں کوئی بات کروں گا پھر تو اچھا نہیں لگے گا۔ آپ اس بارے میں ایکشن لیں اور پھر ایوان میں رپورٹ پیش کریں۔ اس سوال کو pending کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال محترمہ لبنیٰ ریحان کا ہے۔۔۔ وہ موجود نہیں ہیں۔ اس سوال کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب کا ہے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! ان کے ایماء پر سوال نمبر 2445 ہے، اس سوال کا جواب نہیں دیا گیا۔ (معزز ممبر نے ڈاکٹر وسیم اختر کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: کیا اس سوال کا جواب بھی نہیں آیا؟

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید) جناب سپیکر! اس سوال کا جواب بھی نہیں دیا گیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت ہی اہم مسئلہ ہے۔ آج ہم یہ دیکھتے ہیں کہ چھوٹا سا کام ہوتا ہے تو اس حوالے سے کروڑوں روپے کی تشہیری مہم اخبارات، ٹیلی ویژن اور ریڈیو پر آ جاتی ہے۔ یہ جو Youth Festival ہو رہا ہے اس کا آدھا بجٹ اشتہار بازی کی نذر ہو رہا ہے۔ پورے پنجاب کے اندر گلی گلی اور گاؤں گاؤں اس کی تشہیر ہو رہی ہے۔ اخبارات میں آدھے آدھے صفحے کے اشتہار دیئے جا رہے ہیں۔ یہ سوال انتہائی اہم نوعیت کا ہے لیکن اس کا جواب ہی نہیں دیا گیا۔ ذرا پارلیمانی سیکرٹری صاحب بتا دیں کہ اس کا جواب کیوں نہیں آیا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے اطلاعات وثقافت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! اس سوال کا جو جواب آیا میں اس سے پوری طرح مطمئن نہیں تھا اس لئے آپ سے درخواست ہے کہ اس سوال کو اگلے اجلاس تک کے لئے pending فرما دیں۔ انشاء اللہ ہم اس کا جواب ضرور دیں گے۔

جناب سپیکر: یہ سوال کن سے متعلقہ ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے اطلاعات وثقافت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! یہ سوال ڈی جی پی آر سے متعلقہ ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ نگہت شیخ کے سوال نمبر2318 سے متعلق میں نے پہلے جو حکم دیا ہے وہی اس سوال کے بارے میں بھی چلے گا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے اطلاعات وثقافت (رانا محمد ارشد): جی، ٹھیک ہے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمودالرشید): جناب سپیکر! 11۔ ستمبر 2013 کو یہ سوال موصول ہوا تھا۔ اب پانچ چھ ماہ کا عرصہ گزرنے کے باوجود بھی اس کا جواب نہیں آیا۔

جناب سپیکر: اس کا جواب تین ماہ کے اندر اندر آنا چاہئے تھا اور یہ اس کی violation ہے۔ ہمیں اس چیز کا notice لینا پڑے گا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے اطلاعات وثقافت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! میں آپ کی direction کے مطابق اس کا notice لیتا ہوں اور پھر آپ کو inform بھی کروں گا۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمودالرشید): جناب سپیکر! ابھی یہ اجلاس چلنا ہے لہذا میں چاہوں گا کہ اس سوال کا جواب اسی اجلاس میں آجائے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے اطلاعات وثقافت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! انشاء اللہ اسی اجلاس میں after two days اس کا جواب دے دیا جائے گا۔

جناب سپیکر: کیا ہم ان دونوں سوالوں کے جواب کے لئے کوئی date fix کردیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے اطلاعات وثقافت (رانا محمد ارشد): جی، آپ ان دونوں سوالوں کے جواب کے لئے بے شک کوئی date fix کردیں۔

جناب سپیکر: آپ ان دونوں سوالوں کا جواب next Monday کو ایوان میں پیش کریں گے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے اطلاعات وثقافت (رانا محمد ارشد): جی، ٹھیک ہے۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: اگلا سوال لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) سردار محمد ایوب خان صاحب کا ہے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! ان کے ایماء پر سوال نمبر1473 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز ممبر نے لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) سردار محمد ایواب خان کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پنجاب کے دارالامانوں کی ری ماڈلنگ کی تفصیلات

*1473: لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) سردار محمد ایوب خان: کیا وزیر سماجی بہبود و بیت المال ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب کے 37 دارالامانوں کی ری ماڈلنگ کی سکیم بنائی گئی تھی؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ جنوری 2012 میں ری ماڈلنگ کی سکیم کی منظوری بھی دے دی گئی تھی؟

(ج) کیا درج بالا تمام دارالامان کی ری ماڈلنگ کی سکیم کی منظوری دینے کے بعد فنڈز رکھے گئے تھے؟

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ان دارالامانوں کی ری ماڈلنگ کے لئے فنڈز جاری کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو وجوہات سے آگاہ فرمایا جائے؟

وزیر سماجی بہبود و بیت المال (سید ہارون احمد سلطان بخاری):

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے کہ پنجاب کے 36 دارالامانوں کے لئے ری ماڈلنگ کی سکیم بنائی گئی تھی۔

(ب) یہ درست نہ ہے بلکہ اس سکیم کی منظوری جنوری 2013 میں دی گئی تھی۔

(ج) اس سکیم کے لئے سال 13-2012 میں 50 ملین رکھے گئے تھے تاہم جنوری 2013 میں سکیم کی منظوری کے بعد اس سکیم کے لئے فنڈز اس وجہ سے جاری نہ ہو سکے کہ الیکشن کمیشن آف پاکستان نے 21۔جنوری کے بعد منظور ہونے والی تمام نئی سکیموں کے لئے فنڈز کے اجراء پر پابندی عائد کر دی تھی۔

(د) سال 14-2013 میں اس سکیم کے لئے حکومت نے 0.951 کے فنڈز جاری کر دیئے ہیں جو کہ انتہائی ناکافی ہیں۔ تاہم محکمہ نے ان فنڈز میں اضافہ کے لئے وزیر اعلیٰ پنجاب کو سمری بھجوا دی ہے امید ہے کہ اس سکیم پر موجودہ مالی سال سے عملدرآمد کا آغاز کر دیا جائیگا۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! جواب کے جز (الف) میں لکھا گیا ہے کہ "جی ہاں یہ درست ہے کہ پنجاب کے 36 دارالامانوں کے لئے ری ماڈلنگ کی سکیم بنائی گئی تھی" میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس ری ماڈلنگ سکیم کے خصوصی features کیا ہیں اور اس سے کیا بہتری آئی ہے؟

وزیر سماجی بہبود و بیت المال(سید ہارون احمد سلطان بخاری): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جواب میں 36دارالامانوں کا بتایا گیا ہے اور اس میں ایک دارالامان ننکانہ صاحب کا رہ گیا تھا۔ دارالامان ننکانہ صاحب پر بہت جلد کام شروع ہو رہا ہے اور وہ بھی جلد ہی بن جائے گا۔ میں اس کے اندر پہلے یہ بتانا چاہوں گا کہ اس حوالے سے ہمیں46 ملین روپے کے funds release ہو چکے ہیں اور یہ سارا پراجیکٹ 187 ملین روپے کا ہے جو کہ تین سالوں کے اندر مکمل ہو گا۔ دارالامان وہ جگہ ہے جہاں پر بہت deprived قسم کی خواتین آتی ہیں۔ زمانے سے ستائی ہوئی اور گھر سے نکلی ہوئی خواتین آتی ہیں ان کو بہت ساری پریشانیاں ہوتی ہیں۔ ان کے لئے وہاں پر چوبیس گھنٹے کے لئے toll free helpline ہو گی، پھر اندر لیڈی ڈاکٹر، ماہر نفسیات اور لیگل ایڈوائزر بھی دی جائیں گی۔ اُس کے بعد جب دفتری اوقات ختم ہو جاتے ہیں تو وہاں پر باقاعدہ چوبیس گھنٹے ڈیوٹی کے لئے لیڈی وارڈن اور سکیورٹی گارڈ بھی رکھے جائیں گے کیونکہ وہاں پر عورت والی سائیڈ سے بھی لوگ آ جاتے ہیں اور جن کے ساتھ وہ عورت باہر نکلی ہوتی ہے اُن کے لوگ بھی آ جاتے ہیں تو وہاں پر لڑائی کا بڑا خطرہ ہوتا ہے اس لئے پرائیویٹ سکیورٹی گارڈز بھی رکھے جائیں گے۔ میں نے خود جا کر بہت سارے دارالامان visit کئے ہیں وہاں پر ہمیں جو سب سے بڑا problem face کرنا پڑ رہا ہے وہ یہ ہے کہ جب کوئی عورت missing ہوتی ہے تو پولیس سب سے پہلے ہمیں لیٹر لکھ دیتی ہے اور ہم پھر پورے پنجاب کے ہر دارالامان کو ٹیلی فون کر رہے ہوتے ہیں اور اس process کو کرتے کرتے ہفتہ / دس دن لگ جاتے ہیں، پھر کورٹس کے اندر writes ہو جاتی ہیں اس چیز سے بچنے کے لئے ہم اس کے لئے ایک ایسا software develop کر رہے ہیں جس کے اندر ایک monitoring system ہو کہ جیسے ہی کوئی خاتون اُس دارالامان میں آئے کمپیوٹر internet connected ہو اور اُس کے اندر entry ہو جائے تاکہ کسی کو کوئی problem نہ ہو کہ کوئی بندہ جہاں مرضی ہے وہ اُس website پر check کر سکے یا toll free numbers پر ہمیں فون کرے یا تھانے کا کوئی ایس ایچ او فون کرے تو اُس کو پتا چل جائے کہ یہاں پر یہ عورت یا لڑکی موجود ہے یا نہیں۔ اس مقصد کے لئے ہی ہم نے 187 ملین روپے رکھے ہیں اور اللہ کے حکم سے تین سال کے اندر یہ منصوبہ بھی مکمل ہو جائے گا۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ متعدد دارالامان کرائے کی عمارتوں میں ہیں۔ یہ جو فنڈز رکھے گئے ہیں تو کیا یہ دارالامان کی عمارات بنانے کے لئے بھی استعمال ہوں گے یا صرف باقی سہولیات فراہم کرنے کے لئے استعمال ہوں گے؟

جناب سپیکر: جی، بخاری صاحب!

وزیر سماجی بہبود و بیت المال (سید ہارون احمد سلطان بخاری): جناب سپیکر! میں اس حوالے سے پہلے ہی بات کر چکا ہوں جیسے ضلع ننکانہ صاحب کے لئے جو فنڈز رکھے گئے ہیں وہ اُس دارالامان کی بلڈنگ کے لئے ہی ہیں۔ ویسے 90 فیصد دارالامان کی اپنی نئی بلڈنگز بن رہی ہیں۔ اب یہ سارا change ہو گیا ہے اور آپ آکر دیکھیں۔ میں بھی پہلے یہی سمجھتا تھا لیکن جب میں نے وہاں پر جا کر visit کیا ہے تو وہاں پر اچھا کام ہو رہا ہے۔

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ دارالامان میں داخلہ کے لئے کتنی عمر ہونی چاہیئے؟

جناب سپیکر: جی، بخاری صاحب!

وزیر سماجی بہبود و بیت المال (سید ہارون احمد سلطان بخاری): جناب سپیکر! عمر کا کوئی معاملہ نہیں ہے۔ اس کے اندر ایسا بھی ہوتا ہے کہ کچھ ایسی عورتیں بھی آجاتی ہیں جن کی اپنے خاوند سے لڑائی ہو جاتی ہے اور وہ اپنے بچے لے کر دارالامان میں آجاتی ہیں، پرائیویٹ طور پر کسی این جی او کے ذریعے بھی آجاتی ہیں لیکن 99 فیصد کورٹس کی direction سے یہاں پر آیا جاتا ہے۔ یہاں پر ملنے کا بھی بڑا طریق کار ہوتا ہے کہ کسی سے ملنے کے لئے کورٹ سے اجازت لینی پڑتی ہے اُس کے بعد اس کی تصدیق کی جاتی ہے پھر متعلقہ خاتون سے ملایا جاتا ہے۔

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب سپیکر! وزیر صاحب نے ادھورا سا جواب دیا ہے۔ ہر کوئی اتنا educated تو نہیں ہے کہ این جی او کے ذریعے آئے۔ جیسے کئی غریب لوگ afford نہیں کر سکتے انہوں نے اپنے بچوں کو پڑھانا اور وہاں پر داخل بھی کرانا ہوتا ہے۔ وہاں پر تو یہ حال ہے کہ ایک چھوٹے سے کمرے میں دس دس بیڈز لگے ہوئے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، بخاری صاحب!

وزیر سماجی بہبود و بیت المال (سید ہارون احمد سلطان بخاری): جناب سپیکر! پہلی بات یہ ہے کہ محترمہ کس حوالہ سے ضمنی سوال کرنا چاہ رہی ہیں؟ یہ دارالامان ہے جو خاتون اپنے گھر کو چھوڑتی ہے یہ اُس کے رہنے کی temporary جگہ ہے۔ محترمہ جس حوالہ سے ضمنی سوال کرنا چاہ رہی ہیں اُس بارے میں پہلے study کریں اور پھر ایک fresh question put کریں۔

جناب سپیکر: جی، اگلا سوال محترمہ مدیحہ خان صاحبہ کا ہے۔

محترمہ مدیحہ خان: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 2787 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع فیصل آباد: ثقافت کے فروغ کے لئے اٹھائے گئے اقدامات کی تفصیلات

*2787: محترمہ مدیحہ خان: کیا وزیر اطلاعات وثقافت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا محکمہ ثقافت ضلع فیصل آباد میں ثقافت کے فروغ کے لئے کوئی اقدامات اٹھا رہا ہے اگر ہاں تو وہ کیا ہیں؟

(ب) کیا محکمہ نے مذکورہ ضلع میں ثقافت کی ترقی کے لئے کوئی ثقافتی پروگرام سال 2011-12 میں کروائے اگر ہاں تو ان کی تاریخ اور مقامات سے مطلع فرمائیں؟

(ج) ضلع فیصل آباد میں ثقافت کی ترقی وفروغ کے لئے سال 2011-12 میں کتنا بجٹ رکھا گیا اور کتنی رقم ملازمین کی تنخواہوں اور دیگر اخراجات پر خرچ ہوئی، تفصیل بیان کریں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے اطلاعات وثقافت (رانا محمد ارشد):

(الف) اس مقصد کے لئے محکمہ اطلاعات وثقافت پنجاب کے زیر نگرانی فیصل آباد میں قائم ادارہ (فیصل آباد آرٹ کونسل) ادب وثقافت کے فروغ اور فنون لطیفہ کی مختلف اصناف "میوزک، ڈرامہ، مصوری وغیرہ" کی ترویج وترقی پیش نظر مختلف نوعیت کے پروگرامز کے انعقاد جیسے عملی اقدامات / ثقافتی سرگرمیاں جاری رکھے ہوئے ہیں۔

(ب) محکمہ (ادارہ) نے سال 2011-12 کے دوران ثقافت کی ترویج وترقی کے لئے 209 (ادبی، میوزیکل، ڈریمٹک اور مصورانہ اور سماجی واصلاحی) پروگرامز کے انعقاد کے علاوہ مختلف سرکاری اداروں کی سرکاری تقریبات کے انعقاد میں معاونت بھی کی۔ یہ تمام تر پروگرامز / تقریبات استاد نصرت فتح علی خان آڈیٹوریم سول لائن فیصل آباد میں منعقد ہوئے جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

1۔	میوزیکل محافل / پروگرامز	27
2۔	مصورانہ نمائش	17
3۔	ڈرامیٹک سرگرمیاں	18
4۔	ادبی پروگرامز	56

5۔	بچوں اور خواتین کے پروگرامز	26
6۔	مذہبی تقریبات	13
7۔	دیگر سرکاری وسماجی اصلاحی پروگرامز	52
8۔	مجموعی پروگرام	209

(ج) فیصل آباد آرٹ کونسل کا مالی سال 12-2011 کا مجموعی بجٹ۔/2741264 روپے ملازمین کی تنخواہوں کے اخراجات۔/4241879 روپے
دیگر اخراجات۔/3542276 روپے

محترمہ مدیحہ خان: جناب سپیکر! میں محکمہ کے جواب سے بالکل مطمئن ہوں اور میں اپنی پنجاب حکومت کو خراج تحسین پیش کرتی ہوں اور وزیر اطلاعات وثقافت کا شکریہ ادا کرتی ہوں کہ وہ محکمہ کی بہتری کے لئے ماشاء اللہ اتنے مؤثر اقدامات کر رہے ہیں۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: جی، اگلا سوال ڈاکٹر نوشین حامد صاحبہ کا ہے۔

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 1625 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور: ادارہ عافیت کا قیام ودیگر تفصیلات

*1625: ڈاکٹر نوشین حامد: کیا وزیر سماجی بہبود وبیت المال ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ادارہ عافیت ہوم بے سہارا لوگوں کے لئے لاہور میں کس جگہ قائم کیا گیا ہے؟

(ب) مذکورہ ادارے کا کل رقبہ کتنا ہے اور کتنے رقبہ پر بلڈنگ تعمیر کی گئی ہے؟

(ج) اس ادارے کا 13-2012 کا سالانہ بجٹ فنڈز کتنا تھا اور یہ کن کن کاموں کے لئے کہاں خرچ کیا گیا کام وار تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر سماجی بہبود وبیت المال (سید ہارون احمد سلطان بخاری):

(الف) محکمہ کے زیر انتظام بزرگ لوگوں کے لئے ادارہ عافیت لاہور میں سوشل ویلفیئر کمپلیکس سیکٹر ڈی نزد عمر چوک، ٹاؤن شپ میں واقع ہے۔

(ب) یہ ادارہ فی الحال معذوروں کے لئے مختص ادارے نشیمن میں کام کر رہا ہے۔ تاہم اس ادارے کے لئے نئی بلڈنگ سوشل ویلفیئر کمپلیکس میں زیر تعمیر ہے جس کا کل رقبہ 10022Sqf ہے۔ یہ بلڈنگ جون 2014 میں مکمل ہو جائے گی۔

(ج) اس ادارہ کو سال 13-2012 میں کل 63لاکھ 68ہزار روپے کا بجٹ دیا گیا جو کہ تنخواہوں، بزرگوں کے لئے کھانے پینے، utilities وغیرہ پر خرچ کیا گیا مدوار تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ اس کے علاوہ سال 13-2012 میں نئی بلڈنگ کی تعمیر کے لئے 20 ملین روپے خرچ کئے گئے۔

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! اس میں ایک simple سا سوال پوچھا گیا تھا کہ لاہور کے ادارہ "عافیت" کا سالانہ بجٹ کتنا ہے اور وہ کہاں کہاں خرچ کیا گیا؟ جس کا انہوں نے یہ جواب دیا ہے کہ 63لاکھ، 68ہزار روپے کا بجٹ تھا اور اس کی تفصیل میں بجلی کا پٹرز کا بھی ذکر ہے یعنی اُس کے خرچے بتائے گئے ہیں۔ وزیر موصوف مجھے صرف اتنا بتا دیں کہ ان بزرگوں کے کھانے اور میڈیکل پر کتنا خرچ کیا گیا؟

جناب سپیکر: جی، بخاری صاحب!

وزیر سماجی بہبود و بیت المال (سید ہارون احمد سلطان بخاری): جناب سپیکر! میں معذرت خواہ ہوں کہ میرا محکمہ efficient زیادہ بن گیا ہے کہ اُس نے اس سوال کا زیادہ وضاحت سے جواب دے دیا ہے۔ پنجاب کے چھ اضلاع میں ہمارے ادارے کام کر رہے ہیں اور ہمارا ارادہ تو یہ ہے کہ ہم اس کو وقت کے ساتھ ساتھ تمام اضلاع میں لے کر جائیں۔ اس وقت ان چھ اداروں کے اندر ٹوٹل 109 لوگ ہیں اور لاہور کے ادارہ میں کل 33لوگ ہیں اور یہ تاحیات ہیں۔ میں نے لاہور کے ادارہ میں جا کر ان کے ساتھ کھانا بھی کھایا ہے۔ کھانے میں ایک سبزی، ایک دال اور ہفتہ میں ایک آدھی دفعہ گوشت بھی مل جاتا ہے۔ یہاں پر بہت سارے ایسے لوگ ہیں جو سامنے نہیں آتے لیکن خاموشی سے اُن کے لئے کھانے کی چیزیں دے جاتے ہیں اور یہ وہ جگہ ہے جہاں پر ایک بوڑھا آدمی آئے اُس کو کپڑے سے لے کر اُس کی تمام چیزوں کے اخراجات حکومت برداشت کر رہی ہوتی ہے لیکن اس وقت وہاں پر بندے کم ہیں۔ وہاں پر ایک اور چیز ہے کہ اگر کوئی بزرگ صاحب حیثیت ہے اور اُس کی گھر میں لڑائی ہو جاتی ہے تو ہم اُس کو بھی temporary طور پر welcome کرتے ہیں۔ اُس سے ہم دو یا تین ہزار روپے ماہوار لیتے ہیں۔ محترمہ کو اگر کوئی information چاہئے میرے پاس دفتر میں آ جائیں تو ہم ابھی بیٹھ کر ہر چیز clear کر دیں گے۔

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! میں نے بالکل simple سا break up مانگا تھا بہر حال بالکل satisfactory جواب نہیں ہے۔ دوسری چیز یہ ہے کہ اس کو ابھی تک Social Welfare Complex میں چلایا جارہا ہے تو معذوروں کے ادارہ "نشیمن" میں انہوں نے ان بزرگوں کو رکھا ہوا ہے۔ وہاں پر waiting کی بہت لمبی لسٹ موجود ہے تو اُن کو accommodate کیوں نہیں کیا جارہا؟

جناب سپیکر: جی، بخاری صاحب!

وزیر سماجی بہبود و بیت المال (سید ہارون احمد سلطان بخاری): جناب سپیکر! ہمیں 16 ملین روپے کے فنڈز جاری ہو گئے ہیں۔ یہ بلڈنگ اس سال جون تک مکمل ہو جائے گی اور ہم وہاں پر شفٹ ہو جائیں گے۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! اس وقت نشیمن میں جو معذور افراد ہیں ان کے لئے انہوں نے کیا بندوبست کیا ہے؟

وزیر سماجی بہبود و بیت المال (سید ہارون احمد سلطان بخاری): جناب سپیکر! یہ نیا سوال بنتا ہے لیکن پھر بھی میں ان کو بتا دیتا ہوں۔ ہمیں اس کے لئے فنڈز مل رہے ہیں۔ ہم لوگ تمام اضلاع کے اندر ایک ایک کر کے بنا رہے ہیں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ اگلا سوال باؤ اختر علی صاحب کا ہے لیکن اس کا جواب نہیں آیا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے اطلاعات و ثقافت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! آپ نے پہلے دو سوالات پر جو direction دی ہے اسی کے مطابق اس سوال کا جواب بھی next Monday کو انشاء اللہ آپ کی میز پر رکھیں گے۔

جناب سپیکر: ان کا جواب بھی دیں اور رپورٹ بھی لیں کہ ان سوالات کے جوابات کیوں نہیں آئے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے اطلاعات و ثقافت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! انشاء اللہ ہم آپ کو رپورٹ دیں گے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ اگلا سوال ڈاکٹر نوشین حامد صاحبہ کا ہے۔

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 1682 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

صوبہ میں بے سہارا بزرگ شہریوں کے لئے بنائے گئے اداروں کی تفصیلات

*1682: ڈاکٹر نوشین حامد: کیا وزیر سماجی بہبود و بیت المال از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بے سہارا بزرگ شہریوں کے لئے محکمہ نے تین ادارے لاہور، ملتان اور راولپنڈی میں قائم کئے ہیں؟

(ب) مذکورہ اداروں میں داخلے کی شرائط کیا ہیں اور داخلے کا طریق کار کیا ہے؟

(ج) کیا حکومت شیخوپورہ، گوجرانوالہ، اوکاڑہ، قصور اور ساہیوال میں ایسے ادارے قائم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر سماجی بہبود و بیت المال (سید ہارون احمد سلطان بخاری):

(الف) محکمہ سوشل ویلفیئر کے (بے سہارا اور بزرگ) شہریوں کے لئے عافیت کے نام سے چھ ادارے لاہور، ملتان، ساہیوال، نارووال، ٹوبہ ٹیک سنگھ اور راولپنڈی میں کام کر رہے ہیں۔

(ب) ان اداروں میں وہ بزرگ شہری جو غریب، بے سہارا، بے اولاد اور لاوارث ہوں اور ان کی عمر 60 سے زیادہ ہو اور وہ جسمانی اور ذہنی طور پر تندرست ہوں ان اداروں میں تاحیات رہ سکتے ہیں۔ مزید برآں وہ شہری جو خوشحال گھرانوں سے تو تعلق رکھتے ہیں مگر گھریلو جھگڑوں کی بدولت انکا گھروں میں رہنا ناممکن ہو جاتا ہے وہ بھی ان اداروں میں داخلے کے اہل ہیں مگر وہ چھ ماہ سے ایک سال تک ان اداروں میں قیام کر سکتے ہیں۔ ایسے خوشحال افراد کو اخراجات کی مد میں ۔/2000 سے ۔/3000 روپے ادا کرنے ہوتے ہیں اور رہائشیوں کو ادارے کے قواعد و ضوابط پر عمل کرنا ہوتا ہے اور ان کے گھر والے ملاقات کے لئے آ سکتے ہیں۔

(ج) محکمہ سوشل ویلفیئر کے زیر انتظام عافیت کے نام سے پہلے ہی بزرگ شہریوں کے لئے ساہیوال میں ایک ادارہ کام کر رہا ہے جبکہ شیخوپورہ، گوجرانوالہ، اوکاڑہ اور قصور میں فی الحال کوئی ایسا ادارہ بنانے کا ارادہ نہ ہے لیکن محکمہ اگلے پانچ سالہ منصوبہ میں ڈویژنل ہیڈ کوارٹرز کی سطح پر ایسے ادارے قائم کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحبہ! کوئی ضمنی سوال ہے؟

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! خوشحال لوگوں سے جو دو سے تین ہزار روپے لئے جاتے ہیں کیا یہ مناسب رقم ہے جبکہ یہ ادارہ غریبوں کو مفت خدمات فراہم کرتا ہے اس لئے خوشحال لوگوں سے دو سے تین ہزار روپے لینا غیر مناسب رقم ہے جو رکھی گئی ہے؟

وزیر سماجی بہبود و بیت المال (سید ہارون احمد سلطان بخاری): جناب سپیکر! دو یا تین ہزار روپے کی رقم چھوٹی سی رقم ہے۔ اگر ہم یہ رقم بھی ختم کر دیں تو پھر میرے خیال میں وہاں آنے والے مستحق لوگوں کے ساتھ ناانصافی ہو جائے گی۔ یہ لوگ عارضی طور پر وہاں آتے ہیں یہ زیادہ سے زیادہ تین دن یا ایک ہفتہ کے لئے آتے ہیں اس سے زیادہ دیر کے لئے نہیں آتے۔ ہم نے timeframe چھ ماہ سے ایک سال کا رکھا ہوا ہے لیکن یہ دو تین دن کے لئے آتے ہیں۔ ان کا اپنے بچوں سے تھوڑا سا جھگڑا ہو جاتا ہے تو یہ لوگ یہاں آ جاتے ہیں پھر ان کے بچے پیچھے آ جاتے ہیں اور انہیں لے جاتے ہیں۔ یہ nominal سی رقم ہے میرے خیال میں اس پر اعتراض نہیں ہونا چاہئے۔

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! اس رقم کے ہونے پر اعتراض نہیں ہے بلکہ میں یہ کہہ رہی ہوں کہ خوشحال لوگوں سے وصولی کی رقم اس سے زیادہ ہونی چاہئے۔

جناب سپیکر: اس میں case to case دیکھا جاتا ہے۔

وزیر سماجی بہبود و بیت المال (سید ہارون احمد سلطان بخاری): جناب سپیکر! ہمارا محکمہ لوگوں کو services دینے کے لئے ہے لوگوں کو تنگ کرنے کے لئے نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔ اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

وزیر سماجی بہبود و بیت المال (سید ہارون احمد سلطان بخاری): جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے اطلاعات و ثقافت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! میں بھی بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

وزیر بہبود آبادی (محترمہ ذکیہ شاہنواز خان): جناب سپیکر! میں بھی بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتی ہوں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات

(جوایوان کی میز پر رکھے گئے)

ضلع شیخوپورہ:مراکز کی تعداد ودیگر تفصیلات

*480:جناب فیضان خالد ورک:کیاوزیر بہبود آبادی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع شیخوپورہ میں پاپولیشن ویلفیئر کے کتنے مراکز ہیں اور یہ کہاں کہاں واقع ہیں؟

(ب) مذکورہ مراکز کو سال11۔2010اور12۔2011میں کتنے فنڈزفراہم کئے گئے؟

(ج) مذکورہ مراکز کو سال11۔2010 اور12۔2011 میں کتنی مالیت کی ادویات مہیا کی گئیں؟

وزیر بہبود آبادی(محترمہ ذکیہ شاہنواز خان):

(الف) ضلع شیخوپورہ میں محکمہ بہبود آبادی کے 64 فلاحی مراکز قائم ہیں اور یہ تمام مراکز فنکشنل ہیں۔علاوہ ازیں ضلع میں چھ فیملی ہیلتھ کلینکس بھی قائم کئے گئے ہیں جن میں سے تاحال دو کلینک(ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال شیخوپورہ اور تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال ننکانہ صاحب) فنکشنل ہیں۔ان مراکز کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) مذکورہ مراکز کوفراہم کئے گئے فنڈز کی تفصیل درج ذیل ہے:

	2011-12	2010-11
فیملی ہیلتھ کلینکس	Rs.11,471,380/-	Rs.2,705,700/-
فلاحی مراکز	Rs.17,391,000/-	Rs.16,562,000/-

(ج) سال11۔2010اور12۔2011میں ضلع شیخوپورہ میں پاپولیشن ویلفیئر کے مراکز کو فنڈز کی کمی کے باعث عام بیماریوں سے متعلق ادویات مہیا نہیں کی گئیں۔

ضلع راولپنڈی:خواتین کو ہنر سکھانے والے اداروں کی تفصیلات

*1319:محترمہ لبنیٰ ریحان:کیاوزیر سماجی بہبود وبیت المال ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع راولپنڈی میں خواتین کو ہنر سکھانے کے لئے کتنے ادارے یاسکول کام کررہے ہیں؟

(ب) ان اداروں کو گزشتہ پانچ سال کے دوران کتنابجٹ فراہم کیاگیااور وہ کن کن مدات میں خرچ ہواسال وار تفصیل سے آگاہ کریں؟

وزیر سماجی بہبود و بیت المال(سید ہارون احمد سلطان بخاری):

(الف) ضلع راولپنڈی میں خواتین کو ہنر سکھانے کے لئے 02 ادارے صنعت زار اور سلائی مرکز کام کر رہے ہیں۔اس کے علاوہ 82 سلائی سکول بھی کام کر رہے ہیں جن کی تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے

(ب) ضلع راولپنڈی میں کام کرنے والے اداروں صنعت زار اور سلائی مرکز کے گزشتہ پانچ سالوں کے بجٹ اور خرچ کی تفصیل (تتمہ ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ضلع راولپنڈی میں خواتین کی ترقی کے لئے کام کرنے والے اداروں کی تفصیلات

*1320: محترمہ لبنیٰ ریحان: کیا وزیر سماجی بہبود و بیت المال از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع راولپنڈی میں خواتین کے لئے محکمہ کے زیر کنٹرول جو ادارہ جات کام کر رہے ہیں ان کی تعداد مع نام و مقام بیان کریں اور یہ ادارے خواتین کی ترقی کے لئے کیا کیا فرائض سر انجام دے رہے ہیں؟

(ب) حکومت نے گزشتہ پانچ سال کے دوران مذکورہ اضلاع میں خواتین کی ترقی کے لئے جو اقدامات اٹھائے ان کی سال وار تفصیل سے ایوان کو آگاہ کریں؟

وزیر سماجی بہبود و بیت المال(سید ہارون احمد سلطان بخاری):

(الف) ضلع راولپنڈی میں محکمہ کے زیر کنٹرول کام کرنے والے ادارہ جات کی تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) گزشتہ پانچ سالوں کے دوران ضلع راولپنڈی میں محکمہ نے خواتین کی ترقی کے لئے دو ترقیاتی سکیمیں مکمل کیں۔ان کی تفصیل درج ذیل ہے:

1) Construction of building of female barracks at central/district jails of Rawalpindi & Faisalabad.

اس سکیم کے تحت سنٹرل جیل راولپنڈی میں خواتین قیدیوں کے لئے بیرک تعمیر کی گئی اس سکیم پر 22.991M ملین کی لاگت آئی۔یہ سکیم مالی سال 09۔2008 میں شروع کی گئی اور 11۔2010 میں مکمل ہوئی۔

2. Construction of building of District industrial Home at Rawalpindi

اس سکیم کے تحت محکمہ کے قائم کردہ صنعت زار کی عمارت کی تعمیر کی گئی اس منصوبے پر 24.495M ملین کی لاگت آئی اس سکیم کا آغاز بھی مالی سال 09-2008 میں ہوا۔

مالی سال 12-2011 اور 13-2012 کے دوران دیگر ترقیاتی کام ضلع راولپنڈی میں جاری رہا لیکن خواتین کی ترقی کے لئے کوئی منصوبہ شروع نہیں کیا گیا۔

مزید برآں خواتین کے ادارے PWP نے انڈسٹریل سنٹر میں کام کرنے والی ٹیچرز کا ماہانہ اعزازیہ 500 روپے سے بڑھا کر -/1500 کر دیا ہے۔

ضلع فیصل آباد: محکمہ سماجی بہبود کے دفاتر و دیگر تفصیلات

*2149: میاں طاہر: کیا وزیر سماجی بہبود و بیت المال از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع فیصل آباد میں محکمہ سماجی بہبود کے کتنے دفاتر کہاں کہاں چل رہے ہیں؟

(ب) اس محکمہ کا ضلع فیصل آباد کا سال 12-2011 اور 13-2012 کا بجٹ مدوار بتائیں؟

(ج) ان سالوں کے دوران کتنا بجٹ کن کن فلاحی کاموں پر خرچ ہوا، ان کاموں کی تفصیلات مع تخمینہ لاگت بتائیں؟

(د) اس محکمہ کے کون کون سے ادارے کہاں کہاں اس ضلع میں چل رہے ہیں؟

وزیر سماجی بہبود و بیت المال (سید ہارون احمد سلطان بخاری):

(الف) ضلع فیصل آباد میں محکمہ کے دفاتر مندرجہ ذیل ہیں۔

1- دفتر سینئر ڈسٹرکٹ آفیسر سوشل ویلفیئر / سیکرٹری ڈسٹرکٹ بیت المال کمیٹی D-508 سوشل ویلفیئر کمپلیکس، پیپلز کالونی نمبر 1 فیصل آباد

2- دفتر ڈپٹی ڈسٹرکٹ آفیسر سوشل ویلفیئر D-508 سوشل ویلفیئر کمپلیکس، پیپلز کالونی نمبر 1 فیصل آباد

3- دفتر ڈپٹی ڈسٹرکٹ آفیسر سوشل ویلفیئر یو ای ڈی پراجیکٹ نمبر 1-D-508 سوشل ویلفیئر کمپلیکس، پیپلز کالونی نمبر 1 فیصل آباد

4- دفتر ڈپٹی ڈسٹرکٹ آفیسر سوشل ویلفیئر یو سی ڈی پراجیکٹ نمبر 2 سٹیٹ بنک روڈ نزد دفتر محکمہ انہار، فیصل آباد

5۔ دفتر منیجر ڈسٹرکٹ انڈسٹریل ہوم (صنعت زار)D۔508سوشل ویلفیئر کمپلیکس، پیپلز کالونی نمبر 1 فیصل آباد

6۔ دفتر ڈپٹی ڈسٹرکٹ آفیسر سوشل ویلفیئر (نگہبان سنٹر)D۔508سوشل ویلفیئر کمپلیکس، پیپلز کالونی نمبر 1 فیصل آباد

7۔ دفتر ڈپٹی ڈسٹرکٹ آفیسر سوشل ویلفیئر (ڈے کیئر سنٹر)D۔508سوشل ویلفیئر کمپلیکس، پیپلز کالونی نمبر 1 فیصل آباد

8۔ دفتر سپر نٹنڈنٹ ریسکیو ہوم (دارالامان)A۔519غلام محمد آباد، فیصل آباد

9۔ میڈیکل سوشل آفیسر، میڈیکل سوشل سروسز پراجیکٹ، ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال، فیصل آباد

10۔ میڈیکل سوشل آفیسر، میڈیکل سوشل سروسز پراجیکٹ، الائیڈ ہسپتال، فیصل آباد۔

11۔ میڈیکل سوشل آفیسر، ماڈل ڈرگ ابیوز سنٹر، ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال، فیصل آباد

12۔ میڈیکل سوشل آفیسر، میڈیکل سوشل سروسز پراجیکٹ، تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال، جڑانوالہ، فیصل آباد

13۔ میڈیکل سوشل آفیسر، میڈیکل سوشل سروسز پراجیکٹ، تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال، سمندری، فیصل آباد

14۔ سوشل ویلفیئر، ایس ای آر سی، ڈسٹرکٹ جیل فیصل آباد

15۔ سوشل ویلفیئر آفیسر، ایس ای آر سی، بورسٹل جیل فیصل آباد

16۔ دفتر ڈپٹی ڈسٹرکٹ آفیسر سوشل ویلفیئر، یو سی ڈی پراجیکٹ، جڑانوالہ، بالائی منزل کوثر میڈیکل سٹور، فیصل آباد

17۔ دفتر ڈپٹی ڈسٹرکٹ آفیسر سوشل ویلفیئر، سی ڈی پراجیکٹ، چک جھمرہ، ڈاکخانہ روڈ، فیصل آباد

18۔ دفتر ڈپٹی ڈسٹرکٹ آفیسر سوشل ویلفیئر، آر سی ڈی پراجیکٹ نزد لاری اڈہ، سمندری، فیصل آباد

(ب) محکمہ سماجی بہبود ضلع فیصل آباد کا سال 12۔2011 اور 13۔2012 کے مدوار بجٹ کی تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) محکمہ کے تمام اداروں کے ذریعے فلاحی کام سرانجام دیئے جاتے ہیں۔

(د) ضلع فیصل آباد میں محکمہ کے زیر انتظام چلنے والے تمام اداروں کی تفصیل جز (الف) میں بیان کر دی گئی ہے۔

شادی گرانٹ کی مد میں مختص کی گئی رقم و دیگر تفصیلات

*2173: جناب محمد انیس قریشی: کیا وزیر سماجی بہبود و بیت المال از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) شادی گرانٹ منظور کروانے کا کیا طریق کار ہے اور فی کس کتنی رقم منظور کی جاتی ہے؟
(ب) سال14-2013 ہر ضلع اور تحصیل میں شادی گرانٹ کے لئے کتنے کتنے فنڈز مختص کئے گئے ہیں؟

وزیر سماجی بہبود و بیت المال (سید ہارون احمد سلطان بخاری):

(الف) بیت المال قواعد کے مطابق والدین بیٹی کے نکاح کے بعد90 دن کے اندر اپنی درخواست اپنے متعلقہ چیئرمین بیت المال کمیٹی کے دفتر جمع کرائے گا اور چھان بین کے بعد مستحق قرار پانے پر انہیں مالی امداد دی جاتی ہے۔ غریب والدین کی شادی کی لئے مبلغ۔/35000 روپے کی رقم ہے اس سے تجاوز نہیں کر سکتے البتہ فنڈز کی موجودہ صورتحال کے پیش نظر متعلقہ ضلعی بیت المال کمیٹی اس میں کمی کرنے کی مجاز ہے۔
(ب) پنجاب بیت المال کے تمام دفاتر ضلعی سطح پر قائم ہیں تحصیل سطح پر قائم نہیں ہیں۔ حکومت پنجاب کی طرف سے پہلی سہ ماہی کے لئے گرانٹ مبلغ۔/2,12,50,000 روپے وصول ہو چکے ہیں۔ پنجاب میں39 ضلعی بیت المال کمیٹیوں میں شادی گرانٹ کے لئے مختص رقم کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

فیصل آباد: محکمہ سماجی بہبود کے اداروں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*2352: جناب احسن ریاض فتیانہ: کیا وزیر سماجی بہبود و بیت المال ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) پی پی۔58 فیصل آباد میں سماجی بہبود کے ادارے کہاں کہاں واقع ہیں؟
(ب) ان میں خواتین کو کون کون سے ہنر کی تعلیم دی جاتی ہے؟
(ج) ان اداروں کے سال12۔2011 اور 13۔2012 کے اخراجات ادارہ وار بتائیں؟

وزیر سماجی بہبود و بیت المال (سید ہارون احمد سلطان بخاری):

(الف) پی پی۔58 فیصل آباد میں محکمہ سوشل ویلفیئر کے تحت رجسٹرڈ ہونے والی سماجی رضاکارانہ تنظیمیں کام کر رہی ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

1. ینگ ویلفیئر سوسائٹی، چک نمبر543 گ۔ب
2. بابا فرید گنج شکر ویلفیئر سوسائٹی، لکڑ منڈی ماموں کانجن
3. انجمن اصلاح معاشرہ، پرانا ڈاکخانہ بازار ماموں کانجن

4. انجمن تعمیر ملت، طارق کالونی ماموں کانجن
5. خوشحال پاکستان ویلفیئر سوسائٹی، چک نمبر 455گ۔ب
6. سوشل ویلفیئر سوسائٹی، چک نمبر 509گ۔ب
7. انجمن فلاح و بہبود، چک نمبر 493گ۔ب
8. اسراء ویلفیئر سوسائٹی، چک نمبر 505گ۔ب
9. الحراب ویلفیئر سوسائٹی، چک نمبر 547گ۔ب
10. الہلاویلفیئر سوسائٹی، چک نمبر 493گ۔ب
11. انجمن فلاح و بہبود، چک نمبر 549گ۔ب

(ب) ان NGO's کے تحت دستکاری سکولوں میں خواتین کو مختلف ہنر زسکھائے جاتے ہیں جیسے سلائی کڑھائی، کوکنگ، کمپیوٹر ٹریننگ وغیرہ وغیرہ۔

(ج)

	سال12-2011		سال13-2012	
	آمدن	خرچ	آمدن	خرچ
1۔ینگ ویلفیئر سوسائٹی، چک نمبر 543گ۔ب	64450	63970	79450	78910
2۔بابافرید گنج شکر ویلفیئر سوسائٹی، لکڑمنڈی ماموں کانجن	68210	67245	74420	74250
3۔انجمن اصلاح معاشرہ، پرانا ڈاکخانہ بازار ماموں کانجن۔	35730	35610	37340	36935
4۔انجمن تعمیر ملت، طارق کالونی ماموں کانجن	غیر فعال		غیر فعال	
5۔خوشحال پاکستان ویلفیئر سوسائٹی چک نمبر 455گ۔ب	25730	25495	27790	26890
6۔سوشل ویلفیئر سوسائٹی، چک نمبر 509گ۔ب	48985	48765	52630	52740
7۔انجمن فلاح و بہبود، چک نمبر 493گ۔ب	65895	65765	69695	69485
8۔اسراء ویلفیئر سوسائٹی، چک نمبر 505گ۔ب	12870	12730	15690	15470
9۔الحراب ویلفیئر سوسائٹی، چک نمبر 547گ۔ب	غیر فعال		غیر فعال	
10۔الہلاویلفیئر سوسائٹی، چک نمبر 493گ۔ب	35670	34795	48795	48630
11۔انجمن فلاح و بہبود، چک نمبر 549گ۔ب	18690	17530	19930	18530

صوبہ میں چیئرمین بیت المال کی تعداد و دیگر تفصیلات

*2440: ڈاکٹر سید وسیم اختر: کیا وزیر سماجی بہبود و بیت المال از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) صوبہ پنجاب میں چیئرمین بیت المال کون کون ہیں۔ ان کے تقرر کس معیار کو پیش نظر رکھ کر کئے گئے ہیں۔ کیا چیئرمین بیت المال کے تقرر سے پہلے ان کے ذاتی کردار، تعلیمی قابلیت، دینی علم اور پابند صوم وصلوٰۃ ہونے کو بھی دیکھا جاتا ہے؟

(ب) بیت المال کمیٹیز کے چیئرمین کیا اپنے اپنے area of operation کے رہائشی ہیں۔ان کے نام، تعلیمی قابلیت، سابقہ دینی و سماجی خدمات کی تفصیل اور موجودہ اقامتی پتا سے مطلع فرمائیں؟

(ج) بیت المال کمیٹیز کے ممبران کون کون ہیں،ان کا تقرر کس معیار کو مدنظر رکھ کر کیا جاتا ہے اور کتنے عرصہ کے لئے تقرر کیا جاتا ہے۔کیا تقرری کے معیار میں تعلیمی قابلیت،دینی علم اور باکردار ہونا بھی شامل ہے؟

وزیر سماجی بہبود و بیت المال(سید ہارون احمد سلطان بخاری):

(الف) پنجاب میں کل 39 بیت المال کمیٹیاں ہیں ہر ایک میں چیئرمین کی تعیناتی کی گئی جس کی تفصیل تتمہ (الف)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

چیئرمین کی تعیناتی پنجاب بیت المال کونسل رولز 2003 کی شق(7۔27)کو مدنظر رکھ کر تعیناتی کی جاتی ہے جو کہ درج ذیل ہیں:

(الف) اسی ضلع کا مستقل رہائشی اور پاکستانی شہریت کا حامل صحت مند،جوان ہمت اور معاملہ فہم شخص ہو۔

(ب) پختہ کردار کا مالک ہو اور اپنے علاقہ میں ایک معزز شہری کے طور پر جانا جائے۔

(ج) سماجی بہبود کے کاموں میں دلچسپی رکھتا ہو اور اس حوالے سے اپنے سکونتی ضلع/علاقہ میں ممکنہ حد تک فعال سماجی کارکن ہو۔

(د) ایسے وسیاسی کارکن جو پارٹی بازی اور فرقہ واریت سے اجتناب کرتے ہوئے صرف خوشنودی خدا کے لئے کار خیر کرنے کے متمنی ہوں اور بیت المال فنڈز کو پوری نیک نیتی سے حق داروں تک پہنچانے کا جذبہ رکھتے ہوں اور اس کے لئے اپنا وقت اور پیسا صرف کرنے پر مائل ہوں۔ تعلیم،صحت یا سماجی بہبود کے کاموں میں نمایاں مقام وکارکردگی کے حامل ہوں۔

(ر) مقامی حکومت قومی و صوبائی اسمبلیوں کے انتخاب میں حصہ لینے والے افراد ضلع کمیٹیوں کی رکنیت کے اہل نہیں ہوں گے۔

(ب) پنجاب میں بیت المال کمیٹیز کے چیئرمین اپنے اپنے area of operation کے رہائشی ہیں۔ان کے نام، تعلیمی قابلیت اور موجودہ اقامتی پتا کی تفصیلات تتمہ (الف)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج)

(الف) پنجاب میں بیت المال کمیٹیز کے ممبران کی تفصیل تتمہ (ب)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ممبران کی تعیناتی کے لئے بھی وہی معیار مقرر ہے جو کہ چیئرمین کے لئے مقرر ہے۔ ممبران کی تعیناتی تین سال کے لئے کی جاتی ہے۔

ضلع ساہیوال: ضلعی بیت المال کمیٹی کو امداد کے لئے ملنے والی درخواستوں کی تفصیلات

*2696: محترمہ نبیلہ حاکم علی خان: کیا وزیر سماجی بہبود و بیت المال ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) سال12۔2011 اور13۔2012 کے دوران ضلع ساہیوال میں ضلعی بیت المال کمیٹی کو کتنی درخواستیں برائے مالی امداد جہیز فنڈ و دیگر موصول ہوئی، تفصیل سال وار بتائیں؟

(ب) ان سالوں کے دوران کتنی رقم مالی امداد جہیز فنڈز کی ادائیگی پر خرچ ہوئی اور کتنی درخواستیں فنڈز کی کمی کی وجہ سے داخل دفتر کر دی گئیں؟

(ج) ان سالوں کے دوران بیت المال سے کتنے افراد کا مفت علاج کروایا گیا ہے؟

وزیر سماجی بہبود و بیت المال (سید ہارون احمد سلطان بخاری):

(الف) سال12۔2011 کے دوران ضلعی بیت المال کمیٹی ساہیوال کو مالی امداد ،جہیز فنڈ 477 اور دیگر5274 اور سال13۔2012 میں مالی امداد،جہیز فنڈ میں146 اور دیگر1439 درخواستیں موصول ہوئیں۔

(ب) 12۔2011 جہیز فنڈ کے لئے جاری کی گئی امدادی رقم ۔/185,00,00 اور 13۔2012 میں ۔/5,94,000 کی رقم جاری کی گئی۔ پانچ درخواستیں فنڈ کی عدم دستیابی پر التواء میں رکھی گئیں۔

(ج) 12۔2011 کے دوران56 اور13۔2012 کے دوران 42 مریضوں کا مفت علاج کروایا گیا ہے۔

لاہور: دارالامان و فلاحی مراکز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*2812: محترمہ راحیلہ خادم حسین: کیا وزیر سماجی بہبود و بیت المال ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) لاہور میں کتنے دارالامان اور دیگر فلاحی مراکز قائم ہیں، ان کے نام اور جگہ کی تفصیل بتائیں؟

(ب) ان میں کتنے افراد رہائش پذیر ہیں؟

(ج) ان اداروں کے سال12۔2011اور13۔2012کے اخراجات کی تفصیل سال وار اور مد وار بتائیں؟

(د) لاہور میں حکومت کتنے مزید فلاحی گھر دارالامان بنانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر سماجی بہبود و بیت المال (سید ہارون احمد سلطان بخاری):

(الف) لاہور میں محکمہ سماجی بہبود کے زیرانتظام ایک دارالامان اور مزید آٹھ فلاحی ادارے کام کررہے ہیں جن کی تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ان اداروں میں رہائش پذیر افراد کی تعداد (الف) تتمہ میں بیان کر دی گئی ہے۔

(ج) ان اداروں کے بجٹ کی تفصیل بھی جز (الف) کے تتمہ میں بیان کر دی گئی ہے۔

(د) لاہور میں حکومت بھکاریوں کے لئے دارالکفالہ کے نام سے ادارہ قائم کر رہی ہے جس کی بلڈنگ کی تعمیر جاری ہے۔

ضلع فیصل آباد: بیوہ اور غریب عورتوں کے لئے بنائے گئے آشیانہ گھر و دیگر تفصیلات

*2838: میاں طاہر: کیا وزیر سماجی بہبود و بیت المال ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع فیصل آباد میں آشیانہ گھر بنائے گئے ہیں؟

(ب) یہ کب، کس کس مقصد کے لئے قائم کئے گئے تھے؟

(ج) ان اداروں میں کون کون رہائش / قیام کر سکتے ہیں؟

(د) اس وقت ان اداروں میں کون کون رہائش / قیام پذیر ہیں اور کب سے؟

(ہ) ان اداروں میں کتنے سرکاری ملازم اپنے فرائض سرانجام دے رہے ہیں؟

(و) ان اداروں کے سال12۔2011اور13۔2012کے اخراجات کی تفصیل مد وار اور سال وار بتائیں؟

(ز) ان اداروں میں کیا کیا سہولیات میسر ہیں اور جو سہولیات میسر نہ ہے اور یہ سہولیات کب تک فراہم کر دی جائیں گی؟

وزیر سماجی بہبود و بیت المال (سید ہارون احمد سلطان بخاری):

(الف) یہ درست نہ ہے محکمہ سماجی بہبود کے زیر انتظام ضلع فیصل آباد میں کوئی آشیانہ گھر نہ بنائے گئے ہیں۔

(ب) کیونکہ محکمہ نے ایسے کوئی گھر نہ بنائے ہیں لہذا مقاصد، رہائش کرنے والے افراد، ملازمین اور بجٹ وغیرہ کے بارے میں تفصیلات دینا ممکن نہ ہے۔

(ج) ایضاً

(د) ایضاً

(ہ): ایضاً

(و): ایضاً

(ز): ایضاً

محکمہ سوشل ویلفیئر کے تحت چلنے والے چمن گھر کی تعداد و دیگر تفصیلات

*2866: چودھری اشرف علی انصاری: کیا وزیر سماجی بہبود و بیت المال از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ کے زیر انتظام چمن گھر کہاں کہاں واقع ہیں، ضلع وار تفصیل سے آگاہ کریں؟

(ب) متذکرہ بالا چمن گھروں سے 2010 سے 2013 تک کتنے بچے مستفید ہوئے؟

(ج) درج بالا چمن گھروں میں رہائش پذیر بچوں کی تعلیم، خوراک اور لباس کا کیا بندوبست ہوتا ہے؟

(د) کیا حکومت ہر ضلع / تحصیل کی سطح پر ایسے ادارے قائم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر سماجی بہبود و بیت المال (سید ہارون احمد سلطان بخاری):

(الف) محکمہ سوشل ویلفیئر کے زیر انتظام ذہنی معذور بچوں کے لئے ایک ادارہ چمن کام کر رہا ہے۔ یہ ادارہ ضلع لاہور میں سوشل ویلفیئر کمپلیکس سیکٹر ڈی نزد عمر چوک ٹاؤن شپ میں واقع ہے۔

(ب) چمن سے 2010 تا 2013 666 ذہنی معذور بچے مستفید ہوئے۔

(ج) چمن میں رہائش پذیر بچوں کی تعلیم و تربیت کے لئے ایک ووکیشنل ٹیچر موجود ہے جو بچوں کو ان کی عمر اور ذہنی صلاحیت کے مطابق تعلیم و تربیت دیتا ہے، رہائش بچوں کی خوراک اور لباس کے لئے حکومت ادارے کو سالانہ بجٹ فراہم کرتی ہے۔ خوراک کے بجٹ میں حکومت فی دن کے حساب سے فی بچے کے لئے 100 روپے کا بجٹ دیتی ہے اور لباس میں بچوں کو یونیفارم اور موسم کے مطابق کپڑے فراہم کئے جاتے ہیں۔

(د) جی ہاں! محکمہ ضلعی سطح پر ایسے ادارے قائم کرنے کا ارادہ رکھتا ہے جس کا انحصار حکومت کی طرف سے فراہم کردہ فنڈز پر ہے۔

صوبہ میں بھکاریوں کے لئے اٹھائے گئے اقدامات کی تفصیلات

*2867: چودھری اشرف علی انصاری: کیا وزیر سماجی بہبود و بیت المال ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) 2010 سے آج تک صوبہ پنجاب میں بھکاریوں کی بحالی rehabilitation کے لئے کیا اقدامات اٹھائے گئے ہیں؟

(ب) کیا حکومت بھکاریوں کی rehabilitation کے حوالے سے کوئی جامع پالیسی مرتب کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک؟

وزیر سماجی بہبود و بیت المال (سید ہارون احمد سلطان بخاری):

(الف) 2010 سے اب تک بھکاریوں کی بحالی کے لئے محکمہ کے ماتحت لاہور میں مختلف NGO's کام کر رہی ہیں۔ یہاں بھکاریوں کو فنی تعلیم دی جاتی ہے تاکہ وہ یہاں سے نکل کر بھیک مانگنے کی بجائے بہتر طریقے سے حلال روزی کما سکیں۔ اس کے علاوہ Anti Beggary Campaign بھی چلائی گئی اور سیمینارز بھی کروائے گئے جگہ جگہ بھیک مانگنے کے خلاف پوسٹرز اور بینرز لگائے گئے۔

(ب) محکمہ بھکاریوں کی بحالی کے لئے لاہور میں ایک ادارہ Shelter Home بنا رہا ہے جس کی تعمیر جون 2014 میں مکمل ہو جائے گی اور بھکاریوں کی بحالی کا سلسلہ باقاعدہ طور پر شروع ہو جائے گا۔ یہ ادارہ Punjab Vagrancy Ordinance, 1958 کے تحت کام کرے گا۔ یہاں بھکاریوں کی رجسٹریشن ہو گی اور ادارے میں ایک وقت میں 100 بھکاری

قیام کر سکیں گے اور ان کو ضرورت کے مطابق میڈیکل کی سہولیات بھی دی جائیں گی۔ بھکاریوں کی بحالی کے لئے ووکیشنل ٹریننگ اور مذہبی تعلیمات دی جائیں گی اور اگر بھکاریوں کو قانونی مدد کی ضرورت ہوگی تو وہ بھی فراہم کی جائے گی۔

ضلع راولپنڈی: محکمہ سوشل ویلفیئر خواتین ملازمین کی تعداد و دیگر تفصیلات

*2902: محترمہ تحسین فواد: کیا وزیر سماجی بہبود و بیت المال ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع راولپنڈی میں محکمہ سوشل ویلفیئر میں کتنی خواتین کام کر رہی ہیں ان کے نام اور عہدے بتائے جائیں؟

(ب) مذکورہ خواتین ضلع راولپنڈی میں کتنے عرصہ سے فائز ہیں نیز مذکورہ ضلع میں رجسٹرڈ این جی اوز کتنی ہیں اور ان کے دفاتر کہاں کہاں واقع ہیں؟

(ج) محکمہ ہذا کے تحت ضلع راولپنڈی میں دستکاری کے کتنے سکول ہیں اور کہاں کہاں کام کر رہے ہیں نیز کیا ان میں دستکاری اور ہنر مندی کی تربیت دی جاتی ہے؟

وزیر سماجی بہبود و بیت المال (سید ہارون احمد سلطان بخاری):

(الف) ضلع راولپنڈی میں محکمہ سوشل ویلفیئر میں کل 39 خواتین کام کر رہی ہیں جن میں گریڈ 17 اور 18 کی 11 اور گریڈ 1 تا 14 کی 28 خواتین شامل ہیں ان خواتین کے نام اور عہدوں کی تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) عرصہ تعیناتی کی تفصیل تتمہ (الف) پر بیان کر دی گئی ہے جبکہ ضلع راولپنڈی میں کل 608 این جی اوز رجسٹرڈ ہیں ان این جی اوز کی تفصیل تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ضلع راولپنڈی میں محکمہ سوشل ویلفیئر کے زیر انتظام اس وقت 82 دستکاری سنٹرز کام کر رہے ہیں اور ان سنٹرز میں خواتین کو دستکاری کی بنیادی تعلیم دی جاتی ہے۔ ان سنٹرز کی تفصیل تتمہ (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

صوبہ میں گداگری کے خاتمہ کے لئے اٹھائے گئے اقدامات و دیگر تفصیلات

*2928: محترمہ فائزہ احمد ملک: کیا وزیر سماجی بہبود و بیت المال ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) صوبہ میں کس کس شہر میں Shelter Homes بنائے گئے ہیں؟

(ب) ان Shelter Home میں کتنے افراد کو رکھنے کی گنجائش ہے؟

(ج) کیا محکمہ کے پاس Beggars کو پکڑنے کا اختیار ہے تو کس قاعدہ/قانون کے تحت ہے اور حکومت نے گداگری کے خاتمہ کے لئے صوبہ میں پچھلے دو سالوں کے دوران کیا اقدامات اٹھائے، تفصیل سے آگاہ کریں؟

(د) کیا محکمہ کے پاس کوئی ایسے سکواڈ ہیں جو Beggars کو پکڑتے ہیں؟

(ہ) کیا محکمہ لاہور شہر میں جگہ جگہ پر جو گداگر نظر آتے ہیں، ان کو پکڑنے اور اس شہر سے گداگری کا خاتمہ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر سماجی بہبود و بیت المال (سید ہارون احمد سلطان بخاری):

(الف) حکومتی سطح پر لاہور میں Shelter Home قائم کیا گیا ہے جو ابھی تعمیراتی مرحلہ میں ہے اور جون 2014 میں مکمل ہو جائے گا۔

(ب) حکومتی سطح پر قائم Shelter Home میں تقریباً 100 افراد کو رکھنے کی گنجائش ہے۔

(ج) Vagrancy Act,1958 کے تحت ہوم ڈیپارٹمنٹ کے پاس beggars کو پکڑنے کا اختیار ہے۔سوشل ویلفیئر ڈیپارٹمنٹ گداگروں کی فلاح و بہبود،ٹریننگ اور rehabilitation کی خدمات فراہم کرتا ہے۔

(د) نہیں محکمہ کے پاس ایسا کوئی سکواڈ نہیں ہے جو beggars کو پکڑ سکے۔

(ہ) محکمہ سوشل ویلفیئر beggars کی فلاح و بہبود کے لئے کام کرنا چاہتا ہے اور گداگروں کو ہنر مند بنانا چاہتا ہے تاکہ وہ اپنے پاؤں پر کھڑے ہو کر معاشرے کا کارگر حصہ بن سکیں۔

صوبہ میں مستحق بچیوں کی شادی کے لئے فراہم کی جانے مالی امداد و دیگر تفصیلات

*2965: محترمہ سعدیہ سہیل رانا: کیا وزیر سماجی بہبود و بیت المال ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) مستحق لڑکی کی شادی کے لئے محکمہ بیت المال کتنی امداد فراہم کرتا ہے اور اس کا طریق کار کیا ہے؟

(ب) رواں سال اس مد میں ابھی تک کتنی رقم خرچ ہوئی ہے اور اس کار خیر کے لئے کل کتنی رقم مختص کی گئی ہے؟

(ج) کیا حکومت اس رقم کو بڑھانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر سماجی بہبود و بیت المال (سید ہارون احمد سلطان بخاری):

(الف) مستحق لڑکی کی شادی کے لئے۔/35000 روپے تک امداد فراہم کرتا ہے۔ بیت المال قواعد کے مطابق والدین بیٹی کے نکاح کے بعد 90 دن کے اندر اپنی درخواست اپنے متعلقہ چیئرمین بیت المال کمیٹی کے دفتر جمع کرائے گا اور چھان بین کے بعد مستحق قرار پانے پر انہیں مالی امداد دی جاتی ہے۔

(ب) رواں سال کوئی رقم خرچ نہیں ہوئی اور اس کار خیر کے لئے مبلغ۔/2,040,0000 روپے مختص کئے گئے ہیں۔

(ج) ہاں! گورنمنٹ کی طرف سے گرانٹ بڑھانے پر منحصر ہے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! ایک انتہائی اہم معاملہ ہے جس پر پورے پاکستان کی نظریں لگی ہوئی ہیں اور جس کی وجہ سے پچھلے کئی سالوں سے ہمارا ملک ہر لحاظ سے destable ہے۔ اس بارے میں ایک قرارداد پیش کرنا چاہتا ہوں اس لئے میری آپ سے درخواست ہے کہ معمول کی کارروائی معطل کر کے قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں تھوڑی دیر ٹھہر جائیں، ابھی وزیر قانون صاحب بھی آ جائیں گے پھر آپ دونوں بیٹھ کر معاملے کو settle کر لیجئے گا۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! وزیر قانون نے کہا تھا کہ میں پہنچ رہا ہوں۔

جناب محمد عارف خان سندھیلہ: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، سندھیلہ صاحب!

جناب محمد عارف خان سندھیلہ: جناب سپیکر! میں ایک بہت اہم مسئلہ کی طرف آپ کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ پنجاب حکومت نے شیخوپورہ میں کروڑوں اربوں روپے کے اخراجات کئے ہیں لیکن وہاں پر گلیوں، بازاروں کے گٹر اور جو سیوریج سسٹم ہے وہ اس طرح کا ہے کہ انسانی زندگیاں ہر روز موت کے منہ میں جا رہی ہیں۔ آج کے اخبار میں آیا ہے کہ۔۔۔

جناب سپیکر: سندھیلہ صاحب! یہ کوئی طریق کار نہیں ہے۔ آپ طریق کار کے مطابق تحریک التوائے کار لائیں جس پر میں آپ کو اجازت دوں۔

جناب محمد عارف خان سندھیلہ: جناب سپیکر! ٹھیک ہے لیکن میں گزارش کرتا ہوں کہ آپ بااختیار ہیں آپ اپنی طرف سے ایک آرڈر دیں کیونکہ کل ایک معصوم بچی گٹر میں گر کر جاں بحق ہو گئی، شہر میں ہڑتال ہو گئی، لوگوں نے ٹریفک کو جام کر دیا اور لوگوں نے میرے گھر کا گھیراؤ کیا۔اب ہم کس منہ سے واپس جائیں چونکہ وہ آنسوؤں کے ساتھ اس لُتھڑی ہوئی بچی کو لے کر میرے پاس آ گئے تھے۔

جناب سپیکر: سندھیلہ صاحب! آپ کے پاس forum موجود ہے۔آپ کچھ لکھ پڑھ کر دیں تو ہم کچھ کریں گے ایسے بات کرنے کا کیا فائدہ ہے؟

جناب محمد عارف خان سندھیلہ: جناب سپیکر! میں کیسے واپس جاؤں گا اور ان لوگوں کو کیا جواب دوں گا؟ آپ اپنی طرف سے ایک حکم جاری کریں اور جو ذمہ داران ہیں جن کی وجہ سے یہ سب کچھ ہوا ہے ان کو یہاں پر بلائیں۔آپ سیکرٹری لوکل گورنمنٹ اور وہاں کے افسران کو یہاں طلب کریں۔

جناب سپیکر: کیا یہاں متعلقہ منسٹر بیٹھے ہوئے ہیں؟

جناب محمد عارف خان سندھیلہ: جناب سپیکر! تین چار ماہ میں تین چار لوگ گٹروں میں گر کر جاں بحق ہو چکے ہیں۔

جناب سپیکر: یہ معاملہ تنویر اسلم ملک صاحب سے متعلقہ ہے لیکن آپ کچھ لکھ پڑھ کر لائیں۔اس کے بعد میں ان کو کچھ کہوں گا۔آپ کوئی تحریر لکھ کر لائیں جس سے آپ کا کوئی فائدہ بھی ہو۔

اب قواعد کی معطلی کی تحریک لیتے ہیں۔وزیر قانون رانا ثناء اللہ خان اور قائد حزب اختلاف میاں محمود الرشید نے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے پاکستان میں امن کی خاطر مذاکرات کا عمل شروع کرنے کے سلسلہ میں ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت طلب کی ہے۔محرک اپنی تحریک پیش کریں۔جی، میاں صاحب!

قواعد کی معطلی کی تحریک

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے پاکستان میں امن کی خاطر

مذاکرات کا عمل شروع کرنے کے سلسلہ میں ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے پاکستان میں امن کی خاطر مذاکرات کا عمل شروع کرنے کے سلسلہ میں ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے پاکستان میں امن کی خاطر مذاکرات کا عمل شروع کرنے کے سلسلہ میں ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

(تحریک متفقہ طور پر منظور ہوئی)

قرارداد

پاکستان میں امن کی خاطر مذاکرات کے عمل کو تحسین کا پیش کیا جانا

جناب سپیکر: میاں صاحب! آپ قرارداد پیش کریں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

"پنجاب اسمبلی کا یہ ایوان پاکستان میں امن کی خاطر مذاکرات کا عمل شروع کرنے کو تحسین کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور امید کرتا ہے کہ مذاکرات کا یہ عمل کامیابی سے ہمکنار ہو تاکہ پاکستان میں بدامنی، انتشار اور دہشتگردی کا خاتمہ ہو سکے۔"

جناب سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"پنجاب اسمبلی کا یہ ایوان پاکستان میں امن کی خاطر مذاکرات کا عمل شروع کرنے کو تحسین کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور امید کرتا ہے کہ مذاکرات کا یہ عمل کامیابی سے ہمکنار ہو تاکہ پاکستان میں بدامنی، انتشار اور دہشتگردی کا خاتمہ ہو سکے۔"

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں اس قرارداد میں ترمیم چاہتا ہوں۔ میرے بھائی محمود الرشید صاحب نے جو قرارداد پیش کی ہے مجھے اس سے کوئی اختلاف نہیں ہے کیا ان کی پارٹی کا یہی مؤقف تھا تو پھر عمران خان صاحب۔۔

جناب سپیکر: آپ یہ بحث چھوڑ دیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ میری بات سنئے۔

جناب سپیکر: نہیں نہیں۔ یہ ٹھیک نہیں ہے۔ یہاں متفقہ طور پر بات ہو رہی ہے۔ آپ چھوڑیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! ان کو کہا گیا تھا۔

جناب سپیکر: آپ کیا کر رہے ہیں؟ اس کو controversial نہ بنائیں۔ مہربانی۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! ان کو موقع ملا تھا۔ آپ میری بات سنیں۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں میں آپ کی بات نہیں سنوں گا۔ اس قرارداد کی مخالفت نہیں کی گئی اس لئے سوال یہ ہے کہ:

> "پنجاب اسمبلی کا یہ ایوان پاکستان میں امن کی خاطر مذاکرات کا عمل شروع کرنے کو تحسین کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور امید کرتا ہے کہ مذاکرات کا یہ عمل کامیابی سے ہمکنار ہو تاکہ پاکستان میں بدامنی، انتشار اور دہشتگردی کا خاتمہ ہو سکے۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب سپیکر: تحاریک التوائے کار کا وقت شروع ہوتا ہے۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: اگر آپ پوائنٹ آف آرڈر لینا چاہتے ہیں تو پھر کوئی contravention بات نہ آئے اور کسی کو comment بھی نہ کریں۔ آپ کی مہربانی ہو گی۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! 3۔دسمبر کو ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کے سوال تھے۔ اس دن میرے سوال پر آپ نے direction دی تھی کہ سکول میں jobs 29 خالی تھیں جن کا منسٹر صاحب نے کہا تھا کہ یہ 2000 سے خالی ہیں۔ میرے پاس ساری writing اور documents موجود ہیں جو میں اپنے ساتھ

لے کر آیا ہوں۔انہوں نے کہا تھا کہ جنوری کے آخر میں میٹنگ بُلالی جائے گی اور بھرتیاں کر لی جائیں گی۔۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب کون سے ہیں؟

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! اُس دن محکمہ صحت کے پارلیمانی سیکرٹری صاحب جواب دے رہے تھے۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب کون ہیں، کیا پارلیمانی سیکرٹری ادھر موجود ہیں؟ میرا خیال ہے کہ اس پر Monday والے دن بات کر لیں گے۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! ڈاکٹر فرخ تھے۔

جناب سپیکر: میرا خیال ہے Monday کو وہ آ جائیں گے لہٰذا اس کو Tuesday تک postpone کر دیتے ہیں۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! Tuesday کو کر لیں لیکن یہ point بہت ضروری ہے۔

جناب سپیکر: بات کر لیں گے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں نے ایک بات کرنی ہے۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! آپ کارروائی کیوں نہیں چلنے دیتے؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں بس ایک منٹ بات کرنا چاہتا ہوں۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: ایک منٹ نہیں ہے، یہ تحاریک التوائے کار کا وقت ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! پھر آپ time out دے دیں آپ کے پاس اختیار ہے۔ پھر آپ کہتے ہیں کہ ٹائم ختم ہو گیا ہے یا تو آپ time out دے دیں۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! اس کے بعد آپ کو ٹائم دے دیں گے ہمیں اب تحاریک التوائے کار take up کر لینے دیں۔ پہلی تحریک التوائے کار 622/13 ہے جو میاں محمود الرشید صاحب، میاں محمد اسلم اقبال صاحب اور ڈاکٹر مراد راس صاحب کی طرف سے ہے۔ یہ انہوں نے move کر لی تھی۔ کیا اس کا جواب آیا ہے؟

لاہور میں مسلم لیگ (ن) سے تعلق رکھنے والے ایم پی ایز کو ترقیاتی فنڈز کا اجراء

(۔۔۔جاری)

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! یہ تحریک جو کہ میاں محمود الرشید صاحب کی طرف سے پیش کی گئی تھی جس کا نمبر 622/13 ہے اس کا جواب موصول ہو چکا ہے جو میں پڑھ دیتا ہوں۔ روزنامہ "خبریں" مورخہ 13/9/2013 کی خبر حقیقت پر مبنی نہیں ہے۔ حکومت پنجاب پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ نے بذریعہ مراسلہ مورخہ 6/9/2013 تتمہ (الف) کے تحت پنجاب کے تمام اضلاع میں تکمیل منصوبہ جات High District Development Programme برائے سال 2013/14 کے تحت ضلع لاہور کے لئے مبلغ 180 ملین روپے مختص کئے ہیں اور حکومت پنجاب فنانس ڈیپارٹمنٹ نے بذریعہ آرڈر نمبر 1-82/2013 مورخہ 20/9/13 تتمہ (ب) کے مطابق ضلع لاہور کے تمام ایم پی اے صاحبان کو 180 ملین روپے برائے تکمیل ترقیاتی کام ہائے کے لئے release کئے ہیں جس میں سرکاری اور غیر سرکاری ممبران پارلیمنٹ کی کوئی تفریق نہ رکھی گئی ہے جس میں ایم پی اے صاحبان نے اپنی ترقیاتی سکیمیں identify کی تھیں۔ متعلقہ accusing agency نے ان کے estimate تیار کر کے ڈسٹرکٹ گورنمنٹ Planning Wing میں جمع کروائے تھے ان کی ڈسٹرکٹ ڈویلپمنٹ کمیٹی نے approval کر دی ہے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید) جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ جب سے نئے انتخابات ہوئے ہیں اس سے بڑا جھوٹ ایوان میں کبھی نہیں بولا گیا۔ یہ کتنا غلط جواب ہے۔ ہم پی ٹی آئی کے تین ممبران جو لاہور سے منتخب ہوئے ہیں یہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں کسی سے کوئی بات نہیں ہوئی اور یہ سارے لوگ جو مسلم لیگ کے elected لوگ ہیں اس کے علاوہ جو ہمارے سامنے شکست خوردہ ہیں جنہیں شکست ہوئی ہے اُن لوگوں کو funds تفویض کئے جا رہے ہیں اور دھڑا دھڑ development کے کام ہو رہے ہیں۔ اس سے ہمارا استحقاق بھی مجروح ہو رہا ہے اور وہ جو ہمارے علاقے کے voters ہیں ان کو کس چیز کی سزا مل رہی ہے؟ میرا خیال ہے کہ یہ جواب درست نہیں ہے جو حکومتی بنچوں کی طرف سے آیا ہے، اس کا درست جواب دیا جائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایم پی ایز کو اس طرح سے گرانٹ دینا ہی ٹھیک نہیں ہے یہ سارے پیسے لوکل گورنمنٹ کے ہیں اور یہ سڑکیں، نالیاں اور گٹر بنانا یہ لوکل

گورنمنٹ کے اداروں کا کام ہے لیکن جس طرح سے آپ خود مان رہے ہیں کہ 180 ملین روپے کے funds ہم نے جاری کر دیئے ہیں۔

جناب سپیکر: ان کی ذات کو کسی نے funds نہیں دیئے، آپ کے حلقہ جات کو funds دے رہے ہیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! حلقہ جات کو funds نہیں دے رہے، وہ کہہ رہے ہیں کہ اس میں تخصیص نہیں ہے، سارے منتخب نمائندوں کو ہم اعتماد میں لے رہے ہیں۔ میں اس بات کو چیلنج کر رہا ہوں کہ منتخب نمائندوں کو جن کا تعلق تحریک انصاف سے ہے اس شہر کے اندر اُن کے ساتھ کوئی رابطہ نہیں، ان سے کوئی سکیم نہیں مانگی گئی اور ان کو کسی meeting کی اطلاع نہیں ہے۔ ہمارے مقابلے میں جنہوں نے شکست کھائی ہے ان کو ان کمیٹیوں کے اندر بلایا جا رہا ہے ان سے priorities لی جا رہی ہیں، یہ pre pool rigging کے ضمن میں آتا ہے کہ آپ کروڑوں روپے کے funds جاری کر دیں اور اپنے منظور نظر لوگوں کو کامیاب کروانے کے لئے ان کی سکیمیں لیں اور وہاں پر ترقیاتی کام شروع کروا دیں۔ یہ discrimination ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ جواب درست نہیں ہے اس کا درست جواب آنا چاہئے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں انہوں نے مکمل طور پر جواب دے دیا ہے۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں عرض کروں گا کہ یہ غلط فہمی دور ہونی چاہئے کہ یہ کوئی گرانٹ ہے یا کوئی members کو چیز دی جاتی ہے۔ ہر منتخب member خواہ اس کا تعلق قومی اسمبلی سے ہو، صوبائی اسمبلی سے ہو یا بلدیاتی ادارے سے ہو آپ کسی بھی منتخب member کو اس بات سے محروم نہیں کر سکتے کہ وہ اپنے علاقے میں کوئی سڑک، سیوریج یا کوئی بھی چیز اگر اس کی حالت بہتر نہیں ہے اور وہاں پر کوئی development کی ضرورت ہے اُس کی وہ نشاندہی نہ کر سکے۔ یہاں پر لفظ identification کا ہے۔ ہر فرد بلکہ عام شہری کو بھی یہ حق حاصل ہے کہ وہ حکومت کو اس قسم کے معاملات کی نشاندہی کرے۔ یہ ایوان جب بجٹ پاس کرتا ہے تو ڈویلپمنٹ کی صوابدید حکومت کی ہے اور اس سلسلے میں جو بڑے منصوبے ہوتے ہیں ان کی علیحدہ allocation ہوتی ہے اور ایک فنڈ ایسا ہوتا ہے جس کی بڑی مقدار نہیں ہوتی اس کو مختص کر دیا جاتا ہے کہ ہر حلقے میں اتنی ضرورت ہوتی ہے یعنی کسی سڑک کی مرمت یا کوئی دوسرا چھوٹا موٹا کام ہوتا ہے۔ اس سلسلے میں جن ممبران نے نشاندہی کی ہے اس کے مطابق کام ہوئے ہیں۔ اگر کسی جگہ پر کسی ممبر نے نشاندہی نہیں کی تو ایک عام شہری بھی اس بات کی نشاندہی کر سکتا ہے کہ میرے گھر یا میرے محلے

کی سڑک، پارک یا کوئی سیوریج کا مسئلہ ہے۔ محترم اپوزیشن لیڈر صاحب نے خود پچھلے اجلاس میں میرے ساتھ بات کی تھی تو میں نے خود اُس وقت ان کو عرض کیا تھا کہ اگر آپ کچھ سکیموں کی نشاندہی کرنا چاہتے ہیں تو آپ حکم کریں میں آپ کے ساتھ ٹائم بھی طے کرتا ہوں لہٰذا آپ میرے ساتھ چیف منسٹر صاحب کے پاس چلیں کیونکہ چیف منسٹر صاحب اس ایوان کے بھی لیڈر ہیں اور چیف ایگزیکٹو بھی ہیں۔ آپ جن چیزوں کی نشاندہی کرنا چاہتے ہیں یا لاہور اور پنجاب میں ڈویلپمنٹ کے سلسلے میں کوئی مشورہ دینا چاہتے ہیں تو آپ حکم کریں۔ ہم with a cup of tea آپ کی خدمت مدارت بھی کرنے کو تیار ہیں۔ انہوں نے مجھے کہا کہ ہم پوچھ کر اور مشورہ کر کے بتائیں گے لیکن مشورہ کر کے یا پوچھ کر انہوں نے مجھے آج تک نہیں بتایا اور اب یہ اعتراض کر رہے ہیں۔ اگر میاں صاحب ڈویلپمنٹ کے منصوبوں کی کوئی نشاندہی کرنا چاہتے ہیں تو most welcome جب یہ چاہیں ہم اِن کے ساتھ بیٹھنے کو تیار ہیں۔ اسی طرح چیف منسٹر پنجاب جو اس ایوان کے قائد ایوان بھی ہیں تو جب یہ چاہیں یا ان کے پاس spare time ہو تو اُن کے ساتھ بھی بیٹھنے کو تیار ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! یہ شرط کہ وزیر اعلیٰ کی خدمت میں حاضر ہوں، اس کے بعد آپ پر کوئی نظر کرم ہو پھر آپ کو فنڈز ملیں گے تو یہ discrimination ہے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ ایسا کہیں نہیں ہوتا۔ ہم elected لوگ ہیں اور ہمیں ہماری عوام نے منتخب کیا ہے لہٰذا یہ عوام کی رائے کی توہین ہے کہ آپ یہ شرط لگائیں کہ ہم وزیر اعلیٰ کی خدمت میں حاضر ہوں اور اُن سے درخواست کریں تب ہمارے علاقے کے کام ہو سکتے ہیں ورنہ نہیں ہو سکتے۔ اس پر میں سمجھتا ہوں کہ یہ نقطہ نظر بالکل غلط ہے۔ یہاں پر واضح طور پر چیف سیکرٹری نے ایک notification بھی کیا جس میں انہوں نے elected representatives کا لفظ استعمال کیا۔ اب جو elected representatives ہیں وہ خواہ کسی بھی پارٹی سے ہوں، (ق) لیگ سے ہوں، پی ٹی آئی سے ہوں یا پیپلز پارٹی سے ان کا تعلق ہو تو ان کا یہ استحقاق بنتا ہے کیونکہ ان کے علاقے کے لوگوں نے ان پر اعتماد کا اظہار کیا ہے جو ایک democratic process سے ہو کر آئے ہیں لہٰذا یہ اُن لوگوں کی رائے کی توہین ہے اور جمہوریت کی نفی ہے کہ چیف منسٹر کی اجازت اور منشا کے بغیر ایک پتّا بھی نہیں ہل سکتا۔ اس پنجاب کی یہی بدقسمتی ہے کہ یہاں پر جمہوری روایات کو پنپنے کا موقع نہیں دیا جا رہا، یہاں پر عوام کے مسائل کو میرٹ کی بنیاد پر حل نہیں کیا جا رہا بلکہ یہ one man show ہے جس پر ہم احتجاج کر رہے ہیں اور رانا ثناء اللہ صاحب کی اس تجویز پر بھی احتجاج کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! انہوں نے آپ کو کوئی غلط تجویز تو نہیں دی اور چیف منسٹر تو سارے پنجاب کے ہیں۔ آپ کے بھی ہیں اور ان کے بھی ہیں۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترم اپوزیشن لیڈر صاحب خواہ مخواہ بُرا مان گئے ہیں۔ اس میں کوئی درخواست کی بات ہے اور نہ ہی حاضر ہونے کی بات ہے۔ میں نے تو ان سے یہ کہا ہے کہ جب ان کے پاس ٹائم ہو اور جو ان کی اچھی تجاویز ڈویلپمنٹ کے حوالے سے ہیں اُن میں ان کے حلقے کی تجاویز بھی ہو سکتی ہیں اور لاہور کی بھی ہو سکتی ہیں جبکہ وہ اپوزیشن لیڈر پورے پنجاب کے ہیں۔ ہم اُن کی تجاویز سے استفادہ کرنے کے لئے ہمہ تن گوش بٹھانے، خاطر مدارت کرنے اور چائے کا کپ پیش کرنے کے لئے تیار ہیں۔ یہ حاضر ہونے والی یا درخواست کرنے والی ایسی کوئی بات نہیں ہے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! اس ایوان کی اتنی بدقسمتی ہے---

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں ایک بات کی وضاحت کر دوں اس کے بعد اپوزیشن لیڈر صاحب بات کر لیں۔ دیکھیں، اب بجٹ کی preparation شروع ہو گی، ہم انشاء اللہ تعالیٰ ارادہ رکھتے ہیں کہ مارچ میں ایک سیشن ہو۔

جناب سپیکر: جی، pre-budget بحث ہو گی۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): اس سیشن میں ایوان کے تمام ممبران کو موقع دیں گے کہ وہ بجٹ پر اپنی تجاویز دیں۔ اس کے بعد ممبران کے groups بنیں گے جن کی discussion ہو گی۔ وہ meetings یقیناً government houses میں ہوں گی۔ ان meetings کو پہلے وزراء کی سطح پر meet کیا جائے گا بعد میں چیف منسٹر صاحب اس کو preside کریں گے۔ اگر یہ ان کا حصہ بننا چاہتے ہیں تو انہیں اتنی ہی عزت دی جائے گی جتنی کسی دوسرے منتخب نمائندے کو دی جاتی ہے لیکن یہ نہیں ہو سکتا کہ یہ کہیں کہ ہم نے کسی چیز کی نشاندہی بھی نہیں کرنی، آپ کے ساتھ بیٹھنے کو بھی تیار نہیں ہیں، آپ کی چائے پینے کو بھی تیار نہیں ہیں اور اس کے بعد پھر انہوں نے احتجاج برائے احتجاج کرنا ہے تو وہ بھی سر آنکھوں پر ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، وہ احتجاج ایسے نہیں کریں گے۔ جب انہیں کچھ ملے گا اور آپ دیں گے تو پھر نہیں کریں گے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ اس ایوان کی یہ بد قسمتی ہے۔ محترم وزیر اعلیٰ پنجاب یہاں پر اگر تشریف لے آئیں تو ان کی بڑی عنایت ہو گی اور ہم ہاتھ باندھ کر آپ سے بھی یہ گزارش کرتے ہیں لیکن ہم کسی کے درِ دولت پر جانے سے اس لئے معترض ہیں کہ یہ ایوان اسی کام کے لئے ہے کہ وزیر اعلیٰ پنجاب یہاں تشریف لائیں۔ پچھلے آٹھ ماہ کے اندر صرف پندرہ بیس منٹ کے لئے وہ اس ایوان میں آئے ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ انہیں جمہوری روایات کی پاسداری کرتے ہوئے اس ایوان کے اندر آنا چاہئے۔ ہمیں ان سے ملنے میں کوئی باک نہیں ہے لیکن ہم اپوزیشن پارٹیوں کے سارے پارلیمانی لیڈر انہیں یہاں پر ایوان میں آنے پر welcome کریں گے، ان کے مشکور ہوں گے کہ وہ یہاں پر آئیں، وہ پوری اسمبلی کو اپنا دیدار کروائیں، لوگوں کے مسائل سنیں، ہماری شکایات اور پنجاب میں جو کچھ ہو رہا ہے وہ سب سنیں۔ اس لئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ پنجاب کے پاس ہمارے جانے کی بجائے وہ پنجاب اسمبلی کے ایوان میں آ جائیں تو پھر ان کے یہاں پر آنے کے بعد ہم اپنی باتیں اور مسائل ان کے سامنے رکھیں گے۔

جناب محمد عارف خان سندھیلہ: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، آپ اُن کو بولنے دیں اور مجھے ذرا سننے دیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! ہم اپنی ساری بات ان کے گوش گزار کر سکیں گے لہذا میں آپ کے توسط سے لاء منسٹر صاحب کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ وزیر اعلیٰ پنجاب کو پورے ایوان کی طرف سے یہ درخواست کریں کہ وہ ایوان میں تشریف لے آئیں تاکہ ہم اُن سے بات کر کے اپنے جذبات، مسائل اور پنجاب کی عوام کے احساسات سے انہیں آگاہ کر سکیں۔

جناب محمد عارف خان سندھیلہ: جناب سپیکر! میں صرف یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ان کے سامنے یہ جانا نہیں چاہتے۔ جس طرح یہ کہہ رہے ہیں کہ ہم ان کے پاس کیسے جائیں اور کیسے ملیں تو یہی محترم میاں صاحب لندن میں مسلم لیگ کے دفتر میں۔۔۔

جناب سپیکر: جی، آپ اس بات کو چھوڑیں۔ بڑی مہربانی۔

جناب محمد عارف خان سندھیلہ: جناب سپیکر! کیا یہ بات سچ نہیں ہے؟

جناب سپیکر: میاں صاحب! میرے خیال میں جب pre-budget بحث شروع ہو گی تو اس وقت اس معاملے کو take up کریں گے۔ اب اس کو dispose of کرتے ہیں۔ (قطع کلامیاں)

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! ڈسٹرکٹ کوآرڈینیشن کمیٹی لاہور میں کل 27 منتخب ممبر بنائے گئے ہیں جن میں ایک بھی تحریک انصاف کا ممبر نہیں ہے۔ میرے پاس اس کی لسٹ پڑی ہوئی ہے۔ مجھے نہیں پتا تھا کہ یہ چیز discussion میں آج آنی ہے۔ وہ document جو میرے پاس آیا تھا وہ میں ڈی سی او آفس سے لاکر دکھادوں گا کہ اس میں کل 27 ممبر ہیں۔۔۔

(اذانِ عشاء)

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحب! میری آپ سے یہ گزارش ہوگی کہ تحاریک التوائے کار کے لئے صرف آدھ گھنٹہ ہوتا ہے اس لئے اگر ہم فضول باتوں میں ٹائم ضائع کر دیں گے تو فائدہ نہیں ہوگا۔ بہت مہربانی۔ محترمہ جیدہ خالد خان صاحبہ کی تحریک التوائے کار نمبر 651/13 ہے۔ کیا اس کا جواب آگیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ اس تحریک کا جواب موصول نہیں ہوا لہذا چند دنوں کے لئے اسے pending کر دیں۔ اسی سیشن میں انشاء اللہ اس کا جواب آئے گا۔

جناب سپیکر: جی، اس تحریک التوائے کار کو till next week pending کیا جاتا ہے but not this week. چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب اور سردار وقاص حسن مؤکل صاحب کی تحریک التوائے کار نمبر 653/13 ہے اور یہ پڑھی جا چکی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! اس کا بھی ابھی جواب موصول نہیں ہوا لہذا اس کا جواب بھی اسی تحریک کے ساتھ آجائے گا یا جب آپ حکم کریں۔

جناب سپیکر: جی، یہ تحریک التوائے کار بھی pending کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 654/13 ہے۔

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: دیکھیں، میری بات سنیں۔ اس کے لئے آدھ گھنٹہ بہت محدود ٹائم ہے لہذا آپ مہربانی کریں اور اس کا ابھی کافی کام پڑا ہے۔

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر! میں نے صرف یہی کہنا تھا کہ اتنی دیر ہو گئی ہے مگر ابھی تک ان کے جواب کیوں نہیں آئے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب اب پہلے دن آئے ہیں۔ بعد میں دیکھیں گے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! تحریک التوائے کار نمبر 654 کا جواب موصول ہو چکا ہے۔

جناب سپیکر: جی، پڑھ دیں۔

لاہور کی منڈیوں میں چین، برما، سنگاپور اور انڈیا سے خریدے گئے غیر معیاری لہسن اور ادرک سے انسانی صحت کو شدید خطرات کا خدشہ

(۔۔۔جاری)

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): شکریہ۔ جناب سپیکر! لاہور میں آج سے چند سال پہلے تک درآمدی ممالک یعنی چائنا، سنگاپور، برما اور تھائی لینڈ وغیرہ سے ادرک بغیر دھلائی کے درآمد ہوتا تھا لہذا درآمد شدہ ادرک دھو کر ہی فروخت کرنا پڑتا تھا اس طرح برآمدگی ممالک کو بہتر قیمت وصول نہ ہوتی تھی۔ اب یہ ممالک ادرک دھو کر برآمد کر رہے ہیں اور ادرک جس packing میں درآمد ہوتا ہے اسی طرح تھوک مارکیٹ میں فروخت کر دیا جاتا ہے۔ تھوک مارکیٹ میں اس کے ساتھ کسی قسم کا کوئی process نہیں ہوتا۔ پرچون فروش ادرک کو تھوک میں خرید کر صارفین کے لئے پُرکشش اور جاذب نظر بنانے کے لئے تیزاب و ٹاٹری وغیرہ کا استعمال کرتے ہیں اور پہلے کی نسبت یہ زیادہ قیمت وصول کرتے ہیں۔ جہاں تک لہسن کا تعلق ہے تو یہ بھی چائنا اور انڈیا سے درآمد ہوتا ہے۔ تھوک مارکیٹ میں جس packing میں درآمد ہوتا ہے اسی packing میں فروخت کر دیا جاتا ہے۔ پرچون فروش گاہک کی سہولت کے لئے چھیل کر فروخت کر کے زیادہ منافع کماتے ہیں۔ چونکہ یہ دونوں عوامل مارکیٹ کمیٹی میں انجام نہیں پاتے بلکہ مارکیٹ سے باہر پرچون کی سطح پر انجام پاتے ہیں لہذا محکمہ زراعت مارکیٹ کا اس لحاظ سے کوئی عمل دخل نہیں ہے۔ عام طور پر پنجاب میں ٹماٹر بلوچستان کے علاقہ قلعہ سیف اللہ، کوئٹہ اور سندھ کے علاقہ بدین سے آتا ہے اور اس سال ان علاقوں میں ٹماٹر کی آمد گزشتہ سال کی نسبت کم ہے۔ ٹماٹر کی اس کمی کو انڈیا سے درآمد کر کے پورا کیا جا رہا ہے تاکہ اس کی قیمتوں میں استحکام رہے۔ پنجاب میں ٹماٹر کی بوائی نومبر کے وسط میں شروع ہوتی ہے اور یہ مئی تا جولائی میں پنجاب کی منڈیوں میں دستیاب ہوتا ہے اور تب ٹماٹر کی قیمت میں کافی استحکام رہتا ہے۔ جہاں تک مقامی دکانداروں کا اس چیز سے تعلق ہے کہ وہ کوئی ملاوٹ کرتے ہیں یا تیزاب یا ٹاٹری وغیرہ سے ادرک کو دھو

کر فروخت کرتے ہیں تو ان کے خلاف حسب ضابطہ ضلع کی انتظامیہ کارروائی کر رہی ہے اور اس کا تدارک اسی لحاظ سے ممکن ہوا ہے۔

جناب سپیکر: جی، Rule 83-C کے تحت اس تحریک التوائے کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اب اگلی تحریک التوائے کار نمبر 13/672 ہے جو کہ میاں محمود الرشید صاحب، میاں محمد اسلم اقبال صاحب اور محترمہ شُنیلا رُوت صاحبہ کی ہے اور یہ پڑھی جا چکی ہے۔

پنجاب یونیورسٹی اور یو ای ٹی لاہور کی انتظامیہ کی جانب سے ہاسٹلز کا سرچ آپریشن کرنے کی وجہ سے مشکوک افراد کا نجی ہاسٹلز کی طرف رجحان میں اضافہ

(۔۔۔جاری)

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! ستمبر 2013 میں یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی لاہور سے دہشت گردوں کی گرفتاری سے متعلق جو خبر اخبارات میں شائع ہوئی اس کی ہم بذریعہ الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا تردید کر چکے ہیں اور اس حوالے سے یونیورسٹی کے کسی بھی ہاسٹل پر کسی ایجنسی کی طرف سے چھاپہ مارا گیا ہے اور نہ ہی یونیورسٹی کے کسی طالب علم یا outsider کو یونیورسٹی سے گرفتار کیا گیا ہے تاہم حکومت پنجاب کی ہدایت کے مطابق یونیورسٹی اور اس کے ہاسٹل میں سکیورٹی مزید بہتر بنانے کے لئے یونیورسٹی ایک واضح پالیسی بنا چکی ہے اور نہایت سختی سے اس پر عملدرآمد کو یقینی بنایا جا رہا ہے۔

پنجاب یونیورسٹی کو ایشیاء کی سب سے بڑی قدیمی درسگاہ ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔ پنجاب یونیورسٹی کے فارغ التحصیل طلباء وطالبات وطن عزیز کے مختلف سرکاری اور نجی اداروں میں اپنے فرائض منصبی نہایت ایمانداری اور خوش اسلوبی سے ادا کر کے ملک کی ترقی اور خوشحالی میں اہم کردار ادا کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے یونیورسٹی ہاسٹل میں قیام پذیر طلباء وطالبات انتہائی ذمہ دار اور باکردار ہیں۔ پنجاب یونیورسٹی میں رہائش پذیر طلباء وطالبات کی نگرانی کے لئے انتہائی تجربہ کار اساتذہ کی بطور وارڈن اور سپرنٹنڈنٹ تعیناتی کی جاتی ہے جو کہ خالصتاً میرٹ کی بنیاد پر ہوتی ہے۔ وارڈن اور سپرنٹنڈنٹ صاحبان اپنے فرائض نہایت ایمانداری اور نیک نیتی سے ادا کرتے ہیں۔ جامعہ پنجاب کے ہاسٹل میں کثیر تعداد میں طلباء رہائش پذیر ہیں۔ اگر رہائشی طالب علم کو ملنے کے لئے ان کا کوئی قریبی رشتہ دار آئے تو اسے بطور مہمان ٹھہرانے کی اجازت ہاسٹل انتظامیہ سے "گیسٹ فارم" پُر کر کے دی

جاتی ہے۔ نئے آنے والے طالب علم کو بعض اوقات ہاسٹل قواعد وضوابط کا علم نہیں ہوتا جس کی وجہ سے وہ بغیر اجازت اپنے مہمان کو ٹھہرا لیتے ہیں۔ ایسے رہائشی طالب علم کو وارننگ جاری کی جاتی ہے کہ اگر آئندہ ہاسٹل انتظامیہ کی اجازت کے بغیر مہمان کو ٹھہرایا تو ضابطہ کے خلاف کارروائی کی جائے گی۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں جواب تفصیل کے ساتھ آپ کے نوٹس میں آ چکا ہے اس لئے Rule 83-C کے تحت اس تحریک التوائے کار کو بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اب اگلی تحریک التوائے کار نمبر 684/13 ہے جو کہ پیش ہو چکی ہے۔ کیا اس تحریک کا جواب آ گیا ہے؟

صوبائی دارالحکومت کے قبرستان گندے پانی اور مچھروں کی آماجگاہ میں تبدیل

(۔۔۔جاری)

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! جی، اس کا جواب بھی آ گیا ہے۔ جملہ ٹاؤن ہائے نے اپنے اپنے علاقہ جات میں موجود قبرستانوں کو صاف کرنے کے لئے جو اقدامات اٹھائے ہیں ان کی ٹاؤن وار تفصیل حسب ذیل ہے:

ٹاؤن انتظامیہ راوی ٹاؤن کی طرف سے راوی ٹاؤن میں موجود تمام قبرستانوں کا روزانہ کی بنیاد پر visit کیا جاتا ہے۔ جنگلی جڑی بوٹیوں کو تلف کر دیا جاتا ہے اور کہیں بھی پانی کھڑا نہیں ہوتا۔ قبرستان میں موجود گڑھوں کو مٹی سے پر کر دیا جاتا ہے اور گندگی اٹھائی جاتی ہے۔

ٹی ایم اے شالامار ٹاؤن کی حدود میں 34 قبرستان واقع ہیں۔ رواں سیزن میں تمام قبرستانوں میں متعلقہ یونین کونسل کے سیکرٹری کی نگرانی میں تمام قبرستانوں میں سپرے اور صفائی کا کام کیا گیا ہے۔ قبرستانوں سے جڑی بوٹیاں اور جنگلی گھاس وغیرہ تلف کیا گیا ہے۔ سیکرٹری یونین کونسل کے تعاون سے قبرستانوں میں روزانہ کی بنیاد پر visit کیا جاتا ہے اور افسران بالا بھی متعدد بار visit کر چکے ہیں۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں آپ نے کافی تفصیل سے جواب پڑھ دیا ہے اس لئے Rule 83-C کے تحت اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اب اگلی تحریک التوائے کار ڈاکٹر نوشین حامد صاحبہ کی ہے جس کا نمبر 690/13 ہے جو کہ پڑھی جا چکی ہے۔ کیا اس تحریک کا جواب آ چکا ہے؟

آشیانہ ہاؤسنگ سکیم لاہور کے الاٹی گھر مکمل ہونے کے باوجود قبضہ سے محروم

(۔۔۔جاری)

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! اس تحریک کا بھی جواب آ چکا ہے۔ یہ درست ہے کہ آشیانہ ہاؤسنگ سکیم اٹاری سروبہ جو کہ فیروزپور روڈ لاہور پر واقع ہے۔ یہ سکیم 2011 میں شروع کی گئی تھی اور 350 گھر دسمبر 2012 تک مکمل ہو گئے تھے جن کی تعمیر 30 ماہ میں مکمل ہونی تھی۔ 250 گھر آباد ہو گئے ہیں اور ان تمام گھروں کی الاٹمنٹ اگست 2011 میں کر دی گئی تھی۔ مارچ 2013 میں منتخب حکومت کی مدت ختم ہونے کے بعد PLDC بورڈ آف ڈائریکٹر کے تین ممبران بمعہ چیئرمین نے استعفیٰ دے دیا تھا جس کی وجہ سے بورڈ کام کرنے سے قاصر تھا۔ ستمبر 2013 میں P.L.D.C بورڈ آف ڈائریکٹر دوبارہ تشکیل دے دیا گیا ہے اور اب PLDC بورڈ آف ڈائریکٹر مکمل تندہی سے کمپنی کے معاملات کو دیکھ رہا ہے۔ پراجیکٹ کا تعمیراتی کام حبیب رفیق پرائیویٹ کمپنی لمیٹڈ کے ذمہ ہے۔ حبیب رفیق پرائیویٹ کمپنی لمیٹڈ کا اپنے ذیلی ٹھیکیداروں سے جھگڑا ہونے کی وجہ سے عارضی طور پر کام رکا ہوا ہے۔ یہ معاملہ PLDC بورڈ آف ڈائریکٹر کے علم میں آ چکا ہے اور اس سلسلے میں حبیب رفیق پرائیویٹ کمپنی لمیٹڈ سے معاملات طے پا رہے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، Rule 83-C کے تحت اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اب اگلی تحریک التوائے کار نمبر 695/13 میاں محمود الرشید صاحب کی ہے۔

پنجاب کی جیلوں میں ایڈز کے مرض میں اضافہ

(۔۔۔جاری)

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! اس ضمن میں تحریر خدمت ہے کہ روزنامہ "دنیا نیوز" مورخہ 25-09-2013 کو اخبار میں شائع ہونے والی خبر بے بنیاد اور من گھڑت ہے۔ خبر کے مطابق نیشنل ایڈز کنٹرول پروگرام کے تحت کسی بھی قیدی کا میڈیکل چیک اپ نہ ہوا ہے۔ اس بات میں کوئی حقیقت نہیں ہے کہ حکومت قیدیوں میں ایڈز کو ختم کرنے کے لئے کچھ بھی نہیں کر رہی۔ جیل میں تمام قیدیوں اور حوالاتیوں کے ایڈز کے ٹیسٹ کرنے کی سہولت حکومت نے میسر کی ہے۔ ایڈز کی بیماری کو confirm کرنے کے لئے چار ٹیسٹ کروائے جاتے ہیں جن میں kit method, Alicia test, C.D.U-4 test, P.C.R test اس کے علاوہ جو

قیدی اس بیماری کے شکار ہوتے ہیں ان کا باقاعدگی سے علاج کروایا جاتا ہے۔ پنجاب کی جیلوں میں قیدیوں کا جیل میں میڈیکل آفیسر باقاعدگی سے چیک اپ کرتے ہیں،ان کی صفائی کا خیال رکھا جاتا ہے۔ پنجاب ایڈز کنٹرول پروگرام کے تعاون سے جیلوں میں اسیران کا H.I.V Screening کا ٹیسٹ کروایا جاتا ہے جس میں380 Screening test H.I.V436 result of Alicia test, C.D-4 test 99 released prisoner 212 died prisoner 11 confined in jails 213متعلقہ اسیران کا علاج معالجہ پنجاب ایڈز کنٹرول پروگرام کے تعاون سے جیلوں میں شروع کیا گیا ہے۔ایڈز کے مریضوں تک کسی بھی قسم کا نشہ اور سرنج کی رسائی ختم کرنے کے لئے اور باقی حوالاتی قیدیوں سے الگ کر کے تمام ایڈز کے مریضوں کو علیحدہ بیرک میں رکھا گیا ہے۔مزید برآں جیل میں ڈسپوزل سرنج استعمال ہوتی ہے اور ایک سرنج صرف ایک مریض کے لئے استعمال ہوتی ہے جس کے بعد یہ فوراً تلف کر دی جاتی ہے تاکہ کوئی بھی بیماری ایک مریض سے دوسرے مریض کو منتقل نہ ہو۔

جناب سپیکر: یہ تحریک اور اس کے ساتھ سردار وقاص حسن موکل اور چودھری عامر سلطان چیمہ صاحبان کی تحریک التوائے کار نمبر704/13 بھی Rule 83-C کے تحت dispose of کی جاتی ہے۔اب تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہوتا ہے۔ڈاکٹر مراد راس صاحب نے مجھ سے پوائنٹ آف آرڈر پر وقت مانگا تھا جو کہ انہیں دیا جائے گا۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

سرکاری کارروائی

ہنگامی قانون

(جو ایوان کی میز پر رکھا گیا)

ہنگامی قانون (ترمیم) شہری ترقی پنجاب مصدرہ2014

جناب سپیکر: نہیں، آپ تشریف رکھیں اور بعد میں آپ کی بات سنی جائے گی۔اب ہم سرکاری کارروائی شروع کرتے ہیں۔

Minister for Law may lay the Punjab Development of Cities (Amendment) Ordinance 2014.

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I lay the Punjab Development of Cities (Amendment) Ordinance 2014.

MR SPEAKER: The Punjab Development of Cities (Amendment) Ordinance 2014 has been laid on the table of the House. It is deemed to be a Bill introduced in the House under rule 91(5) of the Rules of procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and is referred to the Standing Committee on Housing Urban Development and Public Health Engineering with the direction to submit its report within one month.

مسودہ قانون

(جو متعارف ہوا)

مسودہ قانون لاہور گریژن یونیورسٹی مصدرہ 2014

MR SPEAKER: Next is the Lahore Garrison University Bill 2014. Minister for Law to introduce the Lahore Garrison University Bill 2014.

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I introduce the Lahore Garrison University Bill 2014.

MR SPEAKER: The Lahore Garrison University Bill 2014 has been introduced in the House under rule 91(5) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and is referred to the Standing Committee on Education for report within one month.

آج کے اجلاس کا ایجنڈا مکمل ہو چکا ہے لہذا اب اجلاس مورخہ 10۔فروری 2014 سہ پہر 3:00 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

79

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ، 10۔فروری 2014

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ جات محنت وانسانی وسائل اور سپیشل ایجوکیشن)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

توجہ دلاؤ نوٹس

سرکاری کارروائی

مسودہ قانون کمیشن برائے مقام نسواں پنجاب 2013 (مسودہ قانون نمبر 10 بابت 2013)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون کمیشن برائے مقام نسواں پنجاب 2013، جیسا کہ سپیشل کمیٹی نمبر 1 نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون کمیشن برائے مقام نسواں پنجاب 2013 منظور کیا جائے۔

81

صوبائی اسمبلی پنجاب

سولھویں اسمبلی کا چھٹا اجلاس

سوموار،10۔فروری2014

(یوم الاثنین،9۔ربیع الثانی1435ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں سہ پہر 3بج کر30منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری نور محمد نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِo

يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ
الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ۝١ هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا
عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۗ
وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝٢ وَّاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا
يَلْحَقُوْا بِهِمْ ۗ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝٣ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ
مَنْ يَّشَآءُ ۗ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۝٤

سورة الجُمُعَة آیات1 تا 4

جو چیز آسمانوں میں ہے اور جو چیز زمین میں ہے (سب) اللہ کی تسبیح کرتی ہے جو بادشاہ (حقیقی) پاک (ذات) زبردست حکمت والا ہے(1) وہی تو ہے جس نے ان پڑھوں میں اُنہی میں سے (محمدؐ) کو پیغمبر (بنا کر) بھیجا جو اُن کے سامنے اُس کی آیتیں پڑھتے اور اُن کو پاک کرتے اور (اللہ کی) کتاب اور دانائی سکھاتے ہیں اور اس سے پہلے تو یہ لوگ صریح گمراہی میں تھے(2) اور ان میں سے اور لوگوں کی طرف بھی (اُن کو بھیجا ہے) جو ابھی اُن (مسلمانوں سے) نہیں ملے۔ اور وہ غالب حکمت والا ہے(3) یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے۔ اور اللہ بڑے فضل کا مالک ہے(4)

وما علینا الاالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ الحاج حافظ مرغوب احمد ہمدانی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

نُوری مکھڑا تے زُلفاں کالیاں
صدقے واری جان ویکھن والیاں
سو گئی اُمت تے آقا جاگدا
کیتیاں لجپال نے رکھوالیاں
ویہڑے تیرے کھیڈے رب دا لاڈلا
واہ حلیماں تیریاں خوشحالیاں
ویکھ کے رُتبہ بلال حبشی دا
ہو گئیاں قربان شکلاں والیاں

سوالات

(محکمہ جات محنت وانسانی وسائل اور سپیشل ایجوکیشن)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ آج کے ایجنڈا پر محکمہ جات محنت وانسانی وسائل اور سپیشل ایجوکیشن سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور اُن کے جوابات دیئے جائیں گے۔ میں دونوں طرف سے کہہ رہا ہوں کہ on his behalf سے پرہیز کریں۔ پہلا سوال میاں طاہر صاحب کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا یہ سوال dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال باؤ اختر علی صاحب کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا یہ سوال dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال جناب فیضان خالد ورک صاحب کا ہے۔۔۔ وہ بھی موجود نہیں ہیں لہذا یہ سوال dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال محترمہ راحیلہ انور صاحبہ کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا یہ سوال dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال بھی محترمہ راحیلہ انور صاحبہ کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا یہ سوال dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال قاضی عدنان فرید صاحب کا ہے، یہ ملک سے باہر ہیں اور چھٹی لے کر گئے ہیں اس لئے ان کا سوال pending کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال محترمہ حنا پرویز بٹ صاحبہ کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا یہ سوال dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال جناب فیضان خالد ورک صاحب کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں یہ سوال dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال محترمہ حنا پرویز بٹ صاحبہ کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں یہ سوال بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال میاں طاہر صاحب کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں یہ سوال dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال محترمہ لبنیٰ ریحان صاحبہ کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں یہ سوال بھی dispose of کیا جاتا ہے۔

کورم کی نشاندہی

جناب احمد علی خان دریشک: جناب سپیکر! کورم پورا نہیں ہے۔

جناب سپیکر: گنتی کی جائے۔۔۔ (اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا نہیں ہے۔ پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

گنتی کی جائے۔۔۔ (اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا نہیں ہے لہذا آدھ گھنٹہ کے لئے وقفہ کیا جاتا ہے تاکہ ممبران آ جائیں۔

(اس مرحلہ پر اجلاس کی کارروائی آدھ گھنٹہ کے لئے ملتوی کی گئی)

(جناب سپیکر 5 بج کر 25 منٹ پر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر: جی، گنتی کی جائے۔ (اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا ہے لہذا کارروائی شروع کی جاتی ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: No, point of order دیکھیں! اب آپ اپنی کمیٹی کا احترام کریں۔

It looks nice. I will be grateful.

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! میں نے ضروری بات کرنی ہے---

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(---جاری)

جناب سپیکر: جی، اس طرح ٹھیک نہیں ہے، اس وقت اس طرح پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو سکتا۔ میں Question Hour کے بعد آپ کی بات ضرور سنوں گا۔ اگلا سوال محترمہ لبنیٰ ریحان صاحبہ کا ہے--- موجود نہیں ہیں لہذا یہ سوال dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال بھی محترمہ لبنیٰ ریحان صاحبہ کا ہے--- موجود نہیں ہیں لہذا یہ سوال dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال سردار وقاص حسن مؤکل کا ہے۔ سوال نمبر بولئے گا۔

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر! سوال نمبر 1407 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع اوکاڑہ: محکمہ محنت کو بجٹ کی فراہمی، اخراجات و دیگر تفصیلات

*1407: سردار وقاص حسن مؤکل: کیا وزیر محنت و انسانی وسائل از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع اوکاڑہ میں محکمہ محنت کو گزشتہ پانچ سال کے دوران کتنا کتنا بجٹ فراہم کیا گیا؟

(ب) اس بجٹ کو کن کن کاموں کے لئے استعمال کیا گیا، کون کون سی اشیاء خریدی گئیں، سال وار تفصیل سے آگاہ کریں؟

(ج) مذکورہ عرصہ کے دوران ملازمین کی تنخواہوں اور ٹی اے / ڈی اے پر کتنی رقم خرچ ہوئی اور یہ کن کن ملازمین نے یہ رقم وصول کی، ان کے نام، عہدہ و گریڈ سے آگاہ کریں؟

(د) کتنے ملازمین فیلڈ ڈیوٹی کر رہے ہیں، انہوں نے گزشتہ پانچ سال کے دوران کتنے پٹرول پمپس کے پٹرول کم دینے کی بناء پر چالان کئے اور اس سے حکومت کی آمدن میں بتدریج کتنا اضافہ ہوا، سال وار تفصیل سے ایوان کو آگاہ کریں؟

(ہ) کتنے ایسے ملازمین ہیں جو افسران کی ملی بھگت سے فیلڈ ڈیوٹی کے نام پر دفتر حاضر نہیں ہوتے اور گھروں میں بیٹھ کر تنخواہیں و دیگر مراعات حاصل کر رہے ہیں، ان کے نام، عہدہ نیز ان کی گزشتہ دو سالوں کی حاضری رپورٹس ایوان میں پیش کریں؟

وزیر محنت و انسانی وسائل (راجہ اشفاق سرور):

(الف) محکمہ محنت اوکاڑہ کو گزشتہ پانچ سال کے دوران مندرجہ ذیل بجٹ فراہم کیا گیا:

سال	تنخواہ کا بجٹ	غیر تنخواہ بجٹ	کل بجٹ
2008-09	1625497/-	208014/-	1833511/-
2009-10	2249000/-	210800/-	2459800/-
2010-11	3051000/-	495000/-	3546000/-
2011-12	3280496/-	442589/-	3723085/-
2012-13	4055528/-	435000/-	4490528/-

(ب) محکمہ محنت اوکاڑہ میں ان سالوں کا بجٹ زیادہ تر ملازمین کی تنخواہوں پر خرچ ہوا اور بہت کم رقم contingency اور دوسری اشیاء کی خریداری پر خرچ ہوئی ان سالوں میں مندرجہ ذیل اشیاء کی خریداری ہوئی۔

2008-09	بجلی ٹیلی فون وغیرہ کے بل ادا کئے گئے اور سٹیشنری خریدی گئی۔ فرنیچر کی مرمت کروائی گئی۔
2009-10	بجلی ٹیلی فون سٹیشنری کے بل وغیرہ ادا کئے گئے۔ کوئی غیر ضروری اخراجات نہیں کئے۔
2010-11	بجلی، ٹیلی فون، سٹیشنری کے بل وغیرہ ادا کئے گئے سائیکل والماریاں خریدی گئیں۔ کوئی غیر ضروری اخراجات نہیں کئے۔ ڈاک ٹکٹیں خریدی گئیں۔
2011-12	بجلی ٹیلی فون سٹیشنری کے بل وغیرہ ادا کئے گئے۔ روم کولر، الماریاں اور UPS دفتری استعمال کے لئے خریدا گیا۔
2012-13	بجلی ٹیلی فون سٹیشنری کے بل وغیرہ ادا کئے گئے۔ ڈاک ٹکٹیں وغیرہ خریدی گئیں۔ غیر ضروری اخراجات نہیں کئے گئے۔

(ج) ضلعی دفتر محکمہ محنت اوکاڑہ میں سال 2008-09 تا 2012-13 میں تنخواہوں اور ٹی اے / ڈی اے پر خرچ ہونے والی رقم اور وصول کرنے والے ملازمین کی تفصیل حسب ذیل ہے:

سال	تنخواہیں ادا کیں	ٹی اے/ڈی اے کیا
2008-09	-/1586125	-/49746
2009-10	-/1792738	-/33512
2010-11	-/2590643	-/68195
2011-12	-/3269965	-/99051
2012-13	-/3525359	-/98395

محکمہ محنت اوکاڑہ میں سرکاری گاڑی نہ ہونے کی وجہ سے مندرجہ ذیل ملازمین نے ٹی اے/ڈی اے وصول کیا۔

سال	نام آفیسر	رقم
2008-09	1-طارق پرویز، ڈسٹرکٹ آفیسر لیبر (BS-17)	-/42760
	2-شمس الحق، سٹینوگرافر (BS12)، (قائم مقام) لیبر آفیسر	-/6986
2009-10	1-طاہر اقبال، ڈسٹرکٹ آفیسر لیبر (BS-17)	-/23395
	2-محمد افضل، لیبر آفیسر (BS-16)	-/5231
	3-شمس الحق، سٹینوگرافر (BS12)، (قائم مقام) لیبر آفیسر	-/4886
2010-11	1-طاہر اقبال، ڈسٹرکٹ آفیسر لیبر (BS-17)	-/57370
	2-شمس الحق، سٹینوگرافر (BS12)، (قائم مقام) لیبر آفیسر	-/10825
2011-12	1-طاہر اقبال، ڈسٹرکٹ آفیسر لیبر (BS-17)	-/67161
	2-محمد افضل، لیبر آفیسر (BS-16)	-/24217
	3-شمس الحق، سٹینوگرافر (BS12)، (قائم مقام) لیبر آفیسر	-/7664
2012-13	طاہر اقبال، ڈسٹرکٹ آفیسر لیبر (BS-17)	-/80885
2012-13	محمد افضل، لیبر آفیسر (BS-16)	-/11990
2012-13	سید عرفان اقبال، لیبر آفیسر (BS-16)	-/5520

(د) ضلعی دفتر ضلع اوکاڑہ میں اس وقت چار ملازمین فیلڈ ڈیوٹی ادا کر رہے ہیں۔

1-	ڈسٹرکٹ آفیسر لیبر (BS-17)	1
2-	لیبر آفیسرز (BS-16)	2
3-	لیبر انسپکٹر (BS-14)	1

صرف اسسٹنٹ ڈائریکٹر پٹرول پمپس چیک کرتا ہے۔ پٹرول پمپس کے پٹرول کم دینے کی وجہ سے جو چالان کئے گئے اُس جرمانے کی تفصیل حسب ذیل ہے:

سال	چالان	جرمانہ	فیس جو خزانے میں جمع کروائی گئی۔
2008-09	28	-/23000	-/1266728
2009-10	32	-/28000	-/1261653
2010-11	42	-/21000	-/1521874
2011-12	38	-/17000	-/2073515
2012-13	39	-/23000	-/2547330

(ہ) محکمہ محنت اوکاڑہ میں صرف چار افسران فیلڈ ڈیوٹی پر تعینات ہیں اور تمام اپنے اپنے فرائض احسن طریقے سے ادا کر رہے ہیں اوران کی کارکردگی تسلی بخش ہے۔ کوئی بھی ملازم / فیلڈ آفیسر گھر بیٹھ کر تنخواہ وصول نہیں کر رہا۔

جناب سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال ہے؟

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر! میرا پہلا ضمنی سوال جز(الف) سے متعلق یہ ہے کہ انہوں نے گزشتہ پانچ سال کے دوران غیر تنخواہ شدہ بجٹ کے اندر پیسوں کی جو allocation کی ہے تو وہ پیسے کس جگہ پر استعمال ہوئے ہیں؟ کیونکہ جو تفصیل دی گئی ہے یہ ساری تفصیل یوٹیلٹی بلز کی ادائیگی کے حوالے سے ہے لیکن مجھے غیر تنخواہ کا بجٹ یعنی Non-development Budget کی تفصیل بتائی جائے؟

جناب سپیکر: جی، وہ آپ سے Non-development Budget کے بارے میں پوچھ رہے ہیں۔

وزیر محنت وانسانی وسائل (راجہ اشفاق سرور): جناب سپیکر! اس میں ساری تفصیل لف ہے۔ جو وہ فرمارہے ہیں اگر اس کو specify کر دیں، کیا وہ Non-development Budget کی بات کر رہے ہیں؟

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر! میں اسی کی بات کر رہا ہوں۔ اس میں تنخواہ کا بجٹ لکھا ہوا ہے اور میں غیر تنخواہ کے بجٹ کی بات کر رہا ہوں کیونکہ اس کے آگے کہیں پر بھی detail نہیں دی گئی کہ غیر تنخواہ والے بجٹ میں کیا ہے؟

وزیر محنت وانسانی وسائل (راجہ اشفاق سرور): جناب سپیکر! کیا یہ پوچھ رہے ہیں کہ غیر تنخواہ بجٹ کیا ہے؟

جناب سپیکر: جی، سردار صاحب!

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر! میں یہی پوچھ رہا ہوں۔

وزیر محنت وانسانی وسائل (راجہ اشفاق سرور): جناب سپیکر! Non-development Budget آپ کی لوکل ضروریات پوری کرتا ہے خواہ اس میں آپ کو مشینوں کی ضرورت ہوتی ہے یا الماریوں کی ضرورت ہوتی ہے مزید ٹیلیفون یا anything جو besides استعمال ہوتی ہیں۔

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر! اس میں ٹیلیفون وغیرہ کا دیا ہوا ہے لیکن میرا سوال یہ تھا کہ غیر تنخواہ بجٹ کا نہیں دیا ہوا۔

وزیر محنت وانسانی وسائل (راجہ اشفاق سرور): جناب سپیکر! غیر تنخواہ بجٹ میں ٹی اے / ڈی اے بھی شامل ہوتے ہیں، الیکٹریکل بلز بھی شامل ہوتے ہیں Non-development Budget میں یہ سب کچھ شامل ہے۔

جناب سپیکر: جی، ان کی بات ٹھیک ہے۔ کوئی ضمنی سوال ہے؟

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! اس کی ابھی تفصیل تو نہیں آئی لیکن میں اس کی تفصیل مانگ رہا تھا۔

جناب سپیکر: جی، آپ نے تفصیل اس طرح تو نہیں مانگی۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! اچھا میرا دوسرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس میں لکھا ہوا ہے کہ محکمہ محنت اوکاڑہ میں سرکاری گاڑی نہ ہونے کی وجہ سے مندرجہ ذیل ملازمین نے ٹی اے / ڈی اے وصول کیا۔ پانچ سالوں میں 348890 روپے ٹی اے / ڈی اے کی مد میں دیئے گئے تو میرا سوال یا مشورہ یہ ہے کہ اگر گاڑی نہیں ہے تو لیبر آفیسر موٹر سائیکل پر بھی تو جا سکتے ہیں؟ اگر پیچھے سائیکل خریدے گئے ہیں، موٹر سائیکل سے purpose تو solve ہو سکتا ہے۔ ہم نے ان کو ٹی اے / ڈی اے کے اندر اتنی رقم دی ہے کہ ان چار افسران کے لئے موٹر سائیکل خریدے جا سکتے ہیں تو ہم کیوں ان کو اس نقطہ نظر سے نہیں دیکھ رہے کہ بہتر پیسوں کو بہتر طریقے سے استعمال کیا جا سکے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر موصوف!

وزیر محنت وانسانی وسائل (راجہ اشفاق سرور): جناب سپیکر! اب انہوں نے جو تجویز دی ہے اسی کو مدنظر رکھتے ہوئے ہم نے محکمے میں فیصلہ کیا ہے کہ ہم ان کو موٹر سائیکل provide کریں گے، کچھ جگہ پر provide کر دیئے گئے ہیں اور انشاء اللہ باقی جگہوں پر اس سال provide کر دیئے جائیں گے۔

جناب سپیکر: جی، سردار صاحب!

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! یہ چار بندے ہیں، ہزاروں کی تعداد میں نہیں ہیں اگر ہمیں وزیر صاحب آپ کی وساطت سے کوئی ٹائم فریم دے دیں کہ یہ چار افسران جو اوکاڑہ کے اندر ڈیوٹی پر ہیں وہ کب تک mobilize ہو سکیں گے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر محنت وانسانی وسائل(راجہ اشفاق سرور):جناب سپیکر!انشاءاللہ ہم جلد ان کو provide کر دیں گے۔

جناب سپیکر:جی،آپ نے نشاندہی کر دی ہے اور وہ جلدی کر رہے ہیں۔اگلا سوال جناب ظہیر الدین خان علیزئی صاحب کا ہے۔۔۔موجود نہیں ہیں لہذا یہ سوال dispose of کیا جاتا ہے۔

سید زعیم حسین قادری:جناب سپیکر!پریس کے دوست کارروائی کا بائیکاٹ کر گئے ہیں۔

جناب سپیکر:جی،ان کو کیا ہوا؟

سید زعیم حسین قادری:جناب سپیکر!آپ ایک کمیٹی بنادیں جوان دوستوں کو منا کر لے آئے۔

جناب سپیکر:جی،میرے خیال میں"جیہڑا بولے اوئی کنڈی کھولے" ایک تو آپ جائیں،آپ کے ساتھ ایک اور پارلیمانی سیکرٹری صاحب بیٹھے ہوئے ہیں ان کو لے جائیں۔

سید زعیم حسین قادری:جناب سپیکر!میرے خیال میں وزراء کی کمیٹی بھیجیں۔

جناب سپیکر:جی،ایک وزیر بھی بھیجتے ہیں۔ملک ندیم کامران صاحب،سردار شہاب الدین خان اور سید زعیم حسین قادری آپ مہربانی کرکے ان کو منا کر لے آئیں۔جی،اگلا سوال شیخ علاؤالدین صاحب کا ہے۔۔۔موجود نہیں ہیں لہذا dispose of کیا جاتا ہے۔اگلا سوال جناب امجد علی جاوید صاحب کا ہے۔۔۔موجود نہیں ہیں لہذا یہ سوال dispose of کیا جاتا ہے۔اگلا سوال جناب احسن ریاض فتیانہ صاحب کا ہے!

جناب احسن ریاض فتیانہ:سوال نمبر1873 ہے،جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر:جی،جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

فیصل آباد:پی پی-58میں محکمہ محنت سے رجسٹرڈ فیکٹریوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1873:جناب احسن ریاض فتیانہ:کیا وزیر محنت وانسانی وسائل ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) پی پی-58 فیصل آباد میں کتنی فیکٹریاں،کارخانے اور ادارے محکمہ محنت کے پاس رجسٹرڈ ہیں؟

(ب) ان فیکٹریوں/کارخانوں اور اداروں سے محکمہ کس کس مد میں رقم وصول کر رہا ہے؟

(ج) ان فیکٹریوں /کارخانوں اوراداروں میں کتنے ملازم کام کر رہے ہیں؟

(د) محکمہ ان میں کام کرنے والے ملازمین کو کیا کیا سہولیات فراہم کر رہا ہے؟

(ہ) ان اداروں سے محکمہ کو سال12۔2011اور13۔2012کے دوران کتنی رقم حاصل ہوئی ہے؟

وزیر محنت وانسانی وسائل(راجہ اشفاق سرور):

(الف) محکمہ محنت کے ڈسٹرکٹ آفس لیبر ضلع فیصل آباد کے مطابق پی پی۔58فیصل آباد میں فیکٹریز ایکٹ 1934 کے تحت رجسٹرڈ فیکٹریوں کی تعداد چار ہے شاپس اینڈ کمرشل اسٹیبلشمنٹ آرڈیننس1969کے تحت رجسٹرڈادارہ جات کی تعداد13ہےاس حوالے سے یہ امر قابل ذکر ہے کہ فیکٹریز ایکٹ 1934 کے تحت صرف وہ کارخانہ جات رجسٹر کئے جاتے ہیں جہاں ملازمین کی تعداد10یا10سے زائد ہوتی ہے اور وہاں کوئی مینوفیکچرنگ پراسس جاری ہوتا ہے جبکہ 10 سے کم ملازمین والے ادارے بالعموم شاپس اینڈاسٹیبلشمنٹ آرڈرینس 1969 کے تحت رجسٹرڈ ہوتے ہیں

محکمہ محنت کے ادارے سماجی تحفظ کی سکیم کے تحت ضلع فیصل آباد پی پی۔58میں قائم رجسٹرڈ صنعتی وتجارتی اداروں کی کل تعداد16ہے۔

(ب) محکمہ محنت کا ڈسٹرکٹ آفس لیبر ضلع فیصل آباد ورکرز کے لئے کارخانہ جات سے کوئی رقم وصول نہیں کرتاالبتہ دکانوں کی رجسٹریشن کے لئے مبلغ2روپے تا10روپے فی دکان وصول کی جاتی ہے جس کی تجدید ہر دو سال بعد ہوتی ہے لیکن کارخانہ جات کی رجسٹریشن کی کوئی فیس نہیں ہے مزید یہ کہ قانون اوزان وپیمائش کے تحت اوزان وپیمائش کی سالانہ تصدیق سرکاری فیس لے کر کی جاتی ہے جو کہ سرکاری خزانہ میں جمع کرادی جاتی ہے مزید برآں محکمہ محنت کا ادارہ سماجی تحفظ مذکورہ حلقے میں قائم صنعتی وتجارتی اداروں سے سوشل سکیورٹی کنٹریبیوشن کی مد میں رقم وصول کرتا ہے۔

(ج) محکمہ محنت ڈسٹرکٹ آفس لیبر کے تحت ضلع فیصل آباد میں رجسٹرڈ فیکٹریوں اور اداروں میں 813کام کر رہے ہیں جبکہ ادارہ سماجی تحفظ کے تحت رجسٹرڈ کارکنان کی کل تعداد859ہے۔

(د) سماجی تحفظ کی سکیم کے تحت مذکورہ کارکنان اور اُن کے لواحقین بشمول والدین کو مفت طبی امداد اور نقد مالی معاوضہ جات کی مد میں جو رقم فراہم کی جاتی ہے اُس کی تفصیل ضمیمہ (الف)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

پنجاب ورکرز ویلفیئر بورڈ صنعتی کارکنان اور ان کے بچوں کو جو مروجہ قواعد وضوابط پر پورے اترتے ہیں ان کو سکالرشپ (مالی امداد) دی جاتی ہے اور میرج گرانٹ ایک لاکھ اور ڈیتھ گرانٹ پانچ لاکھ فی کس شرح سے (مالی امداد) دی جاتی ہے مزید بچوں کو تعلیمی اخراجات بشمول ہوسٹل، میس یونیفارم (موسم سرما اور گرما)، ٹرانسپورٹ (گھر سے سکول اور سکول سے گھر پہنچانے کے لئے)، درسی کتب، کاپیاں اور سٹیشنری فراہم کی جاتی ہیں۔

(ہ) محکمہ محنت ڈسٹرکٹ آفس لیبر کے تحت ضلع فیصل آباد نے مذکورہ اداروں سے سال 2011-12 ویٹس اینڈ میئرز کی مد میں فیس مبلغ 244535روپے اور سال 2012-13 میں مبلغ 291148روپے جبکہ شاپس اینڈ کمرشل اسٹیبلشمنٹ آرڈیننس 1969 کے تحت رجسٹریشن کی مد میں سال 2011-12 میں مبلغ 120روپے اور سال 2012-13 میں مبلغ 140روپے رجسٹریشن فیس وصول کی جو کہ سرکاری خزانہ میں جمع کروادی گئیں۔

ادارہ سماجی تحفظ نے مذکورہ صنعتی و تجارتی اداروں سے مالی سال 2011-12 اور 2012-13 کے دوران سوشل سکیورٹی کنٹریبیوشن کی مد میں بالترتیب مبلغ 4,559,161روپے اور 6,507,784روپے وصول کئے ہیں۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! انہوں نے میرے سوال کے جز (ج) کے جواب میں فرمایا ہے کہ 859ورکرز لیبر ڈیپارٹمنٹ کے پاس پورے حلقہ میں کام کر رہے ہیں۔ جس حلقے میں تقریباً ایک لاکھ 20ہزار رجسٹرڈ ووٹرز ہوں اور اس کی آبادی اڑھائی تین لاکھ کے قریب ہو اور اس میں سے صرف 850 ورکرز لیبر ڈیپارٹمنٹ کے پاس رجسٹرڈ ہوں، میں ان سے پوچھنا چاہوں کہ کیا لیبر ڈیپارٹمنٹ وہاں پر صحیح طور پر کام نہیں کر رہا یا کوئی اور وجوہات ہیں؟

جناب سپیکر: جب محکمہ نے جواب بھیجا ہے آپ اس وقت کی بات کریں۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب والا! میں اسی وقت کی بات کر رہا ہوں کہ اس کی کیا وجوہات ہیں کہ اتنی بڑی آبادی میں سے ان کے پاس صرف 850 ورکرز رجسٹرڈ ہیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر موصوف!

وزیر محنت و انسانی وسائل (راجہ اشفاق سرور): جناب والا! اگر میرے فاضل ممبر جواب اچھی طرح سے پڑھتے تو ان کو یہ سوال پوچھنے کی ضرورت نہ پڑتی۔ محکمہ لیبر ڈسٹرکٹ فیصل آباد کے مطابق پی پی-58 فیصل آباد میں فیکٹریز ایکٹ 1934 کے تحت رجسٹرڈ فیکٹریوں کی تعداد چار ہے۔ شاپس اینڈ کمرشل اسٹیبلشمنٹ آرڈیننس 69 کے تحت رجسٹرڈ ادارہ جات کی تعداد 13 ہے۔ یہاں پر حلقہ کی بات نہیں ہو رہی تھی بلکہ وہاں پر جتنے رجسٹرڈ ادارے ہیں ان کے مطابق وہاں پر employees ہوتے ہیں، اس کے مطابق یہی figures ہیں۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب والا! میرا یہاں پر کہنے کا مطلب یہ ہے کہ میرے حلقہ کے اندر شوگر مل بھی موجود ہے اس کے علاوہ وہاں پر اور دوسری ملیں بھی موجود ہیں، اتنی زیادہ ملوں کے باوجود وہاں پر ان کے محکمہ نے صرف 850 بندے رجسٹرڈ کئے ہیں اس لئے میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ ڈیپارٹمنٹ وہاں پر صحیح طرح کام نہیں کر رہا اگر محکمہ صحیح طرح سے کام کر رہا ہوتا تو صرف شوگر مل کے اندر ہی ہزار سے زیادہ ملازمین موجود ہوتے ہیں، ڈیپارٹمنٹ کو اس بات کا علم ہونا چاہئے تھا۔ اس کے بعد اگر آپ آگے دیکھیں گے تو جواب کے اگلے حصے میں انہوں نے بتایا ہے کہ جو بھی ان کا procedure ہے اس کے تحت وہ اس کی فیس لے رہے ہیں، انہوں نے شاپس کی مد کے اندر 120 روپے بارہ سے تیرہ سال کے اندر لئے ہیں اور 140 روپے اس سال کے اندر وصول کئے ہیں۔ کیا آپ یہ سوچ سکتے ہیں کہ ہزاروں ایکڑ کے حلقہ کے اندر صرف اتنی ہی دکانیں ہوں گی یا تو اس کا data ہمیں غلط دیا گیا ہے یا پھر ہمارا محکمہ وہاں پر صحیح طور پر کام نہیں کر رہا؟

جناب سپیکر: جی، وزیر موصوف!

وزیر محنت و انسانی وسائل (راجہ اشفاق سرور): ایک تو ان کی جو تجویز ہے ہم اسے welcome کرتے ہیں۔ ہم ورکروں کو رجسٹرڈ کرنے میں شب و روز محنت کر رہے ہیں۔ ہماری بہتری بھی اسی میں ہے کہ ورکرز رجسٹرڈ ہوں اور انہیں وہ تمام سہولیات مہیا کی جائیں جو ایک رجسٹرڈ ورکر کو حاصل ہونی چاہئیں، جہاں تک انہوں نے شاپس کے حوالے سے بات کی ہے تو میں عرض کروں گا کہ جو family

shops run ہیں ان کی ہم verification نہیں کرتے۔ اس کے علاوہ ان کا ریٹ دو روپے سے لے کر دس روپے تک ہے، اس دو روپے سے دس روپے تک کے ریٹ سے اتنی ہی collection ہو سکتی تھی۔ یہ فیکٹریوں کے حوالے سے بات نہیں تھی بلکہ شاپس کے حوالے سے بات تھی اور اس میں دو روپے سے لے کر دس روپے تک کا ریٹ ہے اگر ایوان اس ریٹ میں اضافہ کرنا چاہے تو مجھے کوئی اعتراض نہیں اس طرح contribution بھی بڑھ جائے گی۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب والا! میرا اس ساری بات کرنے کا مقصد یہ نہیں تھا میں صرف یہ کہنا چاہتا تھا کہ محکمہ کو وہاں پر نظر ثانی کرنے کی ضرورت ہے۔ میں یہ بھی پوچھنا چاہوں گا کہ محکمہ لیبر نے اب تک کتنے لوگوں کو provide facilities کی ہیں، مجھے یہ ان کی تعداد بتا دیں کہ اتنے لوگوں کو provide facilities کی ہیں۔

وزیر محنت وانسانی وسائل (راجہ اشفاق سرور): آپ نے کیا فرمایا ہے؟

جناب احسن ریاض فتیانہ: آپ نے فرمایا ہے کہ وہاں پر 859 ورکرز ہیں، میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ان میں سے کتنے ورکروں نے avail facilities کی ہیں، آپ اس ایوان کو کوئی idea دے سکتے ہیں؟

وزیر محنت وانسانی وسائل (راجہ اشفاق سرور): ہر وہ ورکر facilitate ہوتا ہے جو رجسٹرڈ ہو اور نہ صرف رجسٹرڈ ورکر کو بلکہ یہ ساری facilities ان کی اولاد کو بھی حاصل ہوتی ہیں ، جس طرح سوشل سکیورٹی کے ہسپتال ہیں اگر رجسٹرڈ ورکرز ہیں تو ان کو تمام سہولیات ملتی ہیں۔ اس وقت ہمارے پاس ساڑھے آٹھ لاکھ کے قریب رجسٹرڈ ورکرز ہیں اور ان کے dependents ملا کر 51 لاکھ سے بھی زیادہ بن جاتے ہیں، یقیناً وہ سارے ان سہولیات سے مستفید ہو رہے ہیں، اس طرح ان کے لئے فری ایجوکیشن کی سہولت بھی موجود ہے اس کے علاوہ ان کو وظائف بھی دیئے جاتے ہیں لیکن اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ ایک دفعہ رجسٹرڈ ہو جائیں اس کے بعد یہ سہولیات ان کا حق ہے اور ان کو یہ سہولتیں ملتی ہیں۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! facilities تو میں نے بھی پڑھ لی ہیں میں نے صرف ان ورکروں کی تعداد پوچھی ہے جن کو یہ سہولیات فراہم کی گئی ہیں، کتنے لوگ محکمہ لیبر کی ان facilities سے مستفید ہو سکے ہیں؟

وزیر محنت وانسانی وسائل (راجہ اشفاق سرور): جناب والا! یہ number of peoples پوچھ رہے ہیں اس کے لئے یہ fresh question دے دیں میں اس کی exact figures بھی بتادوں گا۔ میں زبانی تو نہیں بتا سکتا کہ کتنے لوگوں کو facilities provide کی گئی ہیں۔

جناب سپیکر: اگلا سوال ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب کی طرف سے ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: سوال نمبر 2422 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

صوبہ پنجاب میں دفاتر روزگار میں ملازمین کی تعداد و دیگر تفصیلات

*2422: ڈاکٹر سید وسیم اختر: کیا وزیر محنت وانسانی وسائل از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) صوبہ پنجاب میں دفاتر روزگار میں کون کون سے گریڈ کے کتنے افراد ملازم ہیں، ان کے لئے سالانہ بجٹ کتنا ہے؟

(ب) گزشتہ پانچ سال میں کتنے افراد کو ملازمت / روزگار فراہم کیا گیا اور زیادہ تر ملازمتیں کس نوعیت کی فراہم کی گئیں؟

(ج) کیا محکمہ روزگار نے لوگوں کو career planning / ملازمتوں کے حصول کے لئے تربیت اور مؤثر راہنمائی کا بھی کوئی انتظام کیا ہوا ہے، کیا محکمہ میں نوجوانوں کو مؤثر راہنمائی کرنے والے اعلیٰ تعلیم یافتہ اور جدید تربیت کے حامل افسران بھی موجود ہیں، اگر نہیں تو وجوہات کیا ہیں، کیا اس محکمہ کو برقرار رکھنے کا کوئی جواز موجود ہے؟

وزیر محنت وانسانی وسائل (راجہ اشفاق سرور):

(الف) صوبہ پنجاب میں مینجر روزگار کا کوئی علیحدہ دفتر نہ ہے تاہم مینجر روزگار پنجاب میں واقع ضلعی دفاتر لیبر کے ماتحت کام کر رہے ہیں ان کی تعداد مندرجہ ذیل ہے:

منظور شدہ تعداد		موجودہ تعداد	
مینجر Bs-16	اسسٹنٹ Bs-14	مینجر Bs-16	اسسٹنٹ Bs-14
34	34	19	0

حکومت پنجاب نے مینجر روزگار کو dying cadre قرار دے دیا ہے لہذا ان کی نئی تقرری نہ ہو سکتی ہے۔

مینجر روزگار کے لئے 14-2013 سالانہ بجٹ میں 16.40 ملین مختص کئے گئے ہیں۔

(ب) مینجر روزگار کے فرائض میں ملازمت / روزگار فراہم کرنا شامل نہ ہے۔

(ج) مینجر روزگار کے درج ذیل فرائض ہیں:۔

1. لازمی افراد کے قانون مجریہ 1948 کے تحت مخصوص پیشہ ور افراد کی رجسٹریشن اور پاک فوج کو مطلوبہ افرادی قوت کی فراہمی میں معاونت

2. معذور افراد کی بحالی کے قانون مجریہ 1981 کے تحت رجسٹریشن اور محکمہ سوشل ویلفیئر کے ساتھ مل کر معذور افراد کو ملازمت کی فراہمی میں معاونت۔

پچھلے 5 سالوں کی کارکردگی مندرجہ ذیل ہے:۔

1۔ لازمی افراد کے قانون مجریہ 1948 کے تحت رجسٹریشن = 66475

2۔ معذور افراد کی بحالی کے قانون مجریہ 1981 کے تحت رجسٹریشن = 53752

محکمہ روزگار کے فرائض میں career/planning ملازمتوں کے حصول کے لئے تربیت اور مؤثر راہنمائی شامل نہ ہے۔ پنجاب حکومت مینجر روزگار کو dying cadre قرار دے چکی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! جز (ج) میں یہ فرماتے ہیں کہ پنجاب حکومت مینجر روزگار کو Dying Cadre قرار دے چکی ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اسے کب سے Dying Cadre قرار دیا گیا ہے؟

وزیر محنت و انسانی وسائل (راجہ اشفاق سرور): جناب والا! جب سے TEVTA بنا اس وقت سے ہمارے ڈیپارٹمنٹ کے under جتنے بھی ٹیکنیکل انسٹیٹیوٹ آتے تھے وہ جب TEVTA کے پاس چلے گئے تو پھر ان کی utility ختم ہو گئی تھی اور اس کو Dying Cadre سال 2012 میں declare کیا گیا تھا۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: Dying Cadre کی اس وقت جو پوزیشن ہے کیونکہ آپ نے اپنے جواب میں لکھا ہے کہ 16.40 ملین بجٹ 14-2013 میں بھی مختص کیا گیا ہے where as ان کے ذمہ کام کوئی بھی نہیں ہے Dying Cadre کی status que کی جو پوزیشن ہے ان لوگوں کو کب تک ایسے ہی رکھا جائے گا؟

وزیر محنت وانسانی وسائل (راجہ اشفاق سرور): جناب والا! Dying Cadre کے متعلق آہستہ آہستہ process ہو رہا ہے۔ اس وقت ہمارے جو ضلعی دفاتر ہیں ان میں یہ لوگ 19 کی تعداد میں باقی رہ گئے ہیں۔ اب ان کی utility نہیں رہی کیونکہ پہلے employment exchange ہوا کرتے تھے اب

انٹرنیٹ کی وجہ سے،availabilityکی وجہ سے،informationکی وجہ سے ان کی اتنی utilityنہیں رہی۔اس کے لئےprocessجاری ہےاور انشاء اللہ بہت جلد مکمل ہو جائے گا۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: میں اس بات سے اتفاق کرتا ہوں کہ particularمحکمہ کے اندر ان کی utility نہیں ہے لیکن جب وہ کوئی کام نہیں کر رہے تو دوسرے محکموں کے اندر ان کو بھیج سکتے ہیں۔ بعض دوسرے محکموں کی vacanciesکے اشتہارات آتے رہتے ہیں ان کو وہاں absorbکیا جا سکتا ہے کیونکہ اس طرح سےpublic exchequerفضول میں ضائع ہو رہا ہے۔آپ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ آپ اس کاprocessبہت جلد مکمل کر لیں گے۔ میرا اس میں ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا آپ اس میں کوئیtime limitمقرر کر سکتے ہیں کہ اسprocessکو کب تکcompleteکر لیں گے؟

وزیر محنت و انسانی وسائل(راجہ اشفاق سرور): میں نے جیسے عرض کیا ہے کہ اس processکو within this yearمکمل کر لیں گے۔اس عرصہ میں ہم ان کوabsorbکر لیں گے کیونکہ اس عرصہ میں کچھ لوگ ریٹائرڈ ہو جائیں گے اور پورےbenefitsکے ساتھ ریٹائرڈ ہو رہے ہیں۔یہاں میں اس بات کی بھیclarificationکر دوں کہ ان سے جو اس وقت کام لیا جا رہا ہے اس کی تفصیل بھی عرض کر دوں کہ اس وقت یہregistration of essential personsکے لئے data collectکر رہے ہیں۔اس کے علاوہdisabled personsکے لئے جوDistrict Assessment Boardہے اس کے بھی یہ ممبر ہیں لیکن میں آپ سےagreedہوں کہ ان کی اتنیutilityاب نہیں رہی اور ان کو باقاعدہabsorbکیا جانا چاہئے۔

جناب سپیکر: وہ آپ سےagreeکر رہے ہیں۔اگلا سوال بھی ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب کا ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: سوال نمبر2423ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع لاہور: ضلعی سطح پر ورکرز کے حقوق و تحفظ کے لئے اٹھائے گئے اقدامات و دیگر تفصیلات

*2423: ڈاکٹر سید وسیم اختر: کیا وزیر محنت و انسانی وسائل از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلعی سطح پر ورکرز کے حقوق کے تحفظ اور حکومت کی اعلان کردہ اجرت کی ورکرز کو ادائیگی کو یقینی بنانا لیبر ویلفیئر ڈیپارٹمنٹ کی ذمہ داری ہے، اگر یہ درست ہے تو

محکمہ نے ضلع لاہور میں ان امور کو یقینی بنانے کے لئے کیا اقدامات اٹھائے، یکم جنوری 2011 تا دسمبر2012 عملدرآمد نہ کرنے والے کتنے اداروں کے چالان کئے گئے، حکومتی اقدامات پر عملدرآمد نہ کرنے والے فیکٹری مالکان کو کتنا جرمانہ ہوا اور مزید کیا کیا سزائیں ہوئیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ فیکٹری ایریا کوٹ لکھپت لاہور میں متعدد فیکٹریز ایسی ہیں جہاں بہت کم تنخواہیں ادا کی جاتی ہیں، بچے کام کرتے ہیں، شدید موسمی حالات اور انتہائی آلودہ ماحول میں کام کرنا پڑتا ہے، لیکن محکمہ کے لیبر انسپکٹرز ایسی تمام فیکٹریز سے منتھلی وصول کرتے ہیں اور ورکرز کے مفاد میں کوئی اقدامات نہیں کرتے؟

(ج) سال2012 میں ڈسٹرکٹ لیبر آفیسر لاہور نے ورکرز کی کٹوتی شدہ اجرتوں اور ورکرز کی فوتیدگی اور معذوری کے معاوضہ کے کتنے مقدمات کی سماعت کی اور کتنوں کو ادائیگی کی گئی؟

(د) ضلع لاہور کے ڈسٹرکٹ لیبر اینڈ ہیومن ریسورس بورڈ کے 2012 کے دوران کتنے اجلاس ہوئے؟

وزیر محنت وانسانی وسائل (راجہ اشفاق سرور):

(الف) یہ بات درست ہے کہ محکمہ محنت کے مجاز افسران فیکٹریز کا مُعائنہ کرتے ہیں اور لیبر قوانین کی خلاف ورزی پر قانونی کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے۔ مارچ2012 سے پہلے فیکٹریز کی انسپکشن پر پابندی تھی البتہ اِس امر کی اجازت ملنے کے بعد 2012 میں پالیسی کے مطابق631 کارخانہ جات کا مُعائنہ کیا گیا اور خلاف ورزی کرنے پر 421 چالان مرتب کر کے مجاز عدالتوں میں جمع کروائے گئے اور 82 چالان کے فیصلہ کے نتیجہ میں مبلغ -/51500 روپے جرمانہ ہوا۔

(ب) محکمہ محنت کم از کم اُجرت کے قانون پر عملدرآمد کروانے کے لئے ہر طور کوشش کرتا ہے۔ اِس پر عمل نہ کرنے والے کارخانہ مالکان کے خلاف کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے۔ بچوں سے مُشقت کے قانون کی خلاف ورزی کرنے والے کارخانہ مالکان کے خلاف کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے اور اس بابت کوئی درخواست وصول ہوتی ہے تو قانون کے مطابق کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے۔ محکمہ کے انسپکٹر کے خلاف الزام بے بنیاد ہے کیونکہ کسی بھی طرف سے لیبر انسپکٹر کے خلاف کوئی شکایت موصول نہ ہوئی ہے۔

(ج) 2012 میں مجاز اتھارٹی میں کٹوتی شدہ اُجرتوں کے 365 مقدمات دائر ہوئے اور 132 کے فیصلہ کے نتیجہ میں مُبلغ۔/368730 روپے کی ادائیگی کی گئی مزید یہ کہ فوتیدگی اور معذوری کی مد میں 70 مقدمات کے فیصلہ کے نتیجہ میں مُبلغ۔/115,14,625 روپے کی رقم فوت شدہ مُلازمین کے لواحقین اور معذور مُلازمین کو ادا کی گئی۔

(د) ضلع لاہور کا ڈسٹرکٹ لیبر اینڈ ہومن ریسورس بورڈ غیر مؤثر ہو چکا ہے لہذا 2012 میں بورڈ کا کوئی اجلاس نہ ہوا ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال جز (الف) کے اندر یہ ہے کہ محکمہ محنت کے مجاز افسران نے 631 فیکٹریوں کا معائنہ کیا اور لیبر قوانین کی خلاف ورزی پر 421 چالان مرتب کر کے مجاز عدالتوں میں جمع کروائے۔ 82 چالانوں کے فیصلے کے نتیجے میں -/51500 روپے جرمانہ ہوا۔ یہ فیکٹریاں ہیں جہاں لیبر کام کرتی ہے اور وہاں انکم ہوتی ہے لیکن اگر اس جرمانے کی رقم کو 82 پر divide کریں تو اس کی average 620 روپے بنتی ہے۔ یہ تو مذاق ہے کہ وہ خلاف ورزی کریں اور اتنا کم جرمانہ۔

جناب سپیکر: کیا عدالت کا کام یہ خود کر سکتے ہیں؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: یہ suggest تو کر سکتے ہیں کہ اب یہ قوانین absolute ہو چکے ہیں اس لئے نئے قوانین بنائے جائیں اور محکمہ کس بلا کا نام ہے؟ suggest کرنا ان کا کام ہے۔

جناب سپیکر: چلیں ان سے پوچھتے ہیں۔

وزیر محنت وانسانی وسائل (راجہ اشفاق سرور): جناب سپیکر! already انہوں نے point out کر دیا ہے، ان کی observation is well taken مگر یہ court decision ہے اور کچھ کیسز ابھی عدالت میں pending بھی ہیں۔ جو بھی جرمانے کئے گئے ہیں یہ محکمے نے نہیں بلکہ عدالت کی طرف سے ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ عدالت بھی جو operate کرتی ہے وہ اسمبلی کی طرف سے جو Act بنتا ہے اس کے preview میں کرتی ہے۔ اب اگر اتنے تھوڑے جرمانے رہ

گئے ہیں تو محکمہ اس پر workout کر کے جرمانہ increase کرے تاکہ deterrence پیدا ہو۔اب پانچ چھ سو روپے سے کیا deterrence create ہو گی؟ میں سمجھتا ہوں کہ اس حوالے سے یہ محکمے کا lapse ہے اور انہیں اس پر working کرنی چاہئے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔

وزیر محنت و انسانی وسائل(راجہ اشفاق سرور):جناب سپیکر!پچھلے اجلاس میں بھی سب کی cooperation کے ساتھ قوانین پاس ہوئے ہیں اور میں اسے further endorse کرتا ہوں کہ ہمیں ایسے قوانین پاس کرنے چاہئیں جن سے fines enhance ہو سکیں اور اس کا کوئی اثر پڑے I agree with you مگر یہ اسی وقت ہوں گے جب یہاں سے قوانین پاس ہوں گے اور ان پر implementation ہو گی۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! جز(ب) میں میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: میں نے ایک تو یہ عرض کرنی ہے کہ فیکٹری ایریا کوٹ لکھپت لاہور میں جو فیکٹریاں ہیں ان میں تنخواہیں بھی کم دی جاتی ہیں اور وہاں بچے بھی کام کرتے ہیں۔یہاں پر جو خلاف ورزیاں ہو رہی ہیں ان کا کوئی data موجود نہیں ہے۔یہ ٹھیک ہے کہ میں نے اس طرح کا کوئی سوال ہی نہیں کیا لیکن میں منسٹر صاحب سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا یہ ذاتی طور پر کسی فیکٹری میں گئے ہیں جہاں یہ بچے کام کرتے ہیں، منسٹر صاحب!آپ نے کبھی visit کیا ہے؟

وزیر محنت و انسانی وسائل(راجہ اشفاق سرور):جناب سپیکر! میرے خیال میں ڈاکٹر صاحب آج کل بہاولپور میں زیادہ مصروف رہے ہوں گے اس لئے انہیں اخبارات پڑھنے کا ٹائم نہیں ملا۔میں تو جس شہر میں جاتا ہوں وہاں نہ صرف فیکٹریوں میں جاتا ہوں بلکہ وہاں مزدوروں کی یونینز سے ملتا ہوں، چیمبر آف کامرس سے ملتا ہوں، فیکٹریوں کے بھی دورے کرتا ہوں اور اس بات کو باور کروا دینا چاہتا ہوں کہ جہاں ہمارے سٹاف یا محکمے کے بندے اپنا کام پورا نہ کرتے ہوں۔

I take strong and strict action against such practices. I agree with you.

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میرا یہ ضمنی سوال ہے کہ کیا وزیر موصوف محکمے اور اس فیکٹری کے مالکان کو اطلاع دیئے بغیر میرے ساتھ جانے کے لئے تیار ہیں جہاں میں نشاندہی کروں گا کہ بچے کام کر رہے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، ضرور جائیں گے کیوں نہیں جائیں گے۔

وزیر محنت و انسانی وسائل (راجہ اشفاق سرور): جناب سپیکر! میں جانے کو تیار ہوں۔ ڈاکٹر صاحب! جب بھی آپ کہیں گے میں جانے کے لئے تیار ہوں۔

جناب سپیکر: جب آپ کہیں گے وزیر صاحب جائیں گے۔ میرے خیال میں اب اس پر رہنے دیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! آخری ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: آپ کے تین چار ضمنی سوال ہو گئے ہیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! جز (د) میں لکھا ہے کہ ضلع لاہور کا ڈسٹرکٹ لیبر اینڈ ہیومن ریسورس بورڈ غیر مؤثر ہو چکا ہے۔ مجھے یہ پوچھنا ہے کہ یہ کب سے اور کیوں غیر مؤثر ہوا ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر محنت و انسانی وسائل (راجہ اشفاق سرور): جناب سپیکر! وہی dying cadre والی بات آ گئی ہے میں نے جیسے پہلے آپ سے گزارش کی تھی کہ یہ dying cadre میں آتا ہے اس لئے غیر مؤثر ہوا ہوا ہے اب ان کو down the road abolish اور absorb کر لیں گے۔

جناب سپیکر: مہربانی۔ جی، شاہ صاحب!

سید زعیم حسین قادری: جناب سپیکر! آپ کے حکم پر ہم ندیم کامران صاحب کی سربراہی میں میڈیا والوں کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے تو انہوں نے تین بڑے important issues بتائے ایک تو کل ان کی صحافی کالونی میں ایک اڑھائی سالہ بچہ شعبان کھلے مین ہول میں گر کر انتقال کر گیا۔ ان کا یہ استدلال ہے کہ سیکرٹری انفارمیشن کی ذمہ داری ہے کہ وہ کالونی میں کام مکمل کرائیں۔

جناب سپیکر: کون سے سیکرٹری؟

سید زعیم حسین قادری: سیکرٹری انفارمیشن کی ذمہ داری ہے اور وہاں پر کام مکمل نہ ہونے کی وجہ سے یہ واقعہ وقوع پذیر ہوا۔ ان کا دوسرا problem بہت ہی سنگین ہے اور میرے خیال میں رانا صاحب اس

پر بہتر بتا سکیں گے کہ ساہیوال میں آج سے تین دن پہلے ان کے وائس پریذیڈنٹ عبداللہ عمر صاحب کا قتل ہوا جس میں ایک سابق ایم پی اے جو پچھلی سے پچھلی حکمران پارٹی سے تعلق رکھتے ہیں ان کا اس میں main ملزم ہونے کا اندیشہ ظاہر کیا ہے اور وہ یہ کہہ رہے ہیں کہ حکومت کی طرف سے کوئی کارروائی نہیں کی جا رہی۔ ان کا تیسرا point یہ ہے کہ گوجرانوالہ پریس کلب کے صدر اور سیکرٹری کو کچھ لوگوں جن میں ارباب اختیار اور کچھ پولیٹیکل لوگوں کا نام لیا کہ ان کی طرف سے کسی issue پر ان کو دھمکایا جا رہا ہے یہ بھی ان کا ایک serious stress تھا۔ میں نے تمام گزارشات رانا ثناء اللہ خان کی خدمت میں پیش کر دی ہیں اب جس طرح یہ مناسب سمجھیں ایوان میں بتائیں۔

جناب سپیکر: جی، رانا ثناء اللہ صاحب!

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: ایک منٹ تشریف رکھیں۔ ابھی جواب آنے دیں پھر میں آپ کو floor دیتا ہوں۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! میں بھی اس کمیٹی میں شامل تھا اس لئے میری بات سن لیں۔

جناب سپیکر: جی، ان کی بات بھی سن لیں۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! انہوں نے واضح طور پر کہا ہے کہ گوجرانوالہ سے پاکستان مسلم لیگ کے sitting Minister خرم دستگیر اور ان کے والد دستگیر خان قتل کو دھمکیاں دے رہے ہیں ان کے خلاف کارروائی کی جائے۔ شاہ صاحب نے پوری بات نہیں کی۔

جناب سپیکر: وہ اس ایوان کے ممبر نہیں ہیں بلکہ قومی اسمبلی کے ممبر ہیں اس لئے بہتر تو یہ تھا کہ آپ ادھر بات کرواتے۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ جو فرد ایوان میں اپنے اوپر لگائے گئے الزام کے جواب کے لئے موجود نہ ہو تو اس کے نام کا ذکر کرنا مناسب نہیں ہے۔ زعیم قادری صاحب نے جو بات کی ہے میری اس میں گزارش ہے کہ آپ پریس گیلری کے دوستوں سے یہ request کریں کہ وہ بائیکاٹ ختم کر کے واپس گیلری میں آئیں کیونکہ اس معزز ایوان میں اس صوبے کی عوام کے لئے جو بھی کارروائی ہوتی ہے وہ ایک ذریعہ ہیں جس سے اس ایوان کی کارروائی عوام تک پہنچتی ہے۔ یہ تینوں معاملات جن میں ساہیوال میں ان کے پریس کلب کے صدر کے قتل کا معاملہ ہے اگر وہ مناسب سمجھیں تو میں ڈی پی او ساہیوال سے

آج بات کر لوں گا اور اگر وہ کہیں تو ان کو تفتیشی رپورٹ کے ساتھ یہاں بلا لیں گے اور اس کیس کی investigationاور ملزمان کی گرفتاری سے متعلقہ جو ضروری ہے وہ بالکل according to law ہو گا۔ باقی جو انہوں نے گوجرانوالہ اور صحافی کالونی سے متعلق بات کی ہے ان میں ان کا جو نقطہ نظر ہے اسےverify کروا لیتے ہیں، میں سمجھتا ہوں کہ یہ کوئی غلط فہمی کا نتیجہ ہو گا لیکن بہر حال اگر گوجرانوالہ میں کوئی اس قسم کا معاملہ پایا بھی جاتا ہے تو ہم بیٹھ کر اسےresolve کرائیں گے اور اسی طرح صحافی کالونی میں جو واقعہ ہوا ہے اس پر جو بھی ذمہ داران ہیں ان کو قانون کے مطابق سزا دلوائیں گے لیکن آپ ان سےrequest کریں کہ وہ واپس آ جائیں، ابھی جب میں توجہ دلاؤ نوٹس کا جواب دے کر فارغ ہوتا ہوں تو دوسرے صوبوں سے ہمارے کچھ صحافی بھی آئے ہوئے ہیں ان کے ساتھ بھی میٹنگ ہے، پریس کلب کے صدر بھی ایک مسئلے پر ملنا چاہتے تھے تو اکٹھے کمیٹی روم میں بیٹھ کر یہ تینوں معاملاتresolve کر لیں گے۔

جناب سپیکر: صحافی حضرات سے گزارش ہے کہ آپ تشریف لے آئیں۔ آپ کی بات سنی گئی ہے۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! وہ اسمبلی سے باہر ہیں۔

جناب سپیکر: جی، شاہ صاحب! ذرا آپ جائیں اور انہیں لے کر آئیں۔

جناب محمد وحید گل: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: آپ ذرا بیٹھیں، مہربانی کریں۔

جناب محمد وحید گل: جناب سپیکر! یہ معاملہ میرے حلقے کا ہے۔

جناب سپیکر: آپ بھی ان کے ساتھ چلے جائیں اور ان کو لے آئیں۔ ذرا جلدی لائیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران سید زعیم حسین قادری اور جناب محمد وحید گل میڈیا والوں کو واپس لانے کے لئے ایوان سے باہر تشریف لے گئے)

اگلا سوال محترمہ سعدیہ سہیل رانا صاحبہ کا ہے۔

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! سوال نمبر2960 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

صوبہ میں مزدوروں کے لئے بنائی گئی کالونیاں و دیگر تفصیلات

*2960: محترمہ سعدیہ سہیل رانا: کیا وزیر محنت وانسانی وسائل از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) مزدوروں کے لئے پنجاب میں کتنی کالونیاں موجود ہیں اور ان میں کتنے کتنے گھر بنائے گئے ہیں؟

(ب) پچھلے پانچ سالوں کے دوران مزدوروں کے لئے کتنی نئی کالونیاں بنائی گئی ہیں اور ان پر کل کتنے اخراجات ہوئے؟

وزیر محنت وانسانی وسائل (راجہ اشفاق سرور):

(الف) ورکرز ویلفیئر بورڈ کی جانب سے بنائی گئی لیبر کالونیوں کی تفصیلات درج ذیل ہے:-

نمبر شمار	لیبر کالونی کا نام	گھر / فلیٹس / پلاٹس کی تعداد
01	مدینہ لیبر کالونی گجرات	209فلیٹس
02	کلیم شہید لیبر کالونی، فیصل آباد	3047پلاٹس
03	جوہر لیبر کالونی، فیصل آباد	2299پلاٹس
04	آئی آئی چندریگر لیبر کالونی، فیصل آباد	252پلاٹس
05	512ملٹی سٹوری فلیٹس فیصل آباد	512فلیٹس
06	علامہ اقبال لیبر کالونی، سیالکوٹ	504فلیٹس
07	272ملٹی سٹوری فلیٹس علامہ اقبال ٹاؤن لاہور	272فلیٹس
08	نشتر لیبر کالونی، لاہور	4786پلاٹس
09	گلشن لیبر کالونی، گوجرانوالہ	340پلاٹس، 300 گھر
10	لیبر کالونی، رحیم یار خان	246گھر
11	شیر بنگال لیبر کالونی فیز I تحصیل شیخوپورہ	471گھر
12	شیر بنگال لیبر کالونی II، تحصیل شیخوپورہ	870گھر
13	ساہو کی ملیاں لیبر کالونی شیخوپورہ	508پلاٹس، 500 گھر
14	قاسم پورہ لیبر کالونی، ملتان	453پلاٹس
15	لیبر کالونی، جہلم	150پلاٹس
16	ورکرز سٹی میاں چنوں	169گھر
17	لیبر کالونی، ساہیوال	295پلاٹس
18	لیبر کالونی، ٹوبہ ٹیک سنگھ	301پلاٹس
19	لیبر کالونی ڈیفنس روڈ لاہور	1296فلیٹس
20	لیبر کالونی، مظفر گڑھ	303گھر
21	حسین شہید سہروردی لیبر کالونی، فیصل آباد	1797پلاٹس
22	محمد بن قاسم لیبر کالونی، فیصل آباد	3285پلاٹس
23	ٹیپو سلطان لیبر کالونی، فیصل آباد	3134پلاٹس

24	راجہ غضنفر علی خان، لیبر کالونی، فیصل آباد	1377پلاٹس
25	لیبر کالونی کالا شاہ کاکو ڈسٹرکٹ شیخوپورہ	303پلاٹس
26	گلبہار لیبر کالونی، بوریوالا	571پلاٹس
27	گلگشت لیبر کالونی، سرگودھا	1418پلاٹس
28	لیبر کالونی، کمالیہ	713پلاٹس
29	لیبر کالونی، جھنگ	1365پلاٹس

(ب) پچھلے پانچ سالوں کے دوران مزدوروں کے لئے دو نئی کالونیاں بنائی گئیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

1) لیبر کالونی ڈیفنس روڈ، لاہور، جس کی منظور شدہ لاگت 2177.200 ملین روپے ہے۔

2) لیبر کالونی مظفر گڑھ، جس کی منظور شدہ لاگت 407.089 ملین روپے ہے۔

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! منسٹر صاحب سے ایک چھوٹا سا ضمنی سوال ہے کہ پچھلے پانچ سال کی جو detail دی گئی ہے ان میں maximum خالی پلاٹس ہیں، فلیٹس یا گھر بہت کم ہیں اور پچھلے پانچ سالوں میں صرف دو سوسائٹیاں بنی ہیں۔ ان پلاٹس کی ایک لمبی لسٹ ہے، کب تک ان کی تکمیل ہو جائے گی؟

وزیر محنت و انسانی وسائل (راجہ اشفاق سرور): جناب سپیکر! پلاٹس کا پُرسان حال کسی سے ڈھکا چھپا نہیں ہے۔ جتنے بھی پرانے پلاٹس الاٹ کئے گئے انہیں استعمال نہیں کیا گیا یا پھر misuse کیا گیا لہذا وزیر اعلیٰ صاحب نے اس بارے میں ایک فیصلہ کیا ہے کہ ہم اب فلیٹس بنا کر ورکروں کو handover کریں گے اور انہیں ان کی چابیاں دی جائیں گی۔ اب ہم ان lines پر کام کر رہے ہیں۔ جہاں جہاں فلیٹس بنائے گئے وہاں پر جا کر میں نے visit کیا۔ مجھے یہ کہتے ہوئے کوئی عار نہیں کہ ان فلیٹس کا visit کر کے میں بہت disappointed ہوا کیونکہ ہم نے جو کالونیاں develop کرنے کی کوشش کی اس میں occupancy بہت کم ہے۔ محکمہ ہاؤسنگ نے جو کالونیاں develop کر کے دیں ان میں بہت سی missing facilities ہیں۔ اب میں ان سب کالونیوں کو revisit کر رہا ہوں اور انشاء اللہ ان میں پائی جانے والی missing facilities کو ہم جلد پورا کریں گے۔ ہم ان کالونیوں اور پلاٹس کو revive کر رہے ہیں۔ ہم بڑے اچھے projects لے کر آ رہے ہیں۔ ہم نے پہلے بھی ورکروں کو فلیٹس الاٹ کئے اور انشاء اللہ مزید بھی کریں گے۔

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! مجھے پتا چلا ہے کہ راولپنڈی میں بھی ورکروں کے لئے کوئی کالونی موجود نہیں جو کہ وزیر صاحب کا اپنا حلقہ ہے۔

وزیر محنت و انسانی وسائل(راجہ اشفاق سرور):جناب سپیکر!کالونیاں ورکروں کی تعداد کے ساتھ linked ہیں۔جہاں رجسٹرڈ ورکر زیادہ ہوتے ہیں وہاں پر کالونی بنائی جاتی ہے۔اب اٹک آئل کمپنی اور بعض دوسری کمپنیوں کی وجہ سے راولپنڈی میں بھی کافی تعداد میں ورکروں کی رجسٹریشن ہو رہی ہے اس لئے وہاں پر بھی کالونی بنائی جائے گی۔

جناب سپیکر:اگلا سوال بھی محترمہ سعدیہ سہیل رانا کا ہے۔

محترمہ سعدیہ سہیل رانا:جناب سپیکر!سوال نمبر2962ہے،جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر:جی،جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

صوبہ میں چائلڈ لیبر کے خاتمہ کے لئے اٹھائے گئے اقدامات کی تفصیلات

*2962:محترمہ سعدیہ سہیل رانا:کیا وزیر محنت وانسانی وسائل از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) حکومت پنجاب چائلڈ لیبر کے خاتمہ کے لئے کیا اقدامات اٹھا رہی ہے؟

(ب) چائلڈ لیبر قوانین کی خلاف ورزی پر پچھلے دو سال کے دوران کتنے افراد کے خلاف کارروائی کی گئی،سال وار تفصیل سے آگاہ کریں؟

وزیر محنت وانسانی وسائل(راجہ اشفاق سرور):

(الف) محکمہ محنت کے فیلڈ افسران متعلقہ چائلڈ لیبر قوانین پر عملدرآمد کی ہر ممکن کوشش کر رہے ہیں اور خلاف ورزی کی صورت میں مجاز عدالتوں میں آجران کے خلاف چالان پیش کرتے ہیں۔بعد ازاں محکمہ کی کاوشوں کے نتیجے میں آجران کو جرمانہ بھی کیا جاتا ہے۔ حکومت پاکستان نےILOکے کنونشن نمبر138برائے کم از کم عمر اور کنونشن نمبر182برائے Worst Forms of Child Labour کو ratify کیا ہوا ہے جو کہ حکومت کی غیر متزلزل عزم اور کاوشوں کا منہ بولتا ثبوت ہے۔آئین پاکستان کے تحت بھی بچوں کا تحفظ تسلیم شدہ ہے۔درج بالا آئینی اور بین الاقوامی وعدوں کی تکمیل کے لئے قانونی اور انتظامی اقدامات اٹھائے گئے ہیں مثلاFactories Act, 1934کے سیکشن50اور Shops & Establishment Ordinance, 1969 کے سیکشن 20 کے تحت بچوں کی ملازمت ممنوع قرار دی گئی ہے۔تاہم خصوصی قانون یعنی Employment of Children Act,1991کے تحت بعض خطرناک شعبوں میں بچوں کی ملازمت ممنوع

قرار دی گئی ہے۔ موجودہ قانونEmployment of Children Act,1991کو مزید مؤثر اور ILOکے متعلقہ کنونشنز کے عین مطابق بنانے کے لئے اس پر نظر ثانی کرتے ہوئے ایک نیا قانونPunjab Prohibition of Employment of Child Act, 2013 ڈرافٹ کیا گیا ہے جس کی منظوری وزیر اعلیٰ پنجاب دے چکے ہیں اور بعد از ضروری کارروائی اسے قانون سازی کے لئے اسمبلی میں پیش کیا جائے گا۔ان قانونی ذمہ داریوں کی ادائیگی کے علاوہ محکمہ محنت نے چائلڈ لیبر کے خاتمے کے ضمن میں مختلف سالانہ ترقیاتی سکیموں کا اجراء بھی کیا ہے جن کا مقصد بھٹوں پر کام کرنے والے مزدوروں کے بچوں کو تعلیمی سہولیات فراہم کرنا ہے جن کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ حکومت پنجاب چائلڈ لیبر کے خاتمہ کے لئے ایک جامع پراجیکٹ کی تیاری پر بھی کام کر رہی ہے۔ جو کہ پورے صوبے میں متعلقہ محکمہ جات کے تعاون سے شروع کیا جائے گا۔

(ب) صوبہ پنجاب میں2012 میں چائلڈ لیبر کے حوالے سے محکمہ محنت نے119983 معائنہ جات کئے ہیں جس سے چائلڈ لیبر کی مختلف دفعات کے تحت1158 خلاف ورزیوں پر متعلقہ آجران کے چالان کئے گئے۔

مجاز عدالتوں نے جس پر۔/2,68,750روپے جرمانہ عائد کیا ہے ۔2013 میں چائلڈ لیبر کے حوالے سے محکمہ محنت نے152635 معائنہ جات کئے ہیں جس سے چائلڈ لیبر کی مختلف دفعات کے تحت1415 خلاف ورزیاں پر متعلقہ آجران کے چالان کئے گئے۔ مجاز عدالتوں نے جس پر۔/2,65,050روپے جرمانہ عائد کیا ہے۔

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! میں وزیر محنت سے یہ ضمنی سوال پوچھنا چاہوں گی کہ گھروں میں ملازم بچوں کی کیا standingہے کیونکہ جواب میں ان کا ذکر نہیں کیا گیا؟ میں شرطیہ طور پر کہہ سکتی ہوں کہ ایوان میں تشریف فرما بہت سے معزز ممبران کے گھروں میں بچے کام کرتے ہوں گے۔ چائلڈ لیبر پہلے گھروں میں ہوتی ہے اور بعد میں فیکٹریوں کی بات آتی ہے۔ وزیر موصوف اس جانب بھی ضرور توجہ فرمائیں۔

وزیر محنت وانسانی وسائل(راجہ اشفاق سرور): جناب سپیکر! میں معزز ممبر سے agreeکرتا ہوں۔ ابھی حال ہی میں جو تشدد کا واقعہ سامنے آیا اس سے یہ بات مزید highlightہوئی ہے۔ میں یہ کہوں گا کہ یہ ایکCriminal Act ہے اور اس کے مرتکب افراد کے خلافCriminal Actکے تحت

مقدمات درج کئے گئے۔ ہم نے اس بارے میں سخت notice لیا ہے۔ آپ کو یہ سُن کر حیرت ہوگی کہ گھروں میں کام کرنے والے بچوں کے حوالے سے اس پورے region میں کسی نے بھی I.L.O کے کنونشن نمبر 182 برائے Worst Forms of Child Labour کو ratify نہیں کیا۔ پوری دنیا میں صرف گیارہ ممالک نے اس کو ratify کیا ہوا ہے۔ اگر ہم اس چیز کو ratify کریں گے تو
We will be taking the initiative in this region.

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: میری یہ تجویز ہے کہ ہم اس حوالے سے سزاؤں کو مزید سخت کریں اور جو بھی اس کا مرتکب ہو اسے لازماً سزا دی جائے۔ اس طریقے سے ہم چائلڈ لیبر پر کنٹرول کر سکیں گے۔

وزیر محنت و انسانی وسائل (راجہ اشفاق سرور): آپ کی تجویز قابل تحسین ہے اور ہم اس پر غور کریں گے۔

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: بہت شکریہ

جناب سپیکر: وقفہ سوالات ختم ہوا اور آج کے سوالات بھی مکمل ہو گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

دی پنجاب ایمپلائز سوشل سکیورٹی انسٹیٹیوشنز کے ملازمین کی اپ گریڈیشن کا معاملہ

*569: **میاں طاہر:** کیا وزیر محنت و انسانی وسائل از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ خزانہ نے لیٹر نمبر (FD.PC-14-38/78) مورخہ 12-فروری 2013 کے تحت سٹینو گرافر، سینئر سکیل سٹینو گرافر، پرسنل اسسٹنٹ اور پرائیویٹ سیکرٹری کی اسامیوں کی اپ گریڈیشن کی منظوری دی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ (PESSI) دی پنجاب ایمپلائز سوشل سکیورٹی انسٹیٹیوشنز کے تحت کام کرنے والے ان ملازمین کی محکمہ خزانہ کے درج بالا احکامات کی روشنی میں اپ گریڈیشن کا معاملہ اس ادارے کی گورننگ باڈی کی میٹنگ نمبر 121 مورخہ 5-مارچ 2013 کو پیش ہوا اور گورننگ باڈی کی اس میٹنگ میں ان ملازمین کی اپ گریڈیشن کی منظوری دے دی؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ گورننگ باڈی کی منظوری اور چار ماہ گزرنے کے باوجود ان ملازمین کی اپ گریڈیشن جو کہ اس ادارے میں کام کر رہے ہیں نہیں ہوئی ہے؟

(د) اس کی وجوہات کیا ہیں محکمہ لیبر، PESSI کے ایسے ملازمین کی اپ گریڈیشن کب تک کرنے کا ارادہ رکھتا ہے؟

وزیر محنت وانسانی وسائل (راجہ اشفاق سرور):

(الف ب ج د): جی ہاں! یہ بات درست ہے۔ ادارہ ہذا نے مذکورہ اسامیوں کو اپ گریڈ کر دیا ہے۔ جس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

اسامیوں کے نام	موجودہ سکیل	اپ گریڈڈ سکیل
پرائیویٹ سیکرٹری	16	17
سٹینوگرافر گریڈ-I	15	16
سٹینوگرافر گریڈ-II	12	14

(متعلقہ حکم نامہ کی نقل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)۔

سپیشل ایجوکیشن کے فروغ کے لئے شروع کئے گئے منصوبوں کی تفصیلات

*716: باؤ اختر علی: کیا وزیر سپیشل ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) حکومت پنجاب نے 2008 سے 2012 تک سپیشل ایجوکیشن کے کون کون سے منصوبے شروع کئے؟

(ب) ان منصوبوں کے لئے مالی سالوں کے مطابق جو بجٹ مختص کیا گیا، اس کی تفصیل سے ایوان کو آگاہ فرمایا جائے؟

وزیر خصوصی تعلیم (جناب آصف سعید منیس):

(الف) حکومت پنجاب محکمہ سپیشل ایجوکیشن نے 2008 سے 2012 تک کل 51 منصوبے شروع کئے اور 13-2012 میں 14 نئے منصوبے بھی شروع کئے ہیں جن کی تفصیل سال وار درج ذیل ہے:

سال	منصوبوں کی تعداد
2008-2009	09
2009-2010	10
2010-2011	03
2011-2012	29
2012-2013	14
میزان	65

(تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)

(ب) ان منصوبوں کے نام اوران منصوبوں کے لئے مختص کی جانے والی رقم، جاری کردہ رقم اوران منصوبوں کی مد میں خرچ ہونے والی رقوم کی تفصیل سال وار ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ضلع شیخوپورہ: محکمہ کے دفاتر، سکول اور ڈسپنسریوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*601: جناب فیضان خالد ورک: کیا وزیر محنت وانسانی وسائل ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع شیخوپورہ میں محکمہ کے دفاتر، ہسپتال، سکول اور ڈسپنسریاں کہاں کہاں واقع ہیں؟

(ب) مذکورہ اداروں میں کتنی منظور شدہ اسامیاں اس وقت خالی ہیں، حکومت ان کو کب تک پُر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(ج) مذکورہ ضلع میں سال 2011-12 سے آج تک سوشل سکیورٹی سکیم کے تحت رجسٹرڈ صنعتی و تجارتی اداروں میں کام کرنے والے کارکنان کے علاج معالجے، ان کی رہائش اور بچوں کی تعلیم کے لئے حکومت کی طرف سے جو اقدامات اٹھائے گئے ہیں، ان کی تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر محنت وانسانی وسائل (راجہ اشفاق سرور):

(الف) (i) ضلع شیخوپورہ میں محکمہ محنت کے دو دفاتر ہیں

ڈسٹرکٹ آفیسر لیبر ملک انور علی روڈ شیخوپورہ۔

اسسٹنٹ ڈائریکٹر لیبر ویلفیئر فیروزوالا۔

(ii) ادارہ سماجی تحفظ کے تحت ضلع شیخوپورہ میں ایک دفتر سوشل سکیورٹی ڈائریکٹوریٹ شیخوپورہ اور درج ذیل ہسپتال وڈسپنسریاں قائم ہیں۔

نمبر شمار	نام ہسپتال وڈسپنسری	پتاجات
1	سوشل سکیورٹی ہسپتال	مین فیصل آباد روڈ شیخوپورہ
2	سوشل سکیورٹی میڈیکل سنٹر	فیروزوٹواں
3	سوشل سکیورٹی ڈسپنسری	روپافل
4	سوشل سکیورٹی ڈسپنسری	دھنت پورہ
5	سوشل سکیورٹی ڈسپنسری	کھاریاں والا
6	سوشل سکیورٹی ایمرجنسی سنٹر	چاندی کوٹ

(iii) پنجاب ورکرز ویلفیئر بورڈ کے تحت ضلع شیخوپورہ میں کل چھ ورکرز ویلفیئر سکول ہیں جن کے نام وپتاجات کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام ورکرز ویلفیئر ز سکول	پتا جات
1	ورکرز ویلفیئر ہائر سیکنڈری سکول (بوائز)	راناٹاؤن، شاہدرہ
2	ورکرز ویلفیئر ہائر سیکنڈری سکول (گرلز)	راناٹاؤن، شاہدرہ
3	ورکرز ویلفیئر ہائر سیکنڈری سکول (گرلز) سیکنڈ شفٹ	راناٹاؤن، شاہدرہ
4	ورکرز ویلفیئر ہائر سیکنڈری سکول (بوائز)	ساہو کی ملیاں
5	ورکرز ویلفیئر ہائر سیکنڈری سکول (گرلز)	ساہو کی ملیاں
6	ورکرز ویلفیئر ہائر سیکنڈری سکول (گرلز) سیکنڈ شفٹ	ساہو کی ملیاں

(ب)

(i) ضلعی دفتر محکمہ محنت شیخوپورہ و فیروزوالا میں بھرتی کا اختیار ضلعی حکومت کے پاس ہے تاہم حکومت پنجاب کی طرف سے نئی بھرتیوں پر پابندی کی وجہ سے خالی اسامیوں کو پُر کرنا فی الحال ممکن نہ ہے۔ ڈسٹرکٹ آفس لیبر شیخوپورہ اور فیروزوالا میں منظور شدہ اور خالی اسامیوں کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام اسامی و سکیل	تعداد اسامی	خالی اسامی
1	ڈسٹرکٹ آفیسر لیبر BS-19	1	--
2	ڈپٹی ڈسٹرکٹ آفیسر لیبر BS-18	1	--
3	اسسٹنٹ ڈسٹرکٹ آفیسر لیبر BS-17	1	--
4	لیبر آفیسر BS-16	2	--
5	منیجر روزگار BS-16	1	1
6	لیبر انسپکٹر BS-14	1	--
7	اسسٹنٹ BS-14	2	-
8	سٹینوگرافر BS-14	2	1
9	سینئر کلرک BS-09	2	1
10	جونیئر کلرک BS-07	1	1
11	ڈرائیور BS-04	1	1
12	چوکیدار BS-01	1	1
13	نائب قاصد BS-01	3	--
14	سینٹری ورکر BS-01	1	--
	ٹوٹل	20	6

تفصیل اسامیاں دفتر اسسٹنٹ ڈائریکٹر لیبر ویلفیئر فیروزوالا

نمبر شمار	نام اسامی و سکیل	تعداد اسامی	خالی اسامی
1	اسسٹنٹ ڈائریکٹر لیبر ویلفیئر BS-17	1	--
2	لیبر آفیسر BS-16	2	--
3	لیبر انسپکٹر BS-14	1	--
4	سٹینوگرافر BS-14	1	--

5	سینئر کلرک BS-09	1	1
6	چوکیدار BS-01	1	--
7	نائب قاصد BS-01	1	--
	ٹوٹل	8	1

(ii) ضلع شیخوپورہ میں قائم سوشل سکیورٹی ڈائریکٹوریٹ، ہسپتال و طبی مراکز میں دوران مالی سال 13۔2012 میں ملازمین، پیرامیڈیکل و میڈیکل سٹاف کی منظور شدہ، خالی اور ورکنگ اسامیوں کی تعداد درج ذیل ہے۔

نام ڈائریکٹوریٹ	منظور شدہ اسامیوں کی تعداد	تعینات شدہ اسامیوں کی تعداد	خالی اسامیوں کی تعداد
ڈائریکٹوریٹ شیخوپورہ ایڈمن ونگ	33	25	08
ڈائریکٹوریٹ شیخوپورہ میڈیکل ونگ	50	33	17
سوشل سکیورٹی ہسپتال شیخوپورہ	136	69	67
ٹوٹل	219	127	92

اگرچہ فی الحال اسامیوں کی بھرتیوں پر حکومت پنجاب نے پابندی عائد کی ہوئی ہے تاہم ادارہ سوشل سکیورٹی انسٹیٹیوشن میں بھرتی کی خصوصی اجازت کے لئے سمری جناب وزیر اعلیٰ پنجاب کو ارسال کی گئی تھی جو منظور ہو چکی ہے اور بھرتیوں کا عمل حسب ضابطہ جلد شروع کر دیا جائے گا۔

(iii) پنجاب ورکرز ویلفیئر بورڈ کے تحت ضلع شیخوپورہ میں ورکرز ویلفیئر سکولز میں اسامیوں کی تفصیل درج ذیل ہے۔ ان خالی اسامیوں پر بھرتی کی خصوصی اجازت کے لئے سمری جناب وزیر اعلیٰ پنجاب کو ارسال کر دی گئی ہے جس کی منظوری کے بعد بھرتیوں کا عمل شروع ہو جائے گا۔

نمبر شمار	نام ورکرز ویلفیئر زسکول	کل اسامیاں	خالی اسامیاں
1	ورکرز ویلفیئر ہائر سیکنڈری سکول (بوائز) راناٹاؤن، شاہدرہ	90	17
2	ورکرز ویلفیئر ہائر سیکنڈری سکول (گرلز) راناٹاؤن، شاہدرہ	93	25
3	ورکرز ویلفیئر ہائر سیکنڈری سکول (گرلز) سیکنڈ شفٹ راناٹاؤن شاہدرہ	22	3
4	ورکرز ویلفیئر ہائر سیکنڈری سکول (بوائز) ساہو کی ملیاں	40	7
5	ورکرز ویلفیئر ہائر سیکنڈری سکول (گرلز) ساہو کی ملیاں	42	6
6	ورکرز ویلفیئر ہائر سیکنڈری سکول (گرلز) سیکنڈ شفٹ ساہو کی ملیاں	42	4
	ٹوٹل	329	62

(ج)

(i) ادارہ سوشل سکیورٹی نے تحفظ یافتہ کارکنان اوران کے لواحقین کوان کے استحقاق کے مطابق مطلوبہ سہولیات اور فوائد کی بہم رسانی کے لئے مذکورہ بالا دفتر ڈائریکٹوریٹ اور ہسپتال اور ڈسپنسریاں قائم کرر کھی ہیں۔تفصیل جز(الف)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے تاکہ ممکنہ حد تک قریب ترین جگہ سے کارکنان کو مستفید کیا جاسکے۔تاہم جو علاج معالجہ کی سہولت یہاں پر میسر نہ ہواس کے لئے مریضوں کو سوشل سکیورٹی ہسپتال شاہدرہ referکر دیا جاتا ہے۔یہاں یہ عمل بھی قابل ذکر ہے کہ ادارہ ہذا نے حال ہی میں سوشل سکیورٹی قوانین میں ترامیم کے ذریعے ان سہولیات کو بہتر کرنے کے لئے مزید اقدامات کئے ہیں۔

(ii) ورکرز ویلفیئر بورڈ کی طرف سے کارکنوں کے بچوں کی تعلیم کے لئے چھ سکول قائم ہیں جن کی تفصیل اوپر(جز الف)میں بیان کی گئی ہے اور کارکنان کی رہائش کے لئے تین لیبر کالونیاں ،رانا ٹاؤن، ساہوکی ملیاں اور کالا شاہ کاکو میں قائم کی گئی ہیں۔ضلع شیخوپورہ میں سال12۔2011 میں ویلفیئر گرانٹ کی مد میں مبلغ۔/134,178,316روپے مزدوروں اوران کے بچوں کی فلاح کے لئے ادا کئے، تفصیل درج ذیل ہے:

میرج گرانٹ	فوتیدگی گرانٹ	ذہانت وظیفہ	کل میزان
49,500,000روپے	39,950,000روپے	44,728,316روپے	134,178,316روپے

ضلع جہلم: محکمہ سپیشل ایجوکیشن کے اداروں کی تعداد ودیگر تفصیلات

*1168: محترمہ راحیلہ انور: کیاوزیر سپیشل ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع جہلم محکمہ سپیشل ایجوکیشن کے تحت کتنے ادارے کس کس جگہ چل رہے ہیں؟

(ب) یہ ادارے کتنے رقبہ پر قائم ہیں اوران کی عمارات کتنے کمروں پر مشتمل ہیں؟

(ج) ان میں کتنے بچے کلاس وار زیر تعلیم ہیں؟

(د) ان اداروں کو سال12۔2011اور13۔2012کے دوران کتنی رقم فراہم کی گئی؟

(ہ) ان اداروں میں کون کون سی میسنگ فیسلٹیز ہیں؟

وزیر خصوصی تعلیم(جناب آصف سعید منیس):

(الف) ضلع جہلم میں محکمہ سپیشل ایجوکیشن کے کل چھ ادارے کام کررہے ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

1۔ گورنمنٹ ہائی سکول فار دی ڈیف، بلال ٹاؤن، ڈسٹرکٹ جہلم
2۔ گورنمنٹ انسٹیٹیوٹ فار سلو لرنرز، بلال ٹاؤن ڈسٹرکٹ جہلم
3۔ گورنمنٹ سپیشل ایجوکیشن سنٹر فار VHC، روہتاس روڈ، ڈسٹرکٹ جہلم
4۔ گورنمنٹ سپیشل ایجوکیشن سنٹر، دینہ قائد اعظم ٹاؤن، ڈسٹرکٹ جہلم
5۔ گورنمنٹ سپیشل ایجوکیشن سنٹر، سوہاوہ، صفحہ ٹاؤن، ڈسٹرکٹ جہلم
6۔ گورنمنٹ سپیشل ایجوکیشن سنٹر، محلہ کوٹ کلاں، پنڈ دادن خان، ڈسٹرکٹ جہلم

(ب) مذکورہ اداروں کا رقبہ اور ان کی عمارات کتنے کمروں پر مشتمل ہیں۔ تفصیل (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) مذکورہ اداروں میں بچوں کی تعداد کلاس وار (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) ان اداروں کو سال 12-2011 اور 13-2012 کے دوران جو رقم فراہم کی گئی اس کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) ان اداروں میں میسنگ فیسلٹیز کی تفصیل (د) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

پنجاب ورکرز ویلفیئر بورڈ کے تحت چلنے والے اداروں کی تفصیلات

*883: محترمہ راحیلہ انور: کیا وزیر محنت وانسانی وسائل ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) پنجاب ورکرز ویلفیئر بورڈ کے پاس اس وقت کتنی رقم ہے اور یہ کس کس بنک میں اور کس اکاؤنٹ میں جمع ہے؟

(ب) اس بورڈ کے تحت کتنے سکول صوبہ میں چل رہے ہیں؟

(ج) اس بورڈ کے تحت کتنے ہسپتال صوبہ میں کس کس ضلع میں چل رہے ہیں؟

(د) اس بورڈ کے تحت صوبہ میں کتنی ڈسپنسریاں چل رہی ہیں؟

(ہ) ان سکولوں، ہسپتالوں اور ڈسپنسریوں کے سال 12-2011 اور 13-2012 کے اخراجات بتائیں؟

وزیر محنت وانسانی وسائل (راجہ اشفاق سرور):

(الف) پنجاب ورکرز ویلفیئر بورڈ کے پاس موجودہ رقم اور اکاؤنٹس کی تفصیل درج ذیل ہے:

نمبر شمار	بنک کا نام اور برانچ	اکاؤنٹ نمبر	26-08-2013 کو بیلنس	اکاؤنٹس کی نوعیت
1	بنک آف پنجاب، پاک بلاک، علامہ اقبال ٹاؤن، لاہور	CPA-2803-4	7.688 ملین روپے	مین اکاؤنٹ، ورکرز ویلفیئر فنڈ اسلام آباد سے جاری شدہ رقوم اس اکاؤنٹ میں جمع کی جاتی ہیں جو کہ ایجوکیشن، ورکس اور ویلفیئر اکاؤنٹس کو جاری کی جاتی ہیں۔
2	بنک آف پنجاب، پاک بلاک، علامہ اقبال ٹاؤن، لاہور	CPA-2803-12	18.382 ملین روپے	اس اکاؤنٹ سے سکالرشپ، ڈیتھ گرانٹ اور میرج گرانٹ پر خرچ کیا جاتا ہے۔
3	بنک آف پنجاب، پاک بلاک، علامہ اقبال ٹاؤن، لاہور	CPA-2803-21	30.196 ملین روپے	اس اکاؤنٹ سے ڈویلپمنٹ ورکس اور maintenance پر خرچ کیا جاتا ہے۔
4	بنک آف پنجاب، پاک بلاک، علامہ اقبال ٹاؤن، لاہور	PLS-901628	0.868 ملین روپے	اس اکاؤنٹ سے ورکرز ویلفیئر سکولوں پر خرچ کیا جاتا ہے۔
5	بنک آف پنجاب، پاک بلاک، علامہ اقبال ٹاؤن، لاہور	PLS-901629	1.313 ملین روپے	فیس وصولی اکاؤنٹ، اس اکاؤنٹ میں ورکرز ویلفیئر سکولوں کے پرائیویٹ بچوں کی فیس جمع کی جاتی ہے۔ جو کہ ایجوکیشن کے اکاؤنٹ میں ٹرانسفر کر دی جاتی ہے۔
	ٹوٹل:		58.447 ملین روپے	5کروڑ84لاکھ47ہزار

(ب) پنجاب ورکرز ویلفیئر بورڈ کے تحت پنجاب میں اس وقت 49 سکول کام کر رہے ہیں۔

(ج) اس بورڈ کے تحت کوئی ہسپتال نہیں چل رہے ہیں۔

(د) اس بورڈ کے تحت کوئی ڈسپنسری نہیں چل رہی ہے۔

(ہ) پنجاب ورکرز ویلفیئر بورڈ کے سکولوں کے سال 2011-12 اور 2012-13 کے اخراجات کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

مالی سال	اخراجات
2011-12	850.142 ملین روپے
2012-13	1240.773 ملین روپے

پنجاب کے سوشل سکیورٹی ہسپتالوں میں رجسٹرڈ کارکنوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1124: محترمہ حنا پرویز بٹ: کیا وزیر محنت و انسانی وسائل از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) پنجاب سوشل سکیورٹی کے ہر ہسپتال میں مستحق برائے طبی علاج رجسٹرڈ کارکنوں کی تعداد کیا ہے؟

(ب) کیا مذکورہ بالا ہر ہسپتال میں سٹاف کی تعداد ایسے ہسپتالوں میں آنے والے مریضوں کے تسلی بخش علاج کے لئے کافی ہے؟

(ج) کیا پنجاب سوشل سکیورٹی ہسپتالوں میں تعینات ڈاکٹر کل وقتی ہیں اور وہ رات کو بھی فرائض ادا کرتے ہیں؟

وزیر محنت وانسانی وسائل (راجہ اشفاق سرور):

(الف) ادارہ سماجی تحفظ کے تحت قائم شدہ13 ہسپتالوں میں سے طبی سہولیات حاصل کرنے والے کارکنان کی تعداد833,270 ہے۔

(ب) جی ہاں!فی الوقت ادارہ ہذا کے تمام ہسپتالوں میں موجود ڈاکٹروں و طبی ماہرین اور پیرامیڈیکل سٹاف کی تعداد مریض کارکنان اوران کے لواحقین کے علاج معالجہ کے لئے کافی ہے۔

(ج) جی ہاں! تمام سوشل سکیورٹی ہسپتالوں میں مریضوں کی دیکھ بھال کے لئے ڈاکٹروں اور پیرامیڈیکل سٹاف کا چوبیس گھنٹوں کا ڈیوٹی روسٹر بنایا جاتا ہے اور وہ اپنے فرائض اس کے مطابق ادا کرتے ہیں۔

لاہور: گورنمنٹ سپیشل ایجوکیشن سنٹر عزیز بھٹی ٹاؤن کو اپنی عمارت میں منتقل کرنے کی تفصیلات

*2895: جناب فیضان خالد ورک: کیا وزیر سپیشل ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ سپیشل ایجوکیشن سنٹر عزیز بھٹی ٹاؤن لاہور کی سرکاری عمارت جو کہ مغلپورہ چوک میں واقع ہے کو ایک این جی او کے قبضہ میں دے دیا گیا ہے جس کی وجہ سے مذکورہ سنٹر ہربنس پورہ نزد رنگ روڈ پر ایک کرائے کی عمارت میں چلایا جارہا ہے؟

(ب) مذکورہ این جی او اور اس کے سربراہ کا نام نیز جس اتھارٹی نے یہ عمارت این جی او کو دی ہے، اس کا نام اور بلڈنگ دینے کے لئے آرڈرز کی کاپی بھی فراہم کریں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ سکول دور ہونے کی وجہ سے والدین کو بچوں کو لانے لے جانے میں بھی دشواری کا سامنا ہے؟

(د) کیا حکومت معذور بچوں اور والدین کی سہولت کے لئے مذکورہ سنٹر کو عزیز بھٹی ٹاؤن میں اس کی ذاتی سرکاری عمارت میں منتقل کرنے اور بچوں کی سہولت کے لئے مزید ٹرانسپورٹ مہیا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو وجوہات بیان فرمائیں؟

وزیر خصوصی تعلیم (جناب آصف سعید منیس):

(الف) یہ درست نہیں ہے کہ گورنمنٹ سپیشل ایجوکیشن سنٹر عزیز بھٹی ٹاؤن کی سرکاری عمارت ایک این جی او کے حوالے کر دی گئی ہے۔ گورنمنٹ سپیشل ایجوکیشن سنٹر، عزیز بھٹی ٹاؤن، لاہور شروع دن سے ہی کرایہ کی بلڈنگ میں قائم ہے اور کبھی بھی اپنی سرکاری عمارت میں نہ رہا ہے۔

(ب) جیسا کہ جز (الف) میں بیان کیا گیا ہے کہ گورنمنٹ سپیشل ایجوکیشن سنٹر، عزیز بھٹی ٹاؤن، لاہور کی اپنی سرکاری عمارت نہ ہے لہذا عمارت کسی بھی این جی او کو دینے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

(ج) یہ درست نہ ہے کیوں کہ حکومت پنجاب محکمہ سپیشل ایجوکیشن نے بچوں کو پک اینڈ ڈراپ کی سہولت کے لئے ٹرانسپورٹ مہیا کر رکھی ہے۔

(د) گورنمنٹ سپیشل ایجوکیشن سنٹر عزیز بھٹی ٹاؤن، لاہور کی اپنی کوئی سرکاری عمارت نہیں ہے جس میں اس سکول کو منتقل کیا جائے لیکن مستقبل میں محکمہ سپیشل ایجوکیشن مناسب جگہ کی دستیابی پر سرکاری عمارت تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتا ہے اور خصوصی بچوں کو پک اینڈ ڈراپ کی سہولت کے لئے پہلے ہی ٹرانسپورٹ مہیا کر رکھی ہے جس میں ضرورت پڑنے پر اضافہ کیا جا سکتا ہے۔

سوشل سکیورٹی ہسپتالوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1125: محترمہ حنا پرویز بٹ: کیا وزیر محنت و انسانی وسائل از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کتنے ہسپتال پنجاب سوشل سکیورٹی کمیشن کے تحت قائم کئے گئے ہر ایک کا محل وقوع بتائیں؟

(ب) مذکورہ بالا ہر ہسپتال میں تعینات ڈاکٹروں اور پیرامیڈیکل سٹاف کی تعداد کیا تھی، تفصیل سے معزز ایوان کو مطلع فرمائیں؟

وزیر محنت وانسانی وسائل (راجہ اشفاق سرور):

(الف) ادارہ سماجی تحفظ کے تحت 13 بڑے ہسپتال قائم کئے گئے ہیں، جن کے نام اور پتا جات کی تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) مذکورہ بالا ہسپتالوں میں ڈاکٹروں اور پیرامیڈیکل سٹاف کی تعداد کی تفصیل ضمیمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

فیصل آباد: محکمہ محنت وانسانی وسائل کے ہسپتال و ڈسپنسریوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1272: میاں طاہر: کیا وزیر محنت وانسانی وسائل از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) فیصل آباد میں محکمہ محنت وانسانی وسائل کے ہسپتال اور ڈسپنسریاں / طبی ادارے کہاں کہاں چل رہے ہیں، ان کے نام، جگہ اور بیڈز کی گنجائش کتنی ہے؟

(ب) ان میں صنعتی اداروں کے مزدوروں کو کیا کیا سہولیات فراہم کی جاتی ہیں؟

(ج) ان اداروں کے سال 12۔2011 اور 13۔2012 کے سالانہ مدوار اخراجات بتائیں؟

وزیر محنت وانسانی وسائل (راجہ اشفاق سرور):

(الف) ادارہ سماجی تحفظ کے تحت ضلع فیصل آباد میں درج ذیل طبی ادارے قائم کئے گئے ہیں:۔

-1	بڑا سوشل سکیورٹی ہسپتال	01
-2	منی ہسپتال جڑانوالہ	01
-3	سوشل سکیورٹی میڈیکل سنٹرز	08
-4	سوشل سکیورٹی ڈسپنسریاں	27
-5	سوشل سکیورٹی ایمرجنسی سنٹرز	20
	ٹوٹل	57

مذکورہ طبی اداروں کے نام و پتا جات اور بستروں کی گنجائش کی تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ادارہ سماجی تحفظ کے تحت قائم شدہ ہسپتالوں میں جملہ طبی سہولیات و ادویات کی فراہمی کو یقینی بنایا گیا ہے جن میں آؤٹ ڈور و سپیشلسٹ ٹریٹمنٹ، کارڈیک و جنرل سرجری، گائنی،

ڈائیلسز وغیرہ وغیرہ کے شعبے شامل ہیں۔تاہم جو سہولت کسی ہسپتال میں دستیاب نہ ہو اس کے لئے مریض کو متعلقہ سہولت والے ہسپتال میں refer کر دیا جاتا ہے جس کا تمام تر خرچہ ادارہ برداشت کرتا ہے۔ الغرض ادارہ ہذا اپنے تحفظ یافتہ کارکنان کو ہر قسم کی طبی سہولت فراہم کرنا اپنا نصب العین سمجھتا ہے۔ نیز ادارہ ہذا کے تحفظ کو وسیع کرنے کے لئے متعلقہ قانون میں بھی ترامیم کروائی گئی ہیں تاکہ زیادہ سے زیادہ کارکن اس ادارہ کی فراہم کردہ سہولیات و مالی فوائد سے بہتر طور پر مستفید ہو سکیں۔

(ج) مذکورہ بالا سوشل سکیورٹی ہسپتال میں مالی سال 12۔2011 اور 13۔2012 کے دوران خرچ ہونے والی رقوم کی تفصیل درج ذیل ہے:

مالی سال	اخراجات برائے ادویات	اخراجات برائے تنخواہیں	کل میزان
2011۔2012	64,481,753	189,279,841	253,761,594
2012۔2013	76,587,243	251,831,729	328,418,972
کل میزان	141,068,996	441,111,570	582,180,566

علاوہ ازیں فیصل آباد میں قائم دیگر طبی مراکز میں علاج معالجہ و ادویات کی فراہمی اور نقد مالی معاوضہ جات کی فراہمی اور مذکورہ مراکز میں ڈیوٹی سرانجام دینے والے ادارہ ہذا کے ملازمین کو تنخواہوں کی مد میں مالی سال 12-2011 اور 13۔2012 کے دوران اٹھنے والے اخراجات کی تفصیل درج ذیل ہے۔

مالی سال	اخراجات برائے نقد مالی معاوضہ جات	اخراجات برائے ادویات	اخراجات برائے تنخواہیں	کل میزان
2011۔2012	46,985,467	17,485,701	139,113,882	203,585,050
2012۔2013	61,366,950	17,425,457	165,942,156	244,734,563
کل میزان	108,352,417	34,911,158	305,056,038	448,319,613

ضلع راولپنڈی: بجٹ کی فراہمی و دیگر تفصیلات

*1321: محترمہ لبنیٰ ریحان: کیا وزیر محنت وانسانی وسائل از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع راولپنڈی کو گزشتہ پانچ سال کے دوران کن کن مدات میں رقم فراہم کی گئی، سال وار تفصیل سے آگاہ کریں؟

(ب) یہ رقم کن کن اداروں اور منصوبہ جات پر خرچ ہوئی؟

(ج) کیا محکمہ مذکورہ ضلع میں مزید ڈسپنسریاں یا ہسپتال بنانے کا ارادہ رکھتا ہے؟

(د) مذکورہ ضلع میں محکمہ نے مزدوروں کی فلاح کے لئے کیا کیا اقدامات اٹھائے، ان کی تفصیل سے آگاہ کریں؟

وزیر محنت وانسانی وسائل (راجہ اشفاق سرور):

(الف، ب) محکمہ محنت کے تحت ضلع راولپنڈی میں

(i) ڈائریکٹوریٹ آف سوشل سکیورٹی کو گزشتہ پانچ سالوں کے دوران طبی سہولیات اور نقد مالی معاوضہ جات کی مد میں مختص کئے گئے بجٹ کی تفصیل درج ذیل ہے:

مالی سال	بجٹ برائے طبی امداد	بجٹ برائے نقد مالی معاوضہ جات	میزان
2008-09	43,752,884	7,084,622	50,837,110
2009-10	29,818,121	5,899,622	35,717,743
2010-11	31,558,369	5,837,958	37,395,884
2011-12	33,974,664	5,728,515	39,703,622
2012-13	42,616,448	6,231,979	48,848,427
میزان	181,720,486	30,782,300	212,502,786

(ii) پنجاب ورکرز ویلفیئر بورڈ کے تحت ضلع میں دو سکول (برائے طلباء و طالبات) چل رہے ہیں مزید یہ کہ تعلیمی اخراجات / وظائف، شادی گرانٹ اور ڈیتھ گرانٹ کی مد میں گزشتہ پانچ سالوں میں فراہم کی جانے والی رقم کی تفصیل درج ذیل ہے:

سال	تعلیمی قابلیت		شادی گرانٹ		فوتیدگی گرانٹ	
	کیسوں کی تعداد	رقم (ملین میں)	کیسوں کی تعداد	رقم (ملین میں)	کیسوں کی تعداد	رقم (ملین میں)
2008-09	596	13.632	256	12.800	31	9.200
2009-10	533	11.895	294	17.440	29	8.400
2010-11	625	14.221	169	11.830	0	0
2011-12	638	20.801	239	16.870	10	4.800
2012-13	963	28.833	25	1.610	33	13.350
ٹوٹل	3355	89.112	983	60.55	103	35.75

مجموعی تعداد: 4441 کیسز کل رقم (ملین میں) 185.412

(ج) نہیں۔ فی الحال یہ ہسپتال اور ڈسپنسریاں ڈائریکٹوریٹ آف سوشل سکیورٹی ضلع راولپنڈی رجسٹرڈ صنعتی اداروں کے تحفظ یافتہ کارکنان اور ان کے لواحقین کی موجودہ تعداد کے لئے کافی ہے۔

(د) ادارہ سماجی تحفظ اور ورکرز ویلفیئر بورڈ کے تحت مذکورہ ضلع میں مزدوروں کی فلاح کے لئے جو طبی، مالی و تعلیمی اقدامات کر رکھے ہیں ان کی تفصیل جز (الف) پر موجود ہے۔

ضلع راولپنڈی: محکمہ محنت کے سکولوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1322: محترمہ لبنیٰ ریحان: کیا وزیر محنت وانسانی وسائل از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع راولپنڈی میں محکمہ محنت کے کتنے سکول کہاں کہاں کام کر رہے ہیں؟

(ب) ان سکولوں میں زیر تعلیم بچوں کی تعداد سکول وار بتائیں اور ان بچوں کو کیا سہولیات فراہم کی جارہی ہیں؟

(ج) ان سکولوں میں کل کتنے بچے زیر تعلیم ہیں؟

(د) ان سکولوں میں اساتذہ و دیگر کون کون سی اسامیاں کب سے خالی ہیں؟

(ہ) ان اسامیوں کو کب تک پُر کر دیا جائے گا؟

وزیر محنت وانسانی وسائل (راجہ اشفاق سرور):

(الف) ضلع راولپنڈی میں محکمہ محنت کے دو سکول ہیں ان کے نام اور ایڈریس درج ذیل ہیں:-

نمبر شمار	سکول کا نام اور ایڈریس
1	ورکرز ویلفیئر سکول (طلباء) اٹک آئل ریفائنری، مورگہ، راولپنڈی
2	ورکرز ویلفیئر سکول (طالبات) اٹک آئل ریفائنری، مورگہ، راولپنڈی

(ب)

نمبر شمار	سکول کا نام	بچوں کی تعداد
1	ورکرز ویلفیئر سکول (طلباء) اٹک آئل ریفائنری، مورگہ، راولپنڈی	553
2	ورکرز ویلفیئر سکول (طالبات) اٹک آئل ریفائنری، مورگہ، راولپنڈی	472

ان بچوں کو درج ذیل سہولیات فراہم کر رہے ہیں:

(الف) یونیفارم (موسم سرما اور گرما کے لئے)

(ب) ٹرانسپورٹ (گھر سے سکول اور سکول سے گھر پہنچانے کے لئے)

(ج) درسی کتب

(د) کاپیاں

(ہ) سٹیشنری

(ج) ان سکولوں میں کل 1025 بچے زیر تعلیم ہیں۔

(د) ان سکولوں میں اساتذہ و دیگر خالی اسامیوں کی تعداد درج ذیل ہے:

1۔ ورکرز ویلفیئر سکول برائے طلباء اٹک آئل ریفائنری، مورگہ، راولپنڈی

نمبر شمار	نام اسامی	بنیادی سکیل	منظور شدہ اسامیوں کی تعداد	موجودہ پر شدہ اسامیوں کی تعداد	خالی اسامیوں کی تعداد	مدت جب سے خالی ہیں
1	وائس پرنسپل	17	01	00	01	1999

2	ایس ایس ٹی/ایس ایس ای	16-17	21	17	04	ستمبر2012
3	ایس ایس ٹی(آئی ٹی)	16	02	01	01	28-1-2013
4	ای ایس ٹی/ای ایس ای	14	16	11	05	ستمبر2012
5	کیئر ٹیکر	11	01	00	01	2012
6	اسسٹنٹ اکاؤنٹس	11	01	00	01	نومبر2008
7	لیبارٹری اسسٹنٹ	11	01	00	01	2012
8	جونیئر کلرک	07	01	00	01	2012
9	مالی	02	03	01	02	2012
10	آیا	02	03	02	01	مئی2012
11	خاکروب	01	04	01	03	دسمبر2011
	ٹوٹل:۔		54	33	21	

2۔ ورکرز ویلفیئر سکول برائے طالبات اٹک آئل ریفائنری، مورگہ، راولپنڈی

نمبر شمار	نام اسامی	بنیادی سکیل	منظور شدہ اسامیوں کی تعداد	موجود پر شدہ اسامیوں کی تعداد	خالی اسامیوں کی تعداد	مدت جب سے خالی ہیں
1	پرنسپل	18	01	00	01	12-03-2012
2	ایس ایس ٹی/ایس ایس ای	16	22	14	08	18-04-2012
3	ایس ایس ٹی/ای ایس ای	14	17	07	10	18-04-2012
4	اسسٹنٹ/کیئر ٹیکر	11	01	00	01	18-04-2012
5	اسسٹنٹ اکاؤنٹس	11	01	00	01	2006
6	لیبارٹری اسسٹنٹ	11	01	00	01	18-04-2012
7	جونیئر کلرک	07	01	00	01	2006
8	چوکیدار	01	02	00	02	2006
9	مالی	01	03	02	01	18-04-2012
10	آیا	01	03	02	01	18-04-2012
11	خاکروب	01	04	03	01	18-04-2012
	ٹوٹل:۔		56	29	27	

(ہ) اس وقت حکومت کی طرف سے بھرتیوں پر پابندی ہے۔ پابندی ہٹانے کے لئے سمری ارسال کر دی گئی ہے، جیسے ہی پابندی ہٹائی جائے گی اسامیاں پُر کر لی جائیں گی۔

ضلع اوکاڑہ: لیبر آفیسر کی تعیناتی و کارکردگی کی تفصیلات

*1410: جناب ظہیر الدین خان علیزئی: کیا وزیر محنت وانسانی وسائل ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع اوکاڑہ میں موجودہ لیبر آفیسر کب سے تعینات ہے؟

(ب) انہوں نے اپنی تعیناتی کے دوران حکومت کی آمدن میں اضافہ کرنے کے لئے کون کون سے اقدامات اٹھائے، ان کی تفصیل سے آگاہ کریں؟

(ج) گزشتہ پانچ سالوں کے دوران مذکورہ دفتر کے افسران واہلکاران نے ضلع کی کتنی فیکٹریوں کے خلاف قانون کی خلاف ورزی کرنے پر جرمانے کئے اور اس سے حکومت کو کتنی آمدن ہوئی، سال وار تفصیل سے آگاہ کریں؟

(د) لیبر آفیسر کے پاس گزشتہ پانچ سالوں کے دوران فیکٹریوں کے مزدوروں کی طرف سے کس کس نوعیت کی کتنی شکایات آئیں اور ان پر مذکورہ آفیسر نے کیا کیا اقدامات اٹھائے؟

(ہ) مذکورہ آفیسر نے مزدوروں کی شکایات کے ازالہ کے لئے متعلقہ فیکٹریوں کے مالکان کے خلاف کیا کارروائی کی، ایوان کو آگاہ کریں؟

وزیر محنت وانسانی وسائل (راجہ اشفاق سرور):

(الف) ضلع اوکاڑہ میں مندرجہ ذیل لیبر آفیسرز تعینات ہیں۔ جس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام	عہدہ	تاریخ تعیناتی
1	محمد افضل	لیبر آفیسر	06-08-2007
2	سید عرفان اقبال	لیبر آفیسر	24-04-2012

(ب) انہوں نے اپنی تعیناتی کے دوران اوزان وپیمائش کو چیک کیا اور غیر تصدیق شدہ اوزان وپیمائش کی تصدیق کی جس سے حکومت کی آمدن میں خاطر خواہ اضافہ ہوا اور عوام کو اشیاء ضرورت درست ناپ تول سے میسر آئیں۔

(ج) 2003 سے مارچ 2012 تک فیکٹریز انسپکشن پر پابندی تھی۔ مارچ 2012 سے ضلع اوکاڑہ میں موجود تقریباً 325 فیکٹریوں کا محکمانہ قواعد کے مطابق لیبر آفیسران نے دورہ کیا اور قانون کی خلاف ورزی کرنے پر مالکان کو انتباہ کیا۔ چونکہ محکمہ محنت کے آفیسران خلاف ورزی پر جرمانہ عائد کرنے کے مجاز نہیں بلکہ چالان کر کے متعلقہ سپیشل جوڈیشل مجسٹریٹ کی عدالت میں دائر کئے جاتے ہیں، جہاں جرمانے ہوتے ہیں۔ اس سے گورنمنٹ کے خزانے میں رقم جمع ہوتی ہے۔

(د) لیبر آفیسران کے پاس گزشتہ پانچ سالوں کے دوران فیکٹریوں کے مزدوروں کی طرف سے 60 شکایات درج ذیل نوعیت کی موصول ہوئیں۔

1۔ حکومت کی مقرر کردہ کم از کم اجرت۔

2۔ ملازمت سے برخواستگی۔

3- اوور ٹائم کا پورا نہ ملنا۔

محکمہ محنت کے آفیسران نے حتی الامکان کوشش کر کے مزدوروں کی شکایات کو رفع کرنے کے اقدامات کئے۔ انہیں ملازمت پر بحال کرایا اور حکومت کی طرف سے مقرر کردہ اجرت پوری دلوانے کے اقدامات کئے۔ بروقت اقدامات کر کے شکایت کا ازالہ کیا جاتا ہے۔

(ہ) مذکورہ آفیسر نے گفت و شنید سے مزدوروں کی شکایات کا ازالہ کیا۔

ضلع اوکاڑہ: ملازمین کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1411: شیخ علاؤالدین: کیا وزیر محنت و انسانی وسائل از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع اوکاڑہ لیبر آفیسر کے دفتر میں کس کس گریڈ کے کتنے ملازم کب سے تعینات ہیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ان میں سے اکثر ملازم قواعد کے برعکس تین سال سے زائد اسی جگہ پر تعینات ہیں؟

(ج) جو ملازمین عرصہ تین سال سے زائد اسی آفس میں تعینات ہیں، کیا حکومت ان کو قواعد کے مطابق فوری ٹرانسفر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو کیوں؟

(د) کتنے ملازمین ایسے ہیں جن کے خلاف گزشتہ پانچ سال کے دوران کرپشن و دیگر بے قاعدگیوں پر شکایات موصول ہوئیں، ان پر لیبر آفیسر نے کیا کارروائی کی، ان کی مکمل سال وار تفصیل سے ایوان کو آگاہ کریں؟

وزیر محنت و انسانی وسائل (راجہ اشفاق سرور):

(الف) ضلعی دفتر محکمہ محنت اوکاڑہ کے دفتر میں تعینات ملازمین کی تعیناتی کی تفصیل حسب ذیل ہے:

نمبر شمار	نام	عہدہ و گریڈ	تاریخ تعیناتی
1	طاہر اقبال	ڈسٹرکٹ آفیسر (BS-17)	24-10-2009
2	عبدالرشید	مینجر روزگار (BS-17)	365 دن کی قبل از ریٹائرمنٹ رخصت پر ہیں اور 08.06.2014 کو ریٹائر ہوں گے۔
3	محمد افضل	لیبر آفیسر (BS16)	06-08-2007
4	سید عرفان اقبال	لیبر آفیسر (BS-16)	24-04-2012
5	عمران سرور	لیبر انسپکٹر (BS-14)	01-04-2013
6	شمس الحق	سٹینو گرافر (BS-12)	17-01-1983
7	محمد نعیم خان وٹو	سینئر کلرک (BS-09)	07-05-2009

8	تنویر احمد	نائب قاصد(BS-02)	01-04-1996
9	علی شیر	نائب قاصد(BS-02)	07-05-2009
10	شہادت علی	چوکیدار(BS-02)	28-01-2003

(ب) گریڈ17اور16کے افسران کی کمی کی وجہ سے 2آفیسر تین سال سے زیادہ عرصہ سے تعینات ہیں۔

(ج) تین سال سے زائد تعینات افسران کی ضلعی دفتر محکمہ محنت اوکاڑہ سے ٹرانسفر بوجہ افسران کی کمی فی الحال ممکن نہ ہے۔

(د) پچھلے پانچ سال کے دوران دفتر محکمہ محنت اوکاڑہ کے کسی بھی ملازم کے خلاف کسی قسم کی کوئی شکایت وصول نہ ہوئی ہے۔

ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ: اکال والا روڈ تین مرلہ لیبر ہاؤسنگ سکیم کا قیام ودیگر تفصیلات

*1611: جناب امجد علی جاوید: کیا وزیر محنت وانسانی وسائل از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں اکال والا روڈ پر تین مرلہ لیبر ہاؤسنگ سکیم کب بنائی گئی تھی؟

(ب) مذکورہ لیبر ہاؤسنگ سکیم میں واٹر سپلائی کی تعمیر اور نہر سے پانی لانے کے لئے پختہ کھال تعمیر کرنے پر کتنی لاگت آئی؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ پختہ کھال اور واٹر سپلائی سکیم پر گورنمنٹ کی اتنی رقم خرچ ہونے کے باوجود ہاؤسنگ سکیم میں پانی فراہم نہیں کیا جارہا اس کا ذمہ دار کون ہے حکومت اس حوالے سے ذمہ داران کے خلاف کیا کوئی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر محنت وانسانی وسائل (راجہ اشفاق سرور):

(الف) ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں اکال والا روڈ پر پنجاب ورکرز ویلفیئر بورڈ نے محکمہ ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ سے ایک لیبر ہاؤسنگ کالونی بطور ڈیپازٹ ورک تعمیر کروائی تھی۔ مذکورہ کالونی کی تعمیر 1994 میں مکمل کی تھی اور بعد میں مورخہ 27.01.2011 کو مذکورہ کالونی پنجاب ورکرز ویلفیئر بورڈ (لیبر ڈیپارٹمنٹ) کے حوالے کردی گئی۔

(ب) یہ کہ مذکورہ لیبر کالونی میں واٹر سپلائی سسٹم مع تعمیر شدہ کھال پر تخمینہ -/20,71,226 روپے کی لاگت سے محکمہ ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ نے تعمیر کی تھی۔

(ج) اس بارے میں عرض ہے کہ مذکورہ لیبر ہاؤسنگ کالونی محکمہ ہاؤسنگ اینڈفزیکل پلاننگ نے 1994 میں تعمیر کی تھی اور مذکورہ کالونی پنجاب ورکرز ویلفیئر بورڈ (لیبر ڈیپارٹمنٹ) نے مورخہ 27.01.2011 کو مذکورہ کالونی کا قبضہ حاصل کر لیا تھا۔ مذکورہ کالونی میں میٹھے پانی کی ترسیل کے لئے پختہ واٹر ٹینک تعمیر کئے گئے اور واٹر ٹینک میں پانی پہنچانے کے لئے ہاؤسنگ کالونی سے ملحقہ نہر تک پختہ کھال تعمیر کیا گیا۔ تاہم مذکورہ کالونی لیبر ڈیپارٹمنٹ کے حوالے کرنے کے وقت غیر فعال تھی۔ محکمہ ہاؤسنگ اینڈفزیکل پلاننگ کو اس معاملے کی انکوائری کرنے کے لئے آگاہ کر دیا گیا ہے۔ مزید برآں کالونی سے ملحقہ گاؤں کے رہائشی افراد نے مٹی وغیرہ ڈال کر مذکورہ کھال بند کر دیا ہے۔ کالونی کی خستہ حالت کو دیکھتے ہوئے اس کی بحالی کے لئے ماہرین کی تقرری کا معاملہ ورکرز ویلفیئر فنڈ اسلام آباد کو بھیج دیا گیا ہے جس کی منظوری کے بعد ورکرز ویلفیئر بورڈ اس کی بحالی کا کام شروع کر دے گا۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہائر ایجوکیشن (محترمہ مہوش سلطانہ): جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: سردار صاحب! پہلے محترمہ کو بات کر لینے دیں۔ جی، محترمہ!

تعزیت

سابقہ ایم پی اے سردار خرم نواب کی وفات پر دعائے مغفرت

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہائر ایجوکیشن (محترمہ مہوش سلطانہ): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ ہمارے سابقہ ساتھی ایم پی اے سردار خرم نواب طویل علالت کے بعد گزشتہ ہفتے انتقال کر گئے ہیں۔ میں درخواست کروں گی کہ اس معزز ایوان میں ان کے لئے فاتحہ خوانی اور دعا کروا دی جائے۔

جناب سپیکر: اس ایوان کے سابق ممبر سردار خرم نواب اللہ کو پیارے ہو گئے ہیں۔ ہم سب اُن کے لئے دُعا گو ہیں۔ فاتحہ خوانی کی جائے۔

(اس مرحلہ پر فاتحہ خوانی کی گئی)

پوائنٹ آف آرڈر
پنجاب کی ضلعی ترقیاتی کمیٹی میں منتخب نمائندوں کی بجائے ہارے ہوئے لوگوں کو شامل کرنا

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! جب اجلاس شروع ہوا تو معزز قائد حزب اختلاف نے point raise کیا کہ صوبہ پنجاب کے تمام اضلاع کی District Development Committees(D.D.C) میں حزب اختلاف کے معزز ممبران کی کوئی نمائندگی نہیں ہے۔ کئی مرتبہ یہ on the floor of the House point raise کیا گیا لیکن اس کے باوجود اس پر کوئی عملدرآمد نہیں ہوا جس سے اس معزز ایوان کے معزز ممبران حزب اختلاف کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ اس حوالے سے تحریک استحقاق بھی بھجوائی گئی ہے جو کہ take up نہیں ہو رہی۔ کیا یہ امتیازی سلوک جمہوری روایات کی نفی نہیں؟ منتخب نمائندے جن کا تعلق پاکستان تحریک انصاف، پاکستان پیپلز پارٹی، پاکستان مسلم لیگ(ق) سے ہو یا وہ آزاد ممبران ہوں کیا ان کا کوئی استحقاق نہیں بنتا کہ وہ D.D.C کے ممبر بنیں؟ حزب اختلاف کے ممبران سے ہارے ہوئے لوگوں کو District Development Committees میں شامل کر کے ہمارا استحقاق مجروح کیا گیا ہے۔ موجودہ حکومت اضلاع میں جو funding کروا رہی ہے اس میں بھی حزب اختلاف کے ممبران کو کوئی حصہ نہیں دیا جا رہا۔ اس طریقے سے حزب اختلاف کے معزز ممبران کو ignore کیا جا رہا ہے۔ بارہا وزیر قانون سے گزارش کی گئی لیکن ابھی تک اس پر کوئی عملدرآمد نہیں ہوا تو میں آپ کی وساطت سے حکومت وقت اور وزیر قانون سے کہوں گا کہ on the floor of the House ہمیں بتایا جائے کہ کب تک ہمارے اس مطالبے پر عملدرآمد کیا جائے گا؟

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ درست ہے کہ انہوں نے متعدد بار مجھ سے بات کی اور میں نے بھی ان کی خدمت میں یہ گزارش کی ہے کہ according to rules and law صوبے میں development expenditure کرنے کا اختیار اور mandate موجودہ حکومت کا ہوتا ہے۔ وہ حکومت جو کہ ایک democratic process کے تحت برسر اقتدار آتی ہے یہ اختیار اس کا ہوتا ہے۔ حکومت نے development

کے initiatives کی نشاندہی کے لئے ضلع،ڈویژن اور صوبے کی سطح پر ایک اپنا انتظام کیا ہوا ہے اور کمیٹیاں بنائی ہوئی ہیں۔یہ کوئی پارلیمانی function نہیں ہے،یہ اس ایوان کا function نہیں ہے اور یہ اس ایوان کے rules and business میں provided بھی نہیں ہے۔اگر یہ حکومتی معاملات میں ہمارے ساتھ آنا چاہتے ہیں تو میں نے ان سے پہلے بھی گزارش کی ہے کہ آپ حکم کریں ہم آپ کو اس سے بھی بہتر offer کرنے کو تیار ہیں تو District Development Committees کی تشکیل اس ایوان کا کوئی function نہیں بلکہ وہ ایک executive function ہے اور اگر یہ اس میں شامل ہونا چاہتے ہیں تو انہیں وزیر اعلیٰ صاحب سے request کرنی ہوگی۔اس کے بعد پھر یہ جہاں جہاں پر بھی District Development Committees کا حصہ بننا چاہیں تو most welcome بن جائیں۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر!معزز وزیر قانون نے بڑی اچھی گفتگو کی ہے۔وہ کون سے rules ہیں کہ جن کے تحت ہارے ہوئے لوگوں کی نشاندہی پر development budget استعمال کیا جارہا ہے؟پاکستان پیپلز پارٹی نے پچھلے پانچ سالہ دور میں ایک بنیاد رکھی ہے۔ہم نے proper طور پر حزب اختلاف کو accommodate کیا اور ان کو funding کی ہے۔موجودہ حکومت کی طرف سے حزب اختلاف کے ساتھ یہ سلوک جمہوریت کی نفی ہے۔پاکستان پیپلز پارٹی چاہتی ہے کہ جمہوریت کو چلنے دیں۔ہم اس کو derail نہیں ہونے دیں گے لیکن یہ 1990 والی تاریخ مت دہرائی جائے۔ہم نے گزارش کی تھی کہ پاکستان پیپلز پارٹی اور پاکستان مسلم لیگ(ق)وزیر اعلیٰ صاحب سے ملنا چاہتے ہیں تو رانا ثناء اللہ خان صاحب ہمیں time frame دیں اور assure کرائیں؟

جناب سپیکر: جی،رانا صاحب!

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ/قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔میں چیف منسٹر صاحب سے ٹائم لے کر اور ان سے coordinate کر کے چیف منسٹر صاحب سے ملاقات کرا دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: چلیں،ٹھیک ہے۔

وزیر زکوٰۃ و عشر(ملک ندیم کامران): جناب سپیکر!آپ نے مجھے صحافی بھائیوں کو منانے کے لئے باہر بھیجا تھا تو وہ پریس گیلری لابی میں واپس آ گئے ہیں اُن سے یہ طے ہوا ہے کہ جیسے رانا ثناء اللہ خان صاحب

نے اُن کی بات کو ایک weight بھی دیا ہے اور surety بھی دی ہے کہ صحافی بھائیوں کی جو جائز بات ہو گی ہم اُس کو address کریں گے اور جیسے ہی یہاں سے فارغ ہوتے ہیں تو پریس کے دوست رانا ثناء اللہ خان صاحب کے ساتھ بیٹھ جائیں گے۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: جی، Welcome back۔ جی، میاں محمد اسلم اقبال صاحب!

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ لاء منسٹر صاحب نے یہاں پر یہ فرمایا ہے کہ آپ چیف منسٹر صاحب سے ملیں پھر آپ کو فنڈز دیئے جائیں گے۔ آپ اسمبلی کی proceeding نکال کر دیکھ لیں کہ اسی ایوان میں جہاں پر آج میں کھڑا ہوں یہاں پر رانا ثناء اللہ خان صاحب کھڑے ہو کر جناب سپیکر سے فنڈز کے حوالے سے بات کیا کرتے تھے اور حکومت سے فنڈز لیا کرتے تھے۔ گزارش یہ ہے کہ development fund ہمارے گھروں میں نہیں لگنا۔ رانا ثناء اللہ خان صاحب نے یہ فرمایا ہے کہ یہ قانون کے تحت ہے تو وہ کون سا قانون ہے؟ مجھے وہ قانون دکھا دیں جس کے اندر یہ لکھا ہوا ہے کہ صرف حکومت کام کرے گی اور اپوزیشن کے حلقوں میں فنڈز نہیں دیئے جائیں گے اور فنڈز ہمارے اکاؤنٹس میں نہیں آنے بلکہ فنڈز سے لوگوں کے کام ہونے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر آپ ایوان کو چلانا چاہتے ہیں تو پھر آپ یہ بھی ذہن میں رکھیں کہ ایوان اس وقت چلے گا کہ جب اپوزیشن کو اُس کا حق دیا جائے گا اور اگر آپ اپوزیشن کو اُس کا حق نہیں دیں گے تو پھر میں انشاء اللہ تعالیٰ آپ کو guarantee دیتا ہوں کہ ہم ایوان نہیں چلنے دیں گے۔ ہم پھر بات نہیں مانیں گے، پھر بات باہر ہو گی، ہم اپنی اسمبلی باہر لگائیں گے، باہر بیٹھا کریں گے۔ اگر آپ لوگوں نے ہمارے ساتھ یہی سلوک کرنا ہے کہ ہمارے حلقوں کو اس وجہ سے ignore کیا جا رہا ہے کہ اُن لوگوں کا جُرم یہ ہے کہ انہوں نے ہمیں ووٹ دیئے ہیں، انہوں نے پی ٹی آئی کو ووٹ دیئے ہیں، انہوں نے (ق) لیگ کو ووٹ دیئے ہیں، انہوں نے پاکستان پیپلز پارٹی کو ووٹ دیئے ہیں۔

جناب سپیکر! جب میں اس ایوان میں منسٹر کے طور پر بیٹھا کرتا تھا میں آپ کو guarantee دیتا ہوں کہ میرے حلقہ کے اندر میرا مخالف ایم این اے مسلم لیگ (ن) سے تھا تو حلقہ میں اُس کے کام بھی ہوئے، وہاں پر اُس کے نام کی تختیاں بھی لگی ہیں اور آج بھی وہاں پر جو تختیاں لگی ہیں وہ اس بات کا ثبوت ہے کہ اُس حکومت نے ان کو فنڈز دیئے تھے اور اس floor پر ان کی پانچ سال یہی لڑائی رہی ہے۔ ہمیں اس طرح سے treat مت کریں ہم elected members ہیں، ہم ووٹ لے کر آئے ہیں، لوگوں نے ہم پر اعتماد کا اظہار کیا ہے اگر آپ ہمارے ساتھ یہ سلوک کریں گے تو کوئی بات نہیں۔ ہم

انشاء اللہ تعالیٰ بائیکاٹ کر جائیں گے آپ ایوان چلا لیں۔ جیسے آپ کا دل کرتا ہے آپ کر لیں۔ آپ اس ایوان کے Custodian ہیں، آپ نے ایوان چلانا ہے اور حکومتی بنچز وا پوزیشن بنچز کو ساتھ لے کر چلنا آپ کا کام ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ ہمیں فنڈز کی ضرورت نہیں ہے آپ وہاں پر development کرائیں۔ میرے حلقہ میں پچھلے پانچ سال بھی کام نہیں ہوا جب میں وہاں پر ایم پی اے نہیں تھا اور اب بھی وہاں پر ایک دھیلے کا کام نہیں ہوا۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ اپوزیشن نے ایوان کے اندر کردار ادا کرنا ہے یا باہر سیڑھیوں پر اجلاس کرنا ہے تو یہ ان کی اپنی choice ہے۔ یہ جہاں پر بھی اپنا کردار کرنا چاہتے ہیں یہ ان کا اپنا فیصلہ ہوگا لیکن جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ جی یہ کون سا قانون ہے؟ تو میرا خیال ہے کہ بجٹ اجلاس جون میں ہونا ہے اُس میں ہر ایک motion میں یہ لکھا جاتا ہے کہ اتنے ارب، اتنے کروڑ، اتنے لاکھ روپے گورنر کو ایکسائز کے لئے، development وغیرہ کے لئے جو مختلف departments ہوتے ہیں اور گورنر He has to act on the advice of the Chief Minister. اس لئے بالکل یہ بڑا واضح قانون موجود ہے اور وہ اخراجات development کے ہوں، تنخواہوں کے ہوں، health کے ہوں، education کے ہوں یہ پورا ایوان اُن کی approval دیتا ہے اور اُس کے تحت حکومت development کے اخراجات کرتی ہے۔ جہاں تک ان کی یہ بات ہے کہ حلقوں کو نظر انداز کیا جائے گا تو ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ تمام حلقوں میں مساوی فنڈز خرچ کئے جائیں گے۔ میاں محمد اسلم اقبال صاحب کے حلقہ میں جتنے فنڈز خرچ کئے جائیں گے یہ اگر کہیں گے تو میں ان کو اُس کی پوری تفصیل فراہم کر دوں گا۔ باقی اگر یہ ہمارے ساتھ مل کر development میں حصہ لینا چاہتے ہیں تو ہم اُس کے لئے بھی ان کو most welcome کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ میں انشاء اللہ تعالیٰ چیف منسٹر صاحب سے ٹائم لے کر ان کی ملاقات کروا دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، قائدِ حزبِ اختلاف!

قائدِ حزبِ اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! رانا ثناء اللہ خان صاحب نے جمعہ والے دن بھی یہاں پر اس طرح کی بات کی تھی۔ انہوں نے خود یہ اقرار کیا کہ development کے لئے فنڈز رکھے ہوتے ہیں اور وہ فنڈز District Committees کی disposal پر چلے جاتے ہیں۔ اب وہاں پر جو

شکست خوردہ لوگ ہیں جو منتخب نمائندے نہیں ہیں اُن کے ذریعے سے اگر آپ proposals منگوا کر وہاں پر development کرائیں گے اور اُن کی تختیاں لگائیں گے تو اس سے وہاں کے منتخب نمائندے کی توہین ہے، اس ایوان کی توہین ہے اور میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ یہ جمہوریت کی توہین ہے۔ انہوں نے اگر یہاں پر جمہوری روایات کو پنپنے کا موقع دینا ہے تو انہیں اپنے روّیے پر نظر ثانی کرنی ہوگی، ہم نے پچھلی دفعہ بھی ایوان میں یہ بات کی تھی، جمعہ والے روز بھی یہ بات کی تھی اور رانا ثناء اللہ خان کا یہ اصرار کہ آپ وزیر اعلیٰ صاحب سے مل لیں، اُن سے request کریں تو پھر آپ کو فنڈز ملیں گے۔ ہم انہیں کہتے ہیں کہ وزیر اعلیٰ صاحب کو ہماری طرف سے بھی یہ درخواست کر دیں کہ خدارا اس ایوان میں تشریف لے کر آئیں اور یہاں ایوان میں جب وہ آئیں گے تو یہاں پر لوگوں کے جذبات کا اُنہیں پتا چلے گا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ منتخب نمائندوں کا یہ جمہوری حق ہے اور یہ ہمارا استحقاق ہے۔ ہمارے حلقہ نیابت میں جن لاکھوں لوگوں نے ہمیں ووٹ دیئے ہیں اُن کو ہم اس development سے کیوں deprive کر رہے ہیں، اُنہیں اُن کے حق سے کیوں محروم کر رہے ہیں؟ یہ بڑی genuine اور جائز بات ہے۔ ہم اس پر پہلے بھی بات کرتے رہے ہیں تو میرا خیال ہے کہ بجائے اس کے کہ یہاں پر رانا ثناء اللہ خان کہیں کہ آپ جا کر وزیر اعلیٰ سے درخواست کریں تو پھر آپ کے کام ہوں گے بلکہ رانا صاحب کو یہاں پر کوئی verdict دینا ہوگی۔ اگر یہ elected members میں development schemes کا لفظ ڈالتے ہیں تو elected members ہی DCC's Committees کے اندر جا کر بیٹھیں گے وہاں پر شکست خوردہ لوگوں کو نمائندگی کا کوئی حق نہیں ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس سے اپوزیشن کے ہمارے تمام ممبران کا استحقاق مجروح ہو رہا ہے اور اگر حکومت یہ چاہتی ہے کہ ایوان smooth چلے جس طرح میاں محمد اسلم اقبال صاحب نے بھی کہا تو پھر انہیں ہمارے حقوق کا خیال بھی کرنا ہوگا۔

سید زعیم حسین قادری: جناب سپیکر! عرض صرف یہ ہے کہ معزز ممبران تحریک انصاف یہاں پر تشریف فرما ہیں اور فنڈز کے بارے میں جو بحث کی جا رہی ہے یہ خالصتاً تحریک انصاف کے منشور کی نفی ہے یہ اپنے منشور میں بارہا یہ کہہ چکے ہیں کہ فنڈز لینا بددیانتی ہے، فنڈز بند کئے جائیں اور یہی خیبر پختونخواہ میں بھی جاری ہے۔ وہاں نہ تو کوئی فنڈز کی بات کرتا ہے اور یہ خود بارہا کہہ چکے ہیں کہ ایم پی ایز کا فنڈز لینا اور فنڈز مانگنا بددیانتی ہے اور یہ کرپشن کو جنم دیتی ہے۔ میاں محمود الرشید صاحب میرے بڑے بھائی قائد حزب اختلاف آج اپنے ہی منشور کی نفی کر رہے ہیں۔ میں صرف اس کی نشاندہی کرنا چاہتا تھا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جی، آپ کی مہربانی۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! اگر یہ دھونس دھاندلی اور جعلی طریقے سے اس پنجاب کے اندر بلدیاتی انتخابات نہ کرائیں اور premature دو سال پہلے ان اداروں کو یہ ختم کر دیں اور چھ چھ ماہ کا وقت لے کر یہ time pass کریں، لوگ اپنے مقامی مسائل کے حل سے محروم ہو جائیں اور ان کے ترقیاتی کام نہ ہوں۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ کسی کو ایک پیسا بھی نہ دیں لیکن یہ فوری طور پر بلدیاتی الیکشن کا اعلان کریں، بلدیاتی الیکشن کرائیں اور یہ فنڈز ان کو دیں۔ یہ سارے حکومتی ٹی ایم ایز کون لوگ ہوتے ہیں کہ یہ ٹی ایم ایز کے ذریعے سے کروڑوں روپے کی لاگت سے تمام سکیمیں کرائیں۔ ہمارا یہ اصولی مؤقف ہے اور ہم یہ ترقیاتی فنڈز نہیں مانگ رہے بلکہ ہم کہہ رہے ہیں کہ ڈسٹرکٹ ڈویلپمنٹ کمیٹیاں جو ہیں جس میں priorities طے ہوتی ہیں۔ اضلاع کی تعمیر و ترقی کی تمام کمیٹیوں میں ایم پی ایز جو منتخب نمائندے ہیں ان کو شامل ہونا چاہئے۔ یہ ترقیاتی فنڈز جو دیئے جا رہے ہیں تو ہم یہ بھی کہتے ہیں کہ ان کو فوری طور پر روکیں، بلدیاتی الیکشن کرائیں اور بلدیاتی نمائندوں کو یہ فنڈز دیں تاکہ گلی محلے کے سارے کام ان اداروں کے ذریعے سے پایۂ تکمیل تک پہنچ سکیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: ان سے پوچھتے ہیں کہ انہوں نے بھی کوشش کی ہے۔ اب آگے الیکشن نہ ہوں تو وہ کیا کریں۔ جی، رانا صاحب!

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ بلدیاتی الیکشن کا فی الفور اعلان کیا جائے تو پاکستان مسلم لیگ (ن) اور پنجاب حکومت اس بات پر بالکل committed ہے۔ قائد حزب اختلاف کی جماعت نے اور ان کے لوگوں نے ہائی کورٹ سے فیصلہ حاصل کیا ہے کہ delimitation کا process الیکشن کمیشن کرے اور الیکشن کمیشن delimitation کر کے announce کرے اس لئے الیکشن کمیشن جب جو date announce کرے گا پنجاب حکومت اس پر بلدیاتی الیکشن کرانے کے لئے تیار ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! اس سے پہلے بھی ہم نے عدالت کے حکم پر الیکشن کے process کو پوری طرح سے شروع کیا اور جو جو کام انہوں نے کہا ہم نے اسے time line کے مطابق مکمل کیا۔ اس بات کا جہاں تک تعلق ہے کہ فنڈز ایم این ایز اور ایم پی ایز کو دیئے جائیں تو ہم نے ڈسٹرکٹ لیول پر کمیٹیاں بنائی ہیں اور یہ کمیٹیاں ایک executive order کے تحت معرض وجود میں آئی ہیں۔ یہ کوئی پارلیمانی رولز یا اسمبلی رولز نہیں ہیں۔ وہ executive order ہے اور اس میں کوئی قدغن نہیں ہے کہ اس میں کوئی

ایم این اے یا ایم پی اے ہو سکتا ہے اس میں ایک عام شہری بھی ہو سکتا ہے، کوئی technocrat بھی ہو سکتا ہے، کوئی worker بھی ہو سکتا ہے اور اسی کے حساب سے ڈسٹرکٹ کمیٹیوں کی composition ہے۔

جناب احمد خان بھچر: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، بھچر صاحب!

جناب احمد خان بھچر: جناب سپیکر! میں DCC کے بارے میں یہ گزارش کروں گا کہ اس کے نوٹیفکیشن کو آپ کو پڑھنا چاہئے۔ اگر پڑھا ہے تو آپ کو پتا ہے کہ اس میں کیا لکھا ہوا ہے۔

جناب سپیکر: میں نے کس لئے پڑھنا ہے؟

جناب احمد خان بھچر: جناب سپیکر! میں میانوالی کے حوالے سے عرض کروں گا کہ وہاں پر ہمارے معزز ممبر امانت اللہ خان صاحب ہیں جو ایوان میں بھی موجود ہوں گے وہ ہماری DCC کو preside کرتے ہیں۔ وہ elected member ہیں اور اس وقت اس کمیٹی کو preside بھی کر رہے ہیں۔ اس میں ہر محکمہ کے افسران بھی شامل ہیں۔ میرے حلقہ میں جس طرح رانا صاحب نے فرمایا ہے کہ ہر حلقہ کو مساوی فنڈز مل رہے ہیں تو اس دفعہ میرے حلقہ پی پی-45 اور پی پی-46 میں ایک روپیہ بھی نہیں دیا گیا۔ میں اس ضمن میں writ petition میں چلا گیا، وہاں پر ان کے اپنے پی اینڈ ڈی کے چیئرمین کو معزز ہائیکورٹ نے direction دی کہ آپ لوگ وضاحت پیش کریں کیونکہ ہمارے لوگ گئے تھے جو کہ ووٹر تھے وہ کورٹ میں گئے تھے۔ رانا صاحب کی گورنمنٹ کے اپنے پی اینڈ ڈی کے چیئرمین صاحب نے یہ وضاحت دی ہے کہ elected representative جو اس حلقہ کا موجود ہے وہ point out کر سکتا ہے عام ووٹر point out نہیں کر سکتا۔

جناب سپیکر! ہمارا عرض کرنے کا مقصد صرف یہ ہے کہ ایک چیز فائنل کر لیں یا تو یہ کریں کہ ہمارے حلقہ کے لوگوں کو جو وہ ٹیکس دے رہے ہیں ان کو exempt کر دیں۔ وہ ایگریکلچر ٹیکس دے رہے ہیں اور تمام تر ٹیکس دے رہے ہیں۔ ان لوگوں کا کیا یہ گناہ اور قصور ہے کہ انہوں نے پاکستان تحریک انصاف، پاکستان مسلم لیگ (ق) یا پاکستان پیپلز پارٹی کے بندے کو منتخب کیا ہے؟ ان لوگوں کو ٹیکس سے exempt کریں کیونکہ یہ ان لوگوں کا حق ہے۔ ہم اپنے لئے کچھ نہیں مانگ رہے، ہمارے لئے گلی محلہ کچھ نہ بنائیں، ہمارے جہاں جہاں گھر ہیں اگر وہاں پر کچھ ہے تو وہ بھی اکھیڑ دیں ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہو گا

لیکن میں اتنا عرض کروں گا کہ آپ کی اُدھر سے جو directions آ رہی ہیں پی اینڈ ڈی کے چیئرمین صاحب کی directions ہیں۔ ہم دوبارہ ہائیکورٹ میں جا رہے ہیں کہ کم از کم ہمیں ایک چیز مکمل بتا دی جائے کہ اِدھر کیا ہو رہا ہے، باہر کیا ہو رہا ہے اور آپ کے محکموں میں کیا ہو رہا ہے؟ وہ direction دے رہے ہیں کہ representative ہمیں direct کرے اور representative کے بارے میں رانا صاحب معزز وزیر جو ہمارے پاس دستیاب supreme authority یہی ہیں چیف منسٹر صاحب تو اِدھر نہیں ہیں۔ ہم ان سے یہی گزارش کریں گے کہ ایک direction پر چلیں۔ یہ یا تو ان کی wordings change کر دیں کہ جو آپ کے representative ہیں وہ کسی کمیٹی میں شامل نہیں ہو سکتے تو میرا خیال ہے کہ میں اپنے اپوزیشن کے معزز ممبران سے گزارش کروں کہ پھر ہمیں Standing Committees کو بھی چھوڑ دینا چاہئے تاکہ پھر ہمارا function ہی ختم ہو جائے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! جب ہر چیز پر آپ کا حق ہے تو پھر بسم اللہ۔ آپ نے دیکھا ہے کہ میانوالی میں ہمارے ایک بھائی پاکستان مسلم لیگ (ن) کے ایم پی اے ہیں۔ ان کی کاوش ہے اور وہ اپنا کام کر رہے ہیں۔ وہ ہمارے لئے معزز ہیں۔ آج سے چار دن پہلے چیف منسٹر صاحب نے خود DCO کی ٹرانسفر کی ہے۔ چیف منسٹر صاحب کا وہاں دورہ تھا ملک اسلم صاحب گئے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: آپ نے تو لمبی سٹوریاں شروع کر دی ہیں۔ آپ relevant بات کریں تو میں بھی پوچھنے والا بنوں۔ مجھے اب Call Attention Notices لینے ہیں۔ آپ تشریف رکھیں۔

جناب احمد خان بھچر: جناب سپیکر! اگر ہمیں ہر چیز میں ignore کرنا ہے تو ہمیں بتا دیا جائے۔

جناب سپیکر: میں انہیں کہتا ہوں کہ sympathetic consideration ہونی چاہئے اور وہ کریں گے۔ آپ تشریف رکھیں اور مجھے کام کرنے دیں۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ/قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اس سلسلہ میں دوبارہ اپنے اپوزیشن کے بھائیوں سے یہ عرض کروں گا کہ اگر انہوں نے یہاں on the floor of the House بات کرنی ہے تو پھر جو rules and laws ہیں، جو Rules of Business ہیں اور جو یہاں پر ممبر کا استحقاق ہے اس کے مطابق جواب ہوگا۔ اگر یہ otherwise گورنمنٹ سے کوئی favour چاہتے ہیں تو پھر اس کا یہ طریقہ نہیں ہے۔

(اس مرحلہ پر ممبران حزب اختلاف کی جانب سے "No,No" کی نعرہ بازی)

اس کے لئے پھر یہ بیٹھ کر بات کریں اور اس سے پہلے یہ اپنے گھر میں بیٹھ کر مشورہ کر لیں۔ میں on the floor of the House کہتا ہوں کہ میاں محمودالرشید صاحب نے اپنے بھائی کی ٹرانسفر یا ان کو کسی جگہ تعینات کرنے کے لئے قطعی طور پر مجھے کہا اور نہ ہی کسی اور کو کہا۔ ان کی میرٹ پر ہم نے تعیناتی کی اور اس کے بعد جوان کی جماعت نے ان کے ساتھ کیا وہ سب کے علم میں ہے۔ آپ پہلے مشورہ کر لیں کہ آپ نے کرنا کیا ہے اس کے بعد پھر بیٹھ کر بات کریں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: وہ citizen of Pakistan ہیں۔ ان کے rights برابر ہیں اگر وہ میرٹ پر پورے اترتے ہیں تو چاہے وہ کسی بھی پارٹی کے ممبر کا بھائی ہو یا کسی کا بھتیجا ہو اس کا حق ہے۔ میرے خیال میں تو یہاں ایسی بات ہو ہی نہیں سکتی اور ہونی بھی نہیں چاہئے۔

توجہ دلاؤ نوٹس

جناب سپیکر: اب ہم توجہ دلاؤ نوٹس لیتے ہیں۔ پہلا توجہ دلاؤ نوٹس میاں مناظر حسین رانجھا صاحب کا ہے، ان کی طرف سے request آئی ہے کہ میری والدہ صاحبہ بیمار ہیں اس لئے میں اس توجہ دلاؤ نوٹس کو اگلے اجلاس تک pending کرانا چاہتا ہوں اس لئے اس توجہ دلاؤ نوٹس کو pending کیا جاتا ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: No, no۔ بڑی مہربانی۔ اگلا توجہ دلاؤ نوٹس نمبر 405 میاں محمودالرشید صاحب کا ہے۔ میاں صاحب! آپ اسے پڑھیں۔

لاہور: نامعلوم افراد کی فائرنگ سے شہری کی ہلاکت کی تفصیل

405: قائد حزب اختلاف (میاں محمودالرشید): کیا وزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) بحوالہ روزنامہ "خبریں" مورخہ 2014-01-13 کی خبر کے مطابق، کیا یہ درست ہے کہ پاکستان تحریک انصاف لاہور کی صدر محترمہ نیلم اشرف کے بیٹے کو نامعلوم افراد نے نشتر کالونی کے علاقہ کماہاں روڈ پر واقع کوٹ مدھا واسنگھ کے قریب گولی مار کر قتل کر دیا اور فرار ہو گئے؟

(ب) مذکورہ واقعہ میں ملزمان کی گرفتاری میں کیا پیشرفت ہوئی ہے، ایوان کو مکمل تفصیل سے آگاہ کیا جائے؟

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!

(الف) یہ درست ہے کہ تحریک انصاف لاہور کی صدر محترمہ نیلم اشرف صاحبہ کے بیٹے نعمان اشرف ہیں۔ مورخہ 2014-01-11 کو مدعی مقدمہ منور جمیل صاحب نے تحریری درخواست دی کہ ان کا بھانجا نعمان اشرف 10:30 بجے دن گھر سے کار نمبری such and such پر اپنے کاروباری شراکت دار وارث علی سے ملنے اور رقم وصول کرنے گیا 4:30 بجے شام وارث علی نے اس کی بہن نیلم اشرف کو فون پر اطلاع دی کہ نعمان اشرف نے بذریعہ پسٹل خُودکشی کر لی ہے اور وہ خُود موقع پر موجود نہ تھا۔ یہ اطلاع اسے اس کے بھائی خورشید احمد نے دی۔ اس اطلاع پر وہ مع نیلم اشرف کے موقع پر پہنچا تو نعمان اشرف گاڑی میں ڈرائیونگ سیٹ پر مردہ حالت میں پایا گیا۔ گاڑی میں مقتول کا I phone such and such اور ایک عدد پسٹل پایا گیا۔ وقوعہ وارث علی کے ڈیرہ سے چند گز کے فاصلہ پر ہوا اس سے وارث علی، خورشید علی اور ان کے دیگر ساتھیوں پر شک ہے کہ انہوں نے اسے قتل کیا ہے۔

جناب سپیکر! اس میں یہ اب تک کی detailed investigation report ہے جو مجھے تفتیشی آفیسر اور متعلقہ ایجنسی نے بھیجی تھی۔

جناب سپیکر: آپ کو یہ رپورٹ کن کی طرف سے ملی ہے؟

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ investigation report پولیس کی طرف سے ملی ہے۔ یہ میں نے محترم لیڈر آف دی اپوزیشن کو بھجوائی تھی انہوں نے یہ ساری رپورٹ دیکھ لی ہے۔ بہر حال یہ انتہائی افسوسناک واقعہ ہوا ہے۔ اب تک کی جو تفتیش ہے اس کے مطابق یہ دونوں صاحبان جن پر شک کا اظہار کیا گیا تھا ان کے خلاف کوئی ثبوت نہیں مل سکا۔ اس کی جو پوسٹ مارٹم رپورٹ ہے وہ بھی میاں محمود الرشید صاحب نے دیکھ لی ہے۔ اس کے متعلق اگر ان کی کوئی further observation یا رائے ہے تو وہ فرمائیں اس کے مطابق investigation agency سے کہا جائے گا کہ وہ اس کیس کی investigation کو ان سطور پر کر کے اس کو یکسو کیا جائے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں مدعی اس بات سے مطمئن نہیں ہیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! اس طرح کے جو بڑے اندھے قتل ہوتے ہیں حالانکہ یہاں پر فرانزک لیب بھی موجود ہے لیکن بد قسمتی کے ساتھ پھر بھی وہ trace نہیں ہوتے اور جو ملزمان پکڑے جاتے ہیں وہ بھی کسی نہ کسی طریقے سے بچ نکلنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔ اب تک جو تفتیش ہوئی ہے اس پر ان کے جو لواحقین یا ورثاء ہیں ان کو اعتماد نہیں ہے۔ وہ یہ چاہتے ہیں کہ فوری طور پر اس تفتیش کو تبدیل کر کے honest لوگوں کے حوالے کی جائے تاکہ جلد از جلد ملزمان تک پہنچا جا سکے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میں نے بھی اس میں ایک بات کرنی ہے۔

جناب سپیکر: جی، میاں محمد اسلم اقبال صاحب بھی اس میں کچھ add کرنا چاہتے ہیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ نعمان اشرف صاحب کی investigation report کو میں نے پڑھا ہے جو متعلقہ Investigation Officer نے کی ہے۔ بڑے افسوس کے ساتھ یہ بات کہنا پڑ رہی ہے کہ اس ایف آئی آر کے اندر مدعی میاں منور جنہوں نے موقع پر پہنچ کر جس جگہ سے پسٹل اٹھایا یعنی hand break کے قریب سے اٹھا کر متعلقہ تھانے کے کانسٹیبل کو دیا لیکن تفتیش کے دوران اس طرح سے نہیں لکھا گیا بلکہ یہ کہا گیا ہے کہ اس کا پسٹل سامنے dash board پر پڑی ہوئی تھی۔ اس قتل کو خودکشی کا نام دیا جا رہا ہے۔ وہ بچہ انگلینڈ سے law کر کے آیا، Aitchisonian ہے اور وہ شوٹنگ کا بہترین player بھی رہا ہے۔ Evidence کے مطابق اس کے right side سے اسے گولی ماری گئی جبکہ وہ خود left handed ہے۔ اس کی ساری تصویریں دیکھی ہیں بلکہ شوٹنگ کرتے ہوئے اس کا world میں بھی ریکارڈ ہے۔ میری گزارش یہ ہے کہ اس قتل کو خودکشی کا نام مت دیا جائے۔ میں رانا صاحب سے آپ کے توسط سے بات کروں گا کہ وہ میرا کزن اور چھوٹا بھائی تھا۔ ٹھیک ہے اور ہم سمجھتے ہیں کہ جو کچھ وہاں ہوا اللہ کو یہی منظور ہو گا لیکن ہم کو proper investigation کر کے دی جائے کہ اس کے ساتھ کیا ہوا ہے؟ میں ایک بہت اہم بات یہاں کہنا چاہتا ہوں اور وہ اہم بات یہ ہے کہ جب دوپہر کو ہمیں پتا چلا کہ اس کے ساتھ یہ واقعہ ہو گیا ہے۔ رانا صاحب نے جو رپورٹ پڑھی ہے اگر آپ اس رپورٹ کو پڑھیں تو اس کا آپس میں کوئی جوڑ اور تال میل نہیں ملتا کہ اس کے بھائی نے کہا کہ اس نے خودکشی کر لی ہے۔ میں متعلقہ ایس پی (آپریشن) کا نام نہیں لوں گا۔ اُس نے رات 9 بجے تمام پریس کے کرائم رپورٹرز کو message بھیجا، میرے پاس اس کا ریکارڈ بھی ہے کہ یہ خودکشی ہے۔ مجھے بتائیں کہ وہ موقع پر موجود تھا؟ اس نے اپنی جان چھڑانے کے لئے اس کو خودکشی کا رنگ دے دیا۔ یہ لوگ خوفِ خدا کھائیں اور اس پولیس آفیسر کی جو repute ہے وہ سارے

لاہور کو پتا ہے۔ بات یہ ہے کہ اپنے گلے سے اس چیز کو اتار کر خُودکشی کا رنگ دے دیا گیا ہے۔ یہ حکومت خوفِ خدا کھائے۔ 14۔ فروری کو اس کی شادی تھی، اس کی بارات تھی اور یہ کہہ رہے ہیں کہ اس نے خُودکشی کر لی ہے وہ کروڑ پتی آدمی ہے۔ انہیں اس بات پر شرم آنی چاہئے کہ ایک ماں کا جواں سال بیٹا سرِ بازار قتل کر دیا گیا اور پولیس افسران کے کہنے پر انہوں نے خُودکشی کی رپورٹ بنا دی۔ کیا اس ملک میں یہی ہوتا ہے اور کیا یہی ہوگا؟ بات یہ ہے کہ۔۔۔

MR SPEAKER: What do you suggest?

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میں رانا صاحب سے گزارش یہ کروں گا کہ اس کی میرٹ پر تفتیش کروائی جائے۔ ہماری یہ request ہے کہ تفتیش بے شک high level کمیٹی سے کروا دی جائے لیکن ہمارے ساتھ ایسا نہ کریں۔ ایک جوان بچہ جو اپنی ماں کا واحد سہارا تھا لہذا مہربانی کریں۔ میں آپ کے توسط سے گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اس معاملے کو اچھے انداز میں نمٹایا جائے۔

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میاں صاحب نے جس طرح سے جذبات میں بات کی ہے، ہمیں بھی اس بات کا بڑا افسوس ہے کہ ایک ماں کے جوان بیٹے کے ساتھ یہ واقعہ ہوا۔ جو گفتگو میرے دونوں بھائیوں اپوزیشن لیڈر اور میاں صاحب نے فرمائی ہے اس کا جواب بنتا ہے لیکن میں نے اس لئے اس کو نہیں پڑھا بلکہ جو رپورٹ آئی ہے میں نے ان کو بھجوا دی کہ یہ خود اس کو دیکھ لیں۔ اگر ان کی satisfaction نہیں ہے تو میں نے پہلے بھی اُن سے یہ کہا ہے کہ وہ سمجھتے ہیں کہ اس کی investigation تبدیل ہونی چاہئے اور اگر اُن کا specifically کسی شخص پر اعتماد ہے تو وہ بے شک نام بھی دیں ہم اُن کی تسلی کے مطابق thorough investigation کروانے کو تیار ہیں۔ اس معاملے میں قطعی طور پر گورنمنٹ یا کسی بھی فرد کا کسی قسم کی سوچ یا ایسا انداز نہیں ہے بلکہ ہم یہ بالکل چاہتے ہیں کہ investigation ہو۔ پوسٹ مارٹم رپورٹ کے جو جزو ہیں اس سے بات اسی طرف جاتی ہے جس طرف محترم میاں صاحب نے جذباتی انداز میں کہا کہ یہ بڑی غلط بات ہے۔ بہرحال اگر وہ re-investigation چاہتے ہیں تو میں اُن سے کہوں گا کہ وہ اس بارے میں suggestion دیں۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں آپ دونوں صاحبان بیٹھ جائیں اور جس طرح آپ چاہیں اس کے مطابق پھر مسئلہ حل کریں۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ/قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان): جس طرح اور جہاں سے یہ کہتے ہیں وہاں سے re-investigation کروا دیتے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: اگلا توجہ دلاؤ نوٹس 406 چودھری مونس الٰہی صاحب کا ہے۔ موجود نہیں ہیں اور مجھے بھی انہوں نے کوئی لکھ کر نہیں بھیجا یا بات نہیں کی لہذا یہ توجہ دلاؤ نوٹس dispose of کیا جاتا ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! ایک اہم بات ہے۔

جناب سپیکر: آپ کو کیا ہو گیا ہے؟ اگر کسی کی تحریک استحقاق ہے تو take up کر لیتے ہیں۔ میرے خیال میں کوئی نہیں ہے۔ شیخ صاحب! آپ کا ہی ٹائم ضائع ہو گا۔ اب تحریک التوائے کار کا وقت شروع ہوتا ہے اور اس کے لئے آدھ گھنٹہ ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ چاہتا ہوں۔ میں صرف دو منٹ لوں گا کیونکہ یہ ایک اہم معاملہ ہے اور مجھے پتا ہے کہ اس کے بعد آپ تحاریک التوائے کار لیں گے۔ میں questions کے متعلق رولز آف پروسیجر کے Rule 60 کے بارے میں آپ کی توجہ چاہتا ہوں جس کو آپ ایک نظر دیکھ لیں، اس کی صرف دو لائنیں ہیں۔

جناب سپیکر: آپ اسے پڑھ دیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اگر آپ اپنے سامنے رکھیں گے تو اس پر فیصلہ بھی فرما دیں گے۔

جناب سپیکر: جی، یہاں پر ایم این اے میاں عبدالمنان صاحب ہمارے Speaker box میں تشریف فرما ہیں جن کو ہم خوش آمدید کہتے ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! Rule 60 یہ ہے کہ:

> **60. No Publicity of answer to questions in advance:** Answer to questions which Ministers propose to give in the Assembly shall not be released for publication until the answers have actually been given on the floor of the Assembly or laid on the Table.

اب بات یہ ہے کہ میرا سوال تھا لیکن مجھے کوئی پتا نہیں تھا کہ میرا سوال آرہا ہے۔ میں پچھلی تین اسمبلیوں سے یہاں آرہا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ کو پتا ہونا چاہئے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میری عرض سن لیجئے۔ جب کسی معزز ممبر کو پتا ہی نہیں ہوگا کہ میرا سوال آرہا ہے تو وہ اس پر کیسے سوال کرے گا؟ یہ misinterpretation ہے اور publication کا مطلب ہے کہ یہ میڈیا کے لئے ہے but not for the Assembly Members اس لئے پچھلے بیس سال سے اگر ہمیں جواب ایک دن پہلے مل جاتے ہیں تو ہم اس پر ضمنی سوال بھی تیار کر لیتے ہیں اور ہمیں پتا بھی لگتا ہے۔

جناب سپیکر: چلیں، اس کو دیکھتے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ نے یہ فیصلہ فرمادیا کہ جس دن جواب آئے گا اسی دن منسٹر صاحب جواب دیں گے۔ میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ آپ یہ لفظ publication پڑھ لیں جو publication for the media ہے لیکن ہمارے لئے نہیں ہے۔ ہمیں اگر ایک دن پہلے جواب ملے گا تو ہم اس کی تیاری کریں گے۔ اب میں کوئی ولی تو نہیں ہوں اور مجھے کیا پتا کہ آج میرا سوال آرہا ہے۔ آپ اس کا خود فیصلہ فرمائیں۔

جناب سپیکر: آپ کو یہ تو پتا ہے کہ اجلاس شروع ہے۔ کیا آپ کو یہ نہیں پتا کہ پنجاب اسمبلی کا اجلاس شروع ہے؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اسمبلی کا اجلاس شروع ہے۔

جناب سپیکر: جی، اس کی timings بھی ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ مجھے یا کسی بھی معزز ممبر کو کیسے پتا چلے گا کہ آج میرا سوال ہے؟

جناب سپیکر: میں آپ سے علیحدہ بات کر لوں گا۔ جی، ایجنڈا جاری رکھا جائے۔ بہت مہربانی۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ Ruling دے دیں۔ کیا میں غلط بات کر رہا ہوں؟

MR SPEAKER: Let me proceed.

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اگر کوئی معزز ممبر بات کر رہا ہو تو مائیک بند نہیں ہونا چاہئے جب تک کہ آپ نہ کہیں کہ اسے بند کر دیں۔ یہ لوگ مائیک کیوں بند کرتے ہیں؟

جناب سپیکر: یہ آپ کے تابع نہیں ہیں بلکہ یہ میرے حکم پر چلتے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: آپ ان کو کہیں کہ مائیک بند نہ کیا کریں۔

جناب سپیکر: میں نے آپ سے کہہ دیا ہے۔ اب آپ تشریف رکھیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ بتائیں کہ publication کا مطلب کیا ہے؟

جناب سپیکر: شیخ صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ ایسے ٹھیک نہیں ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہوگا۔ کیا آپ یہ کام چلنے نہیں دینا چاہتے؟

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! میرا معاملہ بھی پولیس سے ہی related ہے۔ اگر آپ صرف دو منٹ دے دیں تو مہربانی ہوگی۔

جناب سپیکر: کیا پولیس سے متعلقہ ہے؟

سردار وقاص حسن موکل: جی، پولیس سے متعلقہ ہے۔

جناب سپیکر: چلیں، ان کی بات اب سن لی جائے۔ اب ان کا بھی پوائنٹ آف آرڈر آگیا ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ اس publication پر Ruling دیں۔

جناب سپیکر: جی، میں اس پر Ruling دوں گا لیکن میں پابند نہیں ہوں کہ ابھی آپ کو Ruling دوں۔ I am not bound

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ ابھی نہ دیں لیکن بعد میں Ruling ضرور دیجئے گا۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے، میں نے یہ لکھ لیا ہے۔ Ruling is reserved

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! شیخ صاحب کی بات بالکل valid ہے۔

پوائنٹ آف آرڈر
ایس ایچ او تھانہ کنگن پور ضلع قصور کا عدالتی حکم
کے باوجود ایف آئی آر درج نہ کرنا

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پر بہت اہم معاملہ کی طرف صرف توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ تھانہ کنگن پور کے علاقہ میں میرا مؤکل گاؤں ہے وہاں پر 24 تاریخ کو دو ہمسایوں کی آپس میں لڑائی ہوئی۔

جناب سپیکر: کس کی لڑائی ہوئی؟

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر! میرے گاؤں میں 24 تاریخ کو دو ہمسایوں کی آپس میں لڑائی ہوئی۔ میں آپ کو مختصراً بتا دیتا ہوں کہ میڈیکل رپورٹ بھی اُن کے پاس ہے جس کو لینے میں اُن کو ایک ہفتہ لگا۔ تین تاریخ کو سیشن کورٹ سے انہوں نے ایف آئی آر درج کرنے کے آرڈر لئے لیکن ایک مہینہ تین دن ہو چکے ہیں مگر صرف اور صرف متعلقہ ایس ایچ او کی ہٹ دھرمی کی وجہ سے ایف آئی آر درج نہیں ہو پا رہی۔ ایک عام آدمی جو اپنا بازو تڑوا چکا ہے وہ ایک ایف آئی آر درج کروانے کے لئے دربدر کی ٹھوکریں کھا رہا ہے۔ ہمارا یہ حال ہے کہ ایک قانون نافذ کرنے والے ادارے سے ہوتے ہوئے ایک افسر صرف اپنی ضد اور انا کی وجہ سے ایک عام آدمی کی ایف آئی آر درج نہیں کر رہا تو ہم اس ملک اور اس صوبے کو کیسے چلائیں گے؟ میرے پاس سارے documents ہیں جن پر سرکاری مہریں لگی ہوئی ہیں، تاریخیں پڑی ہوئی ہیں اور سیشن کورٹ کا آرڈر بھی ہے جو تین تاریخ کو آیا ہے لیکن اس وقت تک ایف آئی آر درج نہیں کی جا رہی؟

جناب سپیکر: یہ actual مضروب کی ہے یا کسی اور کی لگی ہوئی ہے؟

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر! یہ اس کی ہی ہے اور میں ذمہ داری سے کہہ رہا ہوں کہ اس میں کوئی ایک بھی لفظ اگر غلط ہو گا تو میں اس کا ذمہ دار ہوں گا۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! اسے ذرا دیکھ لیں۔ میرے خیال میں بعد میں آپ رانا صاحب سے مل لیجئے گا۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان): جناب سپیکر! سیشن جج کا جو آرڈر ہے اس کو میں نے implement نہیں کروانا بلکہ باقاعدہ اس پر قانون ہے کہ اگر سیشن جج نے ایف آئی آر کا آرڈر دیا ہے اور اس کو implement نہیں کیا جا رہا تو یہ وہاں پر contempt of Court کی application دیں۔

جناب سپیکر: جی، آپ اس کے لئے contempt of Court move کر سکتے ہیں۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! جب وقوعہ ہوا تو پولیس نے کچھ نہ کیا پھر آخر کار اسے سیشن کورٹ جانا پڑا۔ اس ڈیڑھ مہینے میں اس کی میڈیکل رپورٹ لگی ہوئی ہے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! وقاص صاحب کی بڑی genuine بات ہے۔ عرض یہ ہے کہ لاہور شہر سمیت پورے پنجاب میں ایسا ہی ہو رہا ہے۔ میں being Leader of the Opposition دو دفعہ جا کر CCPO صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں کہ ایک مہینے سے لاہور شہر کے فلاں حلقے میں یہ وقوعہ ہوا ہے اور لوگ دربدر کی ٹھوکریں کھاتے پھر رہے ہیں مگر کوئی ایف آئی آر درج نہیں کرتا۔ دو ماہ پہلے خود راناصاحب سے میں نے بات کی تو انہوں نے سابقہ CCPO کو فون کیا تو ایک ایف آئی آر درج ہوئی۔ میں پچھلے پندرہ دن سے جا رہا ہوں اور کل دوبارہ CCPO کے پاس جا کر رو پیٹا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ اِن کا کیس plead کر رہے ہیں یا اپنا کر رہے ہیں؟

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہ رہا ہوں کہ یہ practice چل پڑی ہے۔ خدارا پولیس سے کہیں کہ جو بے چارے مظلوم لوگ ہیں جن کے ساتھ زیادتی ہوتی ہے یا مار پیٹ ہو جاتی ہے وہ ظلم اور زیادتی کے باوجود تھانوں کے چکر لگاتے ہیں مگر اُن کی ایف آئی آر درج کیوں نہیں ہوتی؟ آپ ضلع کی سطح پر کوئی ایسا mechanism بنا دیں یا کوئی Complaint Office بنا دیں۔ اگر یہ ایم پی اے کہہ رہے ہیں کہ میں اتنی دفعہ خود بھی گیا ہوں، سیشن کورٹ کا آرڈر بھی موجود ہے مگر ایف آئی آر درج نہیں ہو رہی لہذا ہمیں یہ بتایا جائے کہ پولیس جو شتر بے مہار ہو گئی ہے اِن کو کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔ عوام کی دادرسی کے لئے لوگ ایم پی ایز، ایم این ایز اور وزراء صاحبان کے دروازوں پر دستک دیتے ہیں اور خوار ہوتے ہیں لیکن direct ایک عام شہری اور پاکستانی کے ساتھ کوئی ظلم اور زیادتی ہو جائے تو وہ تھانے میں جائے تو اسے entertain ہونا چاہئے، اس کی دادرسی ہونی چاہئے

اور اس کی ایف آئی آر درج ہونی چاہئے۔ خیبر پختونخواہ کے اندر ایف آئی آر online درج ہو رہی ہے لہذا میں یہ کہتا ہوں کہ رانا صاحب تھانہ کلچر کے متعلق کوئی step لیں۔ وزیر اعلیٰ موصوف نے اپنی پہلی تقریر میں بڑی اچھی باتیں کیں لیکن اس پر عملدرآمد کروائیے، تھانہ کلچر کو بدلئے اور لوگوں کے ساتھ جو ظلم اور زیادتیاں ہوتی ہیں اُن کی ایف آئی آر درج کروانے کا کوئی بندوبست ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر: گورنمنٹ اور اپوزیشن مل کر اس بات کو سرے چڑھائیں۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! میرا بھی ایک پوائنٹ آف آرڈر ہے۔

جناب سپیکر: آپ کی مہربانی ہے۔ مجھے اب کوئی کام تو کرنے دیں۔ کیا کر رہے ہیں آپ؟ میں آپ کی بات نہیں سنوں گا۔ آپ بیٹھ جائیں۔

جناب محمد صدیق خان: جی، میں ایک منٹ بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: نہیں، میں پیچھے فتیانہ صاحب سے کہہ رہا ہوں کہ بیٹھ جائیں۔ ابھی آپ کی بات سننے کی ضرورت نہیں ہے۔ جی، صدیق خان صاحب!

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! میں نے ایک request کرنی تھی کہ لاء منسٹر صاحب نے یہاں دو چیزوں کی تشریح کی ہے۔ ایک لوکل گورنمنٹ الیکشن کے نکات کے حوالے سے بات کی ہے۔

جناب سپیکر: انہوں نے ڈیڑھ گھنٹہ بات کی ہے۔

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! انہوں نے عدالت کے فیصلے کو غلط quote کیا ہے۔ آپ میری بات تو سن لیں۔ سیکشن A کا سیکشن 10 جو ہے جس کے ذریعے لوکل باڈیز الیکشن کے mandate کو یہ چرانا چاہتے تھے اُس کو عدالت نے null and void کیا ہے۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔ اس پر کوئی بحث نہیں ہو سکتی۔ آپ تشریف رکھیں۔ ہم تحاریک التوائے کار کو take up کرتے ہیں۔ تحریک التوائے کار نمبر 651/13 محترمہ جیّدہ خالد خان کی طرف سے ہے۔ اس کا جواب آگیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! اس کا ابھی تک جواب نہیں آیا اور اس کی میں نے request کی تھی کہ next week تک کے لئے اس کو pending کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، اس تحریک التوائے کار کو next week تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 653/13 بھی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! اس کے لئے بھی same request ہے کہ next week تک کے لئے pending فرمادیں۔

جناب سپیکر: اس کا جواب نہیں آیا کیا بات ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! جواب موصول نہیں ہوا اس لئے next week تک جواب موصول ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: جی، اس تحریک التوائے کار کو بھی pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 707 ہے۔

جناب سپیکر: اس کا جواب موصول ہو گیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جی، جناب سپیکر! اس کا جواب موصول ہو گیا ہے۔

جناب سپیکر: یہ تحریک التوائے کار محترمہ شنیلا رُوت صاحبہ کی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! یہ تحریک التوائے کار ڈاکٹر نوشین حامد صاحبہ کی ہے جس کا نمبر 13/707 ہے جو کہ پڑھی جا چکی ہے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھیں۔

(اذانِ مغرب)

پنجاب میں انسانی گردوں کی خرید و فروخت کھلے عام جاری

(۔۔۔جاری)

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): اس ضمن میں عرض ہے کہ پنجاب حکومت نے گردہ فروشی اور دوسرے انسانی اعضاء کی خرید و فروخت کے غیر قانونی کام کے سدباب کے لئے ایک قانون بعنوان Punjab Human Organ Transplant Act 2012 بنایا ہے جس کے تحت ایک خود مختار Human Organ Transplant Authority قائم کی گئی ہے جس کا مرکزی دفتر اسلام آباد میں ہے جو کہ وفاقی حکومت کے زیر انتظام ہے اور اس میں تمام صوبوں کی نمائندگی شامل ہے نیز تمام صوبوں میں Monitoring and Evaluation Committees بنائی گئی ہیں۔ پنجاب میں یہ کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج یونیورسٹی لاہور میں کام کر رہی ہے۔ اس اتھارٹی کو انسانی اعضاء بشمول گردہ فروشی کے غیر قانونی کام کو روکنے اور قانونی دائرہ کار کے اندر رکھنے کا فریضہ سونپا گیا ہے۔ مندرجہ بالا قانون کے تحت انسانی اعضاء اور گردہ فروشی کے کام میں ملوث افراد اور اداروں کے خلاف کارروائی کی جا سکتی ہے اور یہ جرم قابل دست اندازی پولیس ہے۔ عوام الناس اس گھناؤنے جرم میں ملوث لوگوں کی نشاندہی کے لئے اس فعال کمیٹی سے رابطہ کر سکتے ہیں۔ اس ضمن میں حکومت پنجاب اپنی ذمہ داریوں سے مکمل طور پر آگاہ ہے اور مؤثر اقدامات کے ذریعے اس گھناؤنے کاروبار کا سدباب کرنے کی بھرپور کوشش کی جا رہی ہے۔

جناب سپیکر: تفصیل کے ساتھ جواب آ گیا ہے لہٰذا اسے dispose of کیا جاتا ہے۔ اب اجلاس بروز منگل مورخہ 11۔فروری 2014 صبح 10 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

147

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،11۔فروری 2014

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ صحت)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

غیر سرکاری ارکان کی کارروائی

(مفاد عامہ سے متعلق قرار دادیں)

1۔ محترمہ نگہت شیخ: اس ایوان کی رائے ہے کہ خواتین اور بچیوں کے خلاف بڑھتے ہوئے سائبر کرائمز پر قابو پانے کے لئے پہلے سے موجود قانون میں مناسب ترامیم کی جائیں۔

2۔ محترمہ حنا پرویز بٹ: اس ایوان کی رائے ہے کہ گھریلو ملازمین پر تشدد کی روک تھام اور اُن کے حقوق کے تحفظ کے لئے فوری طور پر قانون سازی کی جائے۔

3۔ رائے محمد عثمان خان کھرل: اس ایوان کی رائے ہے کہ سرکاری ملازمین کو 25 کی بجائے 20 سالہ سروس کے بعد ریٹائرمنٹ کا حق دیا جائے۔

4۔ چودھری عامر سلطان چیمہ: اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبہ بھر میں جعلی اور غیر رجسٹرڈ ادویات پر پابندی لگائی جائے اور ایسے کاروبار میں ملوث افراد کے خلاف سخت سے سخت سزا مقرر کی جائے۔

5۔ محترمہ سعدیہ سہیل رانا: اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبہ بھر کے قبرستانوں میں تدفین کے لئے مفت قبر کی فراہمی یقینی بنائی جائے۔

149

صوبائی اسمبلی پنجاب

سولھویں اسمبلی کا چھٹا اجلاس

منگل،11۔فروری 2014

(یوم الثلاثہ،10۔ربیع الثانی 1435ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 10 بج کر 30 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری عبدالغفار شاکر نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِo

تَبٰرَكَ الَّذِيْ جَعَلَ فِي السَّمَآءِ بُرُوْجًا وَّجَعَلَ فِيْهَا سِرٰجًا وَّقَمَرًا مُّنِيْرًا ﴿61﴾
وَهُوَ الَّذِيْ جَعَلَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ خِلْفَةً لِّمَنْ اَرَادَ اَنْ يَّذَّكَّرَ اَوْ اَرَادَ شُكُوْرًا ﴿62﴾
وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ
قَالُوْا سَلٰمًا ﴿63﴾ وَالَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِيَامًا ﴿64﴾
وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ ۖ اِنَّ عَذَابَهَا كَانَ
غَرَامًا ﴿65﴾ اِنَّهَا سَآءَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا ﴿66﴾

سُوۡرَۃُ الفُرقان آیات 61 تا 66

اور (اللہ) بڑی برکت والا ہے جس نے آسمانوں میں برج بنائے اور ان میں (آفتاب کا نہایت روشن) چراغ اور چمکتا ہوا چاند بھی بنایا (61) اور وہی تو ہے جس نے رات اور دن کو ایک دوسرے کے پیچھے آنے جانے والا بنایا یہ (باتیں) اس شخص کے لئے جو غور کرنا چاہے یا شکر گزاری کا ارادہ کرے (سوچنے اور سمجھنے کی ہیں) (62) اور اللہ کے بندے تو وہ ہیں جو زمین پر آہستگی سے چلتے ہیں اور جب جاہل لوگ ان سے (جاہلانہ) گفتگو کرتے ہیں تو سلام کہتے ہیں (63) اور جو وہ اپنے پروردگار کے آگے سجدہ کر کے اور (عجز و ادب سے) کھڑے رہ کر راتیں بسر کرتے ہیں (64) اور وہ دعا مانگتے رہتے ہیں کہ اے پروردگار دوزخ کے عذاب کو ہم سے دور رکھیو کہ اس کا عذاب بڑی تکلیف کی چیز ہے (65) اور دوزخ ٹھیرنے اور رہنے کی بہت بری جگہ ہے (66)

وما علینا الاالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ الحاج اختر حسین قریشی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

ملتا ہے کیا مدینے میں اک بار جا کے دیکھ
کرتے ہیں مالا مال وہ دامن بچھا کے دیکھ
اُن کی گلی میں مانگتے پھرتے ہیں تاجدار
تُو بھی اُسی کریم کے منگتوں میں جا کر دیکھ
خیرات دے کر کہتے ہیں جا تیری خیر ہو
بِن مانگے خیر ملتی ہے آ آزما کے دیکھ
دُھل جائیں گے گناہ تیرے ہو جائے گا کرم
در پہ میرے حضورؐ کے آنسو بہا کے دیکھ

سوالات

(محکمہ صحت)

نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ آج کے ایجنڈا پر محکمہ صحت سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔ پہلا سوال میاں نصیر احمد صاحب کا ہے۔ آپ سوال نمبر بولیں۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 116 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پروفیسرز ڈاکٹرز کو سرکاری ہسپتالوں میں پرائیویٹ پریکٹس کرنے کی اجازت میں تاخیر و دیگر تفصیلات

*116: **میاں نصیر احمد:** کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سرکاری ہسپتالوں میں شام کے اوقات میں پروفیسرز، ایسوسی ایٹ پروفیسرز اور اسسٹنٹ پروفیسرز ڈاکٹرز کو پرائیویٹ پریکٹس کرنے کی اجازت ہے نیز پرائیویٹ پریکٹس کے لئے جو حکمنامہ جاری کیا گیا تھا اس کی کاپی ایوان میں فراہم کی جائے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ دن کے اوقات میں ڈاکٹرز حضرات شام کو اپنے پرائیویٹ کلینکس پر چیک اپ کروانے کا مشورہ بھی دیتے ہیں؟

(ج) اگر جواب اثبات میں ہے تو ایوان کو اس امر سے بھی آگاہ کیا جائے جو پروفیسرز، ایسوسی ایٹ پروفیسرز اور اسسٹنٹ پروفیسرز ڈاکٹر شام کے اوقات میں سرکاری ہسپتالوں میں پرائیویٹ پریکٹس کرتے ہیں کیا وہ دن کے اوقات میں بھی سرکاری ہسپتالوں میں مریضوں کو چیک کرتے ہیں اگر نہیں تو اس کی وجوہات بیان کی جائیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (خواجہ عمران نذیر):

(الف) یہ درست ہے کہ سرکاری ہسپتالوں میں شام کے اوقات میں پروفیسرز، ایسوسی ایٹ پروفیسرز اور اسسٹنٹ پروفیسرز کو پرائیویٹ پریکٹس کی اجازت ہے، اس طرح کی

انسٹیٹیوشن پریکٹس Punjab Medical & Health Institutions Act 2003
کے سیکشن 12 اور 2003 The PM & HI Rules کے Rule No. 20 کے
تحت اجازت دی گئی۔ کاپی Annex-A ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ اس ضمن میں محکمہ
صحت حکومت پنجاب کے مراسلہ نمبر SO(AMI)Gen-33/2006 مورخہ 06-10-14
کے تحت ان ڈاکٹر صاحبان کو پریکٹس کی اجازت دی گئی تھی۔ کاپی (Annex-B) ایوان کی
میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) جی نہیں! یہ درست نہ ہے۔

(ج) جو پروفیسرز شام کے اوقات میں سرکاری ہسپتالوں میں پریکٹس کرتے ہیں وہ دن کے
اوقات میں ہسپتالوں میں مریضوں کو فری چیک کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال ہے؟

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! یہ سوال کیا گیا تھا کہ سرکاری ہسپتالوں میں شام کے اوقات میں پروفیسر، ایسوسی ایٹ پروفیسرز اور اسسٹنٹ پروفیسرز ڈاکٹرز کو پرائیویٹ پریکٹس کرنے کی اجازت ہے یا نہیں؟ اس کے جواب میں بتایا گیا ہے کہ Punjab Medical & Health Institutions Act 2003 کے سیکشن 12 اور 2003 The PM & HI Rules کے Rule No. 20 کے تحت اجازت دی گئی ہے۔ یہ مجھے Rule No. 20 پڑھ کر بتادیں کہ یہ کیا ہے؟

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! Rule No. 20 کیا ہے؟ آپ explain کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (خواجہ عمران نذیر): جناب سپیکر! شکریہ۔ میرے خیال میں معزز ممبر کو اپنے سوال کا جواب مل گیا ہے۔ یہ جس rule کی بات کر رہے ہیں تو 2006 میں اس Act کے تحت پرائیویٹ پریکٹس کی ہسپتالوں میں اجازت دی گئی تھی۔ اس میں removal of difficulties کے بارے میں کہا گیا ہے کہ:

Rule No. 20. Removal of difficulties: If any difficulty arises in giving effect to any of the provision of this Act, the Government may give such directions as it may consider necessary for the removal of such difficulty.

Means کہ اگر شام کے اوقات میں مریضوں کو جو مشکلات آتی تھیں۔ یہ شکایت عام تھی اور ہم کھلی بات کریں تو ڈاکٹر شام کے اوقات میں موجود نہیں ہوتے تھے اس لئے ان کی availability کو ensure کرنے کے لئے 2006 میں یہ Act جاری کیا گیا۔اس کے بعد سپیشلسٹ ڈاکٹر حضرات صبح سے تین بجے تک مریضوں کو فری دیکھتے ہیں اور اس کے بعد ان کو کہا گیا ہے کہ آپ اپنی پرائیویٹ پریکٹس بجائے اپنے پرائیویٹ کلینک جا کر کریں آپ ہسپتال میں available رہیں اور یہاں پر ہی اپنی پرائیویٹ پریکٹس کر لیں۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹری نے Rule No. 20 پڑھا ہے اس میں پرائیویٹ پریکٹس کی اجازت کدھر ہے میں اس حوالے سے پوچھ رہا ہوں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (خواجہ عمران نذیر): جناب سپیکر! میاں صاحب میرے colleague ہیں۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! یہ دوبارہ اسے پڑھ دیں تو clarity ہو جائے گی۔

جناب سپیکر: کتنی دفعہ پڑھوانا چاہتے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (خواجہ عمران نذیر): جناب سپیکر! میں نے اردو میں removal of difficulties کی اور انگلش میں پڑھ کر سنائی ہے۔یہاں اردو اور انگلش کا مطلب ایک ہی ہے جو میں بات کر رہا ہوں کہ patients کو difficulties and problems آتی تھیں اور ڈاکٹرز available نہیں ہوتے تھے۔

جناب سپیکر: وہ آپ سے Act نہیں بلکہ Rule No. 20 پوچھ رہے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (خواجہ عمران نذیر): جناب سپیکر! میں نے پڑھ کر سنا دیا ہے۔ اگر آپ کا حکم ہے تو میں دوبارہ پڑھ کر سنا دیتا ہوں۔

> **Rule No.20. Removal of difficulties:** If any difficulty arises in giving effect to any of the provision of this Act, the Government may give such directions as it may consider necessary for the removal of such difficulty.

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! ٹھیک ہوا کہ اجازت مل گئی۔ اب گزارش یہ ہے کہ جب ان سرکاری ہسپتالوں میں بیٹھ کر ڈاکٹرز پرائیویٹ پریکٹس کریں گے، جگہ سرکار کی یقیناً ہسپتال کا نام بھی سرکار

کا، بجلی سرکار کی، سٹاف سرکار کا اور ہر سہولت جو استعمال کی جاتی ہے وہ حکومت کی ہے یعنی عوام کی ہے تو کیا ڈاکٹرز کی آمدن سے حکومت کوئی ٹیکس حاصل کرتی ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (خواجہ عمران نذیر): جناب سپیکر! میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ ایک شکایت عام تھی کہ سپیشلسٹ ڈاکٹر حضرات شام کے اوقات میں available نہیں ہوتے اور ان کی availability کو ensure کرنے کے لئے 2006 میں سابقہ حکومت نے یہ Act نافذ کیا تھا۔ ہم بالکل clear بات کریں تو جب ڈاکٹرز available نہیں ہوتے تھے تو لوگوں کو مشکلات ہوتی تھیں۔ اب at least سپیشلسٹ ڈاکٹر حضرات وہاں پر available تو ہوتے ہیں۔ In any case of emergency وہ patient کے کام آ سکتے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ اس چیز سے جو benefit ہوتا ہے یہ دوسرے معاملات سے کہیں زیادہ ہے۔ اس کے علاوہ ڈاکٹرز کی فیس کا 45 فیصد حصہ ہسپتال کو ملتا ہے۔ یہ ایک اچھی چیز ہے اور اگر کوئی اچھی چیز ہو گئی ہے تو ہمیں definitely اسے سراہنا چاہئے۔

جناب سپیکر: آپ نے بھی جواب لمبا کر دیا ہے۔ وہ آپ سے پوچھ رہے ہیں کہ کیا یہ ٹیکس دیتے ہیں یا نہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (خواجہ عمران نذیر): جناب سپیکر! انفرادی طور پر تو ٹیکس تمام لوگ دیتے ہیں۔

جناب سپیکر: وہ پرائیویٹ پریکٹس کے حوالے سے پوچھ رہے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (خواجہ عمران نذیر): جناب سپیکر! اب سروسز بھی part of tax ہیں تو definitely اب سروسز پر بھی انکم ٹیکس تمام لوگ دیتے ہوں گے۔ بالکل دیتے ہیں۔

جناب سپیکر: اگلا ضمنی سوال۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے جو جواب دیا ہے کیا اس سے مراد یہ ہے کہ سرکاری ہسپتالوں میں جو ڈاکٹر پریکٹس کرتے ہیں وہ ٹیکس دیتے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (خواجہ عمران نذیر): جناب سپیکر! میں نے جیسے عرض کی ہے کہ اب حکومت نے ان تمام چیزوں کو ensure کرنا شروع کر دیا ہے اور income tax net کو extend کر

دیا ہے مثال کے طور پر پارلیمنٹیرینز کے لئے بھی tax directory آ رہی ہے اس لئے اب یہ ممکن نہیں ہے کہ کوئی بھی شخص ٹیکس کے بغیر رہ سکے گا تمام لوگ اپنی آمدن کے مطابق انشاء اللہ ٹیکس ادا کریں گے۔

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! اس میں میری دوسری گزارش یہ ہے کہ ہم نے یقیناً 2003 میں اس کا آغاز کیا اور پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے ٹھیک کہا کہ لوگوں کی سہولت کے لئے پرائیویٹ پریکٹس کا آغاز ہوا تاکہ ڈاکٹر available ہوں۔ اس میں اب جو سب سے بڑی رکاوٹ آ رہی ہے اور سوال بھی یہی ہے کہ اگر تین بجے پرائیویٹ پریکٹس کا آغاز کیا جاتا ہے اور وہی ڈاکٹر حضرات جو پہلے فری چیک کر رہے ہیں اُسی جگہ اور اُسی سیٹ پر بیٹھ کر انہوں نے ہزاروں روپے فیس لینی ہے تو پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ وہی ڈاکٹر آدھ گھنٹہ کے بعد جنہیں چیک کر کے پیسے لینے ہیں انہیں وہ آدھ گھنٹہ پہلے بغیر فیس کے چیک کرے۔ یہ کس طرح اس کو make sure کرتے ہیں کہ وہ patient جو afford کر سکتے ہیں اور ڈاکٹر ان کو اس طرح بلیک میل نہیں کرتے کہ وہ ان کی پرائیویٹ پریکٹس کے دوران آئیں۔ کیا اس کے لئے کوئی check and balance کا کوئی system ہے کہ جو دن کے اوقات میں فری معائنہ کے لئے آتے ہیں ان کو اسی طرح facilitate کیا جاتا ہے جس طرح ڈاکٹر ہزاروں روپے فیس لے کر چیک کرتے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (خواجہ عمران نذیر): جناب سپیکر! جب individuals کی بات آتی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ ہر بندے کے عمل different ہوتے ہیں لیکن جہاں تک پالیسی کی بات ہے تو پالیسی یہی ہے کہ تین بجے تک جو بھی آئے گا اسے فری چیک کریں گے اور تین بجے کے بعد اگر انہوں نے کہیں اور پریکٹس کرنی تھی تو وہ وہاں پریکٹس کرتے ہیں، اس کا فائدہ ہسپتال کو یہ ہے کہ ڈاکٹر ہسپتال میں available رہتا ہے۔ In case of emergency وہ دیکھ لیتے ہیں کیونکہ OPD کا وقت دو بجے تک ہوتا ہے لیکن ان ڈاکٹروں کو تین بجے تک پابند کیا گیا ہے کہ آپ ہسپتال میں رہیں اور patients کو فری دیکھیں۔ اگر کوئی ایسا کیس معزز ممبر کے علم میں ہے کہ جس میں ڈاکٹر نے force کیا ہو کہ آپ مجھے تین بجے کے بعد دکھائیں تو آپ وہ کیس لے کر آئیں انشاء اللہ اس ڈاکٹر کے خلاف پوری کارروائی کریں گے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ اگلا سوال جناب اعجاز خان صاحب کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا یہ سوال dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال بھی جناب اعجاز خان صاحب کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا یہ

سوال بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال جناب احمد شاہ کھگہ صاحب کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا یہ سوال بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال چودھری اشرف علی انصاری صاحب کا ہے۔ جی، انصاری صاحب!

چودھری اشرف علی انصاری: میرا سوال نمبر 724 ہے۔

ضلع گوجرانوالہ: ڈسٹرکٹ آفیسر (ہیلتھ) کو یونیسیف کی طرف سے ملنے والی گاڑیاں و دیگر تفصیلات

*724: چودھری اشرف علی انصاری: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ڈسٹرکٹ آفیسر (ہیلتھ) گوجرانوالہ کہ جن کے پاس پچھلے 12 سال سے نیشنل پروگرام کا اضافی چارج بھی ہے کو یونیسیف کی طرف سے 2005 سے آج تک کتنی گاڑیاں ملی ہیں، ان گاڑیوں کے نمبر، ماڈل کیا ہیں اور یہ جن افسران کے زیر استعمال ہیں ان کے نام، عہدہ، گریڈ اور ان گاڑیوں کے 11-2010، 12-2011 اور 13-2012 کے مد وار اخراجات بتائیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ادارہ یونیسیف کی طرف سے نیشنل پروگرام کے منصوبے Family Planning and Primary Health Care کے تحت تین سال قبل ڈسٹرکٹ آفیسر (ہیلتھ) گوجرانوالہ کو سوزوکی پک اپ دی گئی تھی؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ دو سال کے عرصہ میں ان گاڑیوں کے پرزہ جات نکال کر فروخت کر دیئے گئے ہیں اور یہ گاڑیاں ناکارہ ہو چکی ہیں اور چلنے کے قابل نہ ہیں؟

(د) کیا حکومت ان گاڑیوں کو ناکارہ کرنے کی تحقیقات ایف آئی اے یا محکمہ انٹی کرپشن پنجاب سے کروانے اور اس کے ذمہ داران کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

چودھری اشرف علی انصاری: جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ پارلیمانی سیکرٹری صاحب اس سوال کا جواب پڑھ دیں۔

جناب سپیکر: یہ کوئی ضروری نہیں۔

چودھری اشرف علی انصاری: جناب سپیکر! کیا میں کوئی غلط بات کر رہا ہوں؟

جناب سپیکر: آپ اس میں ضمنی سوال کریں جو آپ نے کرنا ہے۔ یہ لمبا جواب ہے اس میں وقت ضائع ہوگا۔

چودھری اشرف علی انصاری: جناب سپیکر! بات ہی بڑی اہم ہے۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! آپ جواب پڑھ دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (خواجہ عمران نذیر): جناب سپیکر! جواب یہ ہے کہ:

(الف) ڈسٹرکٹ آفیسر (ہیلتھ) گوجرانوالہ کے پاس پچھلے 12 سال سے نیشنل پروگرام کا اضافی چارج نہیں رہا ہے بلکہ پچھلے 12 سال سے نیشنل پروگرام میں مختلف ڈاکٹرز نے بطور ڈسٹرکٹ کوآرڈینیٹر نیشنل پروگرام ڈیوٹی سرانجام دی ہیں، ان کے نام یہ ہیں۔ ڈاکٹر حامد رفیق، ڈاکٹر عارف الرحمٰن، ڈاکٹر محمد سرور، ڈاکٹر عبدالحمید راٹھور، ڈاکٹر ممتاز الٰہی اور ڈاکٹر مہ جبیں (مارچ 2007 سے ستمبر 2011) اس کے بعد نیشنل پروگرام کا چارج ڈاکٹر مدیحہ شفیع کے پاس ہے (ستمبر 2011 سے آج تک) نیشنل پروگرام گوجرانوالہ کے پاس ٹوٹل 80 گاڑیاں ہیں اور یہ گاڑیاں صوبائی کوآرڈینیٹر نیشنل پروگرام برائے خاندانی منصوبہ بندی و بنیادی صحت، لاہور کی طرف سے موصول ہوئی ہیں۔ یہ گاڑیاں لیڈی ہیلتھ سپروائزر کے زیر استعمال ہیں اور اس مد میں جو فنڈ ملتا ہے وہ بھی صوبائی کوآرڈینیٹر ہی دیتا ہے۔ اس میں ڈسٹرکٹ آفیسر (ہیلتھ) کا کوئی عمل دخل نہیں ہے ان گاڑیوں کے ماڈل، نمبر اور جن کے زیر استعمال ہیں اور اس مد میں جو اخراجات 2010-11، 2011-12 اور 2012-13 ہیں ان کی لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) نہیں، ایسا نہیں ہے۔ یہ گاڑیاں صرف پارکنگ کے لئے ہی ڈسٹرکٹ آفیسر (ہیلتھ) گوجرانوالہ کے آفس میں کھڑی ہیں۔ تین سال قبل ڈسٹرکٹ آفیسر (ہیلتھ) گوجرانوالہ کو کوئی بھی سوزوکی پک اپ نہیں دی گئی ہے۔

(ج) 2005 اور اس کے بعد جو گاڑیاں موصول ہوئی ہیں سب آن روڈ ہیں اور لیڈی ہیلتھ سپروائزر کے زیر استعمال ہیں۔

(د) گاڑیاں ڈسٹرکٹ آفیسر (ہیلتھ) گوجرانوالہ کے آفس میں کھڑی ہیں ان میں سے آٹھ گاڑیاں وہ ہیں جو اپنی مدت پوری کرکے موٹر وہیکل ایگزیمینر گوجرانوالہ کے ذریعے condemn ہو گئی ہیں اور باقی 12 گاڑیاں repairable ہیں اور ڈرائیور نہ بھرتی کرنے کی

وجہ سے کھڑی ہیں کیونکہ حکومت پنجاب نے بھرتی پر بین لگا رکھا تھا اور یہ گاڑیاں 10۔10۔2012کو ڈسٹرکٹ گجرات سے موصول ہوئی تھیں۔ان گاڑیوں کی انکوائری محکمہ انٹی کرپشن گوجرانوالہ/لاہور میں ہوئی ہے اور لیٹر نمبرDAC-CR-1-191/13-13476 مورخہ24۔07۔2013کے تحت انکوائری ختم ہو گئی ہے۔

چودھری اشرف علی انصاری: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے کہ ڈسٹرکٹ آفیسر ہیلتھ صاحبہ فرما رہی ہیں کہ یہ جو80گاڑیاں ہیں یہ Provincial Coordinator کی طرف سے ملتی ہیں،اس میں ڈسٹرکٹ آفیسر ہیلتھ کا کوئی عمل دخل نہیں ہے۔گاڑیاں ان کو مل گئی ہیں یہ ڈسٹرکٹ کے حوالے سے ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کے custodian ہیں۔ڈسٹرکٹ کے اندر جتنی بھی activities ہو رہی ہیں وہ براہ راست اُس کے ذمہ دار ہیں۔جو گاڑیاں provincial coordinator کی طرف سے انہیں دی گئی ہیں تو میری یہ گزارش ہے کہ انہوں نے بغیر چلائے کھڑی کھڑی ان گاڑیوں کے پارٹس،انجن اور ٹائرز نکال کر ان کو ناکارہ بنادیا اور ان گاڑیوں کی 3۔مئی کو نیلامی ہونے جارہی تھی جو کہ اسمبلی سوال آنے کی وجہ سے رُک گئی ہے۔پارلیمانی سیکرٹری صاحب اگر اس سلسلے میں کوئی وضاحت کرنی چاہیں تو ان کی مہربانی ہو گی۔

جناب سپیکر: جی،پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت:(خواجہ عمران نذیر)جناب سپیکر! میں ایک correction کر دوں کہ ڈاکٹر مہ جبیں اب اس عہدے پر کام نہیں کر رہی ہیں بلکہ ان کی transfer ہو گئی ہے۔میرے معزز colleague نے جو بات کی ہے اس میں ہم نے تفصیلی جواب دیا ہے کہ ان میں آٹھ گاڑیاں وہ ہیں جو اپنی مدت پوری کر چکی ہیں اور جب گاڑی مدت پوری کر لے تو جو Motor Vehicle Examiner ہوتا ہے،جیساکہ گوجرانوالہ کا کیس ہے تو Motor Vehicle Examiner گوجرانوالہ کی recommendation آئی ہے کہ گاڑیاں condemn ہو گئی ہیں۔Condemn ہونے کے بعد ان کو کھڑا کیا گیا اور جو باقی بارہ گاڑیاں ہیں وہ repairable ہیں۔اس میں issue یہ ہے کہ چونکہ پنجاب گورنمنٹ نے ڈرائیورز کی بھرتی پر پابندی لگائی ہوئی تھی بلکہ specially بھرتی پر پابندی تھی جس میں ڈرائیورز بھی آتے ہیں۔Drivers available نہ ہونے کی وجہ سے وہ گاڑیاں کھڑی ہیں اور یہ جو ناکارہ ہونے والی بات میرے بھائی نے کی ہے اس کی انکوائری Anti Corruption میں چل رہی ہے۔معذرت چاہتا ہوں کہ چل نہیں رہی بلکہ ختم ہو گئی ہے اور ایسی کوئی بات سامنے نہیں آئی کہ گاڑیوں کو

automatically M.V وہ condemn یا ناکارہ کیا گیا ہو بلکہ جو گاڑیاں اپنی مدت پوری کر چکی تھیں وہ Examination کے بعد اس کی recommendation تھی کہ وہ condemn ہو گئی ہیں۔ میرا خیال ہے کہ اس کے علاوہ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ اگر میرے بھائی کو کوئی specific چیز کا پتا ہے تو ہم ہر قسم کی تجاویز کو welcome کہیں گے۔ میں Session کے بعد اپنے بھائی سے مل لیتا ہوں۔

جناب سپیکر: یہ ضمنی سوال کی بات ہے، یہاں تجاویز کی بات نہیں ہو رہی ہے۔ جی، اگلا ضمنی سوال۔

چودھری اشرف علی انصاری: جناب سپیکر! میں ایک وضاحت کرنا چاہوں گا کہ یہ پبلک کی بہتری کی بات ہوتی ہے اور جو پبلک کی بہتری کی بات ہوتی ہے وہ کسی فورم پر ہی بہتر ہوتی ہے۔ بند کمروں میں بیٹھ کر اس کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: (خواجہ عمران نذیر) جناب سپیکر! میں بند کمرے میں ان سے کوئی deal کرنے کی بات نہیں کر رہا تھا۔ میرا مقصد ہے کہ ہر وقت ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ حاضر ہے اور اس کے لوگ بھی ہر وقت حاضر ہیں۔ جب بھی ہمارا کوئی معزز ممبر کوئی بھی بات لے کر آئے گا انشاء اللہ ہم اس کو خوش آمدید کریں گے۔

چودھری اشرف علی انصاری: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! میرا سوال سن لیں پھر آپ جواب دیں۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! آپ مجھ سے مخاطب ہوں سیکرٹری صاحب سے بات نہ کریں۔

چودھری اشرف علی انصاری: جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔ میں آپ سے ہی بات کرتا ہوں۔ میرا نقطہ نظر یہ تھا کہ کھڑی گاڑیوں کے انہوں نے پارٹس نکالے ہیں، انجن نکالے ہیں، ان کے دروازے، ٹائر اتارے ہیں اور گاڑیاں بغیر چلے ہی condemn کر دی گئی ہیں۔ Motor Vehicle Examiner نے Condemnation Certificate دیا ہے۔ یہ انہوں نے میری بات کی تائید کر دی ہے کہ گاڑیاں واقعی ہی condemn ہو گئی ہیں۔ اب جواب میں جو فرمایا گیا ہے کہ 10/10/2012 کو گاڑیاں آئی ہیں۔ اگر تاریخ پڑھیں تو میں نے یہ سوال جون 2013 میں کیا تھا تو آٹھ ماہ میں گاڑیاں کس طرح ناکارہ ہو گئیں؟ یہ بات میری سمجھ میں تو کم از کم نہیں آتی۔ ہم ترقی یافتہ ملک بھی ہیں اور نہ ہی ہم یورپ میں رہتے ہیں ہمارے پاس تو محدود سے وسائل ہیں ہم نے تو انہی کی حدود میں چلنا ہے۔ اگر اس ملک میں آٹھ آٹھ ماہ کے اندر گاڑیاں ناکارہ ہونے لگ گئیں تو پھر اس ملک کا اللہ ہی حافظ ہے۔ یہ criminal

negligence ہے اور میری ان سے گزارش ہے کہ اس میں انکوائری کریں اور جو بھی اس کا ذمہ دار ہو اس کے خلاف ایکشن لیا جائے۔ دوسرا جو کہا گیا ہے کہ۔۔۔

جناب سپیکر: پہلے ایک سوال کا جواب آنے دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت :(خواجہ عمران نذیر) جناب سپیکر! جیسا کہ میں نے پہلے بھی عرض کیا تھا کہ ایسا نہیں ہے کہ 10/10/2012 کو brand new گاڑیاں ملی تھیں جو کہ تین سال میں ناکارہ ہو گئی ہیں۔ یہ گاڑیاں definitely پرانی condition میں اُن کو وصول ہوئی تھیں کیونکہ یہ گاڑیاں پہلے سے محکمے کے زیر استعمال تھیں۔ جہاں تک میرے بھائی نے انکوائری کی بات کی ہے اگر یہ کہیں گے کہ مزید ایک انکوائری کروانی ہے تو ہم دوبارہ انکوائری کروا دیتے ہیں لیکن اس پر already محکمہ ہیلتھ نے نہیں بلکہ انٹی کرپشن نے اس پر ایک انکوائری initiate کی تھی۔ اگر انہوں نے جواب پڑھا ہو تو اس میں لیٹر نمبر بھی لکھا ہوا ہے اور 24-07-2013 کو اس انکوائری کو ختم کر دیا گیا تھا کہ کوئی بھی ایسی چیز نہیں پائی گئی۔ گاڑیاں already پرانی تھیں اور MVE نے یہ نہیں کہا کہ گاڑیاں کھڑے کھڑے condemn ہو گئی ہیں بلکہ MVE کی ہی رپورٹ ہے کہ گاڑیاں اپنی مدت پوری کر کے condemn ہو گئی ہیں اس لئے تھوڑا سا اس میں فرق ہے kindly اس کو دیکھ لیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔

چودھری اشرف علی انصاری: جناب سپیکر! میری اس میں گزارش ہے۔

MR SPEAKER: It will be the last supplementary question.

چودھری اشرف علی انصاری: جناب سپیکر! آپ مجھ سے ناراض کیوں ہیں؟ میں تو ہمیشہ آپ کی قدر کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: میں آپ سے ناراض نہیں بلکہ کسی سے بھی ناراض نہیں ہوتا۔

چودھری اشرف علی انصاری: جناب سپیکر! آپ غصہ کرتے ہیں۔ آپ میرے بزرگ ہیں۔

جناب سپیکر: دیکھیں، یہ اکیلے آپ کا ایوان نہیں بلکہ یہاں بیٹھے تمام معزز ممبران کا بھی ہے۔

چودھری اشرف علی انصاری: جناب سپیکر! ہم public کے لئے ہی کام کر رہے ہیں۔ ہم کون سا کوئی غلط کام کر رہے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، اُن کے بھی آگے سوالات ہیں۔

چودھری اشرف علی انصاری: جناب سپیکر! اس میں حکومت کی نیک نامی ہو گی۔

جناب سپیکر: جی، آپ ضمنی سوال کریں۔ شکریہ

چودھری اشرف علی انصاری: جناب سپیکر! کہا گیا ہے کہ اس کی انکوائری ہو کر ختم ہو گئی ہے۔ ڈائریکٹر انٹی کرپشن گوجرانوالہ نے اس کی انکوائری کی ہے جنہوں نے انکوائری میں لکھا ہے کہ:

> I am of the view that a case may be registered against the accused including Dr. Mahjbeen Qamar (District Officer Health), Sabir Ali (Store keeper) and Muhammad Iqbal (Accountant).

یہ ڈائریکٹر انٹی کرپشن گوجرانوالہ کی انکوائری رپورٹ ہے جو میری نہیں ہے۔ اس کے علاوہ میں نے پچھلے اجلاس میں الٹرا ساؤنڈ مشینوں کا سوال اٹھایا تھا اس کو بھی بڑا defend کیا گیا تھا۔

جناب سپیکر: چلیں، ان سے پوچھتے ہیں۔

چودھری اشرف علی انصاری: جناب سپیکر! میری گزارش تو سن لیں۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

چودھری اشرف علی انصاری: جناب سپیکر! اگر میں کوئی غلط بات کر رہا ہوں تو پھر میں اپنے الفاظ واپس لینے کو تیار ہوں۔

جناب سپیکر: نہیں، میں کسی کو غلط نہیں کہتا اور آپ کو بھی غلط نہیں کہہ رہا۔

چودھری اشرف علی انصاری: جناب سپیکر! میں ڈرنے والا یا دبنے والا نہیں ہوں اور انشاء اللہ ڈنکے کی چوٹ پر حق سچ کی بات کروں گا۔

جناب سپیکر: آپ مہربانی کریں اور ہمیں تو نہ ڈرائیں۔

چودھری اشرف علی انصاری: جناب سپیکر! یہ وہ انکوائری رپورٹ ہے جس کو یہاں پر defend کیا گیا تھا۔ پھر میں 31 تاریخ کو چیف منسٹر صاحب سے ملا جن کی خدمت میں یہ گزارش کی تو انہوں نے کمشنر صاحب کو آرڈر کیا جس کی بناء پر تین دن کے اندر اندر انکوائری کی گئی جس میں ثابت ہوا کہ بیس الٹرا ساؤنڈ مشینیں خریدنے کی اجازت تھی جبکہ انہوں نے 64 خریدیں جس میں متعلقہ ڈاکٹر گنہگار پائی

گئی بعد میں اس انکوائری کی روشنی میں ان کی services surrender کی گئیں۔ بالکل وہی معاملہ ان گاڑیوں میں ہے۔ایک تو ہم یہاں good governance کی بات کرتے ہیں۔

جناب سپیکر!دوسرا اگر یہاں پر کسی جگہ پر خامی کی نشاندہی کی جاتی ہے تو اس کو defend بھی کیا جاتا ہے۔میں بڑی معذرت کے ساتھ کہتا ہوں کہ یہ کھلا تضاد ہے۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (خواجہ عمران نذیر):جناب سپیکر! میرے محترم ساتھی نے ابھی کہا ہے۔

جناب سپیکر: مجھے پہلے یہ تو بتائیں کہ آپ کو ڈراتا کون ہے، یہاں کس نے ڈرایا ہے یا ڈرانے کی دھمکی کس نے دی ہے؟

چودھری اشرف علی انصاری: جناب سپیکر! مجھے یہاں محسوس ہو رہا ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، ایسے نہ کیا کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (خواجہ عمران نذیر):جناب سپیکر! میرے معزز ساتھی خواہ مخواہ ہی محسوس کئے جا رہے ہیں جبکہ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ جس انکوائری آرڈر کی میں نے بات کی ہے اس کا نمبر یہاں لکھا ہوا ہے اور میرے پاس جواب میں یہی لکھا ہوا ہے کہ وہ انکوائری ختم ہو گئی تھی لیکن میرے بھائی نے اگر کوئی ایسا دعویٰ کیا ہے کہ ان کے پاس وہ لیٹر ہے جس میں FIR recommend کی گئی ہے یا punishment recommend کی گئی ہے تو یہ مجھے ابھی دے دیں۔اگر ان کی یہ بات سچ نکلی تو نہ صرف پوری کارروائی ہو گی بلکہ کسی نے غلط جواب دیا ہے تو اس کے خلاف بھی بھرپور کارروائی ہو گی۔

جناب سپیکر: جی، شاباش۔ اگلا سوال ڈاکٹر محمد افضل صاحب کا ہے۔ موجود نہیں ہیں لہذا یہ سوال dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال محترمہ عائشہ جاوید صاحبہ کا ہے ان کا سوال pending کر دیں کیونکہ وہ اِدھر نہیں ہیں اور مجھ سے چھٹی لے کر گئی ہیں۔ اگلا سوال شیخ علاؤالدین صاحب کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا یہ سوال dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال بھی شیخ علاؤالدین صاحب کا ہے۔ موجود نہیں ہیں۔

نہیں، نہیں۔ایسے نہیں ہو گا لہذا یہ سوال بھی dispose of کیا جاتا ہے۔اگلا سوال محترمہ زیب النساء اعوان صاحبہ کا ہے۔ جن کا سوال ہے اگر وہ خود نہیں آتے تو دوسروں کو بوجھ اٹھانے کی کیا ضرورت ہے؟

محترمہ زیب النساء اعوان: شکریہ۔ جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 1063 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع لاہور: ڈرگ انسپکٹرز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1063: **محترمہ زیب النساء اعوان:** کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع لاہور میں کل کتنے ڈرگ انسپکٹر ہیں یہ کس کس گریڈ کے ہیں، یہ لاہور کے کن کن ایریا میں تعینات ہیں، عہدہ، گریڈ وار تفصیل سے بیان کریں؟

(ب) مذکورہ اہلکاروں نے سال 13-2012 کے دوران کن کن میڈیکل سٹوروں اور فارمیسیز پر چھاپے کے دوران جعلی اور غیر قانونی ادویات فروخت کرنے پر مالکان کے خلاف کیا کارروائی کی، تفصیل سے ایوان کو آگاہ کریں؟

(ج) مذکورہ میڈیکل سٹورز اور فارمیسیز کے مالکان کو 13-2012 کے دوران کتنا جرمانہ کیا گیا اور کن کن مالکان کے جعلی ادویات کے نمونے لیبارٹری کو بھجوائے گئے، لیبارٹری رپورٹ ایوان میں پیش کی جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (خواجہ عمران نذیر):

(الف) محکمہ صحت سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور میں اس وقت کل 9 ٹاؤن اور ایک کینٹ ایریا کی اسامی ملا کر ڈرگ انسپکٹرز کی کل 10 اسامیاں منظور شدہ ہیں۔ ان میں سے ایک BS-19، چار BS-18 اور پانچ BS-17 کی ہیں۔ ان پر تعینات ملازمین کی ایریا وار تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام ڈرگز انسپکٹر	گریڈ	ایریا
1-	محمد سعید اقبال	BS-19	داتا گنج بخش ٹاؤن، لاہور
2-	محمد جمیل	BS-18	گلبرگ ٹاؤن لاہور
3-	عمران سرفراز	BS-18	راوی ٹاؤن

4۔	عامر شہزاد	BS-18	نشتر ٹاؤن لاہور
5۔	عظیم احمد اقبال	BS-17	علامہ اقبال ٹاؤن لاہور
6۔	کمال سکندر	BS-17	عزیز بھٹی ٹاؤن لاہور
7۔	رانا محمد شاہد ظفر	BS-17	سمن آباد، ٹاؤن ایریا
8۔	امامہ حسین	BS-17	کینٹ ایریا لاہور
9۔	رانا عبدالمتین	BS-17	واہگہ ٹاؤن لاہور 7
10۔	اعجاز علوی	BS-17	شالامار ٹاؤن، لاہور

(ب) مذکورہ عرصہ کے دوران ان ڈرگز انسپکٹرز نے کل 13124 انسپکشن کیں اور 871 فارمیسیز/ میڈیکل سٹوروں کے خلاف کارروائی کی گئی۔ کل 2921 ادویات نمونہ جات لیبارٹریز کو برائے تجزیہ بھجوائے گئے جن میں سے 70 نمونہ جات غیر معیاری اور جعلی قرار پائے۔ تفصیل Annex-A ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) مذکورعرصہ کے دوران جعلی ادویات اور غیر قانونی ادویات فروخت کرنے پر ڈرگ کورٹ لاہور کی جانب سے کل 58 لاکھ 18 ہزار روپے جرمانہ کیا گیا جبکہ 17 سال 9 ماہ سزا دی گئی۔ ڈرگز انسپکٹرز نے کل 2921 ادویات کے نمونہ جات برائے تجزیہ لیبارٹریز کو بھیجے جن میں سے 70 نمونہ جات غیر معیاری اور جعلی قرار پائے۔ تفصیل Annex-A ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ زیب النساء اعوان: جناب سپیکر! میں دیئے گئے جواب سے مطمئن ہوں۔ شکریہ

جناب سپیکر: میرے خیال میں کوئی مک مکا ہو گیا ہے۔ اگلا سوال جناب احسن ریاض فتیانہ صاحب کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا یہ سوال dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال جناب امجد علی جاوید صاحب کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا یہ سوال بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال سردار وقاص حسن موکل صاحب کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا یہ سوال بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال محترمہ ناہید نعیم صاحبہ کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا یہ سوال dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال محترمہ راحیلہ انور صاحبہ کا ہے۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 1181 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

جہلم: سول ہسپتال کا بجٹ و دیگر تفصیلات

*1181: محترمہ راحیلہ انور: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) سول ہسپتال جہلم کا سال 12۔2011 اور 13۔2012 کا سالانہ بجٹ کتنا تھا؟

(ب) ان سالوں کے دوران ایل پی کے لئے کتنی رقم مختص تھی؟

(ج) ان سالوں کے دوران کتنی رقم ایل پی پر خرچ ہوئی؟

(د) ایل پی سے کون کون سی ادویات کس کس کمپنی کی خرید کی گئیں؟

(ہ) یہ ادویات کس کی اجازت سے خرید کی گئیں؟

(و) ایل پی سے ادویات کن کن افراد کو فراہم کی جاتی ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (خواجہ عمران نذیر):

(الف) سول ہسپتال جہلم کے سال 12۔2011 اور 13۔2012 کے بجٹ کی تفصیل درج ذیل ہے:

مالی سال	مختص شدہ بجٹ
2011-12	2کروڑ20لاکھ روپے
2012-13	2کروڑ44لاکھ12ہزار روپے

(ب) سرکاری قانون کے مطابق 25فیصد لوکل پرچیز ٹوٹل بجٹ سے کی جاتی ہے۔

(ج) ان سالوں کے دوران مندرجہ ذیل رقم ایل پی پر خرچ ہوئی:

مالی سال	خرچ شدہ رقم
2011-12	69لاکھ71ہزار4سو44روپے
2012-13	63لاکھ76ہزر9سو85روپے

(د) ایل پی سے ادویات کسی خاص کمپنی سے نہیں خریدی جاتی بلکہ اس حوالہ مریضوں کو جو ادویات ہسپتال کے ڈاکٹرز تجویز کرتے ہیں اگر وہ ہسپتال میں موجود نہ ہو تو وہ دوائی متعلقہ کنٹریکٹر جس کے ساتھ سالانہ ٹھیکہ ہوا ہوتا ہے، اس سے روزانہ کی بنیاد پر خریدی جاتی ہیں۔اس میں غیر ملکی ادویات پر6فیصد جبکہ ملکی ادویات پر9فیصد رعایت دی جاتی ہے۔

(ہ) ایل پی کی مد میں ادویات کی خرید کی مجاز اتھارٹی میڈیکل سپرنٹنڈنٹ ہوتا ہے لہذا مذکورہ ہسپتال میں بھی تمام ادویات ایم ایس کی اجازت سے خریدی گئیں۔

(و) ایل پی کے ذریعے ادویات پارلیمنٹرینز(ممبران قومی و صوبائی اسمبلی)، ان ڈور غریب مریضوں اور آؤٹ ڈور غریب مریضوں کو دی جاتی ہیں۔ اس کے علاوہ ایمر جنسی میں مریضوں کے لئے ضرورت کے مطابق لوکل پرچیز کے ذریعے ادویات دی جاتی ہیں۔

MR SPEAKER: Any supplementary Question. Order please, order please and be careful.

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! جز (د) میں میرے سوال کا انہوں نے جواب دیا ہے کہ جو ادویات ہسپتال کے ڈاکٹر تجویز کرتے ہیں اگر وہ ہسپتال میں موجود نہ ہوں تو دوائی متعلقہ کنٹریکٹر جس کے ساتھ سالانہ ٹھیکہ ہوا ہوتا ہے اس سے روزانہ کی بنیاد پر خریدی جاتی ہے۔ مجھے kindly یہ بتادیں کہ اس ٹھیکیدار کا کوئی criteria ہے یعنی جس کو یہ ٹھیکہ دے رہے ہیں مجھے صرف اس کا criteria بتادیں کہ یہ کس طرح ٹھیکیدار کو یہ ٹھیکہ دیا جاتا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (خواجہ عمران نذیر): جناب سپیکر! میری معزز ممبر ایل پی کی بات کر رہی ہیں۔ ہسپتال کا ٹوٹل میں سے پچیس فیصد بجٹ میں ایل پی کی اجازت ہے۔ یہ local purchase ہوتی ہے یعنی جو ادویات ہسپتال کے سٹور میں موجود نہ ہوں تو متعلقہ ایم ایس کے پاس powers ہیں کہ وہ purchase کر سکتے ہیں۔ اس کے لئے مختلف کمپنیوں کا باقاعدہ ٹینڈر ہوتا ہے اور جس کمپنی کے ساتھ اس ہسپتال کا کنٹریکٹ ہوتا ہے اس میں ہسپتال کو یہ فائدہ ہوتا ہے کہ جب کنٹریکٹر سے کنٹریکٹ ہوتا ہے تو اس میں سے جو concession ملتی ہے وہ ملکی ادویات پر 6 فیصد اور imported ادویات پر 9 فیصد ملتی ہے۔ اس کا طریق کار ایسے ہی ہے جیسے دوسری چیزوں کا ٹینڈر ہوتا ہے اور اس میں جو کنٹریکٹر qualify کر کے آتے ہیں اُن سے اس چیز کا کنٹریکٹ کر لیا جاتا ہے۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! میں نے پوچھا تھا کہ جو ٹھیکیدار آتے ہیں اُن کا criteria کیا ہے، مجھے Kindly صرف یہ بتادیں کہ وہ qualify کس طرح کرتے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، اگر کوئی criteria آپ کے پاس ہے تو بتادیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (خواجہ عمران نذیر): جناب سپیکر! میں نے criteria کی بات explain کر دی ہے کہ جس طرح سے ہر چیز کا ٹینڈر ہوتا ہے اور ٹینڈر میں تمام متعلقہ کمپنیاں شرکت کر سکتی ہیں۔ اس کا باقاعدہ جب اخبار میں add آتا ہے تو اس میں تمام rules, qualifications and disqualifications لکھی ہوتی ہیں۔ جب کسی بھی ٹیچنگ ہسپتال یا ڈی ایچ کیو وغیرہ کی ایل پی ہوتی ہے

تو اس کے ٹینڈر کا add آتا ہے اور اس ٹینڈر میں جو لوگ participate کرتے ہیں تو lowest bidder جو criteria پر fulfill کرتا ہے تو اس کو یہ ٹینڈر award کر دیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: جو qualify کرتا ہے اس کو ٹینڈر دیا جاتا ہے۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! جز (د) میں انہوں نے جواب دیا ہے کہ ایل پی کے ذریعے ادویات Parliamentarians, indoor and outdoor غریب مریضوں کو دی جاتی ہیں تو اگر ان کے پاس کوئی information ہے تو kindly یہ مجھے بتائیں کہ Parliamentarians کو کتنی ادویات دی گئیں؟

جناب سپیکر: اس کے لئے علیحدہ سوال ہوگا۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! جس طرح انہوں نے کہا کہ outdoor and indoor مریضوں کو ادویات دی جاتی ہیں۔ میں خود اس بات کی گواہ ہوں اور آج کل بہت کوشش کرتی ہوں کہ ہمارے علاقے کا جو بھی بندہ آئے تو میں وہاں ہسپتال میں موجود ہوں۔ میں نے کبھی indoor دیکھا اور نہ outdoor دیکھا ہے۔ میں وہاں پر specially ایم ایس صاحب کے ساتھ ہر معاملے میں touch ہوں لیکن وہ کہتے ہیں کہ ہمارا بجٹ اتنا کم ہے کہ کچھ بھی پورا نہیں کر سکتے۔ یہاں پر انہوں نے کہا ہوا ہے کہ purchases ہوتی ہیں۔ اگر purchases ہوتی ہیں تو مجھے نہیں پتا کہ کہاں پر ہوتی ہیں کیونکہ حالت یہ ہے کہ اگر پانچ روپے کی بھی کوئی چیز لینی ہو تو وہ باہر سے ہی آتی ہے لیکن ہسپتال سے آج تک کچھ provide نہیں کیا گیا۔ میں اسی forum پر کھڑے ہو کر جہلم کی حالت زار ضرور بیان کرنا چاہوں گی۔۔۔

جناب سپیکر: آپ سوال کریں۔ یہ تو کوئی بات نہیں ہے۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! یہ اسی سے related ہے۔

جناب سپیکر: جب آپ کا ٹائم آئے گا تو آپ کو ٹائم دیں گے۔ جب پری بجٹ بحث ہوگی تو میں آپ کو ٹائم بہت زیادہ دوں گا۔ اب آپ ضمنی سوال کریں۔ یہ تو کوئی بات نہیں ہے۔ اگلا سوال بھی آپ کا ہے کہ جہلم کے زیر انتظام ڈسپنسریوں کی کل تعداد کتنی ہے؟

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 1188 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

جہلم: ڈسپنسریوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1188: محترمہ راحیلہ انور: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) سول ہسپتال جہلم کے زیر انتظام ڈسپنسریوں کی کل تعداد کتنی ہے اور یہ کن کن جگہوں پر کام کر رہی ہیں؟

(ب) متذکرہ تمام ڈسپنسریوں میں ڈاکٹرز و دیگر عملہ کی تعداد کتنی ہے نیز ان کی حاضری و دیگر معاملات کو وقتاً فوقتاً چیک کرنے کے لئے کون سی اتھارٹی نگرانی کرنے پر مامور ہے، آیا ان ڈسپنسریوں میں تعینات ڈاکٹرز اور دیگر سٹاف سرکاری اوقات کار کے مطابق اپنے فرائض منصبی ادا کر رہے ہیں؟

(ج) ان ڈسپنسریوں میں تعینات late coming اور دیگر معاملات میں بے ضابطگیوں کی بناء پر کن ڈاکٹرز کے خلاف پچھلے دو سال کے دوران محکمانہ کارروائی عمل میں لاتے ہوئے انہیں suspend کیا گیا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (خواجہ عمران نذیر):

(الف) سول ہسپتال جہلم کے زیر انتظام کوئی بھی سول ڈسپنسری کام نہیں کر رہی۔ تاہم ای ڈی او (صحت) جہلم کے زیر انتظام چلنے والی گورنمنٹ رولر ڈسپنسریوں کی کل تعداد آٹھ ہے جو کہ درج ذیل ہے: خورد، راٹھیاں، لہری، کداری، بڑا گواہ، سروبہ، پیتھرندی اور عبداللہ پور

(ب) مذکورہ ڈسپنسریوں پر تعینات سٹاف کی تفصیل Annex-A ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ ان ڈسپنسریوں کے عملہ کی استعدادِ کار بڑھانے اور پابندی وقت کو معمول بنانے کے لئے ای ڈی او (ایچ)، ڈی او (ایچ)، ڈی ڈی او (صحت)، ڈسٹرکٹ مانیٹرنگ آفیسرز وغیرہ نگرانی کے لئے مامور ہیں جو کہ باقاعدگی سے ان ڈسپنسریوں کے وزٹ کرتے رہتے ہیں اور دیر سے آنے والے اور دیگر کسی بھی بے ضابطگی میں ملوث پائے جانے والے ملازمین کے خلاف قانونی کارروائی کرتے رہتے ہیں۔

(ج) پچھلے دو سالوں کے دوران 39 ملازمین کے خلاف محکمانہ کارروائی عمل میں لاتے ہوئے اٹھارہ کو Censure کیا گیا، دو کی سالانہ increments روک دی گئیں، دو کو exonerate کیا گیا، چار کو جبری ریٹائر کیا گیا۔ گیارہ کو نوکری سے نکالا گیا، ایک ملازم کو ایک increment روکنے کے بعد بحال کیا گیا اور ایک ملازم کو terminate کیا گیا۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے تو مجھے جز بتادیں؟

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! میں نے جز (ج) میں ان سے پوچھا ہے کہ "ان ڈسپنسریوں میں تعینات late coming اور دیگر معاملات میں بے ضابطگیوں کی بناء پر کن ڈاکٹروں کے خلاف پچھلے دو سال کے دوران محکمانہ کارروائی عمل میں لاتے ہوئے انہیں suspend کیا گیا" جس کا انہوں نے جواب کچھ اور دے دیا ہے۔ مجھے تو ڈاکٹروں کے متعلق پوچھنا تھا لیکن انہوں نے ظاہر ہے کہ غریب لوگوں کو ہی dismiss کرنا ہوتا ہے جن میں LHV's وغیرہ ہیں جس کی detail دے دی ہے لیکن ڈاکٹروں کا نہیں بتایا۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (خواجہ عمران نذیر): جناب سپیکر! ان ڈسپنسریوں میں زیادہ تر ڈسپنسر ہوتے ہیں جبکہ کچھ میں ڈاکٹر بھی ہوتے ہیں۔ جن مذکورہ ڈسپنسریوں کی بات میری بہن نے کی ہے ان کی detail ان کو دے دی ہے۔ ان میں اگر کوئی late coming یا کوئی بے ضابطگی تھی تو پچھلے دو سالوں کے دوران 39 ملازمین کے خلاف محکمانہ کارروائی عمل میں لائی گئی، اٹھارہ لوگوں کو censure کیا گیا، دو ملازمین کی annual increment روکی گئی، دو ملازمین کو exonerate کیا گیا، چار لوگوں کو جبری ریٹائر کیا گیا، گیارہ لوگوں کو نوکری سے نکالا گیا، ایک ملازم کی increment روکنے کے بعد اس کو بحال کیا گیا ہے اور ایک کو terminate کیا گیا ہے۔ جہاں تک انہوں نے بات ڈاکٹروں کے متعلق کی ہے تو جو ملازم بھی محکمے سے تنخواہ لے رہا ہے وہ محکمے کا ملازم ہے اور اس میں کوئی بھی discrimination اس طرح سے نہیں ہے۔

جناب سپیکر: : جی، ٹھیک ہے۔ اگلا سوال محترمہ حنا پرویز بٹ صاحبہ کا ہے۔

محترمہ حنا پرویز بٹ: شکریہ۔ جناب سپیکر! میرے سوال کا نمبر 1240 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پنجاب کے دیہی مراکز صحت کو فعال کرنے کی تفصیلات

*1240: محترمہ حنا پرویز بٹ: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب میں اکثر دیہی مراکز صحت غیر فعال ہیں؟

(ب) ان کے غیر فعال ہونے کی وجوہات کیا ہیں؟

(ج) کیا حکومت مذکورہ دیہی مراکز صحت کو فعال بنانے کے لئے ضروری اقدامات اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کیا، اس مقصد کے لئے وقت کا تعین کرنا ممکن ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (خواجہ عمران نذیر):

(الف) جی نہیں! یہ درست نہ ہے بلکہ پنجاب میں تمام دیہی مراکز صحت فعال ہیں اور ٹھیک طریقے سے کام کر رہے ہیں اور مریضوں کو ضروری طبی سہولیات فراہم کر رہے ہیں۔

(ب) اس وقت پنجاب میں کوئی بھی BHU غیر فعال نہ ہے۔ بلکہ تمام BHUs کام کر رہے ہیں اور مناسب تعداد میں عملہ اور ادویات موجود ہیں۔

(ج) تمام مراکز صحت فعال ہیں اور ٹھیک طریقے سے کام کر رہے ہیں تاہم حکومت پنجاب محکمہ صحت ان کی کارکردگی کو بڑھانے اور مریضوں کو بروقت طبی سہولیات پہنچانے کے لئے ہمہ وقت کوشاں ہے۔ اس سلسلے میں وقتاً فوقتاً اقدامات اٹھاتی رہتی ہے اور حال ہی میں PPSC کے ذریعے مستقل بنیادوں پر میڈیکل آفیسرز کو بھرتی کیا گیا ہے جن کے لئے یہ شرط لازمی ہے کہ وہ تین سال تک بی ایچ یوز پر کام کریں گے۔ مزید یہ کہ ادویات کی بروقت اور مفت فراہمی یقینی بنانے کے لئے مؤثر اقدامات کئے گئے ہیں۔

MISS HINA PERVAIZ BUTT: Mr Speaker! I am not satisfied and…

جناب سپیکر: آپ اردو میں بات کریں اور میری اجازت کے بغیر انگریزی میں بات نہیں کر سکتیں۔

محترمہ حنا پرویز بٹ: جناب سپیکر! میں جواب سے مطمئن نہیں ہوں کیونکہ میری اطلاع کے مطابق 70 فیصد B.H.Us ایسے ہیں جو non functional ہیں، buildings تو کھڑی ہیں لیکن وہاں پر پیرا میڈیکل سٹاف دستیاب ہے نہ ادویات اور مریضوں کو اپنے علاج کے لئے all the way ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹرز ہسپتال آنا پڑتا ہے تو میرا ضمنی سوال ہے کہ total B.H.Us کتنے ہیں اور وہاں پر کتنے ڈاکٹر functional ہیں؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (خواجہ عمران نذیر): جناب سپیکر! میں سب سے پہلے تو اپنی colleague کی بات کی وضاحت کرنا چاہوں گا کہ بالکل ماضی میں ضرور ایسا تھا کہ B.H.Us اور اس طرح کے چھوٹے یونٹ functional نہیں تھے لیکن موجودہ حکومت کی پچھلے کئی برس کی محنت کے بعد

الحمدللہ آج یہ سٹیج ہے اور میں یہ نہیں کہتا کہ ہر طرف دودھ اور شہد کی نہریں بہہ رہی ہیں لیکن جتنا improve ہم موجودہ وسائل میں رہ کر کر سکتے تھے اتنا improve ہم نے کیا ہے۔جہاں تک non functional کی بات ہے تو اب non functional کوئی نہیں ہے اور non functional کا مطلب یہ ہے کہ B.H.U open ہے اور اس میں کوئی نہ کوئی سٹاف موجود ہے۔جہاں تک بات ہے کہ سٹاف کتنا ہونا چاہئے تھا اور کتنا ہے اور اس میں ادویات کتنی ہیں تو بجٹ کے مطابق ہی اس میں ادویات میسر ہوں گی، سہولیات بھی میسر ہوں گی اور ہم انہیں improve کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ابھی 2000 کے قریب میڈیکل آفیسرز اور 800 کے قریب وومن میڈیکل آفیسرز کو پنجاب پبلک سروس کمیشن کے تحت ریکروٹ کرنے جا رہے ہیں اور ongoing process ہے جو کہ آئندہ دو سے تین ماہ میں complete ہو جائے گا اور ہم نے یہ پالیسی بنائی ہے کہ یہ ڈاکٹر تین سال کے لئے اپنے ضلع کے قریبی B.H.Us میں کام کریں گے اور اگلے دو سے تین ماہ کے اندر ہم ہر B.H.U میں انشاء اللہ ڈاکٹر پہنچائیں گے۔جہاں تک انہوں نے B.H.Us کی تعداد کے متعلق بات کی تھی تو پنجاب میں B.H.Us 2394 کام کر رہے ہیں جبکہ 14 اضلاع میں جو B.H.Us ہیں وہ P.R.S.P کے پاس ہیں اور انشاء اللہ اگلے دو سے تین ماہ میں جیسے ہی یہ ریکروٹمنٹ کا عمل complete ہو گا اور پنجاب پبلک سروس کمیشن سے ہمارے پاس یہ میڈیکل آفیسرز آ جائیں گے تو انہیں ہم انشاءاللہ ہر B.H.U میں designate کریں گے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال بھی محترمہ آپ کا ہی ہے؟

محترمہ حنا پرویز بٹ: جناب سپیکر! سوال نمبر 1242 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

صوبہ میں ہیپاٹائٹس کے مریضوں میں اضافہ وتدارک کی تفصیلات

*1242: محترمہ حنا پرویز بٹ: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ہیپاٹائٹس اے، بی، سی جیسی امراض کے واقعات خصوصاً دیہی علاقوں میں خطرناک حد تک بڑھ رہے ہیں؟

(ب) کیا حکومت کے لئے مناسب نہ ہو گا کہ وہ عمومی طور پر اور بالخصوص دیہی علاقوں میں احتیاطی تدابیر اختیار کرنے کی غرض سے لوگوں کو آگاہی دینے کے لئے معینہ وقفوں سے عوام آگاہی مہم شروع کرے؟

(ج) کیا حکومت ہیپاٹائٹس کے مریضوں کو مفت علاج کی سہولت فراہم کر رہی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (خواجہ عمران نذیر):

(الف) اگرچہ ہیپاٹائٹس کے مریضوں میں وقت کے ساتھ ساتھ مسلسل اضافہ دیکھا گیا ہے مگر اس متعدی مرض سے مناسب احتیاط سے بخوبی بچا جا سکتا ہے۔

(ب) اس سلسلے میں نا صرف شہروں میں بلکہ ضلعی سطح پر بھی انفکشن کنٹرول مہم چلائی جا رہی ہے۔ البتہ مالی سال 14-2013 میں فنڈز کی نامناسب فراہمی کی وجہ سے یہ آگاہی مہم اثر انداز ہوتی ہے۔ فنڈز کی فراہمی کی صورت میں اخبارات، ٹی وی، اور ریڈیو وغیرہ کے ذریعے بھرپور مہم چلائی جا سکتی ہے۔

(ج) حکومت ہیپاٹائٹس کنٹرول پروگرام کے تحت Tertiary Care Hospital اور ڈی ایچ کیو ہسپتالوں میں ہیپاٹائٹس سی کے لئے نہ صرف Interferon Injection بلکہ Non Responder کے لئے Peg-Interferon بھی مفت فراہم کئے جا رہے ہیں۔ اس کے علاوہ اس سال حکومت ہیپاٹائٹس بی کے مریضوں کو بھی مفت علاج کی سہولت فراہم کر رہی ہے۔

محترمہ حنا پرویز بٹ: جناب سپیکر! health ہماری top priority پر ہے اور میرا یہ سوال ہے کہ کیا حکومت فوری طور پر فنڈز دینے کا ارادہ رکھتی ہے اور اس کا time frame کیا ہے؟

جناب سپیکر: کس کو فنڈز دینے کا؟

محترمہ حنا پرویز بٹ: جناب سپیکر! ہیپاٹائٹس جو ہے it's a growing disease جو کہ خاص طور پر دیہی علاقوں میں بڑی تیزی سے پھیل رہی ہے، جس طرح ہم ڈینگی کے خلاف مہم چلا رہے ہیں تو اسی طرح حکومت کوئی ارادہ رکھتی ہے کہ ہیپاٹائٹس کے حوالے سے awareness campaign چلائے؟ صحت چونکہ ہماری top priority پر ہے اور یہاں پر انہوں نے لکھا ہے کہ فنڈز نہ ہونے کی وجہ سے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ particular question کریں جس کا جواب میں ان سے لے سکوں۔

محترمہ حنا پرویز بٹ: جناب سپیکر! میرا سوال یہ ہے کہ ہیپاٹائٹس کے حوالے سے تشہیری مہم کے لئے کوئی فنڈز رکھنے کا ارادہ رکھتے ہیں اور اگر رکھتے ہیں تو اس کا time frame کیا ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (خواجہ عمران نذیر): جناب سپیکر! موجودہ حکومت نے اللہ کے فضل سے ہر بجٹ میں صحت کا جو بجٹ تھا اس میں ہمیشہ اضافہ کیا ہے۔ صحت اور تعلیم ہماری top priority ہیں اور جب میں خاص طور پر صحت کی بات کروں گا تو میری معزز colleague نے جو بات کی ہے تو ہم نے ان سے یہ کہا ہے کہ فنڈز کی عدم فراہمی کی وجہ سے اخبارات اور ٹی وی پر جو adcampaign کرنی تھی وہ ہم نہیں کر سکے تھے لیکن اب الحمدللہ 50 کروڑ روپے اس کام کے لئے مختص کئے گئے ہیں اور انشاء اللہ اس سے awareness پروگرام ہوں گے اور جتنی بھی چیزیں ہیں، پنجاب حکومت ensure کرے گی۔ ابھی بھی ہیپاٹائٹس کنٹرول پروگرام پر بڑی محنت کی گئی ہے اور ہمارے ہسپتالوں میں injections فراہم کئے جا رہے ہیں۔ میں نے معزز ممبر کو تفصیل کے ساتھ جواب دے دیا ہے۔

محترمہ حنا پرویز بٹ: جناب سپیکر! کتنے مریضوں کو کتنے injections دیئے گئے ہیں؟

جناب سپیکر: محترمہ! یہ fresh question ہے ضمنی سوال نہیں ہے۔ اگلا سوال محترمہ لبنیٰ ریحان صاحبہ کا ہے اور کل بھی آپ کے سوالات تھے۔

محترمہ لبنیٰ ریحان: جناب سپیکر! سوال نمبر 1256 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

راولپنڈی: ہولی فیملی ہسپتال کا قیام و دیگر تفصیلات

*1256: محترمہ لبنیٰ ریحان: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ہولی فیملی ہسپتال راولپنڈی کا قیام کب عمل میں آیا اور یہ کتنے بیڈز پر مشتمل ہے؟

(ب) اس ہسپتال میں ڈاکٹرز اور پیرامیڈیکل سٹاف کی کتنی اسامیاں منظور شدہ ہیں؟

(ج) کتنی اسامیاں کب سے خالی ہیں اور ان پر کب تک تعیناتیاں کر دی جائیں گی؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (خواجہ عمران نذیر):

(الف) ہولی فیملی ہسپتال راولپنڈی 47۔1946 میں تعمیر کیا گیا اور یہ 864 بیڈز پر مشتمل ہے۔

(ب) مذکورہ ہسپتال میں ڈاکٹرز کی مختلف سکیلوں میں منظور شدہ اسامیوں کی تعداد 248 ہے جبکہ پیرامیڈیکل سٹاف کی مختلف گریڈز میں منظور شدہ اسامیوں کی تعداد 469 ہے۔ سکیل وار تفصیل Annex-A & B ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) مذکورہ ہسپتال میں ڈاکٹرز کی کل 54 اسامیاں خالی ہیں جبکہ پیرامیڈیکل سٹاف کی کل 57 اسامیاں خالی ہیں۔ میڈیکل آفیسرز کی 2000 جبکہ وومن میڈیکل آفیسرز کی 400 اسامیوں پر بذریعہ PPSC مستقل بنیادوں پر بھرتی کا عمل جاری ہے۔ جیسے ہی بھرتی کا عمل مکمل ہو گا، خالی اسامیوں پر ڈاکٹرز تعینات کر دیئے جائیں گے۔ اس کے علاوہ specialist doctors کو ایڈہاک پر بھرتی کر کے خالی اسامیوں کو پُر کیا جا رہا ہے۔ جہاں تک پیرامیڈیکل سٹاف کی خالی اسامیوں کا تعلق ہے تو ان کی بھرتی پر حکومت پنجاب نے بذریعہ چٹھی نمبری SOR-IV(S&GAD)10-5/2013(ban), مورخہ 13-06-28 پابندی عائد کر رکھی ہے جونہی پابندی ختم ہو گی، ان اسامیوں کو پُر کر دیا جائے گا۔

محترمہ لبنیٰ ریحان: جناب سپیکر! اس سوال کے جز (ج) کے متعلق بتایا گیا ہے کہ ڈاکٹر کی 54 اور پیرا میڈکل سٹاف کی 57 اسامیاں خالی ہیں تو میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ خالی اسامیاں کب تک fill ہو جائیں گی، اس حوالے سے time and date کے متعلق بتایا جائے اور پابندی کب تک ختم ہو گی کیونکہ خدانخواستہ کوئی ایسی بیماری یا ایمرجنسی ہوتی ہے تو ڈاکٹروں کی کمی ہو جاتی ہے جس کی وجہ سے دوسرے مریض suffer کرتے ہیں۔ مہربانی کر کے بتایا جائے کہ خالی اسامیاں کب تک fill ہوں گی اور یہ پابندی کب تک ختم ہو جائے گی؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (خواجہ عمران نذیر): جناب سپیکر! جیسا کہ میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ جہاں تک ڈاکٹروں کی اسامیوں کا تعلق ہے تو 2000 کے قریب میڈیکل آفیسرز اور 800 کے قریب وومن میڈیکل آفیسرز پنجاب پبلک سروس کمیشن ریکروٹ کر رہا ہے اور جیسے ہی یہ process complete ہو گا تو ہم انشاء اللہ جہاں جہاں کمی ہے وہاں وہاں انہیں appoint کریں گے۔ جہاں تک انہوں نے پیرامیڈیکس کی بات کی ہے تو پیرامیڈیکس کا issue یہ ہے کہ ان کی بھرتی پر بالکل بے شک

پابندی تھی لیکن اس کے باوجود جہاں پر بہت ضروری ہوا اور جہاں پر کوئی کنٹریکٹ ملازمین بھی نہیں تھے تو وہاں پر اجازت لے کر کچھ بھرتی بھی کی ہے اور مزید انشاء اللہ بھرتی کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں تو آئندہ تین سے چار ماہ میں بھرتی کو مکمل کر لیا جائے گا اور پیرامیڈیکس کا خلا بھی انشاء اللہ تعالیٰ پورا ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: اگلا سوال بھی محترمہ آپ ہی کا ہے اور سوال کا نمبر پکاریں۔

محترمہ لبنیٰ ریحان: جناب سپیکر! میرے سوال کا نمبر 1257 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

راولپنڈی: ہولی فیملی ہسپتال میں شعبہ جات کی تعداد و دیگر تفصیلات

***1257: محترمہ لبنیٰ ریحان:** کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ہولی فیملی ہسپتال راولپنڈی میں کون کون سے شعبہ جات ہیں؟

(ب) کتنے شعبہ جات میں پروفیسر زنہ ہیں؟

(ج) ہر شعبہ کتنے کتنے بیڈز پر مشتمل ہے؟

(د) اس ہسپتال میں کون کون سے شعبہ جات نہ ہیں، کیا حکومت ان شعبہ جات کا قیام عمل میں لانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (خواجہ عمران نذیر):

(الف) ہولی فیملی ہسپتال راولپنڈی میں مندرجہ ذیل شعبہ جات ہیں۔

1-	شعبہ میڈیسن	2-	شعبہ سرجری
3-	شعبہ گائنی	4-	شعبہ امراض چشم
5-	شعبہ ناک، کان، گلہ	6-	شعبہ نیورو سرجری
7-	شعبہ نفرالوجی	8-	شعبہ بچگانہ
9-	شعبہ آئی سی یو (انتہائی نگہداشت) (بچگانہ)	10-	شعبہ سی سی یو (انتہائی نگہداشت)
11-	شعبہ اینڈوسکوپی	12-	شعبہ معدہ جگر
13-	شعبہ (OPD) تمام شعبہ جات	14-	شعبہ برن یونٹ
15-	شعبہ فارمیسی	16-	شعبہ ایکسرے
17-	شعبہ الٹراساؤنڈ	18-	شعبہ بلڈنگ
19-	شعبہ آپریشن تھیٹر	20-	شعبہ لیبارٹری

(ب) مندرجہ ذیل شعبہ جات میں پروفیسرز نہیں ہیں۔
انسیتھزیا، ریڈیالوجی، نیورو سرجی اور امراض چشم، ان کی تعیناتی مجاز اتھارٹی (گورنمنٹ آف پنجاب) وقتاً فوقتاً کرتی ہے۔

(ج) تفصیلات ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

(د) ہولی فیملی ہسپتال، راولپنڈی میں یورالوجی، نفسیات اور امراض جلد کے شعبہ جات نہیں ہیں۔ انسٹیٹیوٹ آف یورالوجی، راولپنڈی زیر تعمیر ہے۔ اس منصوبہ کی تکمیل کے لئے موجودہ ترقیاتی پروگرام میں مبلغ 100.00 ملین روپے رکھے گئے ہیں۔ اس انسٹیٹیوٹ کی تکمیل کے بعد ہولی فیملی ہسپتال میں ایک الگ شعبہ یورالوجی کی ضرورت نہ ہے۔ موجودہ ترقیاتی پروگرام 14-2013 میں ہولی فیملی ہسپتال میں واٹر سپلائی کی پائپ لائن بچھانے کا منصوبہ شامل ہے جس کا کل تخمینہ 18.600 ملین روپے ہے۔ مندرجہ بالا منصوبوں کی تکمیل کے بعد نفسیات اور امراض جلد کے شعبہ جات کے منصوبہ جات کو زیر غور لایا جائے گا۔

محترمہ لبنیٰ ریحان: میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس کے جز (ب) میں ہے کہ پروفیسرز کی اسامیاں خالی ہیں، کب تک fill ہو جائیں گی اور دوسرا یہ ہے کہ جز (د) کے مطابق ہولی فیملی میں جو شعبہ جات نہیں ہیں وہ کب تک قائم کر دیئے جائیں گے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (خواجہ عمران نذیر): جناب سپیکر! پروفیسرز کے حوالے سے میری colleague نے جو بات کی ہے تو چونکہ محکمہ صحت میں promotions کافی دیر سے نہیں ہوئی تھیں اور اب الحمدللہ پچھلے چند ماہ کے دوران اسے بڑا speed up کیا گیا ہے اور ہزاروں کی تعداد میں promotions کی جا رہی ہیں اور جیسے ہی یہ promotions مکمل ہو جائیں گی تو آپ کو ہسپتالوں میں سینئر پروفیسرز بھی کام کرتے ہوئے نظر آئیں گے۔ اس کے ساتھ جن issues کی بات کی کہ ہولی فیملی ہسپتال میں یہ یہ شعبہ جات مثلاً یورالوجی، سائیکالوجی، امراض جلد کے شعبہ جات نہیں ہیں تو انسٹیٹیوٹ آف یورالوجی راولپنڈی میں زیر تکمیل ہے اور اس منصوبے کی تکمیل کے لئے موجودہ A.D.P میں رقم بھی رکھ دی گئی ہے اور اس کے بعد جیسے ہی یہ انسٹیٹیوٹ مکمل ہو جائے گا تو ہولی فیملی میں شعبہ یورالوجی کی ضرورت نہیں رہے گی اور بقایا شعبہ جات پر بھی انشاء اللہ تعالیٰ ہم بڑی speed سے کام کر رہے ہیں اور آئندہ چند ماہ میں اس پر آپ کو بڑا اچھا result دیں گے۔

محترمہ زیب النساء اعوان: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ زیب النساء اعوان: شکریہ۔ جناب سپیکر! ہولی فیملی ہسپتال کے گائنی وارڈ میں بیڈز کی کمی ہے اور اتنا بُرا حال ہے کہ ایک ایک بیڈ پر دو دو، تین تین مریض ہوتے ہیں تو کیا وہاں پر بیڈز دینے کا کوئی ارادہ ہے اور کب تک ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (خواجہ عمران نذیر): جناب سپیکر! چونکہ مریضوں کا load بہت زیادہ ہے اور میرا نہیں خیال کہ ہر وقت ہی ایسا رہتا ہو گا کہ دو دو، تین تین مریض بیڈ پر ہوتے ہوں گے in case of any emergency اگر کسی وقت ایسا ہوا بھی ہے تو اس کا جائزہ لے لیا جائے گا اور اگر وہاں پر کوئی extension required ہوئی تو انشاء اللہ اسے ضرور کریں گے۔

انجینئر قمر الاسلام راجہ: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: راجہ صاحب! پہلے ہی تین ضمنی سوال ہو چکے ہیں۔ چلیں آپ کو سپیشل اجازت دیتا ہوں ورنہ۔۔۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! پھر یہ precedent بن جائے گا۔

جناب سپیکر: نہیں، یہ آپ کے لئے نہیں۔ (قہقہہ)

انجینئر قمر الاسلام راجہ: جناب سپیکر! ہولی فیملی ہسپتال میں برن یونٹ کی سہولت نہیں ہے تو یہ کتنے عرصے میں شروع کر دیا جائے گا کیونکہ راولپنڈی کے کسی ہسپتال میں برن یونٹ نہیں ہے؟ مریضوں کو سی ایم ایچ کھاریاں لایا جاتا ہے یا پھر پی او ایف ہسپتال لایا جاتا ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ راولپنڈی میں تینوں بڑے ہسپتالوں میں باقاعدہ برن یونٹ کب تک قائم کر دیا جائے گا؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (خواجہ عمران نذیر): جناب سپیکر! برن یونٹ کے لئے جو specialists required ہیں ان کی بھرتی کرنے کے بعد انشاء اللہ اس معاملے کو حل کر لیا جائے گا۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں محکمے سے time frame لے کر آپ کے ذریعے سے inform کر دوں گا۔

انجینئر قمرالاسلام راجہ: جناب سپیکر! برن یونٹ کے لئے کوئی special faculty کی ضرورت نہیں ہوتی وہاں پر انہی ڈاکٹروں کی ضرورت ہوتی ہے جو already موجود ہوتے ہیں وہاں صرف وارڈ اور اس سے متعلقہ چیزیں چاہئے ہوتی ہیں۔ وہاں پر کوئی وارڈ نہیں ہے جب کوئی دھماکا ہوتا ہے یا کوئی جلا ہوا شخص آتا ہے تو اس کو کھاریاں لے جانا پڑتا ہے جبکہ راولپنڈی بہت بڑا شہر ہے وہاں یہ سہولت موجود ہونی چاہئے۔

جناب سپیکر: چلیں، ان سے پوچھتے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (خواجہ عمران نذیر): جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ معزز ممبر کی بات میں کچھ correction کی ضرورت ہے۔ برن یونٹ کے لئے specialists کی ضرورت ہوتی ہے، پلاسٹک سرجن چاہئے ہوتا ہے اور مزید issues بھی ہوتے ہیں۔ میں یہاں پر کسی قسم کا کوئی غلط جواب دینے کا ارادہ نہیں رکھتا کیونکہ یہ سپریم ادارہ ہے۔۔۔

جناب سپیکر: اگر غلط جواب دیں گے تو پکڑے بھی جائیں گے اور پھر معافی بھی نہیں ہوگی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (خواجہ عمران نذیر): جناب سپیکر! میں ڈیپارٹمنٹ سے اس کا باقاعدہ time frame لے کر آپ کے through اسمبلی کو آگاہ کر دوں گا۔

انجینئر قمرالاسلام راجہ: جناب سپیکر! غلط جواب تو آ چکا ہے۔ انہوں نے جواب میں لکھا ہے کہ burn unit موجود ہے جبکہ وہ موجود نہیں ہے اور انہوں نے خود ہی اس بات کی نشاندہی کر دی ہے کہ وہاں پر سٹاف نہیں ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (خواجہ عمران نذیر): جناب سپیکر! میں نے یہ عرض کیا ہے کہ وہاں پر burn کے سپیشلسٹ ڈاکٹر موجود ہیں لیکن جو دیگر لوازمات ہیں ان میں ابھی کمی ہے جس کو ہم improve کرنے جا رہے ہیں۔ جیسے ہی ہم improve کر لیں گے، میں اصل میں ٹائم فریم exact دینا چاہتا ہوں۔ میں آپ کو exact time frame دے دوں گا لیکن ابھی ان cases کو وہاں deal کیا جا رہا ہے۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! جواب ذرا سوچ سمجھ کر دیا کریں اور اس کو ذرا دیکھ بھی لیا کریں، آپ کی مہربانی۔ اگر کوئی جواب غلط ہو تو پھر اس کو ایوان کے floor پر نہیں آنا چاہئے۔ you should be careful in future جی، اگلا سوال ڈاکٹر مراد راس صاحب کا ہے۔

SHEIKH ALA-UD-DIN: Mr Speaker! on his belalf.

جناب سپیکر: جی، نہیں۔آپ ذرا بیٹھیں، تشریف رکھیں۔ مجھے سمجھ نہیں آ رہی ہے کہ آپ کہاں رہتے ہیں؟وہ تشریف نہیں رکھتے لہذااس سوال کوdispose ofکیا جاتا ہے۔

شیخ علاؤالدین:جناب سپیکر!یہdiscriminationہے۔

جناب سپیکر: نہیں، یہdiscriminationنہیں ہے۔اگلا سوال جناب ظہیر الدین خان علیزئی صاحب کا ہے۔۔۔وہ تشریف نہیں رکھتے لہذا یہ سوالdispose ofکیا جاتا ہے۔اگلا سوال جناب احمد خان بھچر صاحب کا ہے۔۔۔ وہ بھی تشریف نہیں رکھتے لہذا یہ سوال بھیdispose ofکیا جاتا ہے۔اگلا سوال محترمہ فائزہ احمد ملک کا ہے۔وہ چھٹی پر ہیں لہذا یہ سوالpending کیا جاتا ہے۔اگلا سوال بھی محترمہ فائزہ احمد ملک کا ہے لہذا یہ سوال بھیpendingکیا جاتا ہے۔اگلا سوال جناب احسن ریاض فتیانہ صاحب کا ہے۔۔۔موجود نہیں ہیں لہذا یہ سوالdispose ofکیا جاتا ہے۔اگلا سوال سردار وقاص حسن موکل صاحب کا ہے۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر!سوال نمبر1406ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور:ادارہ انتقال خون پنجاب کو فنڈز کی فراہمی واخراجات کی تفصیلات

*1406: سردار وقاص حسن موکل: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ادارہ انتقال خون پنجاب لاہور کو گزشتہ پانچ سالوں کے دوران کس کس مد کے لئے کتنا کتنا فنڈز فراہم کیا گیا، سال وار تفصیل سے آگاہ کریں؟

(ب) ان فنڈز سے ادارہ کے لئے کون کون سی مشینری طبی آلات، اے سی، فرنیچر خریدا گیا سال وار، آئٹم وار تفصیل سے آگاہ کریں؟

(ج) کتنے فنڈز ملازمین کی تنخواہوں اور ٹی اے / ڈی اے پر خرچ ہوئے؟

(د) ڈائریکٹر اور دیگر ملازمین نے ٹی اے / ڈی اے کی مد میں کتنی کتنی رقم وصول کی، ان کے نام و عہدہ گریڈ سے آگاہ کریں؟

(ہ) کتنے فنڈز یوٹیلٹی بلز، گاڑیوں کی مرمت و پٹرول پر خرچ ہوئے، سال وار تفصیل سے آگاہ کریں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (خواجہ عمران نذیر):

(الف) مذکورہ ادارہ کو گزشتہ پانچ سال کے دوران فراہم کیے گئے فنڈ کی مدوار تفصیل درج ذیل ہے:

مالیاتی سال	ترقیاتی فنڈز	غیر ترقیاتی فنڈز
2008-09	-/16,987,000روپے	-/88,843,000روپے
2009-10	کوئی فنڈ جاری نہیں ہوا	-/135,766,000روپے
2010-11	کوئی فنڈ جاری نہیں ہوا	-/213,152,000روپے
2011-12	-/86,722,000روپے	-/251,451,000روپے
2012-13	-/100,000,000روپے	-/197,692,000روپے

(تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)

(ب) مذکورہ ادارہ میں اس عرصہ کے دوران خرید کی گئی مشینری کی تفصیل درج ذیل ہے۔

2008-09 فوٹو سٹیٹ ایک عدد، کیمسٹری انالائزر ایک عدد، لیبارٹری سینٹفیوج مشین نو عدد، لائٹ ڈیوٹی لیزر پرنٹر نو عدد، یو پی ایس گیارہ عدد، آفس ٹیبل بارہ عدد، آفس چیئر 36عدد، سٹول اٹھارہ عدد، ایگزامینیشن کاؤچ 24عدد، لائبریری فائل کیبنٹ چھ عدد، تھری سیٹر بنچ 33عدد۔ ان تمام پر کل ایک کروڑ 16لاکھ 59ہزار 2سو 71روپے خرچ ہوئے۔

2011-12 کے دوران بلڈ سیل سپریٹر مشین برائے ڈینگی بخار مریض اٹھارہ عدد، پلازمہ فریزر اٹھارہ عدد، ٹیوب سلیر اٹھارہ عدد، جنریٹر 60KV ایک عدد۔ ان تمام کی خرید پر کل 10کروڑ 53لاکھ 73ہزار 5سو 45روپے خرچ ہوئے۔

2009-10 اور 2010-11 کے دوران کوئی فنڈز جاری نہیں ہوئے جبکہ 2012-13 کے دوران کوئی خریداری نہیں کی گئی۔

(ج) ملازمین کی تنخواہوں اور ٹی اے/ڈی اے پر خرچ ہونے والی رقم کی تفصیل درج ذیل ہے۔

مالیاتی سال	ترقیاتی فنڈز	غیر ترقیاتی فنڈز
2008-09	کوئی فنڈز ملازمین کی تنخواہوں پر خرچ نہ ہوا	-/40,843,758روپے
2009-10	جاری نہ ہوا	-/38,996,711روپے
2010-11	کوئی فنڈ جاری نہ ہوا	-/57,580,414روپے
2011-12	-/806,610روپے تنخواہوں/ٹی اے ڈی اے پر	-/72,208,372روپے
2012-12	-/6,677,759روپے تنخواہوں/ٹی اے ڈی اے پر	-/90,733,393روپے

(تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)

(د) ڈائریکٹر اور دیگر ملازمین کو ٹی اے/ڈی اے کی مد میں فراہم کی گئی رقم کی تفصیل درج ذیل ہے۔

مالیاتی سال	رقم کی تفصیل
2008۔09	89,689/۔روپے
2009۔10	77,815/۔روپے
2010۔11	22,817/۔روپے
2011۔12	19,615/۔روپے
2012۔13	83,700/۔روپے

(ہ) یوٹیلٹی بلز، گاڑیوں کی مرمت وپٹرول پر خرچ ہونے والی رقم کی تفصیل درج ذیل ہے۔

مالیاتی سال	رقم کی تفصیل
2008۔09	969,826/۔روپے
2009۔10	719,102/۔روپے
2010۔11	963,830/۔روپے
2011۔12	1,293,630/۔روپے
2012۔13	1,129,749/۔روپے

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! جز(ب) میں لکھا ہے کہ 10-2009 اور 11-2010 کے دوران کوئی فنڈز جاری نہیں ہوئے جبکہ 13-2012 کے دوران کوئی خریداری نہیں کی گئی۔ جن مشینری یا equipment کا یہاں پر ذکر کیا گیا ہے ان میں سے بہت ساری مشینری کی maintenance کی ضرورت ہے۔ جب کچھ خریدا ہی نہیں گیا تو وہ مشینری ابھی تک چل رہی ہے، نہیں چل رہی ہے اس کا کیا status ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (خواجہ عمران نذیر): جناب سپیکر! جیسا کہ جواب میں لکھا گیا ہے کہ 09-2008 میں جو مشینری خریدی گئی تھی اس کی تفصیل یہاں دے دی گئی ہے۔ 10-2009 اور 11-2010 کے دوران فنڈز جاری نہیں ہو سکے۔ 13-2012 میں ابھی تک کوئی خریداری نہیں کی گئی۔ اگر کسی مشینری کے بارے میں میرے معزز بھائی کے پاس کوئی specific information ہے کہ اس کی repair ہونے والی ہے کیونکہ ہمارے علم کے مطابق تو وہ تمام مشینیں ٹھیک حالت میں ہیں۔ اگر میرے معزز colleague کسی چیز کی نشاندہی کریں گے تو اس کو ہم انشاءاللہ تعالیٰ ضرور دیکھ لیں گے۔

جناب سپیکر: سردار صاحب! آپ کوئی نشاندہی کر سکتے ہیں یا نہیں؟

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! میں اس کا پتا کروا لیتا ہوں۔

جناب سپیکر: چلیں، پھر اس کو آپ دیکھ لینا۔ اگلا سوال جناب ظہیر الدین خان علیزئی کا ہے۔۔۔وہ تشریف نہیں رکھتے لہذا یہ سوال dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال جناب آصف محمود کا ہے۔۔۔ وہ تشریف نہیں رکھتے لہذا یہ سوال dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال بھی جناب آصف محمود کا ہے۔۔۔وہ تشریف نہیں رکھتے لہذا اس سوال کو بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال محترمہ ناہید نعیم کا ہے۔۔۔ وہ تشریف نہیں رکھتیں لہذا یہ سوال dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال جناب محمد آصف باجوہ (ایڈووکیٹ) کا ہے۔

جناب محمد آصف باجوہ (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! سوال نمبر 1442 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع سیالکوٹ: منظور شدہ اسامیاں و دیگر تفصیلات

*1442: جناب محمد آصف باجوہ (ایڈووکیٹ): کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) ہیلتھ سنٹرز متر انوالی و ستراہ پی پی-130 تحصیل ڈسکہ ضلع سیالکوٹ میں منظور شدہ اسامیاں، عہدہ، گریڈ وار بتائیں؟

(ب) ان سنٹرز میں ڈاکٹرز اور پیرا میڈیکل سٹاف کی کون کون سی اسامیاں کب سے خالی ہیں؟

(ج) ان سنٹرز میں کون کون سی طبی مشینری اور ٹیسٹ کرنے والی مشینری نہ ہے؟

(د) ان سنٹرز کی missing facilities کون کون سی ہیں؟

(ہ) کیا حکومت ان سنٹرز کے تمام مسائل کب تک حل کر دے گی؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (خواجہ عمران نذیر):

(الف) متر انوالی میں ایک بی ایچ یو جبکہ ستراہ میں آر ایچ سی کام کر رہا ہے۔ BHU متر انوالی میں میڈیکل آفیسر سمیت کل 12 اسامیاں مختلف گریڈز کی منظور شدہ ہیں جن میں سے میڈیکل آفیسر سمیت دیگر تمام اسامیاں پُر ہیں جن کی گریڈ وار تفصیل Annex-A ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ RHC ستراہ میں ڈاکٹرز سمیت کل 44 اسامیاں منظور شدہ ہیں۔ پُر شدہ اور خالی اسامیوں کی تفصیل Annex-B ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) BHU متر انوالی میں صرف میڈیکل آفیسر کی ایک اسامی خالی ہے جبکہ باقی تمام اسامیاں پُر شدہ ہیں جبکہ RHC ستراہ میں سینئر میڈیکل آفیسر کی ایک اسامی سمیت چارج نرس کی دو اسامیاں جبکہ ڈینٹل ٹیکنیشن اور اینستھیزیا ٹیکنیشن کی ایک ایک اسامی خالی ہے جبکہ باقی تمام اسامیاں پُر ہیں۔ تفصیل Annex-B ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ہر BHU میں صرف delivery kit ہوتی ہے جو کہ مذکورہ بی ایچ یو پر بھی موجود ہے اسی طرح RHC ستراہ میں بھی تمام ضروری طبی مشینری موجود ہے۔

(د) ان سنٹرز میں تمام ضروری طبی facilities دستیاب ہیں۔

(ہ) تمام ضروری طبی آلات وسہولیات ان سنٹرز پر موجود ہیں۔چند خالی اسامیوں کو حکومت کی طرف سے نئی تقرریوں پر سے پابندی اٹھتے ہی پُر کر دیا جائے گا، جبکہ یہاں پر تعینات عملہ بہتر انداز میں علاقے کے مکینوں کو صحت کی سہولیات بہم پہنچا رہے ہیں۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب محمد آصف باجوہ (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! چونکہ انہوں نے نئی posting بھی کر دی ہیں اور BHU متر انوالی میں گزشتہ ڈیڑھ سال سے اسامی خالی ہے وہاں پر بھی یہ مہربانی فرمادیں کیونکہ ڈسٹرکٹ سیالکوٹ میں RHC اور BHU میں ڈاکٹر نہیں ہیں اس لئے میری ان سے humbly request ہے کہ یہ وہاں پر کسی ڈاکٹر کی posting کروا دیں۔

جناب سپیکر: آصف باجوہ صاحب! پہلے تو آپ اپنی سیٹ پر جائیں جہاں آپ کی سیٹ ہے۔

جناب محمد آصف باجوہ (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! یہ اس سوال میں خود admit کرتے ہیں اور جو annexure انہوں نے دیا ہے اس میں بھی یہی ہے کہ وہاں پر سیٹیں خالی ہیں۔ جس طرح ابھی یہ فرما رہے تھے کہ انہوں نے نئے ڈاکٹر بھرتی کئے ہیں لیکن BHU متر انوالی میں گزشتہ ڈیڑھ سال سے سیٹ خالی ہے اور آج تک وہاں پر کوئی ڈاکٹر نہیں ہے۔ میری گزارش ہے کہ یہ آرڈر فرمادیں کہ وہاں پر کوئی ڈاکٹر تعینات کر دیا جائے۔ پی پی-130 میں پچاس فیصد سنٹرز میں ڈاکٹروں کی سیٹیں خالی ہیں۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (خواجہ عمران نذیر): جناب سپیکر! جیسا کہ میں نے پہلے سوال میں عرض کی تھی کہ پنجاب پبلک سروس کمیشن میں یہ process جاری ہے اور دو ہزار کے قریب میڈیکل

آفیسر اور آٹھ سو کے قریب وومن میڈیکل آفیسر کی recruitments ہو رہی ہیں۔ ان کو انشاء اللہ تعالیٰ قریبی BHUs میں تعینات کیا جائے گا اور جہاں تک بقایا عملے کا تعلق ہے ابھی چونکہ بھرتیوں پر پابندی ہے اور ہمارا ارادہ ہے کہ آئندہ چند ماہ میں انشاء اللہ جہاں جہاں بھرتیوں کی ضرورت ہے وہاں وہاں بھرتیاں مکمل کر دی جائیں گی۔

جناب محمد آصف باجوہ (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! یہ چند ماہ سے کیا مراد ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (خواجہ عمران نذیر): جناب سپیکر! exact date اس لئے نہیں دی جا سکتی کیونکہ یہ ایک process ہوتا ہے جو ڈاکٹروں کی availability پر depend کرتا ہے اور یہ نازک مسئلہ ہے اس لئے میں یہاں اس وقت exact cut of date دینے کے قابل نہیں ہوں لیکن چونکہ ہم یہ backlog نکال رہے ہیں۔ ہم اس کی بہت سپیڈ سے بھرتی کر رہے ہیں اور آپ کو جیسے میں نے عرض کیا کہ اٹھائیس سو کے قریب ڈاکٹروں کی بھرتی کا عمل جاری ہے۔ میں نے paramedics کا بھی حوالہ دیا کہ ان کی بھرتی پر چونکہ پابندی تھی اس میں بہت سارے issues تھے ان issues کو الحمدللہ resolve کر لیا گیا ہے اور جلد ہی ڈاکٹروں کی کمی پوری کر لی جائے گی۔ دو ہزار کے قریب جو نرسیں ہیں ان کی recruitment کا عمل بھی شروع ہو چکا ہے اور انشاء اللہ جیسے ہی recruitment کا عمل مکمل ہو جائے گا آپ کو یہاں پر لوگ adjust ہوتے ہوئے نظر آ جائیں گے۔

جناب محمد آصف باجوہ (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ بے پناہ ڈاکٹر ایسے ہیں جو اپنی تعلیم مکمل کر چکے ہیں لیکن ان کے پاس jobs نہیں ہیں۔ اگر یہ مہربانی فرمائیں تو ان کو adhoc basis پر رکھا جا سکتا ہے کیونکہ اس پر بھی بے پناہ لوگ آنا چاہ رہے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (خواجہ عمران نذیر): جناب سپیکر! میں اپنے معزز بھائی کی خدمت میں عرض کرنا چاہوں گا کہ جب پبلک سروس کمیشن advertise کرتا ہے تو اس میں کسی پر کوئی پابندی نہیں ہوتی کہ اگر کسی کے پاس job ہے تو وہ اس میں apply نہ کرے۔ ڈاکٹر کے لئے کھلا option ہے اگر پنجاب پبلک سروس کمیشن recruitment کرنے جا رہا ہے تو ڈاکٹر اس میں apply کریں اور PCS کے through بھرتی ہو کر آئیں اور ملک و قوم کی خدمت کریں اس میں کسی کے لئے کوئی binding نہیں ہے۔ اگر ان کے knowledge میں کوئی ایسے ڈاکٹر ہیں جنہوں نے ابھی تک apply

نہیں کیا تو یہ ان کو ضرور کہیں کہ وہ پبلک سروس کمیشن کے تحت apply کریں تاکہ آپ کو recruit کیا جا سکے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر وسیم اختر صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! یہ جو سوال باجوہ صاحب کی طرف سے دیا گیا۔ یہ 19۔ جولائی 2013 کو دیا گیا تھا، 11۔ ستمبر کو محکمے کے پاس اس کی ترسیل ہو گئی تھی اور 8۔ فروری 2014 کو جواب آیا ہے اور میں جز (ح) کے حوالے سے بات کرنا چاہتا ہوں۔ ماشاء اللہ پارلیمانی سیکرٹری صاحب سمجھدار آدمی ہیں اور انہوں نے بڑی سمجھداری کے ساتھ کافی تفصیل سے جوابات عنایت فرمائے ہیں لیکن میں یہ گزارش کروں گا کہ یہ essential services ہیں۔ ان appointments کو اس طرح کئی کئی مہینے لٹکائے رکھنا، ڈاکٹروں کے علاوہ پیرا میڈیکل سٹاف اور نرسز ہیں اور بہت سارے ہسپتالوں میں یہ کیفیت موجود ہے۔ چیف منسٹر صاحب نے بہاولپور میں جھانگی والا روڈ پر ایک نیا ہسپتال ساڑھے چار سو beds کا inauguration کیا۔۔۔

جناب سپیکر: جی، خوشی کی بات ہے۔ آپ ضمنی سوال پر آئیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! خوشی کی بات ہے نیا ہسپتال بنا اور facility مل گئی لیکن ابھی تک وہاں پر سٹاف جن میں ڈسپنسرز، آپریشن تھیٹر اسسٹنٹ اور وارڈ بوائے کی بھرتی نہیں کی گئی اور وہاں وکٹوریا ہسپتال سے لوگوں کو عارضی طور پر منتقل کیا گیا۔

جناب سپیکر: چلیں! آپ اس پر سوال دیں پھر ہم ان سے پوچھیں گے کہ سٹاف کیوں نہیں بھرتی ہوا۔ آپ کی مہربانی، شکریہ

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! اس کے نتیجے میں BVH میں بھی کام متاثر ہوا ہے۔ مجھے یہ مطلوب ہے کہ۔۔۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! نہیں، confine yourself.

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! یہ اس بات کا جواب براہ مہربانی عنایت فرمائیں کہ یہ کب تک کام مکمل ہو جائے گا کیونکہ ایک سال گزر گیا ہے۔

جناب سپیکر: جی، وہ پہلے بتا چکے ہیں۔ اب دوبارہ repeat نہیں ہو گا۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر:جناب سپیکر!دیکھیں!بات یہ ہے کہ ابھی میں یہ مثال پیش کر رہا ہوں کہ بہاولپور میں تین مہینے پہلے وہاں سینئر رجسٹرار،اسسٹنٹ پروفیسر اور ایسوسی ایٹ پروفیسر کے انٹرویو ہوئے اور انٹرویو کے لئے لاہور سے نمائندہ وہاں پر گیا۔اب تین مہینے ہیلتھ سیکرٹریٹ میں یہ معاملہ damp ہو کر پڑا ہے اور اس کا کوئی جواب نہیں آ رہا۔ہم سے عوام پوچھتے ہیں کیونکہ وہاں پر مریض پریشان ہوتے ہیں۔ اگر ان کے پاس سٹاف کم ہے تو یہ فوری فیصلے کیوں نہیں کرتے؟

جناب سپیکر:جی،یہ ان کے بس کی بات نہیں ہے۔یہ کام پبلک سروس کمیشن کے ذریعے ہوتا ہے۔آپ کیا کر رہے ہیں؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر:جناب سپیکر!ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ میں سٹاف کم ہے یہ نیا سٹاف رکھیں تاکہ کام جلد سے جلد ہو سکے۔

جناب سپیکر:جی،آپ کی بڑی مہربانی۔Ruled out

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت(خواجہ عمران نذیر):جناب سپیکر!میں آپ کی اجازت سے اس پر صرف ایک explain کرنا چاہوں گا۔۔۔

جناب سپیکر:جی،بس ٹھیک ہے آپ بعد میں explain کریں۔جی،اگلا سوال جناب احمد شاہ کھگہ صاحب کا ہے۔

جناب احمد شاہ کھگہ:جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر:میرے خیال میں آپ پہلے بھی بیٹھے رہے ہیں؟

جناب احمد شاہ کھگہ:جناب سپیکر!میں پہلے سوال سے لیٹ ہو گیا ہوں۔

جناب سپیکر:جی،اچھا۔سوال نمبر بولئے گا۔

جناب احمد شاہ کھگہ:جناب سپیکر!سوال نمبر 1450 ہے،جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر:جی،جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور:سر گنگا رام ہسپتال کی ایمرجنسی،گائنی وارڈ اور لیبر رومز کی تعداد میں اضافہ و توسیع کی تفصیلات

*1450:جناب احمد شاہ کھگہ:کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) سر گنگا رام ہسپتال لاہور کی گائنی ایمرجنسی میں روزانہ کتنے نارمل اور کتنے آپریشن کے کیسز کئے جاتے ہیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ اس ہسپتال کی گائنی ایمرجنسی ڈاکٹروں کی کمی یا نہ ہونے کے باعث ایک ایک بیڈ پر دو دو، تین تین مریضہ لاوارث پڑی رہتی ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ گائنی ایمرجنسی کے Induction Room میں خواتین مریضوں کو کم از کم 30،35 یا 40 گھنٹے رکھنے کے بعد لیبر روم میں شفٹ کیا جاتا ہے جبکہ خواتین کی حالت اتنی خراب ہو جاتی ہے کہ بعض خواتین لیبر روم یا آپریشن تھیٹر جانے سے پہلے ہی بچے کو جنم دے دیتی ہیں؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان خواتین مریضوں کو جب وارڈز میں شفٹ کیا جاتا ہے تو وہاں بھی ایک ایک بیڈ پر دو دو یا تین تین مریضوں کو رکھا جاتا ہے اور اسی بیڈ پر ان کے بچوں کو بھی رکھا جاتا ہے؟

(ہ) اگر جزہائے بالا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت گنگا رام ہسپتال کی گائنی ایمرجنسی اور گائنی وارڈوں لیبر روم میں بیڈز کی تعداد میں اضافہ و توسیع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، نہیں تو وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (خواجہ عمران نذیر):

(الف) سر گنگارام ہسپتال لاہور کی گائنی ایمرجنسی میں روزانہ 70 سے 80 آپریشن کئے جاتے ہیں جن میں سے 30 سے 40 کیسز نارمل اور بقیہ آپریشن کے ذریعے کئے جاتے ہیں۔

(ب) یہ درست نہیں ہے۔ بیڈ پر دو دو، تین تین مریضوں کا ہونا مریضوں کے رش کی وجہ سے ہوتا ہے جن کو ڈاکٹرز علاج معالجہ کی مناسب سہولیات فراہم کرتے ہیں۔

(ج) یہ درست نہیں ہے کہ Induction Room میں خواتین مریضوں کو 30،35 یا 40 گھنٹے رکھنے کے بعد لیبر روم میں شفٹ کیا جاتا ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ بچے کی ڈیلوری کی پروگریس Induction Room میں ہی پتا چلتی ہے اور بچے کی پیدائش لیبر روم یا آپریشن تھیٹر میں کرنے کا فیصلہ وہیں کیا جاتا ہے اور یہ تاثر غلط ہے کہ خواتین مریض آپریشن تھیٹر یا لیبر روم میں جانے سے پہلے بچے کو جنم دے دیتی ہیں۔

(د) خواتین مریضوں کو جب وارڈ میں شفٹ کیا جاتا ہے تو مریضوں کے رش کی وجہ سے عارضی طور پر ایک بیڈ پر دو مریضوں کو رکھا جاتا ہے جو کہ بیڈ کے خالی ہوتے ہی انہیں شفٹ کر دیا جاتا ہے ۔ سرگنگارام ہسپتال لاہور کا گائنی اور لیبر روم ڈیپارٹمنٹ پاکستان کا مصروف ترین ڈیپارٹمنٹ ہے اور لامحالہ یہاں پر کسی کو داخلے کے لئے انکار نہیں کیا جاتا ہے۔

(ہ) سرگنگارام ہسپتال لاہور کی گائنی اوبی ڈیپارٹمنٹ میں پہلے سے ایک یونٹ کا اضافہ کر دیا گیا ہے اور اب چار یونٹ اس وقت کام کر رہے ہیں جبکہ 28 بیڈز پر مشتمل ایک نئے بلاک میں کام کرنا شروع کر دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب احمد شاہ کھگہ: جناب سپیکر! سوال کے جز (د) کے جواب سے متعلق میرا ضمنی سوال ہے۔ اس میں بتایا گیا ہے کہ مریضوں کے رش کی وجہ سے عارضی طور پر ایک بیڈ پر دو دو مریضوں کو رکھا جاتا ہے۔ جبکہ وہاں پر یہ عارضی طور پر مسئلہ نہیں بلکہ مستقل بنیاد پر مسئلہ ہے۔ یہ عارضی طور پر کہہ کر اپنی جان چھڑوا رہے ہیں۔ اس میں میرا ضمنی سوال یہ ہے کیونکہ اس میں بتایا گیا ہے کہ اٹھائیس بیڈ پر مشتمل ایک نیا بلاک کام شروع کر دے گا تو وہ کب تک کام شروع کر دے گا یہ ذرا مہربانی کر کے بتا دیں؟

جناب سپیکر: جی، یہ نیا بلاک کب تک کام شروع کر دے گا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (خواجہ عمران نذیر): جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ اگر اس پر میرے colleague کوئی fresh question لے آئیں تو بالکل میں ان کو بتانے کی اچھی پوزیشن میں ہوں گا۔ بہرحال جہاں تک انہوں نے بیڈ کی بات کی ہے کہ یہ عارضی نہیں ہیں۔ میں ان کو بتاتا ہوں کہ کیونکہ گنگارام ہسپتال کا گائنی کے کیسز میں ایک اچھا نام ہے تو اس لئے وہاں پر لوگوں کا trend بھی زیادہ ہے۔ لیکن اس کمی اور اس معاملے کو دیکھنے کے لئے ہم نے surrounding میں ہسپتال میں بنائے ہیں جیسے حکومت نے تین سو بیڈ کا شاہدرہ ہسپتال بنایا ہے۔ اس طرح کوٹ خواجہ سعید اور سید مٹھا میں ہسپتال بننے کے بعد انشاء اللہ تعالیٰ شاید انہوں نے کام شروع کر دیا ہے تو اب انشاء اللہ تعالیٰ آہستہ آہستہ بوجھ کم ہوتا ہوا نظر آ رہا ہے اور انشاء اللہ آئندہ چند ماہ میں یہ صورتحال نظر نہیں آئے گی۔

جناب سپیکر: جی، کھگہ صاحب!

جناب احمد شاہ کھگہ: جناب سپیکر! میرے فاضل دوست نے فرمایا ہے کہ نیا سوال بنتا ہے۔ اس میں جز(ہ) میں لکھا ہوا ہے اور جواب میں آیا ہے کہ اس وقت چار یونٹ کام کر رہے ہیں جبکہ اٹھائیس بیڈ پر مشتمل نیا بلاک کام شروع کر دے گا۔ یہ تو انہوں نے جواب دیا ہے اور میں نے تو صرف یہ پوچھا ہے کہ کب تک کام شروع کر دے گا؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (خواجہ عمران نذیر): جناب سپیکر! جس طرح میں نے پچھلے سوال میں آپ سے کہا تھا کہ میں exact time لے کر آپ کو آگاہ کر دیتا ہوں تو اس میں بھی میں آپ کی وساطت سے اپنے colleague سے request کروں گا کہ میں exact time لے کر انشاء اللہ آپ کو بالکل آگاہ کر دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، اگلا سوال جناب جاوید اختر صاحب کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا یہ سوال dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب کا ہے۔ سوال نمبر بولئے گا۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! سوال نمبر 1492 ہے اور میری request ہے کہ جواب کو پڑھ دیں۔

جناب سپیکر: جی، کیا میں پڑھ دوں؟

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! آپ نہیں، پارلیمانی سیکرٹری صاحب پڑھ دیں۔

جناب سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھیں۔

صوبہ کے ٹی ایچ کیو اور ڈی ایچ کیو ہسپتالوں میں برن یونٹ کے قیام کا معاملہ

*1492: چودھری عامر سلطان چیمہ: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ پنجاب میں آگ اور تیزاب سے جھلسنے والوں کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے لیکن تحصیل و ضلعی سطح پر ان افراد کا بروقت علاج کرنے کے لئے تمام ڈی ایچ کیو اور ٹی ایچ کیو ہسپتالوں میں مطلوبہ سہولت موجود نہیں؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت تمام ٹی ایچ کیو اور ڈی ایچ کیو ہسپتالوں میں برن یونٹ کے قیام کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (خواجہ عمران نذیر): جناب سپیکر! میرے colleague نے سوال کیا تھا اور اُس کا یہ جواب ہے کہ:

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے کہ صوبہ پنجاب میں آگ اور تیزاب سے جھلسنے والوں کی تعداد میں گزشتہ کچھ عرصہ سے اضافہ ہوا ہے۔ آگ سے متاثرہ مریضوں کے لئے ٹی ایچ کیو اور ڈی ایچ کیو ہسپتالوں میں علیحدہ وارڈز تو موجود نہیں تاہم ان مریضوں کے علاج کے لئے جنرل سرجری وارڈز میں خاطر خواہ سہولیات فراہم کر دی ہوئی ہیں۔ چونکہ جھلسے ہوئے مریضوں کے لئے علاج معالجہ کے لئے اعلیٰ تربیت یافتہ عملہ کی ضرورت ہوتی ہے اس لئے تدریسی ہسپتالوں میں جھلسے ہوئے مریضوں کے لئے خصوصی وارڈز اور تربیت یافتہ عملہ مہیا کیا گیا ہے اور جہاں THQs اور DHQs ہسپتالوں کے مریض ریفر کئے جاتے ہیں اور ان کا تسلی بخش علاج کیا جاتا ہے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! آگے بھی پڑھ دیں۔

جناب سپیکر: جی، جز (ب) بھی پڑھ دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (خواجہ عمران نذیر): آپ جو حکم کرتے ہیں انشاء اللہ میں پڑھ دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، ادھر سے حکم نہ لیں میں حکم دے رہا ہوں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (خواجہ عمران نذیر): جناب سپیکر! جیسے میرے بھائی نے پوچھا تھا کہ ہم ڈی ایچ کیو اور ٹی ایچ کیو میں برن یونٹ کے قیام کا ارادہ رکھتے ہیں تو اس کا جواب ہے کہ:

(ب) حکومت جلے ہوئے مریضوں کو بروقت طبی سہولیات فراہم کرنے میں ہر وقت کوشاں ہے اور اس کے لئے عملی اقدامات بھی بروئے کار لائے جا رہے ہیں۔ اس وقت حکومت تین ماڈل برن سنٹرز لاہور، فیصل آباد اور ملتان میں قائم کر رہی ہے اور اس طرح ڈی ایچ کیو کی سطح پر بھی سرجری وارڈز کو ممکنہ سہولیات مہیا کی ہیں۔ تاہم میں نہیں سمجھتا کہ ہمارے پاس اتنے

وسائلavailableہیں اور ہم یہ کر سکتے ہیں لیکن اگر کہیں پرBurn Unit بنانا بہت ضروری ہوا تو انشاء اللہ اس منصوبہ کو ضرور زیر غور لایا جائے گا۔

جناب سپیکر: جی، چیمہ صاحب!

چوہدری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! میں تو اس جواب سے مطمئن نہیں ہوں کیونکہ جز(الف) میں جو میں نے پوچھا تھا انہوں نے خود تسلیم کیا ہے کہ اس وقت Burn Centre کی ضرورت ہے کیونکہ آگ اور تیزاب کے واقعات کافی تعداد میں ہو رہے ہیں۔ میں نے کہا تھا کہ آپ نے ڈی ایچ کیو اور ٹی ایچ کیو میں کیا انتظامات کئے ہیں؟ انہوں نے تسلیم کیا ہے کہ wardsتو علیحدہ نہیں بنائے گئے لیکن ہم مریضوں کی سرجری وغیرہ کر رہے ہیں تو یہ بتائیں اس سرجری کے بعد اُن مریضوں کی علیحدہ دیکھ بھال کے لئے کچھ کیا؟ کیونکہ ہمیشہ یہی سنا گیا ہے کہ Burnکے مریضوں کی حفاظت کے لئے علیحدہ طریق کار بنایا جاتا ہے تو کیا وجہ ہے کہ ٹی ایچ کیو اور ڈی ایچ کیو میں علیحدہ wardsنہیں بنا رہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (خواجہ عمران نذیر): جناب سپیکر! جیسا کہ میں نے پہلے سوال میں عرض کی تھی کہ Burn Unitکے لئےspecialty requiredہوتی ہیں تو یہ شاید ابھی ممکن نہ ہو کہ سب جگہ پرBurn Unitقائم کر دیا جائے لیکن اگر کسی جگہ پر Burn Casesآتے ہیں، تیزاب اور آگ سے جھلسنے کے casesآتے ہیں تو وہاں پر موجود ڈاکٹروں میں اتنی صلاحیت اور استعداد ہے کہ وہ ان کوinitial first aidکرتے ہیں اور اس قابل کر دیتے ہیں کہ ان کو آگے کسی نزدیکیBurn Unit تکreferکر دیا جائے اور ان کی زندگی بچانے کے لئے جو فوری طور پرrequirementsہیں ان کو پورا کر کے آگےreferکر دیتے ہیں اور پھر Burn Unitمیں مکملtreatmentکیا جاتا ہے۔

چوہدری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! ان کی بات کو لے لیں کہتے ہیں کہ ہم آگے کسی Burn Unitکوrefer کر دیتے ہیں۔let says DHQمیں ہی کوئی ایسا واقعہ ہوتا ہے تو جیسے سرگودھا ہے، اگر دیکھا جائے تو سرگودھا کے نزدیک ترین کوئیBurn Unitنہیں ہے بلکہ کھاریاں میںBurn Unitہے اس کا مطلب ہے کہ سرگودھا میں واقعہ ہو تو اُس مریض کو کھاریاں لے کر جائے اس کے لئے کم از کم دو سے تین گھنٹے لگیں گے تو کیا حکومت ایسے اقدامات کرنے کا ارادہ نہیں رکھتی ہے، یہ بھی تسلیم کر لیں کیونکہ آدھا جواب تو انہوں نے تسلیم کیا ہے اور آدھے جواب میں کہہ رہے ہیں کہ ہم تسلی بخش

سہولیات مہیا کر رہے ہیں، کیا سرجن کی بھی علیحدہ ٹریننگ ہوتی ہے اور ان کے ساتھ جو جونیئر کام کر رہے ہوتے ہیں کیا وہ علیحدہ trained نہیں ہوتے اور کیا technician کو trained نہیں کیا جاتا؟ میرے اپنے اندازہ میں Burn Unit کی field میں لوگوں کو علیحدہ تربیت دی جاتی ہے اس لئے اس کی تربیت کا بھی کوئی انتظام نہیں ہے چلیں حکومت کے پاس Burn Unit کے لئے فنڈز نہیں تو پھر کیا تربیت کے لئے بھی فنڈز نہیں ہیں اور کیا حکومت technicians کو تربیت دینے کا ارادہ رکھتی ہے؟

جناب سپیکر: جی، کیا تربیت دینے کا ارادہ رکھتی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (خواجہ عمران نذیر): جناب سپیکر! میں اپنے دوست ممبر کو یہ مبارکباد دوں گا کہ آپ کی اس مشکل کا الحمدللہ چیف منسٹر پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے مہربانی کرتے ہوئے ازالہ کر دیا ہے۔ ان کو مبارک ہو کہ سرگودھا میں بڑا بہتر state of the art hospital کا عنقریب افتتاح ہونے والا ہے اور ویسے بھی فیصل آباد میں Burn Unit موجود ہے۔ مجھے نہیں پتا کہ سرگودھا سے فیصل آباد نزدیک پڑتا ہے یا شاید لاہور نزدیک پڑتا ہے اس بارے میرے بھائی کو بہتر پتا ہوگا۔ انشاء اللہ ان کی جو مشکل ہے اُس کا ازالہ موجودہ حکومت نے کر دیا ہے اور عنقریب یہ اُس سہولت سے مستفید ہو سکیں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! وہاں just ایک بلڈنگ بنائی گئی ہے اور وہاں کوئی سامان مہیا نہیں کیا گیا۔ میں خود پچھلے دنوں اس hospital میں گیا اور مجھے انہی کے تعینات ایم ایس نے کہا کہ ہم مجبور ہیں یہاں کوئی سامان ہی مہیا نہیں کیا جا رہا۔ اسے پورا centrally air-conditioned کرنا تھا لیکن وہ سامان بھی غائب کر لیا گیا ہے، وہاں جدید equipment بھی مہیا نہیں کئے گئے۔ اسے ایک خوبصورت بلڈنگ ضرور کہا جا سکتا ہے لیکن ہسپتال نہیں۔ میں اس جواب سے مطمئن نہیں ہوں اس لئے گزارش ہے کہ اگر آپ مناسب سمجھیں اور آپ کے پاس اختیارات بھی ہیں آپ اسے متعلقہ کمیٹی کو refer کر دیں تاکہ یہ چیزیں thrash out ہوں۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں، کمیٹی کو refer کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ کے کام کے مطابق پابند کرتے ہیں۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: پارلیمانی سیکرٹری صاحب کہیں خود تسلیم کر رہے ہیں اور کہیں نفی کرتے ہیں۔ آپ نے کچھ دیر پہلے ہی کہا تھا کہ صحیح جواب دیا کریں نہیں تو action لیا جائے گا۔

جناب سپیکر: مہربانی۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! اس سوال کے صحیح جواب نہ آنے پر آپ کیا action لے رہے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (خواجہ عمران نذیر): جناب سپیکر! مجھے نہیں سمجھ آ رہی کہ چیمہ صاحب کا صحیح اور غلط کیا ہے۔ بہر حال میرے بھائی نے جو بات کہی ہے کہ بلڈنگ بن گئی ہے اور سامان نہیں ہے۔میرے خیال میں پہلے سامان نہیں آتا بلکہ پہلے بلڈنگ ہی بنا کرتی ہے، شاید کسی دور میں سامان کاغذوں میں آ جاتا تھا اور بلڈنگ بعد میں بنتی تھی لیکن ان کی بلڈنگ بن چکی ہے اور عنقریب جب میاں محمد شہباز شریف اپنے ہاتھوں سے خود اس کا افتتاح کریں گے تو ہم کوشش کریں گے کہ چیمہ صاحب کو بھی ساتھ لے کر جائیں۔ انشاء اللہ اس میں سامان بھی ہوگا اور تمام سہولتیں بھی ہوں گی۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں ایک ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ ضمنی سوال کر لیں لیکن ٹائم کو بھی دیکھ لیں میرے پاس seconds ہیں not minutes جی، ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! مجھے صرف مختصر جواب مطلوب ہے انہوں نے جز (الف) میں جواب دیا ہے چونکہ جھلسے ہوئے مریضوں کے علاج معالجے کے لئے اعلیٰ تربیت یافتہ عملے کی ضرورت ہوتی ہے اس لئے تدریسی ہسپتالوں میں جھلسے ہوئے مریضوں کے لئے خصوصی وارڈ اور تربیت یافتہ عملہ فراہم کیا گیا ہے۔بہاولپور میں وکٹوریہ ہسپتال اور قائداعظم میڈیکل کالج ہے اور یہ پورے ڈویژن اور اپر سندھ کو cater کرتا ہے لیکن یہاں پر کوئی برن یونٹ نہیں ہے۔یہاں ہمارے ایڈوائزر صاحب بھی بیٹھے ہیں تو میں پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے یہ یقین دہانی چاہتا ہوں کہ کیا آئندہ مالی سال میں وکٹوریہ ہسپتال کے اندر برن یونٹ فراہم کر دیں گے؟

جناب سپیکر: شاہ صاحب! تشریف رکھیں۔ جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (خواجہ عمران نذیر): جناب سپیکر! چونکہ ہیلتھ ایک بہت بڑا سبجیکٹ ہے اور سچی بات ہے کہ اس میں بہت کام کرنے کی ضرورت ہے۔

جناب سپیکر: وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (خواجہ عمران نذیر): جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

ضلع بہاولنگر: ڈی ایچ کیو ہسپتال میں کرپشن کی تفصیلات

*508: جناب اعجاز خان: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع بہاولنگر کے ڈی ایچ کیو ہسپتال میں سال 12-2011 اور 13-2012 کے دوران ایمبولینس کی مد میں سات لاکھ کی کرپشن ہوئی؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس کرپشن کی محکمانہ انکوائری ای ڈی او ہیلتھ بہاولنگر نے کی اور یہ انکوائری تین ایمبولینس ڈرائیورز کے خلاف تھی؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو متعلقہ اہلکاروں کے خلاف کیا محکمانہ کارروائی کی گئی، مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ فرمائیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) جی نہیں! یہ درست نہ ہے۔ ڈی ایچ کیو ہسپتال بہاولنگر میں سال 12-2011 اور 13-2012 کے دوران کوئی بھی کرپشن کا کیس سامنے نہ آیا ہے اور نہ ہی ایمبولینس کی مد میں کرپشن یا embezzlement کی کوئی انکوائری ہوئی ہے۔

(ب) اس ضمن میں عرض ہے کہ مذکورہ بالا عرصہ کے دوران کسی بھی ایمبولینس ڈرائیور کے خلاف کوئی بھی کرپشن کی انکوائری نہ ہوئی ہے۔ تاہم 10-2009 کے آڈٹ کے دوران ایک آڈٹ پیرا بنا تھا جس پر انکوائری کرنے کے لئے ڈی سی او بہاولنگر نے ای ڈی او ہیلتھ بہاولنگر، ای ڈی او ہیلتھ فنانس اور ڈسٹرکٹ مانیٹرنگ آفیسر بہاولنگر پر مشتمل ایک انکوائری کمیٹی تشکیل دی تھی۔ اس کے بعد مذکورہ واقعہ کی انکوائری جناب سیکرٹری ہیلتھ کے حکم پر سرجن میڈیکولیگل پنجاب نے کی جس کی سفارشات کی روشنی میں ڈاکٹر محمد اکرم، سابقہ ایم ایس، ڈی ایچ کیو ہسپتال بہاولنگر، محمد اجمل سابقہ اکاؤنٹنٹ، محمد بشیر، ڈسپنسر ڈی ایچ کیو ہسپتال

بہاولنگر، سلیم خالد، ڈرائیور، ڈی ایچ کیو ہسپتال بہاولنگر اور محمد خالد، ڈرائیور ڈی ایچ کیو ہسپتال بہاولنگر کو بذریعہ آرڈرز نمبر SO(Inq)1-16/2011 بتاریخ 03-04-2013 سزا دی گئی۔ کاپی Annex-A ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) مذکورہ بالا کیس میں غلام قادر، ڈرائیور، ڈی ایچ کیو ہسپتال بہاولنگر کو بری (Exonerate) کر دیا گیا تھا جبکہ باقی پانچ ملزمان میں سے محمد بشیر ڈسپنسر، ڈی ایچ کیو ہسپتال بہاولنگر اور سلیم احمد، سابقہ ڈرائیور ڈی ایچ کیو ہسپتال بہاولنگر کو censure کیا گیا تھا جبکہ محمد اکرم، سابقہ ایم ایس کی تین سال کی انکریمنٹ حذف withheld کر دی گئی تھی اور -/1,43,887 روپے، محمد اجمل، سابقہ اکاؤنٹنٹ کی دو سال کی سالانہ انکریمنٹ withheld کی گئی تھی اور -/1,43,887 روپے جرمانہ جبکہ محمد خالد، ڈرائیور کی ایک سال کی سالانہ انکریمنٹ بند کی گئی تھی۔ آرڈرز کی کاپی Annex-A ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

شیخوپورہ: ڈی ایچ کیو ہسپتال میں کرپشن و دیگر تفصیلات

*539: جناب اعجاز خان: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پچھلے پانچ سال کے دوران ڈی ایچ کیو ہسپتال شیخوپورہ میں تعینات ایم ایس اور کلیریکل سٹاف نے جنریٹر کے ڈیزل کی مد میں لاکھوں روپے کی کرپشن کی؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ سابقہ ایم ایس اور کلیریکل سٹاف کے خلاف انکوائری ہوئی تو وہ کس اتھارٹی نے کی، اس انکوائری میں ملوث اہلکاران کے خلاف کیا محکمانہ کارروائی کی گئی؟

(ج) ڈی ایچ کیو ہسپتال شیخوپورہ میں ایسے کتنے ڈاکٹرز، پیرا میڈیکل سٹاف اور کلرک حضرات ہیں جو کہ عرصہ تین سال یا اس سے زیادہ مدت سے یہاں پر تعینات ہیں، ان کے نام، عہدہ اور گریڈ بیان کریں؟

(د) کیا حکومت مذکورہ ملازمین کو ہسپتال سے تبدیل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) مذکورہ ہسپتال میں پچھلے پانچ سال کے دوران جنریٹر کے ڈیزل کی مد میں کرپشن نہ ہوئی ہے۔ تاہم 09-2008 کے آڈٹ کے دوران آڈٹ پیرا بنا تھا۔ آڈٹ پیرا کی کاپی Annex-A

ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے جس کے مطابق جنریٹر کے کچھ پارٹس قابلِ مرمت تھے تاہم جنریٹر اس دوران کام کرتا رہا تھا۔

(ب) مندرجہ بالا کیس کی انکوائری برخلاف ڈاکٹر مسعود انور، سابقہ ایم ایس، ڈی ایچ کیو ہسپتال شیخوپورہ، ڈاکٹر محمد اسلم، APMO اور ذوالفقار علی، سٹور کیپر، ڈی ایچ کیو ہسپتال، شیخوپورہ کے خلاف انکوائری انٹی کرپشن میں چل رہی ہے۔

(ج) مذکورہ ہسپتال میں تین سال سے زائد عرصہ سے تعینات ڈاکٹرز، پیرا میڈیکل سٹاف اور کلرک حضرات کی تفصیل Annex-B ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) جی ہاں! حکومت کسی بھی شکایت کی صورت میں ان ملازمین کو ٹرانسفر کر دے گی۔ تاہم چونکہ یہ ملازمین انتظامی پوسٹوں پر تعینات نہ ہیں اس لئے عوام کو صحت کی بہترین سہولیات کی فراہمی کے لئے ان ملازمین کو ٹرانسفر نہیں کیا جاتا۔

پنجاب کے ہیلتھ ورکرز کے اعزازیہ کی ادائیگی کا معاملہ

*562: جناب احمد شاہ کھگہ: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب حکومت ہیلتھ ورکروں کو ہر ماہ پولیو کے قطرے پلانے پر 1150 روپے بطور اعزازیہ دیتی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان ہیلتھ ورکروں کو کافی عرصہ سے یہ اعزازیہ نہ دیا گیا ہے، اعزازیہ نہ دینے کی کیا وجہ ہے؟

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت پنجاب ہیلتھ ورکروں کے رکے ہوئے اعزازیہ کو جلد از جلد ادا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) جی نہیں! یہ درست نہ ہیں۔ پنجاب حکومت ہیلتھ ورکروں کو ہر ماہ پولیو کے قطرے پلانے پر کسی بھی قسم کا کوئی بھی اعزازیہ نہ دیتی ہے۔

اس ضمن میں مزید عرض ہے کہ جب کسی بھی ضلع میں پولیو مہم ہوتی ہے تو ورکرز کو اعزازیہ WHO ادا کرتی ہے۔ یہ اعزازیہ براہ راست ہیلتھ ورکر کے اکاؤنٹ میں بھیج دیا جاتا ہے۔ اس اعزازیہ کے لئے ہیلتھ ورکر کو ایک کارڈ دیا جاتا ہے جو وہ بھر کر اپنے متعلقہ ای ڈی او

(صحت) کے ذریعے واپس WHO بھیج دیتا ہے اور رقم ہیلتھ ورکرز کے اکاؤنٹ میں جمع ہو جاتی ہے۔

(ب) جیسا کہ تفصیل جز(الف) میں درج ہے حکومت پنجاب کسی بھی قسم کا نہ تو کوئی اعزازیہ دیتی ہے اور نہ ہی حکومت پنجاب کی جانب ایسا کوئی اعزازیہ قابل ادا باقی ہے۔

(ج) تفصیل جز(الف وب) میں درج ہے۔

بہاولپور:2002 میں کڈنی اور کارڈیک سنٹر کے لئے خریدی گئی مشینری کے خراب ہونے کی تفصیلات

*785: ڈاکٹر محمد افضل: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بہاولپور وکٹوریہ ہسپتال میں کڈنی اور کارڈیک سنٹر سال 2007 میں مکمل ہوا اور مطلوبہ مشینری بھی موقع پر موجود ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ کڈنی اور کارڈیک سنٹر کی مشینری کو نامعلوم وجوہات کی بناء پر عرصہ چھ سال گزرنے کے باوجود نصب نہیں کیا گیا اور مشینری کھلے آسمان کے نیچے پڑی خراب ہو رہی ہے؟

(ج) کیا حکومت مذکورہ بالا مشینری نصب کر کے کڈنی و کارڈیک سنٹر کو آپریشنل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) جی نہیں! یہ درست نہ ہے بلکہ مذکورہ دونوں منصوبے ابھی تک زیر تعمیر ہیں۔کڈنی سنٹر تقریباً تکمیل کے مراحل میں ہے اور انشاء اللہ رواں مالی سال 14۔2013 میں یہ سکیم مکمل ہو جائے گی۔مزید یہ کہ اس کے کافی آلات و مشینری آچکی ہے اور کچھ آنے والی ہے جبکہ کارڈیک سنٹر کی عمارت ابھی زیر تعمیر ہے اور ابھی تک اس کی کوئی بھی مشینری نہ آئی ہے۔

(ب) جی نہیں! یہ درست نہ ہے۔بلکہ کڈنی سنٹر کی عمارت تکمیل کے آخری مراحل میں ہے اور انشاء اللہ رواں مالی سال 14۔2013 میں مکمل ہو جائے گی۔اور اس کے کافی آلات و مشینری آچکی ہے اور کچھ آنے والی ہے اور انہیں صاف ستھرے و خشک کمروں میں محفوظ رکھا ہوا ہے جبکہ کارڈیک سنٹر کی عمارت ابھی تک زیر تعمیر ہے اور ابھی تک اس کی کوئی مشینری نہیں آئی۔

(ج) جی ہاں! کڈنی سنٹر کی عمارت تکمیل کے آخری مراحل میں ہے اور انشاء اللہ رواں مالی سال 2013-14 میں مکمل ہو جائے گی۔اس کو چلانے کے لئے حکومت پنجاب سے عملہ مانگا ہوا ہے اور جیسے ہی عملے کی منظوری ہو گی اور بلڈنگ ڈیپارٹمنٹ عمارت کو handover کرے گا،اسے آپریشنل کر دیا جائے گا۔جبکہ کارڈیک سنٹر کی عمارت ابھی زیر تعمیر ہے اور پی اینڈ ڈی ڈیپارٹمنٹ کے حکم کے مطابق پہلے تعمیر کا کام مکمل کیا جائے اور اگلے سال میں فنڈز برائے خرید آلات و مشینری فراہم کئے جائیں گے لہذا اس سکیم کی تکمیل کے لئے کم از کم ایک سال مزید درکار ہے۔

لاہور:الائیڈ سکول آف ہیلتھ سائنسز میں کام کرنے والے اساتذہ/ڈاکٹرز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1043: شیخ علاؤالدین: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) الائیڈ سکول آف ہیلتھ سائنسز چلڈرن ہسپتال لاہور میں کتنے اساتذہ/ڈاکٹر اپنی ڈیوٹی سرانجام دے رہے ہیں،ان کے نام،عہدہ،گریڈ اور عرصہ تعیناتی سے آگاہ کریں؟

(ب) یہ اساتذہ/ڈاکٹرز حضرات کن کن شعبوں میں تعلیم دے رہے ہیں،ان کی تعیناتی کے دوران ان کے شعبہ جات کے نتائج کیا رہے، نتائج میں بہتری آئی یا ابتری، سال وار تفصیل سے آگاہ کریں؟

(ج) جن اساتذہ/ڈاکٹرز کے شعبوں مضامین کے نتائج کے شرح میں کمی ہوئی،ان کو سکول کے پرنسپل نے کوئی وارننگ دی،اگر نہیں تو کیوں؟

(د) مذکورہ سکول کے پرنسپل صاحب نے سکول کی کارکردگی و نتائج میں بہتری لانے کے لئے کوئی اقدامات اٹھائے ہیں،اگر ہاں تو ان کی تفصیل سے آگاہ کریں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف)

1- ڈاکٹر منزہ صدف، Demonstrator Anatomy، BS-17، 25-جولائی 2012 سے تعینات ہیں۔
2- خوش بخت باسط، لیکچرار کلینیکل سائیکالوجی، BS-17، 19-مئی 2012 سے تعینات ہیں۔
3- ڈاکٹر محمد عرفان، میڈیکل آفیسر، BS-17، ستمبر 2012 سے تعینات ہیں۔

4۔ ہما امتیاز، ایڈہاک فزیوتھراپسٹ / لیکچرار BS-17، اکتوبر 2011 سے تعینات ہیں۔
5۔ ہمیرہ ستار ایڈہاک کلینیکل سائیکالوجسٹ BS-17، اکتوبر 2011 سے تعینات ہیں۔
6۔ واحدہ انجم، ایڈہاک لیکچرار کلینیکل سائیکالوجی BS-17، اکتوبر 2011 سے تعینات ہیں۔
7۔ عفت شاہین، ایڈہاک لیکچرار سوشیالوجی BS-17، اکتوبر 2011 سے تعینات ہیں۔
8۔ سبا عزیز ایڈہاک لیکچرار بائیو سٹیٹسٹکس BS-17، اکتوبر 2011 سے تعینات ہیں۔

(ب) ڈاکٹر منزہ صدف اناٹومی، خوش بخت باسط سائیکالوجی، ڈاکٹر محمد عرفان فزیالوجی، ہما امتیاز فزیوتھراپی، ہمیرہ ستار کلینیکل سائیکالوجی، واحدہ انجم سائیکالوجی، عفت شاہین سوشیالوجی، سبا عزیز بائیو سٹیٹسٹکس۔

اس کے علاوہ 50 سے زائد چلڈرن ہسپتال کی فیکلٹی، جن میں پروفیسرز، ایسوسی ایٹ پروفیسر، اسسٹنٹ پروفیسر اور میڈیکل آفیسر شامل ہیں، وہ بھی مختلف شعبوں میں تعلیم دے رہے ہیں جن میں میڈیسن، سرجری، پیتھالوجی، ریڈیالوجی، ڈینٹل اور ڈویلپمنٹل، کمپیوٹر سائنس شامل ہیں۔

مجموعی طور نتائج میں بہتری آئی۔ پچھلے دو سال کے نتائج کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) نتائج میں کوئی خاطر خواہ کمی نہیں ہوئی۔

(د) سکول کی کارکردگی و نتائج میں بہتری لانے کے لئے مندرجہ ذیل اقدامات اٹھائے گئے ہیں۔
1۔ سکول آف الائیڈ ہیلتھ سائنسز کی اپنی ٹیچنگ فکلٹی بھرتی کی گئی ہے۔
2۔ اناٹومی میوزیم قائم کیا گیا ہے جس میں مختلف اناٹومی ماڈل موجود ہیں۔
3۔ ڈینٹل لیبارٹری کا قیام زیر عمل آیا۔
4۔ سکول آف الائیڈ ہیلتھ سائنسز کی لائبریری کے لئے کتابیں خریدی گئی ہیں۔
5۔ دو عدد نئے ملٹی میڈیا پراجیکٹر خریدے گئے ہیں۔

الائیڈ سکول آف ہیلتھ سائنسز چلڈرن ہسپتال، لاہور کا بجٹ و دیگر تفصیلات

*1044: شیخ علاؤالدین: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) الائیڈ سکول آف ہیلتھ سائنسز چلڈرن ہسپتال لاہور کو 13-2012 کے دوران کتنا فنڈ کس کس مد کے لئے فراہم کیا گیا؟

(ب) اس میں سے کتنے فنڈز ملازمین و ڈاکٹرز کی تنخواہوں پر خرچ ہوئے اور کتنے فنڈز طلباء وطالبات کو سہولیات فراہم کرنے پر خرچ ہوئے؟

(ج) طلباء و طالبات کو ادارے کی طرف سے کیا کیا سہولیات فراہم کی جا رہی ہیں، ان سے آگاہ کریں؟

(د) کیا یہ درست ہے کہ جب بھی ادارے میں کوئی فنکشن یا پارٹی کی جاتی ہے تو طلباء وطالبات سے فنڈز اکٹھے کئے جاتے ہیں، سکول کے اپنے فنڈز کہاں استعمال ہوتے ہیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) سال 13-2012 کے دوران مذکورہ سکول کو۔/1,31.86,000 روپے کا ٹوٹل بجٹ فراہم کیا گیا۔بجٹ کی مختلف مداعات کی تفصیل Annex-A ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) مذکورہ عرصہ کے مختص بجٹ میں سے۔/68,00,107 روپے ملازمین اور ڈاکٹرز کی تنخواہوں پر خرچ ہوئے اور۔/10,57,432 روپے طلباء و طالبات کو دیگر سہولیات فراہم کرنے پر خرچ ہوئے۔

(ج) طلباء طالبات کو مختلف پیرا پروفیشنل بی ایس سی کورسز کے لئے تعلیم مہیا کرنے کے علاوہ غیر نصابی سرگرمیوں (تقریری مقابلے، محفل میلاد، فن فیئر کی تقریبات، سالانہ کھیل) پر خرچ کیا گیا۔

(د) ادارے میں منعقد کی جانے والی کسی بھی پارٹی کے لئے طلباء طالبات سے کوئی فنڈز اکٹھے نہیں کئے جاتے اور سکول کے اپنے بجٹ سے ہی تقریبات کا انعقاد کیا جاتا ہے۔

فیصل آباد: آر ایچ سیز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1077: جناب احسن ریاض فتیانہ: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) پی پی۔58 فیصل آباد میں آر ایچ سی کتنے اور کہاں کہاں چل رہے ہیں؟

(ب) ہر آر ایچ سی میں منظور شدہ اسامیوں کی تعداد کتنی ہے، کتنی پر اور کتنی خالی ہیں؟

(ج) کن کن آر ایچ سی میں ڈاکٹر کی اسامیاں کب سے خالی پڑی ہیں؟

(د) کیا ہر آر ایچ سی میں گائناکالوجسٹ (وومن میڈیکل آفیسر) اور ڈینٹسٹ کام کر رہے ہیں، جن میں یہ کام نہیں کر رہے، ان کے نام اور ان اسامیوں کو پُر نہ کرنے کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) پی پی۔58 فیصل آباد میں 2 آر ایچ سیز ہیں جن میں سے ایک ماموں کانجن جبکہ دوسرا کنجوانی میں کام کر رہا ہے۔

(ب) آر ایچ سی ماموں کانجن میں منظور شدہ اسامیوں کی تعداد 62 ہے جن میں سے 50 اسامیوں پر عملہ تعینات ہے جبکہ 12 اسامیاں خالی پڑی ہیں۔RHC کنجوانی میں منظور شدہ اسامیوں کی تعداد 53 ہے جن میں سے 43 اسامیوں پر عملہ تعینات ہے جبکہ 10 اسامیاں خالی ہیں۔

(ج) RHC ماموں کانجن میں لیڈی ڈاکٹر کی سیٹ عرصہ دراز سے خالی پڑی ہے جبکہ ڈینٹل سرجن کی سیٹ 13-02-28 سے خالی ہے۔RHC کنجوانی میں میڈیکل آفیسر کی سیٹ 13-02-16 اور WMO کی سیٹ عرصہ دراز سے خالی ہے۔

(د) RHC ماموں کانجن میں لیڈی ڈاکٹر کی سیٹ عرصہ دراز سے خالی پڑی ہے جبکہ ڈینٹل سرجن کی سیٹ 13-02-28 سے خالی ہے۔اسی طرح RHC کنجوانی میں WMO کی سیٹ عرصہ دراز سے خالی ہے۔اس ضمن میں وضاحت کی جاتی ہے کہ حکومت پنجاب PPSC کے ذریعے مستقل بنیادوں پر 2000 میڈیکل آفیسرز اور 400 وومن میڈیکل آفیسرز بھرتی کر رہی ہے جیسے ہی کمیشن کی طرف سے سفارشات موصول ہوں گی ان ڈاکٹرز کو خالی اسامیوں پر تعینات کر کے ان اسامیوں کو پُر کر دیا جائے گا۔

ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ: ڈی ایچ کیو ہسپتال میں غریب مریضوں کو ادویات فراہم نہ کرنے کی تفصیلات

*1102: جناب امجد علی جاوید: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ کے آر ایچ سیز، ٹی ایچ کیوز، ڈی ایچ کیو اور بی ایچ یوز میں ہر سال مریضوں کو مفت ادویات اور دیگر سہولیات بہم پہنچانے کے لئے بجٹ مختص کیا جاتا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ڈی ایچ کیو ٹوبہ ٹیک سنگھ میں سالانہ کروڑوں روپے مختص کرنے کے باوجود گزشتہ مالی سال میں ادویات کی خریداری نہیں کی گئی، جس کی وجہ سے مریضوں کو ہسپتال میں مفت ادویات نہیں دی گئیں؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ ڈی ایچ کیو ٹوبہ ٹیک سنگھ میں غریب مریضوں کو مفت ادویات فراہم کرنا تو دور بلکہ سرنج بھی بازار سے منگوانے کے لئے کہا جاتا ہے؟

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ڈی ایچ کیو ٹوبہ ٹیک سنگھ میں مفت طبی سہولیات فراہم نہ کرنے پر ذمہ داران کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک؟

وزیراعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے کہ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ کے آر ایچ سیز، ٹی ایچ کیوز، ڈی ایچ کیو اور بی ایچ یوز میں ہر سال مریضوں کو مفت ادویات اور دیگر سہولیات بہم پہنچانے کے لئے بجٹ مختص کیا جاتا ہے جس کی تفصیل Annex-A ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ڈی ایچ کیو ہسپتال ٹوبہ ٹیک سنگھ کو برائے سال 13-2012 میں ادویات کی خریداری کے لئے 2 کروڑ 30 لاکھ روپے فراہم کئے گئے جس کی تفصیل Annex-A ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ ہسپتال میں دستیاب ادویات مریضوں کو مہیا کی جارہی ہیں۔ شعبہ ایمرجنسی، لیبر روم، Dialysis Unit اور خسرہ کے تمام مریضوں کو ادویات مفت فراہم کی گئی ہیں جبکہ باقی داخل مریضوں کو (L.P(Day to Day کے بجٹ، زکوٰۃ فنڈ، بیت المال سے ادویات جزوی طور پر فراہم کی گئی ہیں۔

(ج) جی نہیں! یہ درست نہ ہے۔ حقائق کے مطابق گورنمنٹ آف پنجاب کی ہدایت کے مطابق مفت ادویات کے ساتھ ساتھ ایمرجنسی میں آنے والے مریضوں کو سرنجز سمیت دیگر تمام طبی سہولیات مفت فراہم کی جاتی ہیں۔

(د) چونکہ ادویات و دیگر طبی سہولیات بہم پہنچائی جارہی ہیں لہذا کسی قسم کی کارروائی خارج از مکان ہے۔ پھر بھی اگر کسی قسم کی کوتاہی کی نشاندہی کی جائے تو سخت قانونی کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے۔

ہیلتھ انشورنس سکیم کا اجراء و دیگر تفصیلات

*1128: سردار وقاص حسن موکل: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سال2008میں حکومت پنجاب نے ہیلتھ انشورنس سکیم کا اجراء کیا تھا؟
(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو اس ضمن میں2008سے اب تک کیا اقدامات اٹھائے گئے ہیں؟
(ج) کیا موجودہ اعلان کردہ ہیلتھ کارڈ سکیم،ہیلتھ انشورنس سکیم کا دوسرا نام یا نعم البدل ہے؟
(د) پنجاب کے کن اضلاع میں،ہیلتھ کارڈ سکیم بطور پائلٹ پراجیکٹ شروع کی جارہی ہے؟

وزیراعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):

(الف) حکومت پنجاب نے2008میں ہیلتھ انشورنس سکیم کے اجراء میں ایک مستند پروگرام مرتب کیا لیکن اس کو عملی جامہ نہ پہنا سکی۔

(ب) تاہم حکومت پنجاب کی پالیسی کے مطابق سکول ہیلتھ انشورنس سکیم کا اجراء کیا گیا تھا،اس ضمن میں ورلڈ بنک،GIZماہرین سے مشاورت کا عمل شروع کیا گیا۔اور اس مشاورت میں اسٹیٹ لائف انشورنس کمپنی،آدم جی انڈسٹری،EFU Allianceکمپنیاں بھی شامل کی گئیں۔ موجودہ مالی سال14-2013میں محکمہ صحت حکومت پنجاب نے راجن پور، حافظ آباد،لیہ اور چکوال اضلاع میں،ہیلتھ انشورنس سکیم کے اجراء کا پروگرام بنایا ہے۔اس ضمن میں ابتدائی کام جاری ہے اور مختلف ممالک میں رائج ہیلتھ انشورنس سکیمز جس میں انڈیا(Rashtriya Swasthya Bima Yojna(RSBYاورJanani Suraksha yonja(JSY)ترکی سے یونیورسل ہیلتھ انشورنس(UHI)کا بھی بغور جائزہ لیا جارہا ہے۔ ترکی کی یونیورسل ہیلتھ انشورنس(UHI)کا بغور جائزہ لینے کے لئے ایک کمیٹی جس کے سربراہ خواجہ سلمان رفیق صاحبAdvisor to Chief Minister on Healthقائم کی گئی ہے تاکہ وہ ترکی جاکر،ہیلتھ انشورنس سکیم کا بغور جائزہ لے سکیں۔

(ج) تفصیل جز(ب)میں درج ہے۔

(د) موجودہ مالی سال14-2013میں محکمہ صحت حکومت پنجاب نے راجن پور، حافظ آباد،لیہ اور چکوال جیسے اضلاع میں،ہیلتھ انشورنس سکیم کے اجراء کرنے کا پروگرام بنایا ہے۔

ڈی ایچ کیو ہسپتال منڈیالہ وڑائچ گوجرانوالہ میں مفت ادویات کی فراہمی و دیگر مسائل

*1131: محترمہ ناہید نعیم: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) اس وقت ڈی ایچ کیو ہسپتال منڈیالہ وڑائچ ضلع گوجرانوالہ میں کل کتنا سٹاف تعینات ہے، سکیل وار تفصیل بتائی جائے؟

(ب) کیااس ہسپتال میں سٹاف کی کمی کی وجہ سے مریضوں کو کافی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ ڈی ایچ کیو ہسپتال میں مریضوں کو مفت ادویات نہیں دی جاتیں اور جو سرکاری ادویات آتی ہیں وہ ہسپتال کا عملہ ہی خورد برد کر لیتا ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ضلع گوجرانوالہ میں صرف ایک ہی ڈی ایچ کیو ہسپتال ہے جسے اب ٹیچنگ ہسپتال کا درجہ دے دیا گیا ہے جبکہ منڈیالہ وڑائچ ڈی ایچ کیو ہسپتال نہیں بلکہ بی ایچ ہے۔جہاں پر میڈیکل آفیسرBS-17سمیت دیگر عملہ تعینات ہے۔ جس کی تفصیل Annex-Aایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) مذکورہ بی ایچ یو پر سٹاف کی کمی نہ ہے بلکہ میڈیکل آفیسر سمیت دیگر عملہ تعینات ہے اور مریضوں کو وہ تمام طبی سہولیات جو کہ BHUلیول کے طبی سنٹر پر میسر ہوتی ہیں، احسن طریقے سے فراہم کی جارہی ہیں جن میں Mother & Child' OPD Health Education (EPI) Health Care سکول ہیلتھ سروسز وغیرہ جیسی سہولیات بشمول مفت ادویات کی فراہمی شامل ہیں۔

(ج) یہ درست نہ ہے کیونکہ ڈی ایچ کیو/ٹیچنگ ہسپتال گوجرانوالہ میں جو سالانہ بجٹ کے مطابق دوائی آتی ہے وہ لوگوں کو آؤٹ ڈور کی شکل میں فری مہیا کی جاتی ہے۔مزید برآں جو دوائیاں آتی ہیں ان پر باقاعدہ سبز رنگ کی مہر Govt. Property, Not for Saleلگی ہوتی ہے۔جسے نہ تو کوئی مارکیٹ میں سیل کر سکتا ہے اور نہ ہی خُورد بُرد کی جاسکتی ہے۔مزید برآں مستحق مریضوں کو DHQ/Teachingہسپتال گوجرانوالہ لوکل پرچیز کے ذریعے یا سوشل ویلفیئر ڈیپارٹمنٹ اور Patient Welfare Societyکی مدد سے بھی ادویات فری فراہم کی جاتی ہیں۔

لاہور: سرکاری ہسپتالوں میں ادویات کی فراہمی ودیگر تفصیلات

*1312: ڈاکٹر مراد راس: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) سال2011تافروری2013تک سروسز ہسپتال، میوہسپتال،گنگارام، جنرل ہسپتال، جناح ہسپتال اور گلاب دیوی ہسپتال لاہور میں کتنی لاگت کی سرکاری ادویات فراہم کی گئیں ؟

(ب) یہ ادویات کن کن فرموں سے خرید کی گئیں،ان کمپنیوں کے نام بیان فرمائیں ؟

(ج) کیا یہ دوائی خریدنے سے پہلے اخبار میں اشتہار دیا گیا تھا اگر دیا گیا تھا تو اخبار کا نام اور تاریخ بتائی جائے جن جن فرموں نے ٹینڈرز میں حصہ لیا ان کے نام بیان فرمائیں ؟

وزیراعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):

(الف) سال2011تا فروری2013سروسز ہسپتال لاہور میں مندرجہ ذیل لاگت کی سرکاری ادویات فراہم کی گئیں:

01-07-2011 to 30-06-2012	38, 02, 69,000/-روپے
01-07-2012 to 28-02-2013	25, 22, 17,000/-روپے

مذکورہ عرصہ کے دوران میو ہسپتال لاہور میں۔/379184383روپے کی ادویات مریضوں کو مفت فراہم کی گئیں۔

مذکور ہ عرصہ کے دوران سر گنگا رام ہسپتال لاہور میں۔/421581048روپے کی ادویات مریضوں کو مفت فراہم کی گئیں۔مالی سال12۔2011میں261.045ملین روپے کی جبکہ مالی سال13۔2012کے دوران304.743 ملین روپے کی ادویات لاہور جنرل ہسپتال لاہور میں مریضوں کو مفت فراہم کی گئیں۔

جناح ہسپتال لاہور میں سال12۔2011میں261,282,634روپے جبکہ 12۔2011 کے دوران310,603,533روپے13۔2012میں259,997,656روپے کی ادویات مریضوں کو مفت فراہم کرنے کے لئے خریدی گئیں۔

(ب) سروسز ہسپتال نے جن فرموں سے ادویات خرید کیں ان کے ناموں کی فہرست Annex-1ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔میو ہسپتال لاہور نے جن فرموں سے ادویات خرید کیں ان کے ناموں کی فہرست Annex-2ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

سر گنگارام ہسپتال لاہور نے اس عرصہ کے دوران جن فرموں سے ادویات خرید کیں ان کے ناموں کی فہرست Annex-3ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

لاہور جنرل ہسپتال لاہور نے جن فرموں سے ادویات خرید کیں ان کے ناموں کی فہرست Annex-4ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناح ہسپتال لاہور نے اس عرصہ کے دوران جن فرموں سے ادویات خرید کیں ان کی تفصیل Annex-5 ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) جی ہاں! ادویات خریدنے سے پہلے اخبار میں پنجاب پروکیورمنٹ رولز 2009 کے مطابق باقاعدہ اخبار میں اشتہار دیا گیا تھا۔ تفصیل درج ذیل ہے۔

سروسز ہسپتال لاہور کی طرف سے اخبارات میں دیئے گئے اشتہار کی کاپیاں Annex-6 ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں جبکہ ٹینڈر میں حصہ لینے والی کمپنیوں کے ناموں کی فہرست Annex-7 ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

میو ہسپتال لاہور کی طرف سے اخبارات میں دیئے گئے اشتہار کی کاپیاں Annex-8 ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں جبکہ ٹینڈر میں حصہ لینے والی کمپنیوں کے ناموں کی فہرست Annex-9 ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

سر گنگارام ہسپتال لاہور کی طرف سے اخبارات میں دیئے گئے اشتہار کی تفصیل اور ٹینڈر میں حصہ لینے والی کمپنیوں کے ناموں کی فہرست Annex-10 ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

لاہور جنرل ہسپتال لاہور کی طرف سے اخبارات میں دیئے گئے اشتہار کی کاپیاں Annex-11 ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔ جبکہ ٹینڈر میں حصہ لینے والی کمپنیوں کے ناموں کی فہرست Annex-12 ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے

جناح ہسپتال لاہور کی طرف سے اخبارات میں دیئے گئے اشتہار کی کاپیاں Annex-13 ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں جبکہ ٹینڈر میں حصہ لینے والی کمپنیوں کے ناموں کی فہرست Annex-14 ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے

نوٹ: گلاب دیوی ہسپتال ایک وقف ہسپتال ہے جو کہ محکمہ صحت کے ماتحت کام نہیں کرتا اور نہ ہی محکمہ صحت کی طرف سے گلاب دیوی ہسپتال میں سرکاری ادویات فراہم کی جاتی ہیں۔

نارنگ منڈی لیڈی ڈاکٹر کی تعیناتی و دیگر سہولیات کی فراہمی کی تفصیلات

*1337: **جناب ظہیر الدین خان علیزئی:** کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ایک مؤقر اخبار روزنامہ "نوائے وقت" کی خبر مورخہ 13-07-12 کے مطابق نارنگ منڈی کا واحد سرکاری ہسپتال مسائل کا گڑھ بن چکا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ ہسپتال میں مریضوں کو چیک کرنے کے لئے عرصہ دراز سے ڈاکٹر نہ ہے یہاں تک کہ زچہ بچہ کے لئے گزشتہ دس سال سے لیڈی ڈاکٹر نہ ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مریضوں کو ادویات تو کیا سرنج تک بازار سے خریدنی پڑتی ہے؟

(د) کیا حکومت مذکورہ ہسپتال کی missing facilities کو فوری پورا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) جی نہیں! یہ درست نہ ہے۔ بلکہ مذکورہ ہسپتال کے آؤٹ ڈور میں روزانہ 250 کے قریب مریض علاج معالجہ کے لئے آتے ہیں۔اس ہسپتال میں ایمرجنسی سمیت، ایکسرے، لیبارٹری ٹیسٹ جیسی سہولیات مریضوں کو بہم پہنچائی جارہی ہیں۔

(ب) یہ درست نہ ہے۔اس وقت ڈاکٹر ناصر مہدی بطور سینئر میڈیکل آفیسر مذکورہ ہسپتال میں کام کررہا ہے۔ البتہ لیڈی ڈاکٹر تعینات نہ ہے تاہم سٹاف نرسز، اور لیڈی وزیٹرز تعینات ہیں جو کہ زچہ بچہ کو ضروری طبی سہولیات مہیا کررہی ہیں۔

(ج) یہ درست نہ ہے بلکہ ہسپتال کے مین سٹور، ایمرجنسی، ڈسپنسری اور لیبارٹری میں مکمل طور پر سرنجیں موجود ہیں اور مریضوں کو فراہم کی جارہی ہیں۔ تاہم بعض مریضوں کی خواہش پر ان کو بازار کی دوائی لکھ دی جاتی ہے۔

(د) مذکورہ ہسپتال میں تمام بنیادی طبی سہولیات میسر ہیں اور حکومت اپنے دستیاب وسائل میں رہتے ہوئے ہر قسم کی کمی کو پورا کررہی ہے۔ جہاں تک لیڈی ڈاکٹر کی تعیناتی کا تعلق ہے تو اس ضمن میں عرض ہے کہ حکومت پنجاب نے حال ہی میں 800 لیڈی ڈاکٹرز کو بذریعہ PPSC مستقل بنیادوں پر بھرتی کیا ہے جس کی سفارشات محکمہ صحت کو موصول ہو گئی ہیں اور جلد ہی ان کی تقرری عمل میں آجائے گی جس سے لیڈی ڈاکٹرز کی خالی اسامیاں بہت حد تک پورے پنجاب کے سرکاری ہسپتالوں میں پُر ہو جائیں گی۔

ڈسٹرکٹ ہسپتال میانوالی کا قیام و دیگر مسائل کی تفصیلات

*1348: جناب احمد خان بھچر: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ڈسٹرکٹ ہسپتال میانوالی کا قیام کب عمل میں آیا؟

(ب) اس ہسپتال میں کون کون سے کتنے شعبہ جات ہیں؟

(ج) ان شعبہ جات میں کتنے کتنے ڈاکٹرز ہیں اور کتنے شعبے ایسے ہیں، جو عرصہ دراز سے ڈاکٹرز سے محروم ہیں اور کیوں؟

(د) اس ہسپتال میں کون کون سے شعبہ جات کی اشد ضرورت ہے اور وہ کب تک بنا دیئے جائیں گے؟

(ہ) کیا یہ درست ہے کہ میانوالی کے اس بڑے ہسپتال میں غریب مریضوں کو ادویات کی مفت فراہمی قطعاً نہیں کی جاتی، جن کے باعث غریب مریضوں کا کوئی پرسان حال نہ ہے؟

(و) کیا حکومت مذکورہ ہسپتال میں کم از کم غریب مریضوں کو ادویات کی مفت فراہمی کے لئے بجٹ میں اضافہ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) 14-اپریل 1955 کو قیام عمل میں آیا۔

(ب) ڈی ایچ کیو ہسپتال میانوالی میں میڈیسن، سرجری، گائنی آپتھامالوجی، انستھیزیالوجی، چیسٹ، یورالوجی، ڈرماٹالوجی، سائیکاٹری، ای این ٹی، آرتھوپیڈک، کارڈیالوجی کے علاوہ خصوصی شعبہ جات ڈائیلسز لیبارٹری، ایکسرے، الٹراساؤنڈ، ای سی پیتھک، طبی ڈسپنسری، بلڈ بنک کے شعبہ جات کام کر رہے ہیں۔

(ج) ڈی ایچ کیو ہسپتال میانوالی میں سپیشلسٹ / کنسلٹنٹ ڈاکٹرز کی 18 نشستیں ہیں جن میں سے صرف ماہر بے ہوشی کی دو سپیشلسٹ کی ایک اسامی خالی ہے۔

(د) شعبہ رڈیالوجی اور ڈائیگناسٹک لیبارٹری میں مزید سہولیات کے لئے خادم اعلیٰ پنجاب کی طرف سے ایک میگا پراجیکٹ اپ ڈی ایچ کیو ہسپتال میانوالی خصوصی سہولیات شعبہ آرتھوپیڈک بیڈ، انٹینو کیئر یونٹ، برن یونٹ، ریڈیالوجی اور ڈائیگناسٹگ لیب سہولیات کے لئے حکومت ایک میگا پراجیکٹ بنا رہی ہے جو کہ 14-2013 میں عوام کے لئے کھول دیا جائے گا۔

(ہ) ہسپتال ہذا میں ایمرجنسی ادویات تمام مریضوں کے لئے 100 فیصد دستیاب ہیں اور باقی شعبہ جات میں تقریباً 40 فیصد ادویات ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کی طرف سے مہیا کردہ بجٹ میں دی جا رہی ہیں۔

(و) اس مالی سال میں 14-2013 میں ڈسٹرکٹ گورنمنٹ نے ادویات کی مد میں ہسپتال کا بجٹ ڈگنا کر دیا ہے جس سے غریب مریضوں کو شعبہ بیرونی مریضاں اور شعبہ اندرونی مریضاں میں تقریباً 80 فیصد تک ادویات کی دستیابی کے لئے ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کی purchase کمیٹی نے ہنگامی طور خریداری مکمل کرنے کے لئے کام کر رہی ہے اور انشاءاللہ جلد غریب مریضوں کے لئے ادویات دستیاب ہو سکیں گی اور ایمرجنسی میں 100 فیصد ادویات دی جارہی ہیں۔

ضلع فیصل آباد: ڈرگ انسپکٹرز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1370: جناب احسن ریاض فتیانہ: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) تحصیل تاندلیانوالہ ضلع فیصل آباد محکمہ صحت میں کتنے ڈرگ انسپکٹرز تعینات ہیں؟

(ب) ڈرگ انسپکٹر کی کتنی اسامیاں خالی پڑی ہیں؟

(ج) ان ڈرگ انسپکٹر نے یکم جنوری 2011 سے آج تک اس ضلع کی حدود میں کتنے میڈیکل سٹورز کی چیکنگ کی ہے؟

(د) کتنے میڈیکل سٹورز کے خلاف کس کس بناء پر محکمانہ اور قانونی کارروائی کی گئی ہے؟

(ہ) کتنے میڈیکل سٹورز کو جرمانہ کیا گیا ہے اور کتنوں کو سیل کیا گیا؟

(و) کتنے میڈیکل سٹورز کے لائسنس منسوخ کئے گئے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) تحصیل تاندلیانوالہ، ضلع فیصل آباد محکمہ صحت میں ایک ڈرگ انسپکٹر تعینات ہے۔

(ب) ڈرگ انسپکٹر کی کوئی اسامی خالی نہ ہے۔

(ج) اس ڈرگ انسپکٹر نے یکم جنوری 2011 سے آج تک 674 میڈیکل سٹورز کی چیکنگ کی ہے۔

(د) 97 میڈیکل سٹورز کے خلاف مندرجہ ذیل وجوہات کی بناء پر کارروائی کی گئی: بغیر ڈرگ سیل لائسنس، بغیر بل وارنٹی، ان رجسٹرڈ ادویات، ایکسپائرڈ ادویات، مس برانڈز، بغیر سیل پرچیز ریکارڈ، الیگل

(ہ) 43 میڈیکل سٹورز کو 5,96,000 جرمانہ کیا گیا اور 61 میڈیکل سٹورز سیل کئے گئے۔

(و) کسی میڈیکل سٹورز کا لائسنس منسوخ نہ کیا گیا۔

لاہور:ڈائریکٹر ادارہ انتقال خون پنجاب کی تعیناتی و کارکردگی کی تفصیلات

*1408:جناب ظہیر الدین خان علیزئی:کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) موجودہ ڈائریکٹر،ادارہ انتقال خون پنجاب لاہور میں کب سے تعینات ہیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ موجودہ ڈائریکٹر عرصہ پانچ سال سے زائد اسی اسامی پر تعینات ہیں کیا یہ قواعد و ضوابط کے برعکس نہ ہے،اگر جواب ہاں میں ہے تو حکومت ان کو فوری ٹرانسفر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے،نہیں تو کیوں؟

(ج) ڈائریکٹر ادارہ انتقال خون پنجاب نے اپنی تعیناتی کے دوران کتنے ڈاکٹرز کے خلاف بے قاعدگیوں کی بناء پر انکوائریاں کیں ان کو کیا کیا سزائیں دی گئیں،ان کی تفصیل سے آگاہ کریں؟

(د) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ ڈائریکٹر کی تعیناتی کے دوران ادارے کے ڈاکٹرز کرپشن اور بے قاعدگیوں میں ملوث پائے گئے لیکن ان کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی گئی،ایسا کیوں کیا گیا،آگاہ کریں؟

وزیر اعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):

(الف) پروفیسر ڈاکٹر محفوظ الرحمان ڈائریکٹر ادارہ انتقال خون پنجاب لاہور میں2010۔11۔30 سے تعینات ہیں اس سے قبل ان کے پاس اس عہدہ کا اضافی چارج(ایڈیشنل چارج)مورخہ 13۔دسمبر2008 سے تھا جبکہ وہ باقاعدہ طور پر بحیثیت پروفیسر پتھالوجی PGMI میں کام کر رہے تھے۔

(ب) پروفیسر ڈاکٹر محفوظ الرحمان ادارہ انتقال خون پنجاب لاہور میں بطور ڈائریکٹر10۔11۔30 سے تعینات ہیں۔

(ج) ادارہ ہذا میں پروفیسر ڈاکٹر محفوظ الرحمان ڈائریکٹر ادارہ انتقال خون پنجاب کی تعیناتی کے دوران کسی ڈاکٹر پر بے قاعدگیوں کا الزام نہ ہے اور کسی بھی الزام کی صورت میں سیکرٹری ہیلتھ کارروائی کرنے کے مجاز ہیں۔

(د) مذکورہ ڈائریکٹر کی تعیناتی کے دوران کسی بھی ڈاکٹر پر کرپشن اور بے قاعدگیوں کا الزام نہ ہے اور کسی بھی الزام کی صورت میں سیکرٹری ہیلتھ کارروائی کرنے کے مجاز ہیں۔

لاہور: گزشتہ پانچ سالوں کے دوران مریضوں کو خون فراہم کرنے کی تفصیلات

*1413: جناب آصف محمود: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ادارہ انتقال خون پنجاب لاہور میں گزشتہ پانچ سالوں کے دوران کتنے مریضوں کو خون فراہم کیا گیا، سال وار تفصیل سے ایوان کو آگاہ کریں؟

(ب) اس عرصہ کے دوران blood collection کرنے کے انچارج کون کون سے ڈاکٹرز تعینات رہے؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ ڈاکٹرز کی تعیناتی کے دوران blood collection میں بتدریج کمی واقع ہوئی، اس کی وجوہات ہر blood collection کی سال وار تفصیل سے آگاہ کریں؟

(د) مذکورہ ادارہ میں کتنے ایسے ڈاکٹرز ہیں جو عرصہ دس سال سے اسی ادارہ میں کام کر رہے ہیں ان ڈاکٹرز کو تعینات کرنے والی اتھارٹی کے نام و عہدہ سے ایوان کو آگاہ کریں؟

(ہ) کیا قواعد کے مطابق کوئی ڈاکٹر ایک جگہ پر تین سال سے زائد تعنیات رہ سکتا ہے، اگر نہیں تو حکومت ان کو فوری یہاں سے ٹرانسفر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ادارہ انتقال خون پنجاب کے زیر انتظام مریضوں کو فراہم کردہ خون کے مجموعی بیگز کی سالانہ تعداد مندرجہ ذیل ہے۔

-1	2008	445692 بلڈ بیگز
-2	2009	512613 بلڈ بیگز
-3	2010	733001 بلڈ بیگز
-4	2011	671700 بلڈ بیگز
-5	2012	693597 بلڈ بیگز

(ب) مذکورہ عرصہ کے دوران انچارج تعینات رہنے والے افراد کی تفصیل Annex-A ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) اس ضمن میں عرض ہے کہ 2008 اور 2012 کے درمیان ادارہ کی طرف سے مریضوں کو فراہم کردہ خون کی مجموعی تعداد میں 50 فیصد سے زیادہ اضافہ ہو چکا ہے اور ہر سال ادارہ انتقال خون پنجاب کے زیر انتظام مریضوں کو فراہم کردہ خون کے مجموعی بیگز کی سالانہ تعداد میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے اور کسی بھی سال اس میں کمی نہیں ہوئی۔ 2010 کی غیر معمولی

تعداداس سال ڈینگی بخار کی وباء اور امن وامان کی انتہائی ابتر صورت حال کی وجہ سے ہے کیونکہ اس سال ڈینگی بخار کے مریضوں کے علاوہ بم دھماکوں میں سینکڑوں زخمی افراد کوادارا ہذاکی طرف سے خون فراہم کیاگیا۔

(د) دس سال سے زائد عرصہ سے تعینات ڈاکٹرز کی تفصیلAnnex-Bایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ان کی تعیناتی کااختیار سیکرٹری صحت کے پاس ہے۔

(ہ) عرصہ زائد سے تعینات ملازمین کو ٹرانسفر کرنے کااختیار سیکرٹری صحت کے پاس ہے۔تاہم بہترین کارکردگی کی بنیاد پر عوام کے بہتر مفاد کے لئے تین سال سے زائد عرصہ تک بھی خدمات سرانجام دینے کی پالیسی پر عمل کیا جاتا ہے لیکن کسی قسم کی کوتاہی کے مرتکب ہونے والے ملازم کو نہ صرف ٹرانسفر کیا جاتا ہے بلکہ قانونی کارروائی بھی عمل میں لائی جاتی ہے۔

ادارہ انتقال خون پنجاب میں ڈاکٹرز کا عرصہ تعیناتی وکارکردگی اور دیگر تفصیلات

*1414: جناب آصف محمود: کیاوزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ادارہ انتقال خون پنجاب میں کون کون سے ڈاکٹرز اپنے عرصہ تعیناتی کے دوران ہیڈآفس میں کن کن پوسٹوں پر تعینات رہے،ان کو ان پوسٹوں پر تعینات کرنے والی اتھارٹی کون ہے؟

(ب) مذکورہ ادارے میں کون کون سی کمیٹیاں بنائی گئیں ہیں،ان کمیٹیوں کے ممبران کون کون سے ڈاکٹرز کب سے کام کررہے ہیں؟

(ج) پرچیز کمیٹی کے کون کون سے ڈاکٹرز ممبران ہیں ان کے نام،عہدہ اور گریڈ سے آگاہ کریں؟

(د) اس کمیٹی کے ممبران نے گزشتہ پانچ سال کے دوران ادارے کے لئے کون کون سی مشینری ودیگر اشیاء کی خرید کیں اور اشیاء خریدنے کی منظوری کس فائنل اتھارٹی نے دی اس کانام،عہدہ اور گریڈ سے آگاہ کریں؟

(ہ) ان اشیاء کے خریدنے پر کتنے کتنے اخراجات آئے،سال وار تفصیل سے آگاہ کریں؟

(و) مذکورہ بالاعرصہ کے دوران ادارہ انتقال خون پنجاب کاآڈٹ ہواتواس کی سال وار تفصیل سے آگاہ کریں،اگر نہیں توکیوں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ادارہ انتقالِ خون پنجاب کے ہیڈ آفس میں تعینات ڈاکٹرز مندرجہ ذیل پوسٹوں پر خدمات سر انجام دے رہے ہیں۔ عرصہ تعیناتی کی تفصیل درج ذیل ہے۔

ڈاکٹر ظفر اقبال، ایڈیشنل ڈائریکٹر	6۔اپریل 2011 سے تاحال
ڈاکٹر محمد اطہر، اسسٹنٹ ڈائریکٹر	2۔اکتوبر 2010 سے تاحال
ڈاکٹر عبدالماجد، لیکچرار / ڈیمونسٹریٹر	27۔فروری 2007 سے تاحال
ڈاکٹر عارف تبسم، لیکچرار / ڈیمونسٹریٹر	25۔فروری 2007 سے تاحال
ڈاکٹر گلناز اختر، لیکچرار / ڈیمونسٹریٹر	28۔ستمبر 2010 سے تاحال
ڈاکٹر مسرت داد، بلڈ ٹرانسفیوژن آفیسر،	6۔نومبر 2007 سے تاحال

مذکورہ ادارے میں ڈاکٹرز کی تعیناتی سیکرٹری، محکمہ صحت پنجاب کرتے ہیں۔

(ب) مذکورہ ادارہ کو بہترین طریقے سے چلانے اور شفاف طریقہ سے مشینری و ادوایات و دیگر اشیائے ضروریہ کی خریداری کے لئے مندرجہ ذیل کمیٹیاں سال 14-2013 کے لئے بنائی گئی ہیں۔

(I) پرچیز کمیٹی

(ii) ریٹ ویریفیکشن کمیٹی

(iii) کوالٹی / کوانٹٹی / سپیسیفیکشن / چیکنگ کمیٹی

نوٹیفکیشن / آرڈرز کی کاپیاں بالترتیب ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

(ج) ہر سال نئی پرچیز کمیٹی تشکیل دی جاتی ہے۔ مالی سال 14-2013 کے لئے تشکیل دی گئی پرچیز کمیٹی کے ممبران کے نام، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل درج ذیل ہے۔

I۔	ڈاکٹر محفوظ الرحمٰن	ڈائریکٹر BS-20	IBTS Punjab لاہور	چیئرمین
Ii۔	ڈاکٹر ظفر اقبال	ایڈیشنل ڈائریکٹر BS-19،	IBTS Punjab لاہور	ممبر
Iii۔	ڈاکٹر محمد اطہر	اسسٹنٹ ڈائریکٹر BS-18،	IBTS Punjab لاہور	ممبر
Iv۔	ڈاکٹر محمد عبدالماجد	لیکچرار / ڈیمونسٹریٹر BS-19،	IBTS Punjab لاہور	ممبر
V۔	ڈاکٹر عارف تبسم	لیکچرار / ڈیمونسٹریٹر BS-19،	IBTS Punjab لاہور	ممبر

(کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)

(د) اس ضمن میں عرض ہے کہ 10-2009، 11-2010 اور 13-2012 میں کوئی بھی خریداری نہیں ہوئی تاہم 09-2008 اور 12-2011 میں چند اشیاء خریدی گئیں جن کی تفصیل ایوان

کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔اس کی خرید کی منظوری سیکرٹری صحت نے دی اور خریداری اوپن ٹینڈر کی صورت میں کی گئی تھی۔

(ہ) گزشتہ پانچ سال کے دوران خریدی گئی اشیاء اور ان پر خرچ ہونے والی رقم کی سال وار تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(و) مذکورہ ادارہ کا آڈٹ 30۔جون2013 تک مکمل ہو چکا ہے۔مالی سال 13-2012 کے آڈٹ کی ابھی تک observations موصول نہیں ہوئیں تاہم بقایا سالوں کے آڈٹ کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

گوجرانوالہ: ڈی ایچ کیو ہسپتال میں بھرتیوں کی تفصیلات

*1436: محترمہ ناہید نعیم: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) سال2009 سے آج تک ڈی ایچ کیو ہسپتال گوجرانوالہ میں جتنے افراد بھرتی کئے گئے ان کے نام، تعلیمی قابلیت، عہدہ، گریڈ اور ڈومیسائل کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) اگر ان تمام افراد کو میرٹ پر بھرتی کیا گیا ہے تو میرٹ کا طریق کار نیز میرٹ بنانے والے افسران کا نام، عہدہ اور گریڈ بیان فرمائیں؟

(ج) ان میں سے جتنے افراد کو مخصوص کوٹاجات کے تحت بھرتی کیا گیا ان کے نام، پتا اور جس کوٹا کے تحت بھرتی ہوئی، اس کی تفصیل بتائی جائے؟

(د) جتنے افراد کو رولز میں نرمی کر کے بھرتی کیا گیا ہے ان کے نام، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل بتائی جائے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) سال2009 سے آج تک ڈی ایچ کیو ہسپتال گوجرانوالہ میں جو تقرریاں ہوئی ہیں ان کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) اوپن میرٹ پر بھرتی کے لئے مندرجہ ذیل طریق کار اختیار کیا گیا۔

1۔ درخواستیں ای ڈی او (ہیلتھ) گوجرانوالہ کے دفتر میں طلب کی گئیں وہاں ہی ان کا انٹرویو اور میرٹ لسٹ تیار کی گئی۔ای ڈی او (ہیلتھ) کی ہدایت کے مطابق میڈیکل سپرنٹنڈنٹ نے تقرری آرڈر جاری کئے۔نام آفیسر ڈاکٹر نثار احمد چیمہ، ای ڈی او (ہیلتھ) گوجرانوالہ گریڈ20۔

(ج) کسی ملازم کو سال 2009 سے آج تک کسی بھی مخصوص کوٹاجات میں بھرتی نہ کیا گیا ہے۔
(د) کسی بھی ملازم کو رولز میں نرمی کر کے بھرتی نہ کیا گیا ہے۔

لاہور: محکمہ صحت سول سیکرٹریٹ میں زیر التوا کیسز و دیگر تفصیلات

*1470: جناب جاوید اختر: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) سول سیکرٹریٹ پنجاب محکمہ صحت میں کون کون سے سپرنٹنڈنٹ، سیکشن آفیسر اور ڈپٹی سیکرٹری پوسٹنگ ٹرانسفر اور ملازمین کے خلاف شکایات کی انکوائریوں کو ڈیل کرتے ہیں ان کے نام، عہدہ و شعبہ کے نام سے آگاہ کریں؟

(ب) اس وقت ان آفیسرز کے پاس کتنے پوسٹنگ ٹرانسفر کے کیسز کب سے زیر التواء ہیں اور ان کو زیر التواء رکھنے کی وجوہات سے آگاہ کریں؟

(ج) اس وقت ان آفیسرز کے پاس کتنے کیسز انکوائریوں کے زیر التواء ہیں اور یہ کب سے زیر التواء ہیں۔ تاریخ و سال سے آگاہ کریں اور ان کو کب تک نمٹا دیا جائے گا؟

(د) کیا موجودہ سیکرٹری صحت ایسی ہدایات جاری کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں کہ جو آفیسران واہلکاران پوسٹنگ ٹرانسفر اور انکوائریوں کو ڈیل کرتے ہیں وہ تمام کیسز فوری اور بروقت نمٹائیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) محکمہ صحت پنجاب سول سیکرٹریٹ لاہور میں 4 ڈپٹی سیکرٹری اور 12 سیکشن آفیسرز ٹرانسفر، پوسٹنگ اور ملازمین کے خلاف شکایات کی انکوائری ڈیل کرتے ہیں، جن کے نام، عہدہ اور شعبہ جات کی تفصیل درج ذیل ہے:-

ڈاکٹر شعیب انور، ڈپٹی سیکرٹری جنرل، عدنان ظفر، ڈپٹی سیکرٹری (Estt-I)، سیدہ ملائکہ، ڈپٹی سیکرٹری (Estt-II) اور راجہ منصور انور احمد ڈپٹی سیکرٹری (ایڈمن) مذکورہ ڈپٹی سیکرٹریز کے ماتحت کام کرنے والے سیکشن آفیسرز کی تفصیل Annex-A ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) محکمہ صحت پنجاب میں پوسٹنگ ٹرانسفر پر مکمل پابندی ہے، اور کسی بھی ڈاکٹر یا پیرامیڈیکل سٹاف کی کوئی بھی ٹرانسفر پوسٹنگ نہ ہو رہی ہے۔

(ج) محکمہ صحت میں اس وقت کل759انکوائری کیسز پر کارروائی جاری ہے۔ سال وار تاریخ Annex-Bایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ محکمہ صحت ان انکوائری کیسوں کو جلد از جلد نمٹانے کے لئے کوشاں ہے۔

(د) پوسٹنگ ٹرانسفر کے کیسوں پر بروقت کارروائی کر کے فیصلے صادر کئے جاتے ہیں، بہر حال دورانِ آفات جیسا کہ سیلاب، زلزلہ، وبائی امراض وغیرہ اور الیکشن کے دوران ہر طرح کی ٹرانسفر پوسٹنگ پر پابندی عائد کر دی جاتی ہے لہذا اس دوران کیسز التواء کا شکار ہو جاتے ہیں۔

جہاں تک انکوائری کیسز کا تعلق ہے تو انصاف کے تقاضے پورے کرتے ہوئے ان کو جلد از جلد نمٹانے کے لئے کوشش کی جاتی ہے۔ تاہم اس میں تمام مراحل جیسا کہ شوکاز نوٹس جاری کرنا، انکوائری آفیسر کی تقرری اور شخصی شنوائی وغیرہ جیسے مراحل شامل ہوتے ہیں جس وجہ سے انکوائری کیسز نمٹانے میں تاخیر ہو جاتی ہے تاہم محکمہ صحت ان کیسز کو جلد از جلد نمٹانے کے لئے ہر وقت کوشاں رہتا ہے۔

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: سردار صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر آ گئے ہیں۔ خیریت ہے؟

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر! 3۔ دسمبر 2013 کو محکمہ صحت کے سوالات و جوابات کا دن تھا، میں نے ایک سوال کیا تھا جس کے اندر میں صرف یہ highlight کرنا چاہتا ہوں کہ یہ on record ہے کہ وزیر صحت نے کہا تھا کہ اس وقت جو بھی خالی اسامیاں ہیں ان کے لئے جنوری 2014 میں ڈی پی سی بلائی جائے گی۔

جناب سپیکر: کون سے محکمے کے لئے؟

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر! صحت سے متعلق ہے۔ چونکہ آج صحت کا دن ہے اس لئے میں اسے highlight کر رہا ہوں کہ 3۔ دسمبر 2013 کو محکمہ صحت کے سوالات میں وزیر صحت نے on record یہ کہا تھا کہ ڈی پی سی جنوری تک بلا لی جائے گی۔

جناب سپیکر: وزیر صاحب تو ہو سکتے ہیں لیکن صحت صاحب نہیں ہو سکتے۔

سردار وقاص حسن موکل: وزیر صحت!

جناب سپیکر: وزیر صحت نے کیا کہا تھا؟

سردار وقاص حسن موکل: انہوں نے فرمایا تھا کہ جنوری میں ڈی پی سی بلا لی جائے گی لیکن میری اطلاع کے مطابق ابھی بھی ڈی پی سی نہیں بلائی گئی۔ اگر بلائی گئی ہے تو ہمیں اس کا کوئی ریکارڈ دکھادیں۔ یہاں پر ایک precedent بنتا جا رہا ہے کہ ایک سوال کا جواب دے دیا جاتا ہے اور اس کے بعد اس پر کوئی کارروائی نہیں ہوتی۔ وزیر صاحب نے فرمایا ہے کہ اگر کسی قسم کی کوئی discrepancy ہے تو میں خود محکمے میں جاؤں گا اور اس کے خلاف action لوں گا تو کیا action لیا گیا ہے چونکہ یہ اس سوال سے related تھا on the floor of the House ڈوگر صاحب والے سوال میں ہاں تھی اور میرے والے میں ناں تھی۔ آپ سے استدعا ہے کہ صرف جان چھڑانے کے لئے یہاں پر جو سوالوں کے اس طرح جواب دیئے جاتے ہیں، یہ کوئی کارروائی نہیں ہے۔ اگر اس مقدس ایوان کے اندر بھی سوال کا جواب اس طرح سے دیا جائے کہ ٹرک کی بتی کے پیچھے لگا دیا جائے اور کوئی اسے pursue نہ کرے۔ تین مہینے ہو گئے ہیں۔

جناب سپیکر: اگر سوال ہی ٹرک کی بتی کے پیچھے لگنے والا ہو تو پھر کیا کریں؟

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! ڈی پی سی ان خالی اسامیوں کے لئے تھی جہاں پر ڈاکٹرز اور ٹیچرز نے لگنا تھا۔

جناب سپیکر: اب آپ بیٹھیں، مہربانی۔

چوہدری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! میں اس میں تجویز دینا چاہوں گا کہ اس معاملے کو thrash out ہونا چاہئے اس لئے آپ اسے Assurance Committee کو refer کر دیں تاکہ وہاں دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی واضح ہو جائے۔

جناب سپیکر: کس بارے میں؟

چوہدری عامر سلطان چیمہ: جو یہی ساری بات ہے اس بارے میں۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! 2010 سے ابھی تک ڈی پی سی کیوں نہیں ہوئی؟

جناب سپیکر: جی، پتا کرتے ہیں۔

سردار محمد جمال خان لغاری: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: آپ کو خیریت ہے؟ جی، لغاری صاحب!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: آپ بھی پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! میرے سوال کے جواب کا کیا بنا؟

جناب سپیکر: ابھی آپ کے سوال کا جواب پوچھتے ہیں۔

سردار محمد جمال خان لغاری: شکریہ۔جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ ڈیرہ غازی خان میں کوئی لاء ہے نہ آرڈر ہے۔ڈیرہ غازی خان میں لاء اینڈ آرڈر کی ابتر ترین صورتحال اس المناک حد تک نیچے گر چکی ہے کہ پولیس کے ہمارے جو بہادر افسران ہیں، پولیس کے جو اہلکاران ہیں وہ جام شہادت نوش فرما رہے ہیں۔اس وقت وہاں پر ڈاکو راج ہے، اس وقت پولیس کا total rigidness حال ہے، بارڈر ملٹری پولیس (BMP) اپنے فرائض ادا نہیں کر رہی ہے چونکہ اس وقت رشوت ستانی زوروں پر ہے۔ میں حکومتی پارٹی کا ایم پی اے ہو کر یہ شرمناک اعتراف کرنے پر مجبور ہو چکا ہوں۔ وہاں پر جو عام شہری ہیں چاہے کوئی امیر سے امیر ترین ہے چاہے ہمارا ایک ادنیٰ ایم پی اے سردار جاوید اختر لنڈ ہے۔اگر وہ آج یہاں پر موجود ہیں تو خود اس بات کی گواہی دیں گے کہ ان کی قریبی عزیزہ کو باقاعدہ طور پر ڈیرہ غازی خان شہر کی حدود میں ڈاکوؤں نے آ کر لوٹا ان کے زیور اتارے گئے۔جس وقت بتایا گیا کہ میں تو سردار جاوید اختر لنڈ کی قریبی عزیزہ ہوں تو ان سے کہا گیا کہ وہ ہمیں کوئی نوکری دے سکتا ہے؟ جاؤ جا کر اسے یہ بولو۔اس حد تک حالات خراب ہو گئے ہیں، ایک لاڈی گینگ ہے جو تمن کھوسہ کے پہاڑ کے علاقے کے اندر اس وقت بہت اطمینان سے زندگی گزار رہا ہے، وہاں موٹر سائیکل سے لے کر پیٹر انجن تک، گاڑیوں سے لے کر بندوں تک ہر چیز کی وہاں باقاعدہ طور پر پناہ گاہ ہے۔کیونکہ وہاں پر جا کر BMP ریڈ نہیں کرتی، پولیس کہتی ہے کہ یہ BMP کی حدود ہے اس لئے ہم وہاں پر نہیں جا سکتے اور اس وقت BMP equipped ہی نہیں ہے ان کی کئی سالوں سے پروموشنز نہیں ہوئیں، انہیں کوئی سہولت میسر نہیں ہے تو وہ وہاں پر جا کر کیا ریڈ کریں گے؟ اس وقت وہاں پر رینجرز یا فوج کی ضرورت ہے، مجھے

افسوس کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے کہ اس وقت پنجاب کی ریاستی مشینری اس پوزیشن میں نہیں ہے کہ ان ڈاکوؤں سے شریف لوگوں کو چھٹکارا دلا سکے۔

جناب سپیکر: سردار صاحب! آپ کوئی چیز in writing لائیں تاکہ میں بھی کسی سے پوچھنے والا بنوں۔

سردار محمد جمال خان لغاری: جناب سپیکر! میں in writing بھی دوں گا، دھرنے بھی دوں گا۔۔۔

جناب سپیکر: مہربانی۔ جی، محترمہ!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: شکریہ۔ جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: یہ آپ کا ٹائم ہے اور آپ خود اپنا ٹائم خراب کر رہے ہیں۔ مجھے اعتراض نہیں ہے۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! جو important بات ہے، ہمارے جو issues ہیں جو آپ کے سامنے پیش کرنے ہیں ان کا یہی forum ہے اور یہیں پر بات کی جا سکتی ہے۔ میں ایک اہم مسئلے کی طرف آپ کی توجہ اس لئے چاہتی ہوں اور میڈیا سے بھی گزارش کرنا چاہتی ہوں کہ ہر issue کا ایک پہلو دکھا کر دوسرے پہلو کو نظر انداز کرنا غیر مناسب ہوتا ہے۔ ابھی کچھ دن پہلے کرکٹر عمر اکمل کے ساتھ ایک وارڈن صاحب کا جو issue ہوا وہ سب نے دیکھا۔ میرا ریکارڈ ہے کہ میں ہمیشہ کہتی ہوں کہ قانون کی بالادستی سب کے لئے ہونی چاہئے، یقیناً جہاں قانون کی خلاف ورزی ہو وہاں چالان ہونا چاہئے لیکن یہ اختیار کسی کو نہیں دیا جا سکتا کہ کوئی ہاتھا پائی کرے، کوئی کسی کی پگڑی اچھالے۔ یہ بات ایوان میں کر کے embarrassment ہوتی ہے اس لئے میں نہیں کرنا چاہتی تھی لیکن اس وقت آپ نے وارڈنز کو جو empower کر دیا ہے۔ میں ابھی پچھلے مہینے ایک فن ریس پر مہمان تھی، میں وہاں کھڑی تھی تو ایک وارڈن صاحب وہاں آئے اور کہا کہ آپ گاڑی ہٹا لیجئے میں نے کہا کہ ریس پہنچ رہی ہے، وہاں اور گاڑیاں بھی کھڑی تھیں تو میں نے کہا کہ یہ کیوں کھڑی ہیں تو اس نے کہا کہ یہ انتظامیہ کی گاڑیاں ہیں۔ میں نے کہا کہ بھائی! بس ریس ابھی پہنچ رہی ہے اور میں سڑک پر کھڑی ہوئی اچھی نہیں لگتی جیسے ہی ریس آتی ہے میں اتر جاؤں گی اور گاڑی سائیڈ پر park کر دوں گی۔ اس دن سے اس وارڈن صاحب کی ego کا مسئلہ ہو گیا ہے اور بار بار وہ میری گاڑی روکتا ہے، وہ بغیر کسی وجہ، بغیر کسی چیز کے harass کرتا ہے اور اس نے کل میرے بارے میں میرے ڈرائیور کے ساتھ جو زبان استعمال کی ہے وہ ناقابل برداشت ہے۔ ان کو یہ اختیار دے دینا کہ یہ کسی کی بھی پگڑی اُچھالیں مناسب نہیں ہے۔ اگر میری کسی غلطی کی وجہ سے چالان بنتا ہے تو میں pay کرنے کے لئے تیار ہوں لیکن بدتمیزی کرنا، یہ کہنا کہ ایم پی اے چور اور ڈاکو ہوتے ہیں

ناقابل برداشت ہے۔اس آدمی نے egoکا مسئلہ بنایا ہوا ہے۔اس کو یہ اختیار شاید ہم نے دیے دیا ہے۔اس وارڈن نے عمر اکمل کے اُوپر ہاتھ اُٹھایا لیکن آج تک کسی نے اس سے نہیں پوچھا کہ تمھیں عمر اکمل پر ہاتھ اُٹھانے اور اسے زخمی کرنے کا اختیار کس نے دیا ہے؟ چالان کرنے میں وہ حق بجانب تھا۔اگر میری گاڑی کی کوئی غلطی ہو اور وہ چالان کرے تو میں payکرنے کے لئے تیار ہوں۔

جناب سپیکر: محترمہ!آپ مجھے لکھ کر بھجوائیں۔آپ تحریک استحقاق moveکریں میں اس کا noticeلوں گا۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر!اس نے میرے ڈرائیور کو pinpointکر لیا ہے۔ابھی کچھ دیر پہلے میرا ڈرائیور bikeپر تھا، وہ بازار جارہا تھا اور اسے پھر اس وارڈن نے کھڑا کیا۔یہ کیا طریق کار ہے؟

جناب سپیکر: محترمہ!میں کہہ رہا ہوں کہ آپ تحریک لائیں میں اس پر noticeلوں گا۔

جناب شہزاد منشی: جناب سپیکر!پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: آپ کو کیا ہوا؟

جناب شہزاد منشی: جناب سپیکر!میں ایک بہت ہی ضروری بات کرنا چاہتا ہوں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!یہ تحاریک التوائے کار کا وقت ہے، Point of orderمیں وقت ضائع کیا جارہا ہے اور پھر آپ کہیں گے کہ وقت ختم ہو گیا ہے۔

جناب سپیکر: جی، بالکل جب وقت ختم ہو گیا تو میں کہوں گا۔

جناب شہزاد منشی: جناب سپیکر!ضلع قصور تھانہ گنڈا سنگھ میں دو روز پہلے چند ایک مسیحی بھٹہ مزدوروں کے گھروں پر قبضہ کر لیا گیا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: محترم!آپ یہ چیز in writingلے کر آئیں۔یہ طریقہ ٹھیک نہیں ہے۔This is no point of order. Don’t waste time.آپ کی بڑی مہربانی تشریف رکھیں۔ I will be grateful. Let me proceed further.

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: اب ہم تحاریک التوائے کا شروع کرتے ہیں۔ تحریک التوائے کار نمبر 733ہے۔یہ جناب جہانزیب خان کھچی، جناب احمد خان بھچر اور محترمہ شنیلا رُوت صاحبہ کی طرف سے ہے۔اس کا جواب آنا تھا۔

دریاؤں اور نہروں میں فیکٹریوں اور سیوریج کا پانی ڈالنے سے آلودگی میں خطرناک حد تک اضافہ سے مختلف بیماریوں میں اضافہ

(۔۔۔جاری)

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! اس ضمن میں عرض ہے کہ دریا، نہریں اور بیشتر نالے محکمہ آبپاشی کے کنٹرول میں ہیں۔ محکمہ آبپاشی کی اجازت سے بیشتر فیکٹریوں اور سیوریج کا آلودہ پانی ان دریاؤں، نہروں اور نالوں میں ڈالا جاتا ہے جس کے لئے محکمہ آبپاشی charges بھی وصول کرتا ہے۔

جناب سپیکر! یہ درست ہے کہ صنعتی اور شہری آلودہ پانی مختلف نالوں کے ذریعے نہروں اور دریاؤں میں شامل ہو جاتا۔ تاہم یہ امر قابل ذکر ہے کہ نہروں اور دریاؤں کا پانی وافر مقدار میں موجود ہونے کی صورت میں صنعتی اور شہری آلودہ پانی کو رقیق کر دیتا ہے۔ مزید برآں چلتا ہوا آلودہ پانی ہوا سے آکسیجن جذب کرتا رہتا ہے جس سے آلودہ پانی کی قدرتی طور پر صفائی ہوتی رہتی ہے۔ اس طرح آبی آلودگی کے اثرات میں کافی حد تک کمی آ جاتی ہے۔ مذکورہ اخباری خبر میں Lead, Arsenic, Copper, Zinc اور دیگر زہریلے chemicals کا ذکر ہے جبکہ ان chemicals کی مقدار اور پانی کا نمونہ لینے کی جگہ سے متعلق کچھ بھی نہیں بتایا گیا۔ محکمہ تحفظ ماحول پنجاب کی لیبارٹری کے مختلف اوقات میں کئے گئے سروے اور تجزیے کے مطابق دریائے راوی، چناب، سندھ، جہلم اور ستلج میں مختلف دھاتوں کی مقدار قومی ماحولیاتی معیار سے متجاوز نہ ہے تاہم آلودہ پانی کا دریاؤں کے پانی میں گرنے کے مقامات کے قریب اگر دریا کا پانی وافر نہ ہو تو پانی میں حل شدہ آکسیجن کی مقدار میں کمی واقع ہو سکتی ہے جو آبی حیات کے لئے نقصان دہ ہے۔ اس طرح محکمہ آبپاشی کی رپورٹ کے مطابق مذکورہ دریاؤں میں Copper کی مقدار سو فیصد مقررہ معیار کے اندر ہے جبکہ Lead 86 percent, Nickel 93 percent and Zinc 99.9 percent مقررہ معیار کے اندر ہے۔ محکمہ تحفظ ماحول اپنے قیام سے ہی پنجاب بھر میں صنعتی اداروں، ہسپتالوں، ہاؤسنگ کالونیوں اور دوسرے یونٹوں کے لئے ماحولیاتی آگاہی مہم چلا رہا ہے اور تادیبی کارروائی بھی کرتا رہتا ہے کہ وہ اپنے آلودہ پانی کو قومی ماحولیاتی معیار کے مطابق خارج کریں۔ محکمہ کی کوششوں سے چوبیس اضلاع میں 98 سے زیادہ فیکٹریوں نے Waste Water Treatment Plants لگائے ہیں۔ محکمہ کے 36 ضلعی آفیسر تحفظ ماحول اپنی علاقائی حدود میں صنعتی اور دوسرے یونٹوں کا وقتاً فوقتاً سروے کرتے رہتے ہیں اور آلودگی پیدا کرنے والے یونٹوں

کے خلاف ان کی رپورٹ کی بنیاد پر پنجاب تحفظ ماحول ایکٹ 1997 کے تحت کارروائی کی جاتی ہے۔ محکمہ ہذا نے اب تک 3384 یونٹوں کے خلاف عدم تعمیل کی بناء پر مقدمات تحفظ ماحول ٹربیونل لاہور میں دائر کئے ہیں۔ ٹربیونل نے 1120 یونٹوں کے خلاف مقدمات کا فیصلہ کیا اور ان کو جرمانے کی سزا سنائی جبکہ 2229 مقدمات زیر سماعت ہیں۔ مزید عرض یہ ہے کہ فیصل آباد کے ایک حصہ کے سیوریج واٹر جس میں فیکٹریوں کا پانی بھی شامل ہوتا ہے کو واسا فیصل آباد treatment کر رہا ہے جبکہ واسا لاہور جاپان کی تکنیکی مدد سے لاہور میں Central Sewage and Waste Water Treatment Plant لگانے کے منصوبے پر کام کر رہا ہے۔ مزید برآں حکومت پنجاب نے خانیوال، میاں چنوں، کبیر والا، جہانیاں، ملتان، جلال پور پیر والا، قادر پور، بہاولپور، راجن پور، احمد پور شرقیہ اور کوٹ ادو کی تحصیلوں میں سیوریج کی treatment کے لئے Oxidation Plants بنائے ہیں۔ محکمہ تحفظ ماحول نے محکمہ آبپاشی سے بھی درخواست کی ہے کہ وہ Canal and DrainageAct,1873 کے تحت نہروں، نالوں اور دریاؤں میں فیکٹریوں کا آلودہ پانی ڈالنے پر کنٹرول کرے۔ محکمہ آبپاشی کے مطابق وہ اپنی بھی تادیبی کارروائی کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر! یہ امر قابل ذکر ہے کہ روزنامہ "ایکسپریس" مورخہ یکم اکتوبر کی خبر مسٹر آصف شہزاد، رپورٹر کے حوالے سے شائع ہوئی ہے تاہم خبر کے مندرجات کے بارے میں کوئی تحریری رپورٹ کسی طور پر بھی پیش ہوئی اور نہ ہی کسی رابطے کا ذکر کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! چراغ تلے اندھیرا نہ ہونے دیں۔ لاہور کی آلودگی لوگوں کو کافی خراب کر رہی ہے۔ ذرا اس پر پوری طرح غور کریں۔ صرف جواب پڑھنے سے کام نہیں چلتا۔ مہربانی کر کے اس پر practically کام بھی کریں۔ اس تحریک کو dispose of کیا جاتا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! جی، ٹھیک ہے۔ انشاء اللہ تعمیل ہو گی۔

جناب سپیکر: اگلی تحریک التوائے کار نمبر 741، شیخ علاؤالدین صاحب کی ہے۔ یہ پڑھی جا چکی ہے اور اس کا جواب آنا تھا۔

چک نمبر21/8-R تلمبہ تحصیل میاں چنوں کی رہائشی خاتون رضیہ کتے کے کاٹنے کی دوائی نہ ملنے سے جاں بحق

(۔۔۔جاری)

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور(جناب نذر حسین):جناب سپیکر!اس ضمن میں عرض ہے کہ رورل ہیلتھ سنٹر تلمبہ کے اوپی ڈی ریکارڈ کے مطابق رضیہ بی بی دختر ماسٹر رحم دین چک نمبر21/8-R کتا کاٹنے کا علاج معالجہ کے لئے نہیں لائی گئی بلکہ مورخہ 25۔ستمبر2013 کو وہ اپنے گھر میں ہی وفات پا گئی تھی۔سینئر میڈیکل آفیسر تلمبہ کے مطابق متذکرہ خاتون علاج کے لئے ایمرجنسی اور نہ ہی اوپی ڈی میں لائی گئی۔سینئر میڈیکل آفیسر رورل ہیلتھ سنٹر تلمبہ کے مطابق5۔ستمبر کو مناسب مقدار میں A.R.V Vaccine and anti-rabies موجود تھی۔رضیہ بی بی کے عزیز واقارب کو رورل ہیلتھ سنٹر تلمبہ میں vaccine کر دی گئی تھی۔تحصیل ہیڈکوارٹر ہسپتال کے ریکارڈ کے مطابق بھی رضیہ کے والدین وہاں نہیں گئے جبکہ وہاں بھی مناسب مقدار میں A.R.V Vaccine موجود تھی۔

جناب سپیکر:اس تحریک التوائے کار کا مفصل جواب آگیا ہے اس لئے اس کو dispose of کیا جاتا ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر891،سردار شہاب الدین خان کی ہے۔کیا اس کا جواب آگیا ہے؟

ای ڈی او(صحت)لیہ کا عدالت کے حکم کے باوجود برخاست کمپیوٹر آپریٹرز کو بحال نہ کرنا

(۔۔۔جاری)

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور(جناب نذر حسین):جناب سپیکر!اس ضمن میں عرض ہے کہ عدالت عالیہ ملتان بنچ ملتان کے حکم مورخہ 21-11-2013 پر عملدرآمد کرتے ہوئے کمپیوٹر آپریٹر کے termination order جو کہ مورخہ 27-09-2013 کو ای ڈی او(صحت)لیہ کے دفتر سے جاری ہوئے تھے کو set-aside کر دیا گیا ہے۔عدالت عالیہ کا حکم موصول ہونے کے بعد کمپیوٹر آپریٹرز کو ان کے متعلقہ ہیلتھ سنٹر پر حاضری لگانے کا کہا گیا ہے۔اس ضمن میں مزید عرض یہ ہے کہ ان کمپیوٹر آپریٹرز کو 2007 میں اس وقت کے ای ڈی او(صحت)لیہ نے بنیادی سکیل نمبر15 میں بھرتی کیا تھا جو کہ اس سکیل کے لئے موزوں نہ تھے۔لاہور ہائیکورٹ ملتان بنچ نے اپنے حکم میں کہا ہے

کہ ان کی appointment بنیادی سکیل نمبر 12 میں کی جائے، ان کو regular بھی کیا جائے اور یہ سارا سلسلہ دو ماہ میں مکمل کر دیا جائے گا ای ڈی او (ہیلتھ) لیہ نے اس ضمن میں کارروائی شروع کر دی ہے اور محکمہ صحت سے راہنمائی مانگ لی ہے۔ مذکورہ دفتر کی عدالت عالیہ کے حکم کے مطابق قانونی راہنمائی کی جائے گی اور عدالت عالیہ کے حکم کے مطابق درست طور پر اُن کی appointment کی جائے گی۔

جناب سپیکر: جی، اس تحریک التوائے کار کو disposed of کیا جاتا ہے۔ اب اگلی تحریک التوائے کار نمبر 893/13 ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب کی ہے۔ یہ تحریک پڑھی جا چکی ہے اس کا جواب آنا تھا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! اس تحریک کو next week کے لئے pending کر دیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے یہ گزارش کروں گا کہ کسانوں کے گنے کی payment کی increase اور اس کے ساتھ اُن کے باقی allied مسائل کے حوالے سے یہ بڑی اہم تحریک تھی۔ آپ سے گزارش کروں گا کہ اگر اس تحریک کی باری next آنی ہے تو پھر اس پر پوری تیاری کر کے آئیں۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! اس تحریک کو next week پر نہ لے کر جائیں۔ ہم آپ کو دو دن دیتے ہیں آپ اس تحریک کا جواب جمعرات کو دے دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: اگلی تحریک التوائے کار نمبر 904/13 شیخ علاؤالدین صاحب کی ہے۔ جی، شیخ صاحب!

گجرات شہر محکمہ اور ٹی ایم اے کے غیر ذمہ دارانہ عمل کی وجہ سے
پینے کے پانی کے منصوبے سے محروم

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ضلع گجرات میں پبلک ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ اور ٹی ایم اے کی غیر ذمہ داری کی وجہ سے حکومت پنجاب کی پینے کے صاف پانی کی پالیسی کے تحت گجرات شہر کو جو 17 ٹینک صاف پانی کے لئے مہیا کئے جاتے تھے، جن پر بنیادی طور پر 680 ملین روپے کا تخمینہ تھا، جو اب ایک ارب روپے سے بھی تجاوز کر چکا ہے لیکن

17 واٹر ٹینکس میں سے صرف دو مکمل ہو سکے ہیں۔ منصوبہ جو تقریباً ساڑھے چار سال قبل شروع ہوا تھا آج بھی صرف زمیندار کالج اور عنایت پارک تک ہی مکمل ہو سکا ہے۔ 15 واٹر ٹینکس جو فی ٹینک ایک لاکھ گیلن ذخیرہ کر سکیں گے اور بقایا دو ٹینک پچاس ہزار گیلن ذخیرہ کر سکیں گے لیکن تلخ حقائق یہ ہیں کہ 13 واٹر ٹینکس اب تک شروع ہی نہیں ہو سکے۔ اب تک پبلک ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ اور ٹی ایم اے کے درمیان ذمہ داری کا تعین بھی نہ ہو سکا ہے اور عوامی مفاد کا یہ اہم منصوبہ غیر ذمہ داری کا منہ بولتا ثبوت ہے جس کا فوری محاسبہ ضروری ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: اس تحریک التوائے کار کو بھی next week کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اب اگلی تحریک التوائے کار 13/907 بھی شیخ علاؤالدین صاحب کی ہے۔

اقوام متحدہ کی رپورٹ کے مطابق حکومتی عدم دلچسپی کی وجہ سے ایڈز کے مرض میں مسلسل اضافہ

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں ایک عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آپ ایک general instruction جاری کریں کہ جوابات جلدی دیئے جائیں۔ آپ نے ہمیشہ مہربانی کی ہے۔ میں نے آپ کو پنجاب یونیورسٹی کے بارے میں تحریک التوائے کار کے تحت کہا تھا کہ اس کے پارکس کو کمرشل کیا جا رہا ہے۔ آپ نے مہربانی کی، بہر حال جواب صحیح نہیں تھا تو میری تحریک التوائے کار dispose of ہو گئی اور آپ کے کہنے پر میں خاموش ہو گیا۔ پنجاب یونیورسٹی کی 50 کنال زمین آج Daewoo کو دی جا رہی ہے جو میری اور آپ کی بھی یونیورسٹی ہے اور اس ایوان میں بیٹھے ہوئے اور معزز ممبران کی بھی وہ یونیورسٹی ہے۔ مجھے یونیورسٹی کا آڈیٹوریم دے دیا جائے جس قیمت پر کہتے ہیں مجھے آڈیٹوریم دے دیا جائے۔ معزز ممبران محنت کر کے اپنی تحاریک التوائے کار لاتے ہیں اور آپ کہتے رہتے ہیں کہ ان پر interest لیا جائے لیکن صرف یہی کچھ ہوتا ہے۔ ابھی آپ نے pollution کے بارے میں بات کی۔ میں پچھلے دو tenures میں بھی اور اس tenure میں بھی کہتا رہا ہوں کہ لاہور کا بیڑا غرق ہو رہا ہے اگر آپ ایکشن نہیں لیں گے تو تاریخ معاف نہیں کرے گی۔ جب میں پنجاب یونیورسٹی سے گزرتا ہوں تو خدا کی قسم آنکھیں بند کر لیتا ہوں کہ یہ وہ یونیورسٹی ہے جس نے ہمیں انسان بنایا تھا لیکن یہاں یہ کچھ ہو رہا ہے۔

جناب سپیکر!میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ اقوام متحدہ کی حال ہی میں جاری شدہ رپورٹ کے مطابق پاکستان اُن بارہ ممالک میں شامل ہو چکا ہے جہاں پر ایڈز کا مرض پھیل رہا ہے۔اقوام متحدہ کا یہ الارم جو پچھلے گیارہ سال سے ڈھکے چھپے انداز میں بج رہا تھا اور جس پر بروقت توجہ نہ دی گئی ہے۔ خدانخواستہ پاکستان سے جانے والے مسافروں پر پابندی کا باعث نہ بن جائے۔Polio Vaccination کا حشر اور نتائج ہمارے سامنے ہیں۔ایڈز کے مرض کو ہم آج تک قالین کے نیچے چھپائے کسی قسم کی تحقیق اور بحث سے بھی اجتناب کرتے رہے ہیں۔ یہ معاملہ متعلقہ حکومتی اداروں کے ساتھ میڈیا نے بھی کبھی سنجیدگی سے نہ لیا ہے جس کی وجہ سے Sex Education ایک شجر ممنوعہ ہے لیکن اس کے اثرات ظاہر ہو گئے ہیں۔ نوجوانوں اور عام لوگوں میں ایڈز کی وجوہات سے لاعلمی، مجبور اور بے بس Sex Workers کا کردار اور حکومت یا غیر حکومتی اداروں کی اس میں دلچسپی کا نہ ہونا، نا کے مظاہرے لاہور کی سڑکوں پر سر عام ملاحظہ کئے جا سکتے ہیں۔ تمام شہروں، قصبات، بس اڈوں، ٹرک اڈوں، پوش علاقوں، گیسٹ ہاؤسز، پبلک پارکوں اور گلی محلوں میں کاروبار جنس نتائج سے بے پرواہ رواں دواں ہیں۔ وقت آگیا ہے کہ مزید ایک لمحہ ضائع کئے بغیر سکول سے لے کر کالج، یونیورسٹی، دیہات و قصبات اور چھوٹے بڑے شہروں میں پریس اور الیکٹرانک میڈیا کے ذریعے لوگوں کو اس بیماری کے بارے میں آگاہی کی مہم چلائی جائے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! محکمہ صحت حکومت پنجاب ایڈز کے مرض کی اہمیت سے بخوبی آگاہی رکھتا ہے اور سنجیدگی سے اس مرض کی روک تھام اور علاج پر کام کر رہا ہے۔ اس سلسلے میں گزشتہ 15 سال سے پنجاب ایڈز کنٹرول پروگرام پر عملدرآمد کیا جا رہا ہے۔ یہ پروگرام ایڈز کے مرض کی روک تھام، تشخیص اور علاج پر سائنسی بنیادوں پر اقدامات کر رہا ہے۔UNO ایڈز کے اعداد و شمار کے مطابق پاکستان میں HIV سے متاثرہ افراد کی تعداد 87 ہزار سے ایک لاکھ 25 ہزار ہے۔ پنجاب میں یہ تعداد تقریباً 50 سے 55 ہزار تک ہے لیکن یہ صرف ایک تخمینہ ہے حتمی طور پر پنجاب میں عام عوام میں HIV ایڈز کے مرض کی شرح تقریباً 0.1 فیصد سے بھی کم ہے۔اس مرض کی شرح سرنج سے نشہ کرنے والے مریضوں میں 38 فیصد، خواجہ سراؤں میں

2.8 فیصد اور female sex workers میں 3. فیصد ہے۔ پنجاب میں 1988 سے اب تک تقریباً 5203 HIV سے متاثرہ افراد کی رپورٹیں ہوئیں۔ اب تک 2989 مریض علاج کے مراکز پر رجسٹر ہو چکے ہیں۔ پنجاب ایڈز کنٹرول پروگرام اپنے نو مشاورتی ٹیسٹ مراکز، 13 تشخیصی مراکز، نو علاج معالجہ کے مراکز اور چھ ماں سے بچوں میں منتقلی کی روک تھام کے مراکز کے ذریعے تشخیص اور علاج کی سہولتیں فراہم کر رہا ہے۔ یہ علاج کے مراکز پنجاب کے مختلف سرکاری ہسپتالوں میں جناح ہسپتال لاہور، میو ہسپتال لاہور، سروسز ہسپتال لاہور، شوکت خانم ہسپتال لاہور اور ڈی ایچ کیو ہسپتال سرگودھا، ڈی ایچ کیو ہسپتال ڈیرہ غازی خان، ڈی ایچ کیو ہسپتال فیصل آباد میں سپیشل کلینک کے نام سے قائم کئے گئے ہیں۔ والدین سے بچوں میں منتقلی کی روک تھام کے مراکز سروسز ہسپتال، لیڈی ولنگٹن ہسپتال لاہور، ڈی ایچ کیو ہسپتال فیصل آباد، ڈی ایچ کیو ہسپتال ڈیرہ غازی خان، ڈی ایچ کیو ہسپتال سرگودھا، عزیز بھٹی شہید ہسپتال گجرات میں قائم کئے گئے ہیں۔ ان مراکز پر تربیت یافتہ ڈاکٹروں اور کونسلروں کی خدمات مہیا کی گئی ہیں۔ جہاں تک sex education کا تعلق ہے ہمارا معاشرہ ابھی اس کے لئے تیار نہیں ہے تاہم جو گروپس اس مرض کا شکار ہو سکتے ہیں یا ہو چکے ہیں سرنج کے ذریعے نشہ کرنے والے اور sex workers کو براہِ راست ایڈز پروگرام کے ذریعے sex education پر معلومات فراہم کی جاتی ہیں۔ پنجاب ایڈز کنٹرول پروگرام یہ سہولیات جیل میں بھی مہیا کر رہا ہے۔ گزشتہ سال 50 ہزار سے زائد قیدیوں کے HIV کے ٹیسٹ کئے گئے ہیں جن میں سے 308 قیدیوں میں یہ مرض پایا گیا ہے۔ پنجاب ایڈز کنٹرول پروگرام کی میڈیکل ٹیمیں قیدیوں کے علاج معالجہ کے لئے کام کر رہی ہیں۔ پنجاب ایڈز کنٹرول پروگرام حاملہ خواتین کو بھی اس مرض سے بچاؤ کی سہولیات فراہم کر رہا ہے۔ اب تک 96 حاملہ خواتین اس مرض میں مبتلا پائی گئی ہیں اور 61 حاملہ خواتین زچگی کے مراحل سے کامیابی سے گزر چکی ہیں۔ نو مولود بچے تمام HIV's سے محفوظ پائے گئے ہیں اگر یہ سہولیات زچگی کے دوران مہیا نہ کی جاتیں تو آدھے سے زیادہ بچے اس مرض میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! کیا آپ اس جواب سے مطمئن ہیں؟ نہیں۔ میری عرض یہ ہے کہ میں نے نشاندہی کی ہے کہ یہ ان وجوہات سے بڑھ رہا ہے۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! no discussion آپ تشریف رکھیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میری بات سن لیجئے کہ بارہ ممالک۔۔۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب!no discussion آپ تشریف رکھیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! بات سن لیجئے۔ آپ نے آدھ آدھ گھنٹہ اجازت دی ہے۔ آپ نے کل میاں محمود الرشید صاحب کو اجازت دی ہے۔ ہمیں پانچ منٹ تو عنایت کیجئے۔ اگر یہ اتنی خوبصورت picture ہوتی جو پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے بتائی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میری عرض تو سن لیں کہ ان بارہ ممالک میں پاکستان کیوں شامل ہو گیا ہے؟ مجھے صرف یہ بتادیں کہ دنیا میں کتنے ممالک ہیں جہاں sex workers کو باقاعدہ لائسنسنگ کے تحت چیک کیا جاتا ہے اور یہ بھی بتادیں کہ یہ کام جو بڑھ رہا ہے انہوں نے ایک جگہ بھی نہیں بتائی کہ ہم ان جگہوں پر کوئی نہ کوئی آپریشن کریں گے۔

جناب سپیکر: آپ کوئی particular question لے کے آئیں گے تو پھر اسے دیکھیں گے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہ particular question ہی ہے اور کیا ہے؟

جناب والا! اس قوم کا المیہ یہ ہے کہ ہم حقائق نہیں مانتے، ہم یہ کہتے ہیں کہ ہمارے مولوی نے یہ کہہ دیا ہے تو یہ نہ کرو۔

جناب سپیکر: یہ تحریک التوائے کار dispose of کی جاتی ہے۔ شکریہ۔ اب اگلی تحریک التوائے کار نمبر908 شیخ علاؤالدین صاحب کی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! اس کا جواب موصول نہیں ہوا یہ pending کی جائے۔

جناب سپیکر: ابھی انہوں نے یہ تحریک التوائے کار پڑھنی ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! جواب ہو گا بھی تو کیا ہو گا؟ کچھ نہیں ہو گا۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! آپ اپنی تحریک التوائے کار پڑھیں۔

حکومت پنجاب کی طرف سے شیخ زید ہسپتال لاہور کا بجٹ آدھا کرنے سے ہسپتال مطلوبہ سہولیات سے محروم

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ شیخ زید ہسپتال جو ماضی قریب میں بہترین طبی سہولیات کا حامل تھا کسمپرسی کی حالت کو پہنچ گیا ہے۔ شیخ زید ہسپتال کا بجٹ جو مرکزی حکومت کے تحت 400 ملین کا تھا لیکن جیسے ہی یہ ہسپتال فروری 2012 میں پنجاب حکومت میں شامل ہوا۔ اس کے حالات اور سہولیات تیزی سے بگڑنا شروع ہو گئے۔ شیخ زید ہسپتال کے ساتھ شیخ خلیفہ بن زید سلطان النہیان میڈیکل اور ڈینٹل کالج، شیخ زید پوسٹ گریجویٹ میڈیکل کالج اور شیخ فاطمہ نرسنگ انسٹیٹیوٹ سب تیزی سے اپنا اصل مقام کھو رہے ہیں۔ اس پستی کی مختلف وجوہات کے ساتھ ایک اہم نکتہ ہسپتال کے بجٹ کا 480 ملین روپے سے 220 ملین روپے کرنا تھا۔ صاف ظاہر ہے کہ 48 کروڑ سے کم کر کے 22 کروڑ کے بجٹ سے افراط زر کے ان دنوں میں ہسپتال اپنا معیار کیسے قائم رکھ سکتا تھا۔ ایک لابی اس ہسپتال کو واپس مرکزی حکومت کو واپس دینے میں بھی سرگرم ہو چکی ہے۔ آج یہ ہسپتال تقریباً 23 کروڑ روپے سالانہ خسارے سے دوچار ہے۔ اس پر طرہ امتیاز یہ کہ اس کے بورڈ آف گورنرز عضو معطل ہے۔ محترم اسحاق ڈار صاحب کی سرکردگی میں قائم کردہ کمیٹی کا پچھلے ایک سال سے کوئی اجلاس بھی نہ ہو سکا ہے۔ پنجاب حکومت کے ایک فیصلے کے مطابق میڈیکل کالج کی فیس 4 لاکھ سے کم کر کے 41 ہزار کر دی گئی ہے جس کے نتائج سامنے آ گئے ہیں۔ مزید حیران کن امر یہ ہے کہ کالج کی اپنی کوئی Permanent Faculty بھی نہ ہے اور 25 سے زیادہ پروفیسر حضرات کو ایڈہاک بنیادوں پر لے کر کام چلایا جا رہا ہے۔ بورڈ آف گورنرز کی عدم موجودگی اور Transition Committee کے فعال نہ ہونے کی وجہ سے ہر گزرتے ہوئے دن کے ساتھ شیخ زید ہسپتال مکمل خاتمے کی طرف رواں دواں ہے۔ ایک انتہائی اہم عوامی مفاد کے ادارے کے حالات کو فوری طور پر درستی کے لئے انقلابی اقدامات کی ضرورت ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: کیا اس تحریک التوائے کار کا جواب ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! اس تحریک التوائے کار کا جواب موصول نہیں ہوا اسے اگلے ہفتہ تک pending کیا جائے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے یہ تحریک التوائے کار اگلے ہفتہ کے لئے pending کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 909 شیخ علاؤالدین صاحب اور محترمہ نگہت شیخ صاحبہ کی طرف سے ہے۔ جی، محترمہ!

کپاس کی درآمدی حکومتی پالیسی سے قیمت کم ہونے سے کسان کو شدید مشکلات کا سامنا

محترمہ نگہت شیخ: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ درآمدی کپاس کی حکومتی پالیسی کی وجہ سے کسان یعنی (Cotton Growers) کو شدید نقصان کا سامنا ہے جس کی وجہ سے Ginners کے بھی بنک کرپسی کا شکار ہونے کا خدشہ ہے۔ آج صورتحال یہ ہے کہ پھٹی 2000 سے 2200 روپے فی چالیس کلوگرام بک رہی ہے جبکہ اس پر کسان کی لاگت 3500 روپے فی چالیس کلوگرام آ رہی ہے۔ ایک طرف محنت کش کسان کے آنسو پونچھنے والا کوئی نہ ہے اور دوسری طرف انتہائی قیمتی زرمبادلہ درآمدی کپاس پر ضائع کیا جا رہا ہے۔ بھارت لاگت سے کم ریٹ پر برآمد کر کے محض ہمارے محنت کش کسان کو نقصان پہنچانے کے لئے Dumping کر رہا ہے۔ ان حالات میں لاکھوں محنت کش کسان اور Ginners عجیب بے یقینی کی صورتحال سے دوچار ہیں، جس کا فوری کوئی حل ہونا چاہئے ورنہ کسان آئندہ کپاس کی کاشت سے منحرف ہو جائیں گے جس میں وہ حق بجانب بھی ہوں گے۔ ملک کے زرمبادلہ اور پورے ٹیکسٹائل سیکٹر پر جو اثرات ہوں گے اس کا اندازہ لگانا مشکل نہ ہے۔ امپورٹر مافیا مضبوط لابی کی وجہ سے ہمیشہ سے کسانوں کو اپنی مرضی کے ریٹ پر ان کی مصنوعات خریدتا ہے جو بڑا ظلم ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: کیا اس کا جواب آ گیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور(جناب نذر حسین):جناب سپیکر!اس کا جواب موصول ہو چکا ہے۔ گزشتہ سال2013 میں پاکستان خصوصاً پنجاب میں کپاس کی فصل عمدہ ہوئی ہے اور اس کی اوسط پیداوار بھی بہتر ہے۔Pakistan Cotton Ginners Associationکی یکم دسمبر 2013 کی رپورٹ کے مطابق پاکستان کی ملوں میں کپاس کی ایک کروڑ 10 لاکھ 45 ہزار گانٹھیں اور پنجاب میں75لاکھ 65ہزار861 گانٹھیں موجود ہیں۔ اس وقت مارکیٹ میں کپاس کے نرخ2600 روپے فی 40 کلو گرام ہیں اور یہ نرخ بین الاقوامی مارکیٹ سے منسلک ہیں۔ حکومت پنجاب کاشتکاروں کو بہتر نرخ دینے کے لئے کوشاں ہے۔

جناب سپیکر: یہ جواب آپ کو کب ملا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور(جناب نذر حسین):جناب سپیکر!یہ تحریک جب انہوں نے دی تھی تو اس کے بعد جلد ہی اس کا جواب2013 میں موصول ہو گیا تھا۔

جناب سپیکر: جی، اب آپ جواب پڑھ دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور(جناب نذر حسین):جناب سپیکر!حکومت پنجاب کاشتکاروں کو بہتر نرخ دینے کے لئے کوشاں ہے۔ اس وقت صورتحال تشویشناک نہ ہے، نرخوں کی کمی کی صورت میں حکومت پنجاب متعلقہ اداروں کے ساتھ مل کر مناسب اقدامات کرے گی۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!اس میں اہم معاملہ یہ تھا کہ آپ نے امپورٹ کی اجازت ختم کرنی تھی تا کہ کسان کو اس کا حق مل جائے۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے اس کا ذکر نہیں کیا۔ اگر امپورٹ نہ ہوتی تو کسان کے آنسو پونچھے جاتے۔امپورٹ مافیاAPTMAہے اور یہrate downہونے کی وجہ ہے۔

جناب سپیکر: جی، یہ تحریک التوائے کار83 under Rule کے تحتdispose ofکی جاتی ہے۔

تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہو گیا ہے۔

غیر سرکاری ارکان کی کارروائی

قراردادیں

(مفاد عامہ سے متعلق)

جناب سپیکر: اب غیر سرکاری ارکان کی کارروائی شروع کرتے ہیں اور مفاد عامہ کی قراردادیں لیتے ہیں۔ پہلی قرارداد محترمہ نگہت شیخ صاحبہ کی ہے۔ محترمہ! آپ اپنی قرارداد پیش کریں۔

خواتین کے ساتھ ہونے والے سائبر کرائمز کو کنٹرول کرنے کے لئے قوانین میں مناسب ترمیم کا مطالبہ

محترمہ نگہت شیخ: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں یہ قرارداد پیش کرتی ہوں کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ خواتین اور بچیوں کے خلاف بڑھتے ہوئے سائبر کرائمز پر قابو پانے کے لئے پہلے سے موجود قانون میں مناسب ترامیم کی جائیں۔"

جناب سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ خواتین اور بچیوں کے خلاف بڑھتے ہوئے سائبر کرائمز پر قابو پانے کے لئے پہلے سے موجود قانون میں مناسب ترامیم کی جائیں۔"

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! سائبر کرائمز پر قانون سازی وفاقی حکومت کرتی ہے۔ اگر محترمہ اپنی قرارداد کو تھوڑا amend کر لیں کیونکہ یہ سفارش وفاقی حکومت سے کی جاتی ہے۔ اگر یہ amend کر کے دوبارہ قرارداد پیش کر دیں تو مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ اس کو amend کر کے دوبارہ پیش کر دیں۔

محترمہ نگہت شیخ: جناب سپیکر! اس کو amend ابھی کر لیں کیونکہ اس میں ایک وفاقی حکومت کا ہی اضافہ کرنا ہے۔ میں اس کو ایسے پڑھ دیتی ہوں کہ:

"یہ ایوان وفاقی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے۔"

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! آپ اجازت دے دیں تو کوئی حرج نہیں ہے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! جب ہم کوئی قرارداد منظور کر کے وفاق میں بھیجتے ہیں تو اس کے follow up کا بھی کوئی مؤثر نظام ہونا چاہئے۔ یہ بڑی اچھی قرارداد ہے جو ہماری بہن نے پیش کی ہے۔ اس کا مسلسل follow up کر کے اسمبلی کو آگاہ کرنا چاہئے کہ اس میں کیا ہوا ہے اور اس کا کیا نتیجہ نکلا ہے؟

جناب سپیکر: جی، محترمہ! آپ اپنی ترمیم شدہ قرارداد پڑھیں۔

محترمہ نگہت شیخ: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں ترمیم شدہ قرارداد پیش کرتی ہوں کہ:

"یہ ایوان وفاقی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ خواتین اور بچیوں کے خلاف بڑھتے ہوئے سائبر کرائمز پر قابو پانے کے لئے پہلے سے موجود قانون میں مناسب ترامیم کی جائیں۔"

جناب سپیکر: ترمیم شدہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"یہ ایوان وفاقی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ خواتین اور بچیوں کے خلاف بڑھتے ہوئے سائبر کرائمز پر قابو پانے کے لئے پہلے سے موجود قانون میں مناسب ترامیم کی جائیں۔"

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اس کو oppose نہیں کرتا آپ question put کر دیں۔

جناب سپیکر: ترمیم شدہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"یہ ایوان وفاقی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ خواتین اور بچیوں کے خلاف بڑھتے ہوئے سائبر کرائمز پر قابو پانے کے لئے پہلے سے موجود قانون میں مناسب ترامیم کی جائیں۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب سپیکر: دوسری قرارداد محترمہ حنا پرویز بٹ صاحبہ کی طرف سے ہے۔ وہ اسے پیش کریں۔

گھریلو ملازمین پر ہونے والے تشدد کی روک تھام کے لئے قانون سازی کا مطالبہ

محترمہ حنا پرویز بٹ: جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرتی ہوں کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ گھریلو ملازمین پر تشدد کی روک تھام اور ان کے حقوق کے تحفظ کے لئے فوری طور پر قانون سازی کی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ گھریلو ملازمین پر تشدد کی روک تھام اور ان کے حقوق کے تحفظ کے لئے فوری طور پر قانون سازی کی جائے۔"

وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ ایوان کی رائے بھی ہے اور ویسے بھی قانون سازی اس سے متعلق قطعی طور پر کوئی قدغن نہیں ہے۔ Movers سمیت جتنے بھی معزز ممبران اس وقت ایوان میں موجود ہیں ان میں سے کوئی بھی صاحب یا صاحبہ جو پرائیویٹ ممبرز بل کے طور پر اس قانون سازی میں اس ایوان کی اور حکومت کی راہنمائی کریں میں انہیں welcome کروں گا کیونکہ یہ جو معاملہ ہے زیادہ تر اس کا تعلق انسانی حقوق سے ہے اور گھر، چادر اور چار دیواری کے تحفظ سے متعلقہ ہے۔ اس میں سب سے زیادہ اہم چیز یہ ہے کہ وہ کیا force یا mechanism ہو کہ لوگوں کے گھروں میں داخل ہو کر جو domestic torture ہے اس کو چیک کیا جا سکے؟ گھریلو تشدد میں نہ صرف ملازمین بلکہ اس میں بچے بھی آتے ہیں اور خواتین بھی آتی ہیں۔ یہ معاملہ حکومت کے بھی زیر غور ہے اور Law Department بھی اس کو دیکھ رہا ہے۔ معزز ممبران میں سے جو بھی پرائیویٹ ممبر بل کے طور پر اس کو لانا چاہے اس ایوان کی اور حکومت کی راہنمائی کرنا چاہے تو میں اس کو most welcome کروں گا۔

جناب سپیکر: آپ اپنی اس قرارداد کے بارے میں کچھ کہنا چاہیں گی؟

وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اس کو oppose کرتا لیکن ایوان کی رائے کے ساتھ ساتھ اس کے اوپر کوئی قدغن نہیں ہے۔ every member اس میں پرائیویٹ ممبر بل کے طور پر move کر سکتا ہے۔

جناب سپیکر: جی، مجھے یہ قرارداد پیش تو کرنی پڑے گی۔ یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ گھریلو ملازمین پر تشدد کی روک تھام اور ان کے حقوق کے تحفظ کے لئے فوری طور پر قانون سازی کی جائے۔"

(قرارداد منظور ہوئی)

جناب سپیکر: تیسری قرارداد رائے محمد عثمان خان کھرل کی طرف سے ہے وہ اسے پیش کریں۔ دیکھتے ہیں کیا ہوتا ہے؟

سرکاری ملازمین کی ریٹائرمنٹ پچیس سالہ سروس کی بجائے بیس سال کرنے کا مطالبہ

رائے محمد عثمان خان کھرل: جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ سرکاری ملازمین کو پچیس کی بجائے بیس سالہ سروس کے بعد ریٹائرمنٹ کا حق دیا جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تو آپ کی رائے ہے۔ منسٹر صاحب سے پوچھتے ہیں کہ وہ کیا کہتے ہیں؟ یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ سرکاری ملازمین کو پچیس کی بجائے بیس سالہ سروس کے بعد ریٹائرمنٹ کا حق دیا جائے۔"

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! I oppose یہ مناسب نہیں ہے کہ اتنی جلدی ریٹائرمنٹ کی وجہ سے حکومت ایسے ملازمین سے جنہیں تھوڑا بہت experience حاصل ہو جاتا ہے کچھ عرصہ ملازمت کرنے کے بعد تو ان کے تجربے سے محروم ہونے کا اندیشہ ہے اس لئے اس حد کو پچیس سال تک ہی رہنے دیا جائے تو مناسب ہے۔

جناب سپیکر: اب سوال کرتے ہیں دیکھتے ہیں کیا ہوتا ہے؟ آپ اس بارے میں کوئی بات کرنا چاہتے ہیں تو کر لیں۔

رائے محمد عثمان خان کھرل: جناب سپیکر! میں بات کرنا چاہتا ہوں۔ میری یہ گزارش ہو گی کہ اگر پچیس سال کی بجائے ہم بیس سالہ ریٹائرمنٹ رکھیں گے تو اس سے ملازمتوں کے نئے مواقع ملیں گے۔

پنجاب میں اتنی بے روزگاری ہو گئی ہے کہ پڑھے لکھے نوجوان بے روزگار پھر رہے ہیں۔اگر کوئی اپنی مرضی سے ریٹائرمنٹ لینا چاہے میں نے اس میں کوئی condition نہیں رکھی کہ لازمی 20 سال میں ریٹائر کریں۔

وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ/قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! پھر مناسب ہے کہ ملازمین کی مرضی کے اوپر ہی اس کو چھوڑ دیا جائے۔

جناب سپیکر: پھر اس قرارداد کا کیا کیا جائے؟ پڑھ تو میں دیتا ہوں باقی آپ کے مقدر ہیں۔اگر واپس لینا چاہتے ہیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب خان محمد جہانزیب خان کھچی: جناب سپیکر! ایک منٹ کا پوائنٹ آف آرڈر دے دیں۔

جناب سپیکر: جی، ایک منٹ لیکن کاہے کے لئے؟ جی، کھچی صاحب!

جناب خان محمد جہانزیب خان کھچی: جناب سپیکر! میں عرض کرنا چاہوں گا۔

جناب سپیکر: oppose کریں گے؟

جناب خان محمد جہانزیب خان کھچی: جناب سپیکر! میں آپ کو تھوڑی سی detail بتاؤں گا اور پھر oppose کی بات تو بعد کی ہے۔اس میں دو چیزیں ہیں کیونکہ بیس سے پچیس سال کا جو tenure ہے اس کے ساتھ 60 years کا بھی tenure آتا ہے۔کئی دفعہ ملازم کی مدت ملازمت پچیس سال سے بھی زیادہ ہو جاتی ہے لیکن وہ 60 years تک نہیں پہنچتا تو وہ ریٹائر نہیں ہوتا لہذا اس میں تھوڑا آپ یہ کر دیں کہ بے شک پچیس سال کو ہی رہنے دیں لیکن ایک strictly یہ کر دیں کہ اگر سرکاری ملازم یا افسر کی عمر ساٹھ سال سے کم بھی ہو گی تو پچیس سال اگر وہ پوری ملازمت کر لے تو اس کی ریٹائرمنٹ ہو جائے۔اس کے برعکس اگر دوسری طرف جائیں تو وہ عمر میں آ جاتا ہے تو عمر کی وجہ سے پھر complications پیدا ہوتی ہیں۔بس میری یہی تجویز ہے۔

جناب سپیکر: جی، رائے صاحب! آپ کیا کرنا چاہتے ہیں؟ بتائیں۔

رائے محمد عثمان خان کھرل: جناب سپیکر! پھر study کر کے میں دوبارہ پیش کر دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: رائے صاحب! آپ اس قرارداد کو واپس لیتے ہیں؟

رائے محمد عثمان خان کھرل: جناب سپیکر! فی الحال واپس لے لیتے ہیں۔

جناب سپیکر: رائے صاحب نے قرارداد واپس لے لی ہے۔ وہ withdraw کر گئے ہیں۔ چوتھی قرارداد چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب کی ہے۔ وہ اسے پیش کریں۔

صوبہ میں جعلی اور غیر رجسٹرڈ ادویات بنانے والے افراد کے خلاف سخت سے سخت سزا مقرر کرنے مطالبہ

چودھری عامر سلطان چیمہ: میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبہ بھر میں جعلی اور غیر رجسٹرڈ ادویات پر پابندی لگائی جائے اور ایسے کاروبار میں ملوث افراد کے خلاف سخت سے سخت سزا مقرر کی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبہ بھر میں جعلی اور غیر رجسٹرڈ ادویات پر پابندی لگائی جائے اور ایسے کاروبار میں ملوث افراد کے خلاف سخت سے سخت سزا مقرر کی جائے۔"

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اس قرارداد کو oppose اس لئے کر رہا ہوں کہ عامر سلطان چیمہ صاحب نے سخت سے سخت سزا کی بات کی ہے۔ سزا تو پہلے موجود ہے یا تو وہ specifically اس کو بیان فرمائیں کہ کون سی سزا کو یہ لاگو کروانا چاہتے ہیں کیونکہ 2013 میں صوبہ بھر کے ڈرگ انسپکٹرز نے 56ہزار 126 میڈیکل اور pharmacies کو check کیا، 35ہزار 553 ادویات کے نمونہ جات برائے تجزیہ ڈرگ ٹیسٹنگ لیبارٹری بھجوائے گئے جن میں سے 470 نمونہ جات غیر معیاری اور 39 نمونہ جات جعلی ثابت ہوئے۔ 4ہزار 685 دکانوں کے چالان کئے گئے جبکہ 1820 دکانوں کو سر بمہر کیا گیا۔ اس دوران ڈرگ کورٹس میں ڈرگ انسپکٹرز کی طرف سے دائر مقدمات پر سزائیں ہوئی ہیں۔ اس میں already سات سال کی سزا ہے اور سزا کے ساتھ ساتھ 3 کروڑ 83 لاکھ 59ہزار روپے جرمانہ بھی کیا گیا ہے۔ یہ سزائیں تو اس سے پہلے موجود ہیں لیکن implementation کا مسئلہ ہے کہ اس کو مزید مؤثر طریقے سے implement کیا جائے۔ اگر چیمہ صاحب اس میں کوئی سزا کا ذکر فرماتے کہ وہ کون سی سزا کو سخت سے سخت کرنا چاہتے ہیں تو پھر مناسب تھا لیکن اس طرح سے یہ قرارداد vague ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں بھی اس کو oppose کر رہا ہوں اور اس پر بات کروں گا۔

جناب سپیکر: پہلے وہ بات کر لیں پھر آپ بھی کر لیجئے گا۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! مجھے دکھ ہے کہ حکومت نے بہانہ یہ بنا کر کہ سخت سے سخت سزا کو mention کیا جائے اس کو oppose کیا ہے جبکہ حکومت کو خود پتا ہے کہ جعلی ادویات کا کاروبار اس وقت ہو رہا ہے اور خاص طور پر ایسی ادویات جن کو رجسٹرڈ نہیں کیا جاتا اُن کو مختلف نام دے کر ان ادویات کا کاروبار کیا جا رہا ہے۔یہاں پر ہربل ادویات اور حکیموں کا کاروبار ہو رہا ہے لیکن اس پر کوئی قانون سازی نہیں ہے۔ گزارش یہی تھی کہ آئین اور قانون کے مطابق جو سزا دی جا سکتی ہے اس پر عملدرآمد کرتے ہوئے سخت سے سخت سزا دی جائے تاکہ اس پر عمل ہو سکے لیکن حکومت نے اس کو oppose کیا ہے لہذا مجھے دکھ ہوا ہے اور میں اس دکھ سے اپنی قرارداد واپس لیتا ہوں۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں عرض کرتا ہوں۔۔۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! اس پر بات کرنے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ ان کے دکھ کی وجہ سے قرارداد واپس لے چکا ہوں۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب کے دکھ کا مداوا کرنا چاہتا ہوں۔اس میں معاملہ یہ ہے کہ جو بھی متعلقہ قانون ہے اس میں جس سزا کو چیمہ صاحب چاہتے ہیں کہ تین سے پانچ سال کر دیا جائے یا سات سے دس سال کر دیا جائے تو اس کا طریق کار یہی ہے کہ اگر وہ Provincial Act ہے تو یہاں پر یہ بطور پرائیویٹ ممبر کے Bill بھی لا سکتے ہیں اور اگر وفاقی ایکٹ ہے تو یہ ایوان اس کی سفارش کر سکتا ہے لہذا specifically جہاں یہ سمجھتے ہیں کہ سزا کم ہے تو اس کو زیادہ کرنے کے لئے یہ Bill لا سکتے ہیں یا وفاقی حکومت سے سفارش کی قرارداد لا سکتے ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ ان کو جو دکھ ہوا ہے اس کا مداوا اس طرح سے کر لیں۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! سخت سے سخت سزا سے مراد یہ ہے کہ جو اتھارٹی سزا دیتی ہے اس میں جو mention سزا already ہے اس میں تین سے پانچ سال ہے لہذا تین سال کی بجائے پانچ سال دینے کی بات کی ہے مگر مزید پانچ کو چھ یا دس سال کے لئے نہیں کہا۔اگر تین سے پانچ سال کی

سزا ہے تو تین سال کی بجائے پانچ سال دے دی جائے۔ گزارش یہی تھی کہ اگر یہ قرارداد منظور کر لی جاتی تو ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ اس پر عمل پیرا ہوتا۔

جناب سپیکر: آپ اس کی clauses دیکھیں۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! پہلے ہی میں نے ان کے دکھ کی وجہ سے قرارداد واپس لے لی ہے تو اب ان کو چاہئے کہ وہ مزید مجھے دکھ نہ دیں۔

جناب سپیکر: لاء منسٹر کی بات سے آپ کو دکھ تو نہیں کرنا چاہئے۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! سزا ڈرگ کورٹ نے دینی ہے اور کورٹس کو اس قسم کی کوئی direction نہیں دی جا سکتی کہ آپ سزا تین یا ساڑھے تین سال دیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں نے صرف دو تین باتیں کرنی ہیں۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! "جس پہ تھا تکیہ وہی پتے ہوا دینے لگے" اب آپ کیا کریں گے؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں اس پر گزارش کرنے لگا ہوں۔

(اس مرحلہ پر وزیر اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف ایوان میں تشریف لائے اور معزز ممبران حزب اقتدار نے "شیر آیا، شیر آیا" کی نعرہ بازی کی)

جناب سپیکر: جی، شاہ صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! چیف منسٹر صاحب ایوان میں تشریف لائے ہیں اس پر میں اُن کو welcome کرتا ہوں۔ میں اس حوالے سے دو باتیں آپ کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: اس قرارداد کے حوالے سے میں بات کرتا ہوں کہ mostly ہمارا concern allopathic medicines پر ہوتا ہے لیکن آپ دیکھیں کہ ہمارے جتنے بھی اُردو کے اخبارات ہیں ان کا جمعہ کے روز میگزین شائع ہوتا ہے اس میں کئی کئی صفحات کے اشتہار ہربل ادویات کے حوالے سے یعنی قد بڑا کرنے کے لئے، موٹاپا کم کرنے کے لئے اور sexual کمزوری کو دُور کرنے کے لئے ہوتے ہیں۔

جناب سپیکر: یہ آپ قد بڑا کرنے کے لئے میرے لئے کہہ رہے ہیں؟ (نعرہ ہائے تحسین)

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں یہ serious بات کر رہا ہوں کہ وہ اُن ادویات کے اندر steroid استعمال کرتے ہیں جس میں لوگ exploit ہوتے ہیں لہذا اس کو check کرنے کی ضرورت ہے۔

جناب سپیکر! دوسری بات میں یہ عرض کروں گا کہ جس طرح باہر advanced countries میں سوائے پیرا سیٹا مول یا اسپرین کے کوئی میڈیکل سٹور ڈاکٹر کی prescription کے بغیر دوائی نہیں دے سکتا۔ اب اگر اس طرح کی قانون سازی ہم کر لیں تو اس کے نتیجے میں بہت ساری چیزیں بہتری کی طرف مائل ہو سکتی ہیں۔

جناب سپیکر! تیسری بات اسی حوالے سے مجھے یہ عرض کرنی ہے کہ محکمہ کے قاعدے قوانین کے اندر تبدیلی کرنے کی ضرورت ہے۔ ہم نے ادویات کی purchase کا جو طریق کار بنایا ہوا ہے اس میں ہم یہ طے کرتے ہیں کہ bidding کے ذریعے کم از کم قیمت پر جو دوائی دیتا ہے وہ ہم لینے کی بات کرتے ہیں لیکن اس کے نتیجہ میں ہوتا یہ ہے کہ third class کمپنیوں کی ادویات تمام ہسپتالوں میں آ جاتی ہیں اور میں خود اس کو دیکھتا ہوں کہ بہت ہی ناکارہ قسم کی کمپنیاں ہوتی ہیں بلکہ ایسی بھی کمپنیاں ہوتی ہیں جن کا کوئی وجود ہی نہیں ہوتا۔ اُن کی دوائی مارکیٹ میں میسر نہیں ہوتی لیکن ہسپتالوں میں اُن کی دوائی موجود ہوتی ہے۔ یہ قرارداد بہت اچھی ہے اس لئے اس پر ہمیں بیٹھ کر کسی نتیجہ خیزی کی طرف جانا چاہئے۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! وہ withdraw کر گئے ہیں۔ آپ کیا کر رہے ہیں؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: وہ تو ٹھیک ہے لیکن بحث برائے بحث تو چل رہی ہے۔

جناب سپیکر: کس بات پر بحث کریں؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ میں نے اس حوالے سے محکمے کے notice میں لانا تھا جو میں لے آیا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ کی بات notice میں آ گئی ہے لیکن وہ تو اپنی قرارداد کو withdraw کر گئے ہیں۔
What should I do now?

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! آپ بااختیار ہیں لہذا اس حوالے سے آپ کوئی کمیٹی بنا دیں تو گاڑی آگے چل پڑے گی۔

جناب سپیکر: چلیں، یہ گورنمنٹ کے notice میں آگیا ہے وہ خود اس بارے میں notice لیں گے۔ اگر آپ دوبارہ یہ قرارداد لانا چاہتے ہیں تو لے آئیں پھر میں اس کو take up کروں گا۔ پانچویں قرارداد محترمہ سعدیہ سہیل رانا صاحبہ کی ہے وہ اسے پیش کریں۔

صوبہ میں تدفین کے لئے مفت قبر کی فراہمی کا مطالبہ

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرتی ہوں کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبہ بھر کے قبرستانوں میں تدفین کے لئے مفت قبر کی فراہمی یقینی بنائی جائے"

جناب سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبہ بھر کے قبرستانوں میں تدفین کے لئے مفت قبر کی فراہمی یقینی بنائی جائے"

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں پہلے سے ہی تدفین کے لئے قبر کی فراہمی without any charge ہے۔ صرف یہ ہے کہ بڑے قبرستان جیسے میانی صاحب یا دوسرے قبرستان ہیں تو وہاں پر لوگوں نے قبرستانوں کی دیکھ بھال کے لئے اپنے طور پر پرائیویٹ سوسائٹیاں بنائی ہوئی ہیں جو دیکھ بھال کی بنیاد پر کوئی معمولی سی فیس charge کرتے ہیں جو اُن قبرستانوں پر ہی خرچ ہوتی ہے۔

جناب سپیکر: تھوڑا سا گورنمنٹ بھی اس کو کر لے تو کیا حرج ہے؟

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! گورنمنٹ کی طرف سے قطعاً کسی قسم کی کوئی فیس charge نہیں کی جاتی۔

جناب سپیکر: اس پر تھوڑی سی مہربانی کریں۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! آپ کیا فرما رہے ہیں؟

جناب سپیکر: گورنمنٹ اتنے اخراجات برداشت کر لے۔ اس حوالے سے میں بھی request کرتا ہوں۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان): جہاں تک گورنمنٹ کا تعلق ہے تو وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے پچھلے سال ایک ارب روپیہ قبرستانوں کی چار دیواری، جنازگاہوں کی تعمیر اور دیگر سہولتوں کے لئے مختص کیا تھا۔ تقریباً ایک ارب روپیہ پچھلے سال مختلف قبرستانوں پر خرچ کیا گیا ہے لیکن گورنمنٹ کی طرف سے قطعاً کسی قسم کا کوئی charge نہیں ہے۔ اگر وہاں پر کوئی سوسائٹیاں بنی ہیں تو اُن کا اپنا مقامی سطح پر کوئی arrangement ہے۔

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! سوسائٹی کی بات نہیں ہے بلکہ وہاں پر قبر کا ریٹ پانچ ہزار روپے minimum ہے اور اس سے کم کسی کو بھی قبر available نہیں ہوتی خواہ وہ کوئی بھی جگہ ہو۔

جناب سپیکر: آپ اس کا کوئی solid proof دیں تاکہ میں ان سے بات بھی کروں۔

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! یہاں ہزاروں لوگ بیٹھے ہوئے ہیں کیا ان سے کسی نے کسی مردہ کو قبر خریدے بغیر دفنایا ہے؟

جناب سپیکر: محترمہ! میری بات سنیں، آپ کوئی particular case بتائیں تو میں ان کے ساتھ بات کرتا ہوں۔

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! میں بتاتی ہوں کہ ہمارے جتنے بھی لوگوں کی وفات ہوئی ہے اُن کو قبر خرید کر ہی دفنایا گیا ہے۔ اس کے علاوہ کہیں بھی مفت قبر نہیں ہے۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک ایسا مسئلہ ہے جس پر زیادہ بحث کرنا مناسب نہیں ہے۔ محترمہ کسی بھی قبرستان کی جس میں ہزاروں روپے کی کوئی بات ہو رہی ہے تو اگر ان کے پاس کوئی information ہے تو یہ میرے ساتھ share کر لیں ہم اس کو check کروا لیتے ہیں۔ اگر ایسی کوئی practice ہے کہ کسی جگہ پر ہزاروں روپے وصول کئے جا رہے ہیں تو وہ بالکل غلط ہے، اس کو فوری طور پر بند کروا دیا جائے گا۔

جناب سپیکر: محترمہ! میری بات سنیں۔ Hear say is no evidence اگر آپ کے پاس کوئی proof ہے تو مجھے دیں؟

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! میں رسید لے کر آؤں یا مردہ؟

جناب سپیکر: اس کے عزیز واقارب بھی ہوتے ہیں جنہوں نے پیسے دینے ہوتے ہیں جیسے آپ کہہ رہی ہیں۔

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! میں یہی بتا رہی ہوں کہ ہمارے جتنے عزیز فوت ہوئے ہیں ہم نے قبر کے لئے pay کیا ہے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں اب آپ کو پتا ہے کہ fate کیا ہونا ہے؟

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ مجھے رسید فراہم کر دیں۔ اگر کسی قبرستان میں قبر کی فراہمی کی بنیاد پر کوئی charge لیا جا رہا ہے تو وہ بالکل غیر قانونی ہے اُس کو بالکل ہم ختم کروائیں گے۔ باقی پرائیویٹ سوسائٹیوں میں بھی زیادہ فیس وصول کی جا رہی ہے تو اُن کو بھی check کر لیتے ہیں اور اس کو بھی ختم کروادیں گے۔ اس سلسلے میں قبرستانوں کی فلاح یا حفاظت کے لئے گورنمنٹ نے پچھلے سال بھی رقم مختص کی تھی اور اس سال بھی کر رہی ہے۔

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! ہم ثبوت بھی لے آئیں گے لیکن مجھے ٹائم دیں تاکہ اس کا ثبوت بھی آپ کو لادوں۔

جناب سپیکر: چلیں، اس کو ہم pending کر لیتے ہیں۔

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: ٹھیک ہے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! میری ایک گزارش ہے کہ تمام ممبران کو معزز ممبران اسمبلی کہتے ہیں۔ اگر کوئی معزز ممبر اسمبلی on the floor of the House بات کر رہا ہے اور اس سے ثبوت مانگا جا رہا ہے تو یہ کوئی اچھی بات نہیں ہے۔ یہ precedent اچھا نہیں ہے۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! دیکھیں، کوئی particular چیز سامنے ہو تو میں اُس کا notice لوں۔ It doesn’t look nice.

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: حضرت صاحب! آپ کو کیا ہوا؟

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! مجھے یہ ہوا ہے کہ قبرستانوں سے متعلق محترمہ سعدیہ سہیل رانا صاحبہ نے جو قرارداد پیش کی ہے تو ہمارے لئے یہ مشکل ہے اور میری یہ تجویز ہو گی کہ پختہ قبریں بنانے پر پابندی لگا دی جائے۔ اگر پختہ قبریں بنتی رہیں خواہ کوئی بھی قبرستان ہے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! تو ایک وقت ایسا آئے گا کہ قبرستانوں میں دفنانے کے لئے کچی قبر کی جگہ بھی نہیں ملے گی اس لئے کچی قبریں بنائی جائیں اور پختہ قبریں بنانے پر پابندی لگائی جائے۔

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ اور مہربانی۔ آپ کو یہاں پر تو ایسی بات کرنی ہی نہیں چاہئے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): شکریہ۔ جناب سپیکر! آج قائد ایوان میاں محمد شہباز شریف کی اس ایوان میں آمد کی خوشی میں ہم نے مٹھائی تقسیم کرنے کا پروگرام بنایا ہے اور سٹاف کو میں نے بھیج دیا ہے کہ وہ نرالہ سویٹ یا گورمے نہیں بلکہ بٹ سویٹس سے مٹھائی لے کر آئے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: میاں صاحب! مٹھائی آپ باہر تقسیم کریں اور ایوان میں نہ لائیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں میاں محمد شہباز شریف کو اس ایوان میں آمد پر خوش آمدید کہتا ہوں اور ان کا شکریہ بھی ادا کرتا ہوں۔ میرا خیال ہے کہ آج ان کے آنے کی یہ برکت ہے کہ تمام وزراء صاحبان بھی یہاں پر موجود ہیں اور تمام ممبران اسمبلی بھی موجود ہیں۔ میں صبح جب آیا تو پریشان تھا کہ آج یہ "افرا دفرا" مچی ہوئی ہے اور پورے اس ایوان کے اندر کیا ہونے جا رہا ہے---

جناب سپیکر: اچھا۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! مجھے کسی نے سیڑھیوں میں بتایا کہ آج قائد ایوان تشریف لا رہے ہیں۔ میں انہیں خوش آمدید کہتا ہوں اور وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف سے یہ گزارش کروں گا کہ یہ ایوان پنجاب کا سب سے اہم ایوان ہے۔ اگر وہ اپنی گوناگوں مصروفیات میں سے اس ایوان کے لئے بھی تھوڑا سا وقت نکال لیا کریں تو اس کی efficiency double ہو جائے گی۔ یہ تمام وزراء جو پورے سیشن میں ہم نے نہیں دیکھے، کبھی دو بیٹھے ہوئے ہیں، کبھی تین بیٹھے ہیں اور کبھی چار بیٹھے ہوئے ہیں جبکہ یہی حال ایم پی ایز کا ہے تو میری ان سے گزارش ہو گی کہ جن دنوں اسمبلی سیشن میں ہو تو وہ کم از کم ہفتے میں ایک آدھ یا دو دفعہ ضرور اسمبلی کے ایوان میں آیا کریں اور جس طرح وہ آج بتا کے آئے تھے بتا کر نہ آیا کریں بلکہ ان کی چھاپہ مار کارروائی ہونی چاہئے کہ وہ

کب آ رہے ہیں۔ پھر انہیں اپنے وزراء اور باقی لوگوں کی کارکردگی اور حاضری کا اندازہ ہو گا کہ یہ ایوان کس کسمپرسی کے عالم میں ان کی توجہ کے بغیر چل رہا ہوتا ہے۔ میں اپوزیشن کی طرف سے ان کی اس ایوان میں آمد پر انہیں خوش آمدید کہتا ہوں۔

جناب سپیکر: بہت مہربانی اور شکریہ۔ جی، قائد ایوان میاں محمد شہباز شریف آپ سے مخاطب ہیں۔ Thank you for the good gesture (نعرہ ہائے تحسین)

وزیر اعلیٰ کا ایوان سے خطاب

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف): جناب سپیکر! میں آپ کا بے حد شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے چند معروضات پیش کرنے کا وقت دیا۔ قائد حزب اختلاف نے مٹھائی اور ڈبے منگوانے کا ذکر کیا۔ مجھے کہنا تو نہیں چاہئے کیونکہ میرے لئے انتہائی لائق احترام ہیں اور میرے پرانے colleague ہیں۔ کاش! جب میری طبیعت علیل تھی تو اس وقت میرا حال پوچھ لیتے۔۔۔

جناب سپیکر: اللہ خیر کرے۔

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف): کہ میاں محمد شہباز شریف! آپ کی طبیعت کیسی ہے اور سنا ہے، اخبار میں پڑھا ہے کہ آپ کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے، مجھے خط لکھ دیتے تو آج میں ان کی مٹھائی قبول کر لیتا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! بہر کیف میں ان کی تجویز کو ہمیشہ وزن دیتا ہوں اور انشاء اللہ اس کا احترام کروں گا۔ رہی بات آج ایوان کی اس رونق کی تو (ایوان میں بیٹھے ہوئے معزز ممبران اسمبلی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) یہ مسلم لیگ (ن) کے شیر ہیں جو کہ اللہ کے شیر ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! آپ کے علم میں ہے کہ انتخابات ہوئے آٹھ ماہ گزر چکے اور اس ملک کے اندر سب سے بڑے دو چیلنجز ہیں جن میں سے ایک militancy دہشت گردی اور دوسرا electricity بجلی کا بحران ہے۔ یہ میرا نہیں بلکہ پورے اس معزز ایوان کا believe ہے اور ان کی یہ conviction ہے کہ اگر بجلی کے بحران کو حل کرنے کے لئے وزیر اعظم میاں محمد نواز شریف جس تگ و دو میں مصروف ہیں اور کوشش کر رہے ہیں، اس کو حل کرنے کے لئے یقیناً وقت بھی درکار ہے، وسائل درکار ہیں اور سرمایہ بھی درکار ہے جس کے لئے بھرپور کوشش کی جا رہی ہے۔ میں آپ کو انتہائی ذمہ داری سے عرض کرتا ہوں کہ شاید پاکستان کی تاریخ میں اگر پہلی بار نہیں تو پچھلی کئی دہائیوں میں پہلی مرتبہ بجلی اور

گیس کی چوری کے حوالے سے پنجاب میں جو مجھے ذمہ داری وفاق نے دی تھی، اس کے حوالے سے جو ہم نے اقدامات کئے، میں پوری ذمہ داری سے اور بلا خوف و تردید عرض کر سکتا ہوں کہ اس سے نہ صرف اربوں روپے بچائے گئے بلکہ جو بجلی یا گیس چوری ہوتی تھی، اس کو مہیا کر کے جس قدر بھی اس کو ہم صنعت و حرفت اور گھریلو صارفین کے لئے لا سکتے تھے ہم لے کر آئے اور یہ کوئی زبانی جمع خرچ کی بات نہیں ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! آپ فیصل آباد کے ان بجلی چوروں کو دیکھیں چند ماہ قبل جنہیں ہتھکڑی لگی تھی، لاہور میں اور ہر جگہ، اس پر شور وغل ہوا کہ ایک طرف تو معیشت ماضی کی بعض حکومتوں کی بدترین کرپشن اور دوسری ان کی خیانت اور غفلت کی بنیاد پر slow ہے اور اوپر سے یہ کام بجلی چوروں کے خلاف شروع ہو گیا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ بجلی اور گیس چوری کرنا نہ صرف ایک بدترین جرم ہے بلکہ یہ صنعت و حرفت میں بذات خود جو لوگ ایمانداری سے بجلی کے بل اور گیس کے بل ادا کرتے ہیں، میں سمجھتا ہوں کہ ان کے خلاف بہت بڑا محاذ ہے جو کہ اسی سیکٹر کے اندر جو غیر صحت مند رجحانات unhealthy competition کو فروغ دیتا ہے، قومی وسائل کی لوٹ مار ہوتی ہے اور بندر بانٹ ہوتی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کے لئے جو کام کیا گیا انشاء اللہ آپ دیکھیں گے کہ اس میں مزید اضافہ ہو گا اور بتدریج بجلی اور گیس کی چوری پنجاب کے اندر جب تک ختم نہیں ہو گی میں، میری حکومت اور یہ ایوان چین سے نہیں بیٹھے گا۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! اس سے آگے بڑھتے ہیں کہ بجلی کے نئے منصوبے اور نئی پالیسی، پاکستان کے حوالے سے وزیراعظم میاں محمد نواز شریف اور ان کی حکومت نے گڈانی کو جو صوبہ بلوچستان کا حصہ ہے مگر کراچی سے ایک گھنٹے کی مسافت ہے، اس کو Coal Based Power Plants کے لئے declare کر دیا ہوا ہے یعنی وہ green field ہے اور وہاں پر کچھ نہیں ہے یعنی وہاں پر گھاس ہے نہ کچھ اور ہے۔ اسے green field کے طور پر شروع کر دیا گیا ہے اور اس کے اوپر ابتدائی کام بڑی تیزی سے جاری ہے۔ تھر کول پر آپ نے ابھی چند دن پہلے دیکھا کہ سندھ حکومت اس پر جو منصوبہ بندی کر رہی ہے، وزیراعظم میاں محمد نواز شریف نے وہاں پر تھر کول پر جا کر foundation stone رکھا اور کل Council of Common Interest میں سندھ حکومت کو، یہ پاکستان کی تاریخ میں پہلی مرتبہ سندھ حکومت کو Council of Common Interest میں جس کی سربراہی وزیراعظم پاکستان کرتے ہیں اور چاروں صوبوں کے وزرائے اعلیٰ وہاں پر موجود ہوتے ہیں، وہاں پر coal کی mine یعنی coal

نکالنے کے لئے اس پر sovereign guarantee نے دینے کا کل فیصلہ کیا ہے جس سے میں سمجھتا ہوں کہ حکومت سندھ کو اب بہت سہولت ملے گی۔ تاکہ وہاں پر coal mine سے وہ آئندہ آنے والے مہینوں اور سالوں میں بجلی پیدا کر سکے۔ اس سال کے اکتوبر یا نومبر میں جو Liquid Natural Gas جسے LNG کہتے ہیں وہ انشاء اللہ پاکستان میں آ جائے گی۔ یہ وہ کاوشیں ہیں جو وفاقی سطح پر جاری ہیں۔ کوئلے کی بنیاد پر LNG اور دوسرے منصوبہ بندی کے اقدامات کئے جا رہے ہیں اور کئے گئے ہیں۔ پورٹ قاسم میں کوئلوں کی بنیاد پر 600 میگا واٹ کے دو ابتدائی کام بڑی تیزی سے جاری ہیں۔ اس پر حکومت پاکستان، چین اور قطر کی گورنمنٹ participate کر رہی ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں یہ بتاتا چلا جاؤں کہ LNG وہ منصوبہ ہے جو بخدا آج سے تین چار سال پہلے پاکستان میں جاری و ساری ہوتا لیکن جس طرح باقی منصوبے ماضی میں بدترین کرپشن کی نذر ہوئے یہ منصوبہ بھی کرپشن کی نذر ہو گیا حالانکہ کمپنی آ چکی تھی۔ ہماری جو پچھلی حکومت تھی، ہمارے knowledge میں بھی تھا ہم نے اُس وقت وفاق سے بہت کوشش کی لیکن کرپشن، حرص اور لالچ یہ تمام چیزیں آڑے آ گئیں جس کی وجہ سے یہ گیس پاکستان نہ آ سکی۔ اب الحمد للہ میں یہ ذمہ داری سے عرض کر سکتا ہوں کہ وفاقی منسٹر شاہد خاقان عباسی صاحب نے contract بڑے شفاف طریقے سے ایوارڈ کر دیا ہے اور اللہ تعالیٰ کے گھر بڑی امید ہے کہ انشاء اللہ اس سال اکتوبر، نومبر میں یہ گیس پاکستان میں آ چکی ہو گی۔ یہ گیس پنجاب کی تمام صنعتوں اور معیشت کو available ہو گی۔

جناب سپیکر! اب آیئے پنجاب کی طرف۔ میں اس معزز ایوان اور قائد حزب اختلاف کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آپ کو یاد ہو گا کہ میں نے آج سے دو سال پہلے نندی پور کے بارے میں بات کی تھی۔ اس وقت یہاں میری حکومت نے اور جو ہمارے نیشنل اسمبلی میں مسلم لیگ (ن) کے معزز پارلیمنٹیرین تھے ہم سب نے مل کر نندی پور کے اوپر آواز اٹھائی تھی۔ نندی پور جس پر پاکستان 30۔ارب روپیہ اپنے خون پسینے کی کمائی سے خرچ کر چکا تھا اور باہر سے بھی قرضے لئے تھے مگر وہ پلانٹ اڑھائی تین سال سے کراچی کی بندرگاہ پر پڑا تھا۔ وہ زنگ آلود ہو چکا تھا اور وہاں چوری ہو چکی تھی۔ آپ نے پچھلے چند مہینوں میں ٹیلیویژن پر دیکھا ہو گا کہ کس طرح وہاں اُن کی کیبلیں چوری کر لی گئیں اور پلانٹ پر زنگ لگ چکا تھا۔ چین کی کمپنی مہینوں نہیں بلکہ ڈیڑھ سال یہاں رہ کر واپس جا چکی تھی کہ شاید پاکستان کو بجلی نہیں چاہئے، یہاں دودھ اور شہد کی نہریں بہہ رہی ہیں اور پاکستان کے گھر گھر سولر پلانٹس لگے ہیں۔ وہ لوگ واپس چلے گئے۔ جب ہماری حکومت بنی پھر ہم نے ان کو

دوبارہ آمادہ کیا، میں خود چین گیا اور ان سے مذاکرات کئے۔ انہوں نے ہم سے کہا کہ ہم کس طرح یقین کر لیں کیونکہ آپ نے ماضی میں اپنے ہی پیسوں سے ایک منصوبے کا بیڑا غرق کر دیا تھا۔ آپ کو شاید بجلی کی ضرورت نہیں بلکہ آپ کو ہماری بھی ضرورت نہیں ہے۔ اب آپ آئے ہیں اس لئے ہمیں judge کرنا ہوگا کہ واقعی آپ اس میں serious ہیں یا نہیں؟ میں اس ایوان کی خدمت میں مختصر بتانا چاہتا ہوں کہ وہ نندی پور کا پلانٹ جو کراچی میں اڑھائی تین سال سے پڑا تھا، زنگ آلود ہو رہا تھا اور پاکستان اندھیروں میں ڈوب رہا تھا اس وقت وہ پورے کا پورا پلانٹ نہ صرف نندی پور پہنچ چکا ہے بلکہ وہاں اس وقت سینکڑوں پاکستانی اور چینی انجینئرز اس کو دوبارہ functional کرنے کے لئے دن رات کام کر رہے ہیں۔ کتنے افسوس اور بدقسمتی کی بات ہے کہ ہم ایک طرف انتہاء غربت میں پہنچ چکے ہیں، کشکول لئے پھرتے ہیں اور دوسری طرف پاکستان کو اس پلانٹ پر 27۔ارب روپے مزید خرچ کرنا پڑا۔ 30۔ارب روپے جمع 27۔ارب روپے یعنی 57۔ارب روپیہ خرچ کرنا پڑا۔ آپ اندازہ کیجئے کہ یہ کس طرح ممکن ہو سکتا ہے کہ ایک طرف ہم اپنے پاؤں پر کلہاڑی چلا رہے ہوں، اپنے ملک کو لوٹ رہے ہوں اور دوسری طرف کہتے ہیں کہ پاکستان first ہے، پاکستان ایک اسلامی ملک ہے جو دنیا کے نقشے پر بہت مضبوط اور خوشحال ملک بن کر آئے گا۔ 27۔ارب روپیہ جو فالتو خرچ ہوا جو کمپنیوں کو دیا جا چکا اور اس پر ہمیں ایک ارب روپے زیادہ demurrage پڑا یعنی بلا جواز کراچی کی بندرگاہ پر جس کو تاوان کہتے ہیں اس پر ایک ارب روپے زیادہ demurrage پڑا ایسا ملک جس میں تیل، سونا، چاندی اور جواہرات نکلتے ہوں۔ دنیا میں کون سا ایسا ملک ہے جو اس طرح کی شاہ خرچی برداشت کر سکتا ہے؟ یہ انتہائی دکھ اور تکلیف کی کہانی اب ماضی کی کہانی ہے۔ جب ہم نے چین کے ساتھ دوبارہ معاہدہ sign کیا تو انہوں نے کہا کہ ہم پہلا پلانٹ نومبر میں چلائیں گے۔ ہم نے بڑی کوشش کی کہ نومبر بہت دور ہے آپ پہلے چلائیں لیکن انہوں نے کہا کہ ہم اس سے پہلے نہیں چلا سکتے کیونکہ چین سے ابھی مزید سامان آنا ہے اور ہمارے انجینئرز بھی آنے ہیں اس لئے آپ ہمیں مجبور نہ کریں۔ انہوں نے کہا کہ یہ پلانٹ ہم آپ کو نومبر 2014 میں چلا کر دیں گے۔ مگر اللہ تعالیٰ کا بے پایاں فضل و کرم ہے، اس پنجاب حکومت کو یہ کریڈٹ جاتا ہے اور جو لوگ وہاں پر کام کر رہے ہیں ان کو کریڈٹ جاتا ہے کہ جب چینی delegation تین ماہ پہلے نندی پور آیا، میں بھی وہاں جا کر ان سے ملا وہ دیکھ کر حیران و پریشان ہو گئے کہ یہ کس طرح مشینری آ رہی ہے اور کام ہو رہا ہے۔ آج میں اس ایوان کو انتہائی عاجزی اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بتانا چاہتا ہوں کہ وہ معاہدہ

جس کے تحت پہلی turbine نومبر میں چلنی تھی یا سوڈیڑھ سو میگاواٹ بجلی نومبر میں آنی تھی اب الحمدللہ ابھی اپریل مئی میں وہاں پر بجلی پیدا ہو جائے گی۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! انشاء اللہ مالک کو منظور ہوا تو نندی پور کے پراجیکٹ پر اپریل مئی میں پہلی turbine functional ہو گی، بجلی پیدا ہو رہی ہو گی اور وہ national bid پر آ رہی ہو گی۔ یہ وہ مثال ہے کہ لوٹ مار، لالچ، بدترین حرص اور مجرمانہ غفلت جس نے پاکستان کو یہاں تک پہنچایا اور اس کی مثال میں نے پیش کی۔ اب جس طرح میں نے عرض کیا کہ اس منصوبے کا پہلا یونٹ مئی میں اللہ تعالیٰ کو منظور ہوا تو وہ چل پڑے گا اور بجلی مہیا ہو رہی ہو گی۔ جو گزر چکا اور ہو چکا اس کا میں اور آپ کچھ نہیں کر سکتے کہ اس پر 27۔ارب روپے فالتو خرچ ہوا۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہر ایک خون کے آنسو بہاتا ہے کہ اتنی بے دردی سے ہمارے ملک کو لوٹا گیا۔

جناب سپیکر! بہاولپور میں الحمدللہ چولستان میں سولر پارک کی تیاری پر دن رات کام شروع ہے۔ یہاں پر ڈاکٹر صاحب تشریف فرما ہیں اور ہمارے بہاولپور کے جو معزز ممبران یہاں پر موجود ہیں میں بتانا چاہتا ہوں کہ وہاں پر سڑک بھی بن رہی ہے، پل بھی بن رہا ہے اور پانی بھی لایا جا رہا ہے۔ انشاء اللہ اگلے مہینے سو میگاواٹ کا contract award ہو جائے گا اور انشاء اللہ اسی سال پاکستان کی تاریخ میں پہلی مرتبہ شمسی توانائی پیدا ہو گی۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! یہ کوئی مشکل کام نہیں ہے، یہ کوئی راکٹ سائنس نہیں ہے بلکہ جو بھی امانت، دیانت اور محنت سے کام کرتا ہے اللہ تعالیٰ اپنی کمال مہربانی سے اس میں ضرور برکت فرماتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہی وہ طریقہ ہے جو ہمیں آگے لے کر جائے گا۔ اب ہم آگے بڑھتے ہیں۔ میں نے آپ کو سولر پارک کا بتایا اور پہلا سو میگاواٹ کا contract اگلے مہینے بڑے شفاف طریقے سے award ہو جائے گا۔ انشاء اللہ یہ contract بڑے شفاف طریقے سے award ہو جائے گا اور اسی سال شمسی توانائی سے پہلی مرتبہ بجلی پیدا ہو گی۔ میں پھر قائد حزب اختلاف سمیت سارے ایوان کو دعوت دوں گا کہ وہ چلیں اور دیکھیں کہ پاکستان کی تاریخ میں شمسی توانائی سے بجلی پیدا ہونا شروع ہو گئی ہے۔

جناب سپیکر! اب آگے بڑھتے ہیں مگر یہ کافی نہیں ہے، ہمیں تو ہزاروں میگاواٹ بجلی چاہئے۔ پنجاب چونکہ پاکستان کا سب سے بڑا صوبہ ہے، یہ صنعت و حرفت، زراعت، تجارت اور export and import کا گھر ہے۔ الحمدللہ، اللہ تعالیٰ نے پاکستان کو GSP Plus کا درجہ بھی عطا کیا ہے۔ میں اس میں وزیر اعظم میاں محمد نواز شریف اور ان کی ٹیم کو بھرپور مبارکباد پیش کرتا ہوں جنہوں نے اس کے

لئے بڑی کاوشیں کیں اور ان تمام ممالک کو جو پاکستان کے ساتھ پوری طرح اس campaign میں شریک ہوئے۔ میں گورنر پنجاب کو بھی appreciate کرتا ہوں کہ انہوں نے بھی اس میں بڑی efforts کیں، GSP Plus آ چکا لیکن جب تک بجلی نہیں ہوگی تو کس طرح آپ اس ملک اور صوبے کے اندر روزگار کو آگے بڑھائیں گے ؟ تو کیونکہ وہ شارٹ ٹرم بنیاد ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ بھاشا ڈیم اور داسو ڈیم سب بننے چاہئیں لیکن کیا کیجئے گا کہ پچھلے دس پندرہ سالوں میں جس طرح سب اس بارے میں ایک خواب خرگوش میں سو رہے تھے، مزے لے رہے تھے اور کسی کو کوئی احساس نہیں تھا۔ کالا باغ ڈیم تو بد قسمتی سے سیاست کی نذر ہو گیا، ایک بہت بڑے افسوس کا مقام ہے اور میں یہ ایمانداری سے سمجھتا ہوں کہ پاکستان کا اتحاد اور وحدت سب سے اوّل ہے اور اس کے بعد ہر چیز اس کی subordinate ہے۔ کالا باغ ڈیم کی افادیت سے قطعاً کوئی انکار نہیں لیکن پاکستان کے چاروں صوبوں کی آپس میں محبت، اتحاد اور پیار سب سے زیادہ مقدم ہے۔ جب تک یہ چاروں صوبے کالا باغ ڈیم پر یکسو نہیں ہو جاتے تب تک میں سمجھتا ہوں کہ اس منصوبہ کو ہاتھ لگانا قومی مفاد کے تقاضوں کے خلاف ہوگا لیکن اس کی economic feasibility established ہے اس میں کوئی دو رائے نہیں لہذا داسو ڈیم اور بھاشا ڈیم بہت اہم ہیں اور وزیراعظم نواز شریف کی حکومت الحمد للہ اس پر بڑی تیزی سے کام رواں دواں اور جاری و ساری رکھے ہوئے ہے لیکن صرف کوئلے کے منصوبے کے آنے سے پہلے میں صرف اتنا بتا دوں کہ بھاشا ڈیم پر اگر آج کام شروع ہوگا تو بارہ سال لگیں گے اور اس کے لئے 12۔ ارب ڈالر چاہئیں۔ دیامیر بھاشا ڈیم وہ واحد منصوبہ ہے جس میں بہت بڑی reservoir بھی ہے جہاں پر پانی ذخیرہ ہو سکے گا کیونکہ آئندہ آنے والے سالوں میں پاکستان کو پانی کی بڑی ضرورت ہوگی۔ داسو ڈیم صرف بجلی بنائے گا اور وہاں پر پانی کا ذخیرہ کرنا ممکن نہیں ہے لیکن دونوں پر کام شروع ہے اور داسو ڈیم پر تو باقاعدہ سرمایہ کاری شروع ہو چکی ہے اس پر بھی چار سال لگیں گے۔ یہ تو long term منصوبے ہیں یعنی دیرپا منصوبے ہیں اور شارٹ ٹرم میں کیا حل ہے کہ جس سے یہ بجلی کے اندھیرے ختم ہو سکیں تو وہ Cool Base Power Generation ہے جس پر وفاقی منصوبہ بندی کے بارے میں، میں نے آپ کو عرض کر دیا ہے۔ اب میں پنجاب کے بارے میں اس ایوان کو اعتماد میں لینا چاہتا ہوں کہ حکومت پنجاب نے بڑی عرق ریزی سے اور پنجاب کابینہ نے پوری presentation لینے کے بعد اس منصوبہ بندی کو approved کر دیا ہے۔ وہ یہ ہے کہ ہم نے ساہیوال کو identify کیا ہے کہ جہاں پر اب کوئلے کی بنیاد پر پلانٹس لگ سکیں گے۔ اس کے علاوہ شیخوپورہ، جھنگ، مظفر گڑھ اور رحیم یار خان میں بھی

پلانٹس لگ سکیں گے۔یہ وہ علاقے ہیں جہاں پر کوئلے کے پلانٹس لگ سکیں گے۔اس کی بنیاد کیا ہے ؟بنیاد یہ ہے کہ وہاں پر پانی موجود ہے،وہاں پر ریلوے لائن موجود ہے،وہاں پر زمین موجود ہے اور وہاں پر سڑک موجود ہے۔یہ وہ criteria ہے جس کی بنیاد پر selection ہوئی ہے اور ساتھ ہی ایک بنیاد یہ بھی ہے کہ وہاں پر لوڈ سنٹر بہت قریب ہیں مثلاً اگر جھنگ سے فیصل آباد کی ہماری بڑی انڈسٹری states فیض یاب ہوں گی،پھر اگر شیخوپورہ ہے تو لاہور اس سے فائدہ حاصل کرے گا،اگر ساہیوال ہے تو اس سے اوکاڑہ اور ملتان فائدہ حاصل کرے گا۔یہ وہ criteria ہے جس کی بنیاد پر ہم نے یہ پالیسی بنائی ہے۔

جناب سپیکر!اب میں اس پر سرمایہ کاری کی بات کرتا ہوں۔دنیا میں جو standard منصوبے اور پلانٹس بنتے ہیں آج کل جن کو Super Critical Power Plants کہتے ہیں جہاں پر آلودگی نہ ہونے کے برابر یا کم سے کم ہوتی ہے۔660 میگاواٹ،چین کی کئی کمپنیاں اس طرح کے پلانٹس بنا رہی ہیں۔دیکھئے!جب چین کا ذکر آیا تو پھر دل کو گھاؤ لگا،میں ابھی ہندوستان سے ہو کر آیا ہوں وہاں پر چین نے کوئلے کی بنیاد پر 30 ہزار میگاواٹ کے بجلی کے منصوبے لگا دیئے ہیں۔چین اور ہندوستان کی جو bilateral trade ہے وہ 75۔ارب ڈالر کی ہے،سنیں کہ پاکستان میں تو کوئلے کی بنیاد پر بجلی پیدا ہی نہیں ہوتی،چین کے منصوبے لگانے کا سوال تو بعد میں آتا ہے اور پاکستان اور چین کی bilateral trade صرف 7 سے 8۔ارب ڈالر ہے لیکن ہندوستان کے ساتھ 75۔ارب ڈالر ہے۔چین وہ ملک ہے جس نے 1962 میں ہندوستان کو شکست فاش دی تھی،چین 1965 میں پاکستان کے ساتھ کھڑا تھا اور 1971 کی جنگ میں پاکستان کے ساتھ کھڑا تھا۔Silk route چائنا نے بنایا، Heavy Mechanical Complex کا تحفہ آپ کو چین نے دیا، فیکٹری مشین ٹول آپ کو چین نے دی،ایٹمی پلانٹس آپ کو چین نے دیئے اور آپ کو جے ایف تھنڈر 70 جہاز چین نے دیئے۔چین نے ہمیں کیا کیا نہیں دیا؟چین کل بھی پاکستان کا دوست تھا،آج بھی ہے اور آئندہ بھی ہو گا۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!یہ ہماری اپنی شومئ قسمت ہے کہ ہم ہمالیہ نما چین جیسے دوست سے فائدہ حاصل نہیں کر سکے اور وقت ضائع کیا۔ہماری تمام تر خرافتیں اور کرپشن تھی کہ چین جیسے دوست کو بھی ہم نے پیچھے رکھا۔آج الحمدللہ چین پاکستان کے اندر سرمایہ کے لئے پوری طرح تیار ہے اور پاکستان کا ہاتھ بٹانے کی پوری کوشش کی جا رہی ہے۔ہم نے پنجاب میں identify sites کی ہیں اس میں دو پلانٹس حکومت پنجاب خود لگائے گی۔660x2=1320 میگاواٹ کے منصوبے کوئلے کی بنیاد پر لگیں گے اور اس پر بڑی تیزی کے ساتھ منصوبہ بندی کی جا رہی ہے اور میں اندازاً بتا رہا ہوں کہ ایک میگاواٹ کوئلے

کی بنیاد پر بجلی پیدا کرنے کے لئے تقریباً 1.3 ملین ڈالر چاہئیں یعنی تقریباً سمجھ لیجئے گا کہ کوئی 15 سے 16 کروڑ روپے کی investment ہوتی ہے۔ اگر 1300 میگاواٹ کے دو منصوبے لگتے ہیں تو سمجھ لیجئے کہ 2۔ ارب ڈالر کے لگ بھگ سرمایہ کاری چاہئے ہو گی جس کے لئے حکومت پنجاب پوری منصوبہ بندی کر رہی ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ اس کے لئے equity پنجاب حکومت ڈالے گی، ہم loans لیں گے اور یہ کوئی آسان کام نہیں ہے۔ میں نے آپ کو نندی پور کی مثال بتادی، LNG کی مثال بتادی، ہم پر کون اعتبار کرنے کو تیار ہو گا اور پھر جہاں پر militancy ہو یا دہشت گردی ہو کون یہاں پر آنے کو تیار ہو گا؟ مگر میں آپ کو بڑی عاجزی اور فخر سے کہنا چاہتا ہوں کہ چین وہ ملک ہے جو اس کے باوجود پاکستان آئے گا اور انشاء اللہ تعالیٰ یہاں پر بجلی کے منصوبے لگیں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! اگر اللہ تعالیٰ کو منظور ہوا اور زندگی رہی تو یہ دو منصوبے حکومت پنجاب خود لگائے گی اور لگا کر دکھائے گی۔ مجھے خدا کی قسم اپنا کوٹ بھی بیچنا پڑا تو میں یہ منصوبے لگاؤں گا اور انشاء اللہ تعالیٰ پنجاب میں بجلی کے منصوبے لے کر آئیں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے
"شہباز شریف زندہ باد" کی نعرہ بازی)

کیونکہ ہم نے پنجاب کی عوام سے وعدہ کیا ہے، پاکستان کی عوام سے وعدہ کیا ہے۔۔۔

میاں محمد رفیق: میرا ویس کوٹ بھی حاضر ہے۔

MR SPEAKER: Order please.

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف): ماشاء اللہ آپ کی تو ہر چیز حاضر ہے، آپ comrade ہیں اس میں تو کوئی شک ہی نہیں ہے۔

جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ کوئی الہ دین کا چراغ نہیں ہے کہ یہ منصوبے راتوں رات لگ جائیں۔ ان منصوبوں کے لئے دن رات کام ہو رہا ہے اور مجھے اس مالک کے گھر پورا یقین ہے کہ انشاء اللہ اگلے چند سالوں میں یہ منصوبے رواں دواں ہوں گے اور اس ملک اور اس صوبے کے اندر گھر گھر بجلی پہنچے گی۔ یہ جو راستے میں کانٹے اور پہاڑ نما مشکلات ہیں جن کا میں نے ابھی ذکر کیا ہے پچھلے سات آٹھ مہینوں میں ان کو راستے سے ہٹاتے ہوئے اور ان پہاڑوں کو دھکیلتے ہوئے ہمارا بہت وقت صرف ہوا ہے۔ یہاں ہمارے جو بہترین دوست بھائی ممالک ہیں وہ پاکستان میں سرمایہ کاری کرنے سے ڈرتے تھے اور میں نے وہ وجوہات بھی بتائی ہیں۔ میں آپ کو ایک اور مثال بتاتا ہوں کہ جب

2010 میں سیلاب آیا تو ایک دوست ملک نے ہمیں millions of dollars کی امداد دی، یہ سن لیں نام لینا مناسب نہیں لیکن بخدا میں آپ سے وہ بات کہہ رہا ہوں جو میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھی اور کانوں سے سنی کہ جب انہوں نے announce کیا تو اس وقت کی حکومت پاکستان نے اس ملک کو اپنے سفیر کے ذریعے پیغام بھجوایا کہ ہمیں کیش کی بڑی ضرورت ہے تو آپ جو سیلاب کی امداد دے رہے ہیں وہ کیش دے دیں تو ہمارے سفیر نے کہا کہ ہمیں اپنے دوست ملک کو اس طرح کا پیغام نہیں دینا چاہئے چونکہ انہوں نے اعلان کیا ہے کہ ہم یہ اشیاء کی صورت میں پاکستان کو دیں گے یعنی تمبو، غذا، ہسپتال، ادویات یا گھر بنا کر دیں گے۔ اسلام آباد سے آرڈر گیا کہ ہمیں کیش چاہئے، کیش دے دیجئے تو ہمارے سفیر نے مجبوراً آگے پیغام دیا، جب پیغام دیا تو آگے سے جواب ملا کہ ہماری کابینہ کا فیصلہ ہے کہ پاکستان ہمارا انتہائی دوست ملک ہے اس لئے ہم نے یہ امداد دینی ہے مگر کابینہ کا فیصلہ ہے کہ کیش نہیں بلکہ ہم اسے kinds میں یعنی اشیاء کی شکل میں دیں گے تو اس سفیر نے اسلام آباد میں تار بھیجا کہ مجھے یہ پیغام ملا ہے تو انہوں نے کہا کہ نہیں، آپ نے کہنا ہے کہ ہمیں کیش کی ضرورت ہے۔ ذرا اندازہ کیجئے؟ اب سفیر پھر چلا گیا تو انہوں نے کہا کہ اگر آپ چاہتے ہیں تو ہم اپنی کیبنٹ کی میٹنگ کرتے ہیں اور کیبنٹ کی میٹنگ میں فیصلہ کریں گے کہ ہم نے آپ کو سارا کیش دینا ہے یا کیا کرنا ہے؟ کیبنٹ کی میٹنگ ہوئی تو کیبنٹ نے کہا کہ اگر پاکستان کی حکومت اتنی بضد ہے اور واقعی ان کو اتنی ضرورت ہے تو چلئے پھر ہم جو رقم دے رہے ہیں اس کا صرف دس ملین ڈالر ہم کیش دے دیتے ہیں۔ ایک قریب ترین دوست ملک کے ہاں ہمارے اعتبار اور trust کی یہ حالت تھی تو باقی جو neutral ممالک ہیں یا اغیار ہیں ان کے ہاں ہماری حالت کیا ہے ؟ کہتے ہیں کہ فقیر آ گئے ہیں، مانگنے والے آ گئے ہیں، یہ ایسے ملک سے آئے ہیں جہاں پر terrorism ہے، ان کا پاسپورٹ گرین ہے وہ وہیں سے نظریں بدل لیتے ہیں۔ یہ وہ مشکلات اور مسائل ہیں۔

جناب سپیکر! میں قائد حزب اختلاف سے گزارش کروں گا کہ مٹھائی آج نہ منگوائیں، انشاء اللہ پورا ایوان مٹھائی کھائے گا اور میں آپ کے منہ میں لڈو ڈالوں گا جب بجلی کا پہلا کلو واٹ نکلے گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

(اذانِ ظہر)

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف): جناب سپیکر! میں دو منٹ میں اپنی بات ختم کر لوں گا۔

جناب سپیکر: جتنی مرضی آپ بات کریں۔

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف): آپ کی مہربانی۔جناب سپیکر! میں نے شروع میں عرض کی تھی کہ کوئلے کی بنیاد پر پلانٹ کیوں جلدی لگ سکتے ہیں وہ اس لئے کہ 660 میگاواٹ کوئلے کا پلانٹ اگر پوری کوشش، محنت، لگن اور یکسوئی سے لگانے کی کوشش کی جائے تو اڑھائی تین سال میں لگ جاتا ہے۔ڈیم یعنی ہائیڈل پاور پراجیکٹ کوئی بھی ہو وہ پانچ چھ سال سے پہلے نہیں لگ سکتا۔

جناب سپیکر دوسری اور اہم بات کوئلے کی بنیاد پر بجلی پیدا کرنا تیل کے مقابلے میں آدھی قیمت پر ہے، آج تیل کی بنیاد پر جو بجلی پیدا ہوتی ہے اگر اس کی فی یونٹ قیمت 18 روپے ہے تو کوئلے کی بنیاد پر وہ 9 روپے ہوگی۔اس سے آپ یوں سمجھئے کہ آپ کے زر مبادلہ کے خرچ میں پچاس فیصد کمی آ جائے گی۔پھر آپ نے آہستہ آہستہ جو لوکل کوئلہ available ہے انشاء اللہ اسے بھی استعمال کرنا ہے۔

جناب سپیکر! تیسری اور جو سب سے اہم بات ہے کہ یورپ اور شمالی امریکہ میں کوئلے کی بنیاد پر پلانٹس قائم کرنے پر پابندی لگ گئی ہے وہ اپنے ممالک میں بھی اس کی sale پر loan یا finance دینے کے لئے تیار نہیں ہیں۔چین، ساؤتھ کوریا اور جاپان یہ وہ ممالک ہیں جو کہ ابھی بھی یہ بناتے ہیں اور اسے offer بھی کرتے ہیں۔کہنے کو تو ساؤتھ کوریا اور جاپان بھی شاید ہمیں دے دیں لیکن chances بہت کم ہیں۔چین وہ واحد ملک ہے جو پاکستان کا ایک بہترین دوست ہے اور واقعی ہمالیہ سے اونچی ہماری دوستی اور سمندروں سے گہری ہماری پختگی ہے۔یہ ہماری اپنی کمزوری تھی، یہ ہماری اپنی ناکامی تھی، ہماری اپنی غفلت تھی اور یہ ایوان اچھی طرح جانتا ہے کہ ماضی قریب میں پاکستان کی ایک بہت بڑی شخصیت ہر تیسرے چوتھے اور پانچویں مہینے چین جاتی تھی لیکن اس کے نتیجے میں پاکستان کو کیا ملا؟ 0/0، میں اس بارے میں مزید کچھ نہیں کہنا چاہتا ورنہ بات بہت بڑھ جائے گی۔حالانکہ چائنا میں اس کے بدلے میں بڑی چہ مگوئیاں ہوتی تھیں بہرکیف اس بات کو ایک طرف کیجئے گا۔چین وہ واحد ملک ہے جس پر ہماری نظریں لگی ہوئی ہیں اور انشاء اللہ مجھے امید ہے کہ ان کوئلے کے منصوبوں کے لئے جو پلانٹس، مشینری آنی ہے اس کی financing اس کے loans کے لئے چائنا available ہوگا یا پھر ہمارے brother دوست ممالک جنہوں نے الحمد للہ اس خواہش کا اظہار کیا ہے کہ وہ پاکستان کا ہاتھ تھامیں گے اور پاکستان کو support کریں گے۔

جناب سپیکر! یہ وہ مختصر story ہے کہ میں نے جس میں Energy Vision of Pakistan and Punjab بیان کیا ہے۔اس کے ساتھ ساتھ biogas and biomass پر بھی

بھرپور کوشش جاری ہے۔اس حوالے سے ہماری ایک پالیسی بن چکی اور میں انشاءاللہ تعالیٰ اس بارے میں جلد اس ایوان کو بھی اعتماد میں لوں گا۔

جناب سپیکر!میں آخر میں آپ اور اس معزز ایوان کا شکریہ ادا کرتے ہوئے صرف اتنی بات انتہائی عاجزی مگر بڑے اعتماد کے ساتھ کہوں گا کہ انشاءاللہ تعالیٰ ہم جان لڑادیں گے اور پاکستان میں بجلی لے کر آئیں گے۔(نعرہ ہائے تحسین)

قائد حزب اختلاف (میاں محمودالرشید):جناب سپیکر!وزیر اعلیٰ پنجاب نے بجلی کی پیداوار اور گیس کے حوالے سے جو بھی بات کی ہے میں اسے appreciate کرتا ہوں۔اس سے یہ اندازہ ہوا کہ Federal subjects جیسے power and gas generation،بجلی، گیس کے مسائل اور دوسرے ملکوں کے ساتھ روابط کے حوالے سے وزیر اعلیٰ پنجاب نے کھل کر بات کی ہے۔ہم شروع سے یہ کہہ رہے ہیں کہ محترم وزیر اعلیٰ پنجاب کی توجہ مرکزی معاملات کی طرف زیادہ ہے۔ہمارا صوبہ پنجاب دس کروڑ آبادی کا صوبہ ہے جو کہ پاکستان کا 65 فیصد ہے۔وزیر اعلیٰ پنجاب اپنی بہترین مہارت کو اس صوبہ پنجاب کی بہتری کے لئے بھی استعمال کریں۔آج ہی ایوان کے اندر دو حکومتی بنچوں کے معزز ممبران محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری اور جناب جمال لغاری دھائی دے رہے تھے۔کل یہاں وقاص حسن موکل دھائی دے رہا تھا۔ آج سے آٹھ ماہ پہلے اسی ایوان میں کھڑے ہو کر آپ نے تھانہ کلچر کو بدلنے کی بات کی تھی۔پچھلے پانچ سال بھی آپ ہی کی حکومت تھی۔اب بھی آٹھ ماہ گزر گئے ہیں لیکن پولیس شُتر بے مہار ہو چکی ہے۔ عام پاکستانی اور شہری کا کوئی پُرسان حال نہیں ہے۔لوگ دھکے کھاتے پھرتے ہیں اور ان کی ایف آئی آر تک درج نہیں ہوتی تو میں آپ سے عرض کروں گا کہ Federal subject کے ساتھ ساتھ صوبہ پنجاب کی طرف بھی توجہ دیں۔مجھے گلہ بھی ہے اور ہم پہلے اخبارات میں بھی بیان دیتے رہے کہ میاں صاحب صرف مرکز کے معاملات میں دلچسپی لے رہے ہیں۔بالکل بجا ہے کہ پاکستان کو آج جن crisis کا سامنا ہے اس پر ہماری اور آپ کی توجہ ہونی چاہئے لیکن آپ صوبہ پنجاب کے وزیر اعلیٰ ہیں۔ میں دو تین چیزوں کا ذکر کرنا چاہوں گا کیونکہ خوش قسمتی سے آج مجھے یہ موقع مل گیا ہے کہ آپ کے سامنے یہ عرض داشت پیش کر سکوں۔

جناب سپیکر!پہلی بات یہ ہے کہ یہاں پر تھانہ کلچر کو بدلنے کے لئے فوری،rapid اور اچھے انتظامات کئے جائیں تاکہ پنجاب کے اندر پولیس کے ظلم اور زیادتیوں کا سدباب ہو سکے۔ایف آئی آر درج کرنے کا خواہ آپ کوئی بھی طریقہ اختیار کر لیں لیکن اس کا باقاعدہ ایک سسٹم بنایا جائے۔

جناب سپیکر!میں دوسری بات بلدیاتی انتخابات کے حوالے سے عرض کروں گا۔جب جمہوریت کی بات آتی ہے،جب good governance کی بات آتی ہے،جب لوگوں کو serve کرنے کی بات آتی ہے تو پھر اچھی اور نئی روایات کو پنپنے کا موقع دینا چاہئے۔ڈیڑھ برس پہلے پچھلے بلدیاتی ادارے آپ کی حکومت نے premature توڑ دیئے تھے۔چھ چھ ماہ کا وقفہ لے کر وہ وقت پورا کر دیا گیا لیکن بلدیاتی انتخابات نہ ہوسکے۔اب دس ماہ کا عرصہ گزر گیا ہے لیکن لیت و لعل کر کے ان بلدیاتی انتخابات کو ٹالنے کی کوشش کی جارہی ہے۔

جناب سپیکر: میاں صاحب!آپ توہین عدالت کی کوشش نہ کریں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمودالرشید): جناب سپیکر!آپ نے قائد ایوان کو آدھا،پونا گھنٹہ دیا ہے مجھے آپ پانچ منٹ تو دیجئے۔

جناب سپیکر: جی،آپ بات کریں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جی،مہربانی۔جناب سپیکر!میں آپ کی وساطت سے قائد ایوان کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ بلدیاتی انتخابات کے انعقاد کے بغیر عوام کے مسائل حل نہیں ہوں گے۔آپ نے DCC کے ذریعے ایم پی اے صاحبان کو کروڑوں روپے کے funds دوبارہ دینے شروع کئے ہیں۔یہ local leadership اور عوام کی حق تلفی ہے اس لئے میں آپ سے یہ عرض کروں گا کہ محض یہ کہہ دینا کافی نہیں کہ عدالت نے حلقہ بندیاں منسوخ کر دی ہیں اس لئے بلدیاتی انتخابات نہیں کرا سکے۔بھئی!اس بات کو آج ڈیڑھ ماہ ہوگیا ہے تو آپ کو بلدیاتی انتخابات کے انعقاد کے لئے فوری طور پر کوئی نہ کوئی step اُٹھانا چاہئے تھا کہ جس سے عوام کو یہ یقین ہوتا کہ آپ خلوص نیت کے ساتھ ان بلدیاتی اداروں کو قائم کرنا چاہتے ہیں۔ہم نے اس سلسلے میں تحریک التوائے کار اور قراردادیں بھی جمع کروائی ہوئی ہیں۔جب تک آپ پنجاب میں بلدیاتی انتخابات نہیں کراتے اُس وقت تک لوگ یہ سمجھنے پر مجبور ہوں گے کہ آپ کی حکومت اس بارے میں مخلص نہیں ہے اور آپ grass roots level پر جمہوریت کو پنپنے کا موقع نہیں دے رہے اس لئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ آپ کو اس طرف توجہ دینی چاہئے۔

جناب سپیکر!میں آپ کی وساطت سے وزیر اعلیٰ صاحب سے تیسری گزارش یہ کرنی چاہوں گا کہ۔۔۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہوں گا کہ ۔۔۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): رانا صاحب! مجھے آپ interrupt نہ کریں۔ مجھے دو منٹ بات کر لینے دیجئے۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! انہوں نے دو منٹ کہہ کر دس منٹ لے لئے ہیں۔

جناب سپیکر: چلیں، کوئی بات نہیں۔ ان کو بات کر لینے دیں تاکہ ماحول اچھا رہے۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جس موضوع پر آج بات نہیں ہوئی یہ اس سے متعلق بات کر رہے ہیں۔ چلیں، قائد حزب اختلاف اپنی بات کو conclude کر لیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! بطور قائد حزب اختلاف یہ میرا prerogative ہے کہ میں بات کروں۔ میں وزیر قانون سے گزارش کروں گا کہ آپ دو منٹ تحمل سے میری بات سُن لیں۔ آپ تو روز یہاں بات کرتے ہیں اگر آج محترم میاں محمد شہباز شریف تشریف لائے ہیں تو مجھے دو منٹ بات کر لینے دیں۔ میں کوئی ذاتی بات نہیں کر رہا بلکہ میں تو عوام کی بات کر رہا ہوں، میں جمہوریت کی بات کر رہا ہوں، لوگوں کے مسائل کی بات کرنا چاہتا ہوں، لوگوں کے جذبات، احساسات، دکھ اور مشکلات کی بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر! میں تیسری بات یہ کروں گا کہ یہاں پر نندی پور پاور سٹیشن کے حوالے سے بات ہوئی کہ اس کی مشینری وہاں پڑی رہی جس کی وجہ سے اس پر ہمیں 27۔ارب روپے زیادہ خرچ کرنے پڑ گئے۔ یہ سب سے اہم ایوان ہے اس کی مشینری پچھلے دس سال سے باہر پڑی ہوئی ہے اور گل سڑ رہی ہے۔ خدارا اس ایوان کی تعمیر کے لئے بھی funds جاری فرمادیں اگر کسی سابقہ حکمران نے اس کا فیتہ کاٹ دیا یا بجٹ پاس کر لیا ہے تو اس کی سزا اس ایوان کو نہیں ملنی چاہئے۔ آپ باہر جاتے ہوئے دیکھ سکتے ہیں کہ مشینری باہر پڑی ہوئی ہے۔ اس میں جنریٹر، air-conditioning system اور دوسری چیزیں بھی شامل ہیں۔ میں پچھلے آٹھ ماہ سے وہاں سے گزرتا ہوں اور دیکھ رہا ہوں کہ ڈبے پڑے ہوئے ہیں اور بھاری مشینری گل سڑ رہی ہے۔

جناب سپیکر: قوم کے لئے بعض اوقات قربانیاں دینی پڑتی ہیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں یہ عرض کروں گا کہ ایوان کی تعمیر کا structure مکمل ہو چکا۔اس حوالے سے جب بھی میں نے سپیکر صاحب سے بات کی ہے تو انہوں نے آپ کی طرف اشارہ کر دیا کہ جب وزیر اعلیٰ صاحب چاہیں گے تو اس کے funds مل جائیں گے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ اس ادارے کی sanctity اور اہمیت کے پیش نظر ضروری ہے کہ اس کی تعمیر مکمل کی جائے۔یہ نہ ہو کہ کل کلاں پتا چلے کہ 5۔ارب روپے مزید خرچ ہوں گے کیونکہ باہر پڑی ہوئی ساری مشینری ناکارہ ہو گئی ہے۔

جناب سپیکر! میں آخری بات یہ عرض کروں گا کہ یہاں پر چیف سیکرٹری پنجاب نے تمام اضلاع کے ڈی سی او صاحبان کے نام District Coordination Committees کے حوالے سے ایک notification جاری کر کے بھجوایا ہے۔ان D.C.C کمیٹیوں میں دوسری پارٹیوں کے منتخب نمائندوں کو نہیں بلایا جا رہا جبکہ ان سے ہارے ہوئے لوگوں کو ان District Coordination Committees میں بٹھا کر اضلاع کی development کے بارے میں تبادلہ خیال کیا جاتا ہے اور ان سے سکیمیں مانگی جاتی ہیں۔

MR SPEAKER: I tell you that they are also citizen of Pakistan.

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! ہم شروع سے یہ کہتے آئے ہیں کہ یہ ترقیاتی کام بلدیاتی اداروں کے ذریعے ہونے چاہئیں۔جب تک بلدیاتی ادارے وجود میں نہیں آتے اس وقت تک ان District Coordination Committees میں تمام منتخب نمائندوں کو شامل کیا جائے۔ جمہوریت کا حُسن بھی یہی ہے کہ تمام پارٹیوں کے منتخب نمائندوں کو ان کمیٹیوں میں شامل کیا جائے۔ آپ کی overwhelming majority ہے۔ حزب اختلاف کے چالیس پچاس لوگ ہیں۔ کسی ضلع میں تین، کسی میں دو اور کسی میں ایک منتخب نمائندہ ہو گا تو آپ ان کو بھی District Coordination Committees میں شامل کر لیں۔یہ منتخب لوگ ہیں،انہوں نے بھی اپنے اپنے حلقوں سے لوگوں کا mandate لیا ہے اور ان کمیٹیوں میں شامل ہونے سے یہ ضلع کی تعمیر و ترقی کے سلسلے میں اپنی تجاویز دے سکیں گے۔

جناب سپیکر! ہم نے یہاں ایوان میں جب بھی بات کی تو وزیر قانون رانا ثناءاللہ نے کہا کہ وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کی خدمت میں حاضر ہو جائیں تو آج میں باضابطہ قائد ایوان

سے گزارش کر رہا ہوں کہ یہ ایک اچھی روایت ہوگی لہذا اس کو آپ پنپنے کا موقع دیں۔ یہ جمہوریت کا حُسن ہو گا کہ آپ اس مقدس ایوان کے سارے معزز ممبران کو ان District Coordination Committees کا ممبر declare کریں تاکہ اپنے اپنے علاقے کی تعمیر و ترقی میں یہ اپنی تجاویز دے سکیں اور جن لوگوں نے ان پر اعتماد کیا ہے یہ بھی اُن کے اعتماد پر پورا اُتر سکیں۔

جناب سپیکر! میں امید کرتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ پنجاب میری ان دو تین معروضات پر ضرور غور فرمائیں گے۔ میں نے سب سے پہلی گزارش یہ کی تھی کہ جن دنوں اسمبلی کا اجلاس ہو، ان دنوں ہفتے میں ایک دو دفعہ آپ ضرور اجلاس میں تشریف لایا کریں۔ اس سے اس ایوان، حکومت، حزب اختلاف اور حزب اقتدار سب کی کارکردگی بہتر ہو گی۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون و پارلیمانی امور!

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! قائد حزب اختلاف نے امن وامان کے حوالے سے بات کی ہے اُس پر پنجاب حکومت کس طرح سے پولیس میں reforms کر رہی ہے اور 3.5۔ارب روپے کی لاگت سے Forensic Laboratories کا قیام عمل میں لایا گیا ہے وہ ابھی تک hundred percent functional نہیں ہوئیں اور کس طرح سے اس کے functional ہونے کے بعد تفتیش کا عمل شفاف اور معیاری ہو گا اس سے prosecution کو فائدہ ہو گا، اُس سے convection rate بڑھے گا۔ ان ساری چیزوں پر آج چیف منسٹر صاحب غالباً مختصراً بات کریں گے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اس پر ایوان کو کسی دوسرے موقع پر اعتماد میں لیں گے اور آج انہوں نے بجلی کے حوالے سے پورے ایوان کو اعتماد میں لیا ہے۔ اس سے پہلے کہ چیف منسٹر صاحب بات کریں قائد حزب اختلاف نے جو بات کی ہے میں اُس حوالے سے صرف دو باتوں کی وضاحت کرنا چاہوں گا۔

جناب سپیکر! کیا یہ حقیقت نہیں ہے کہ جب سپریم کورٹ نے ستمبر 2013 کو چاروں صوبوں کی حکومتوں کو بلا کر کہا کہ آپ اتنی مدت میں legislation کریں اُس کے بعد آپ اتنی مدت میں delimitation کریں اور اُس کے بعد آپ الیکشن کمیشن کو request کریں کہ ہم تیار ہیں تو آپ الیکشن کے لئے date مقرر کریں۔ میں کسی دوسرے صوبے کا نام نہیں لیتا لیکن میں on record اور پورے دعویٰ سے یہ بات کہتا ہوں کہ صرف اور صرف صوبہ پنجاب under the leadership of Mian Muhammad Shahbaz Sharif وہ صوبہ ہے کہ سپریم کورٹ نے

legislation کے لئے جو ٹائم دیا ہم نے within that period وہ legislation کی۔ اُس کے بعد ہمیں سپریم کورٹ کی طرف سے delimitation کے لئے جو ٹائم دیا گیا ہم نے الیکشن کمیشن کو باقاعدہ پہلے request کی کہ جناب! یہ delimitation کا معاملہ ہے۔ قومی اور صوبائی اسمبلی کے متعلق تو قانون موجود ہے کہ اُس کی delimitation الیکشن کمیشن کرتا ہے لیکن پچھلے 60 سالوں میں اس ملک میں بلدیاتی اداروں کی جب بھی delimitation ہوئی ہے تو وہ executive نے کی ہے تو اب آپ فرمائیں کہ آپ کا ہمارے لئے کیا حکم ہے؟ الیکشن کمیشن on record ہے انہوں نے کہا کہ یہ delimitation بہت بڑی exercise ہے، ہمارے پاس اتنے وسائل نہیں ہیں، ہمارے پاس اتنا human resource نہیں ہے تو آپ یہ خود کریں اور یہ کرنے کے بعد اگر کسی کو کوئی complaint ہو گی تو وہ عدالت میں اپیل میں چلا جائے گا۔ الیکشن کمیشن کے حکم کے بعد اور الیکشن کمیشن کی اجازت کے بعد delimitation کا process جو کہ 60 دنوں میں مکمل ہونا تھا ہم نے اُسے 45 دنوں میں مکمل کیا اور اُس کے بعد جا کر الیکشن کمیشن کو request کی کہ جناب! یہ legislation موجود ہے، یہ rules موجود ہیں، یہ delimitation موجود ہے آپ ہمیں تاریخ دیں کہ ہم الیکشن کے لئے تیاری کریں۔ اُس کے بعد الیکشن کمیشن نے سپریم کورٹ کی consultation کے بعد 30۔ جنوری کی date دی۔ اب delimitation کے اوپر آ جائیں۔ تقریباً 34 سو سے زیادہ میونسپل کمیٹیوں کے حلقے ہیں اور تقریباً 4 ہزار سے زیادہ یونین کونسلیں ہیں یعنی کل ملا کر تقریباً 8 ہزار حلقوں کی delimitation ہوئی۔ اُن 8 ہزار میں سے صرف 366 حلقوں میں لوگوں نے writs دائر کیں کہ ہمیں شکایت ہے یعنی آپ یہ دیکھ لیں کہ یہ کیا تناسب بنتا ہے؟ جن حلقوں میں شکایت تھی وہ لوگ عدالت میں آئے تو عدالت یہ راستہ بھی اختیار کر سکتی تھی کہ اُن حلقوں میں correction کرا دیتی یا جو تبدیلی وہ چاہتے تھے وہ کرا دیتی لیکن ایک باقاعدہ پراپیگنڈا کیا گیا، ایک فضا بنائی گئی، ایک pressure mount کیا گیا صرف اس لئے کہ یہ کام نہ ہو سکے۔ ایک صوبہ ایسا بھی ہے کہ جس نے سپریم کورٹ کو بھی یہ کہا کہ آپ کی دی ہوئی date کے اوپر ہم الیکشن نہیں کروا سکتے۔

جناب سپیکر! اب آگے دیکھیں کہ جو لوگ ہائی کورٹ اپیل میں گئے، جو لوگ ہر تاریخ پر وہاں پر جا کر photo session کراتے تھے، جو لوگ وہاں پر جا کر اس طرح سے طوفان اُٹھاتے تھے کہ پتا نہیں delimitation میں کیا ہو گیا ہے۔ یعنی 8 ہزار میں سے صرف تین سو writs ہوئیں اور اُس کے اوپر بہر حال عدلیہ کا فیصلہ ہے اور ہم آئین کے مطابق اُس کے پابند ہیں۔ عدالت نے فیصلہ کیا ہے کہ یہ

تمام delimitations ختم کر دی جائیں اور دوبارہ نئے سرے سے delimitations الیکشن کمیشن کرے۔ اب مجھے افسوس ہے کہ قائد حزب اختلاف کہتے ہیں کہ دو ماہ ہو گئے ہیں آپ نے کچھ نہ کچھ اقدامات کیوں نہیں اُٹھائے؟ پہلی بات تو یہ ہے کہ عدالت نے short order announce کیا اور detailed order تقریباً کوئی ایک ماہ بعد یعنی ایک ہفتہ قبل آیا ہے اور اُس میں عدالت نے جو بھی ذمہ داری لگائی ہے وہ الیکشن کمیشن کو لگائی ہے۔ میں آج on the Floor of the House اور قائد ایوان کی موجودگی میں اس معزز ایوان کو بھی اور میڈیا کے ذریعے اس صوبہ کے 10 کروڑ عوام کو بھی on behalf of Punjab Government یہ یقین دلاتا ہوں کہ اس سے پہلے بھی بلدیاتی الیکشن کروانے کے لئے جو حکم ہوا ہم نے اُس میں ایک دن کی بھی دیر نہیں کی۔ اب بھی الیکشن کمیشن delimitation کے بعد جب حکم کرے گا، جو تاریخ دے گا صوبہ پنجاب اُس کا پابند ہو گا اور اُس پر انشاء اللہ تعالیٰ بلدیاتی الیکشن کروائیں گے۔ انہوں نے ایک اور بات کی ہے یعنی کہاں نندی پور؟ ایک تو مجھے یہ سمجھ نہیں آئی کہ سارے ایوان نے سُنا ہے کہ چیف منسٹر صاحب نے ہلکا سا touch دیا کہ وفاقی سطح پر بجلی کے کون کون سے منصوبہ پر عمل ہو رہا ہے اور اُس کے بعد انہوں نے اپنی تقریر کا تقریباً 80 فیصد حصہ پنجاب میں بجلی کے لگائے جانے والے منصوبوں کے متعلق بات کی ہے اور قائد حزب اختلاف بات کر رہے ہیں جیسے کوئی شخص ساری رات ہیر سنتا رہا اور صبح اُٹھ کر پوچھنے لگا کہ "ہیر مرد سی یا عورت سی"؟ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں یہ بات بڑے دُکھ سے کر رہا ہوں کہ کہاں نندی پور جو اس ملک کے غریبوں کے اندھیرے دُور کرے گا اور کہاں اس اسمبلی کی تعمیر ہونے والی نئی بلڈنگ، جو ہمیں صرف تھوڑی سی آسودگی دے گی کہ ہم وہاں پر تھوڑا سا زیادہ اچھے طریقے سے بیٹھ جائیں گے یعنی آپ ان کی ذرا سوچ دیکھیں؟ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر! میں اپنی بات مکمل کر لوں اور میں اس کے علاوہ اور کوئی بات نہیں کرتا۔ میں دو منٹ میں اپنی بات مکمل کرتا ہوں یہ اتنے بے قرار نہ ہوں۔ اس اسمبلی کی جو نئی بلڈنگ تعمیر ہو رہی ہے صرف اُس کے اوپر پابندی نہیں لگی۔ وزیر اعلیٰ پنجاب نے پچھلے تین مالی سالوں سے اور اُس میں یہ مالی سال بھی شامل ہے، انہوں نے تمام سرکاری بلڈنگز پر پابندی لگائی اور یہ کہا کہ سب سے پہلے اُن منصوبوں کے اوپر عمل کیا جائے گا اور وہ بلڈنگز بنیں گی جو public benefit کی ہیں، جو public at large benefit کی ہیں۔ سکول بنیں گے، کالج بنیں گے، ہسپتال بنیں گے جبکہ ایم پی ایز ہاسٹل یا

اسمبلی بلڈنگ نہیں بنے گی۔ یہ ایک درد ہے، ایک سوچ ہے اور جس کو اللہ تعالیٰ عطا کرے۔ یہ غریبوں اور اس صوبہ کے عوام کا درد اور سوچ ہے جس کو اللہ تعالیٰ عطا کرے۔ میاں محمد شہباز شریف وہ وزیر اعلیٰ ہے کہ جس نے ایوان وزیر اعلیٰ کی وہ بلڈنگ جو اس قوم کے خون پسینے کی کمائی سے بنائی گئی حالانکہ دفاتر موجود تھے، سول سیکرٹریٹ موجود تھا، 90۔شاہراہ قائداعظم موجود تھا، 7۔کلب روڈ موجود تھا لیکن اس کے باوجود 2۔ارب روپیہ جس آفس پر لگایا گیا۔ وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے اس آفس میں جانے سے انکار کر دیا۔ یہ اس ملک کے وسائل اور اس ملک کے غریبوں کا درد ہے وہ جس کو اللہ تعالیٰ عطا کرے۔ اگر یہ سوچ دوسری طرف نہیں ہے تو میری تو یہی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو بھی اس درد سے آشنا کرے۔ میں ان دو چیزوں کی وضاحت کرنا چاہتا تھا۔ باقی لاء اینڈ آرڈر سے متعلق چند الفاظ وزیر اعلیٰ صاحب بولیں گے۔

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف): جناب سپیکر! میں ایک منٹ میں ایک پوائنٹ پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: میں بھی ایک شعر کہنا چاہتا ہوں اگر آپ سننا چاہتے ہیں تو ٹھیک ہے۔

الفاظ کے پیچوں میں الجھتے نہیں دانا
غواص کا مطلب ہے گوہر سے کہ صدف سے

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف): جناب سپیکر! میں صرف ایک منٹ میں آپ کی وساطت سے قائد حزب اختلاف کی توجہ چاہتا ہوں کہ جب وہ فرما رہے تھے کہ میں نے جب بجلی کی بات کی تو میں پاکستان کی بات کر رہا تھا۔ میرا خیال ہے کہ ان کو شاید غلط فہمی ہوئی ہے۔ میں پاکستان اور پنجاب دونوں کی بات کر رہا تھا۔ میں اس ایوان کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں اور مجھے امید ہے کہ ماشاء اللہ قائد حزب اختلاف بہت ذی شعور اور دانا آدمی ہیں وہ اس بات کو سمجھتے ہیں کہ بجلی کے حوالے سے پاکستان کی جب بات کی جائے تو وہ پنجاب کی بھی بات ہے اس لئے کہ پاکستان میں جہاں پر بھی بجلی کا منصوبہ لگے گا چاہے وہ پن بجلی کا ہو یا تھرمل کا ہو اس کا 60 فیصد پنجاب میں آنا ہے۔ اس کا 60 فیصد آپ کو پنجاب میں ملنا ہے۔ اگر میں پاکستان کی بات کرتا ہوں تو پنجاب کی بات کرتا ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! یہ بات مسلمہ حقیقت ہے کہ پاکستان میں صوبوں کو بجلی ایک ratio کے حساب سے ملتی ہے، پنجاب کا 58 یا 60 فیصد share ہے تو جب میں پاکستان کی بات کر رہا تھا اور بجلی کی پالیسی

جو وفاق نے بنائی ہے اس کے مطابق جو منصوبے لگیں گے تو ان کی 60 فیصد بجلی پنجاب کو ملنی ہے۔ میں جب پنجاب کی بات کر رہا تھا تو ظاہر ہے کہ پنجاب کی بات کر رہا تھا کوہ قاف کی بات تو نہیں کر رہا تھا اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ یہ جو بات لیڈر آف اپوزیشن نے کی ہے میں ان کی رائے کا بہت احترام کرتا ہوں لیکن میری پوری توجہ انشاء اللہ پنجاب پر اور آپ پر ہے۔ بہت مہربانی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: میرے خیال میں آج کے اجلاس کا ایجنڈا مکمل ہو گیا ہے۔ اب اجلاس کل بروز بدھ 12۔فروری 2014 صبح 10:00 بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

265

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،12۔فروری2014

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ لائیو سٹاک وڈیری ڈویلپمنٹ)

نشان زدہ سوالات اوراُن کے جوابات

سرکاری کارروائی

مسودات قانون پر غوروخوض اوران کی منظوری

1۔ مسودہ قانون کمیشن برائے مقام نسواں پنجاب2013(مسودہ قانون نمبر10بابت2013)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون کمیشن برائے مقام نسواں پنجاب2013، جیسا کہ سپیشل کمیٹی نمبر1نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے،فی الفور زیر غورلایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم)دکانیں وکاروباری ادارے پنجاب 2013منظور کیاجائے۔

2۔ مسودہ قانون(ترمیم)دکانیں وکاروباری ادارے پنجاب2013(مسودہ قانون نمبر14بابت2013)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)دکانیں وکاروباری ادارے پنجاب2013، جیساکہ سپیشل کمیٹی نمبر1نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے،فی الفورزیر غورلایاجائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم)دکانیں وکاروباری ادارے پنجاب 2013منظور کیاجائے۔

3۔ مسودہ قانون(ترمیم)ادائیگی اجرت پنجاب2013(مسودہ قانون نمبر11بابت2013)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم)ادائیگی اجرت پنجاب2013، جیسا کہ سپیشل کمیٹی نمبر1 نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے،فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم)ادائیگی اجرت پنجاب2013منظور کیا جائے۔

267

صوبائی اسمبلی پنجاب

سولھویں اسمبلی کا چھٹا اجلاس

بدھ، 12-فروری 2014

(یوم الاربعاء، 11- ربیع الثانی 1435ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 11 بج کر 18 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری نور محمد نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِo

رَبُّ الْمَشْرِقَيْنِ
وَرَبُّ الْمَغْرِبَيْنِ ﴿١٧﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿١٨﴾
مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيَانِ ﴿١٩﴾ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيَانِ ﴿٢٠﴾
فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿٢١﴾ يَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ وَ
الْمَرْجَانُ ﴿٢٢﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿٢٣﴾
وَلَهُ الْجَوَارِ الْمُنْشَئٰتُ فِي الْبَحْرِ كَالْأَعْلَامِ ﴿٢٤﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ
رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿٢٥﴾ كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ﴿٢٦﴾ وَيَبْقَىٰ وَجْهُ رَبِّكَ
ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ ﴿٢٧﴾

سُوْرَۃُ الرَّحمٰن آیات 17 تا 27

وہی دونوں مشرقوں اور دونوں مغربوں کا مالک (ہے)(17) تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے ؟(18) اسی نے دو دریا رواں کئے جو آپس میں ملتے ہیں(19) دونوں میں ایک آڑ ہے کہ (اس سے) تجاوز نہیں کر سکتے (20) تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے ؟(21) دونوں دریاؤں سے موتی اور مونگے نکلتے ہیں(22) تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے ؟(23) اور جہاز بھی اسی کے ہیں جو دریا میں پہاڑوں کی طرح اونچے کھڑے ہوتے ہیں(24) تو تم

اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے ؟(25)جو(مخلوق) زمین پر ہے سب کو فنا ہونا ہے (26)اور تمہارے پروردگار کی ذات (بابرکت) جو صاحب جلال وعظمت ہے باقی رہے گی(27)

وماعلیناالاالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ جناب عابد رؤف قادری نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

کوئی سلیقہ ہے آرزو کا نہ بندگی میری بندگی ہے
یہ سب تمہارا کرم ہے آقا کہ بات اب تک بنی ہوئی ہے
عطا کیا مجھ کو دردِ الفت کہاں تھی یہ پُر خطا کی قسمت
میں اس کرم کے کہاں تھا قابل حضور کی بندہ پروری ہے
بشیر کہیے نذیر کہیے اُنہیں سراج منیر کہیے
جو سر بسر ہے کلامِ ربی وہ میرے آقا کی زندگی ہے
یہ سب تمہارا کرم ہے آقا کہ بات اب تک بنی ہوئی ہے

سوالات

(محکمہ لائیو سٹاک وڈیری ڈویلپمنٹ)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اب وقفہ سوالات شروع کیا جاتا ہے۔آج کے ایجنڈے پر محکمہ لائیو سٹاک وڈیری ڈویلپمنٹ سے متعلقہ سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔ محترمہ راحیلہ خادم حسین صاحبہ!

محترمہ راحیلہ خادم حسین: شکریہ۔ جناب سپیکر! میرے سوال کا نمبر 410 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور: مکینیکل سلاٹر ہاؤس کی تعمیر ودیگر تفصیلات

*410: **محترمہ راحیلہ خادم حسین:** کیا وزیر لائیو سٹاک وڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) مکینیکل سلاٹر ہاؤس لاہور میں کب اور کہاں تعمیر کیا گیا ہے؟

(ب) اس پر کل کتنی لاگت آئی تھی نیز کیا یہ مکمل ہو چکا ہے؟

(ج) اس میں بیک وقت کتنے جانور ذبح کئے جا سکتے ہیں؟

(د) اس سلاٹر ہاؤس سے فی کلو گوشت کس حساب سے فراہم کیا جاتا ہے؟

(ہ) اس کے نرخ کا تعین کون کرتا ہے؟

(و) اس میں کس کس گریڈ کے کتنے ملازم کام کر رہے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لائیو سٹاک وڈیری ڈویلپمنٹ (صاحبزادہ غلام نظام الدین سیالوی):

(الف) مکینیکل سلاٹر ہاؤس (لاہور میٹ پروسیسنگ کمپلیکس) شاہ پور کانجراں ملتان روڈ لاہور پر واقع ہے۔اس کی تعمیر کا آغاز دسمبر 2010 میں کیا گیا اور تکمیل دسمبر 2011 میں ہوئی۔

(ب) اس پر تقریباً 1.6 ۔ارب روپے لاگت آئی تھی، یہ سلاٹر ہاؤس جزوی طور پر مکمل ہو چکا ہے تاہم اس پر مزید آپریشنز کے لئے مشینری لگانے کی گنجائش موجود ہے۔

(ج) جدید سلاٹر ہاؤس میں بیک وقت 500 بڑے جانور جبکہ 6000 چھوٹے جانور سلاٹر کرنے کی گنجائش موجود ہے۔

(د) سلاٹر ہاؤس میں کمپنی صرف جانور مالکان کو جانوروں کی سلاٹرنگ اور پروسیسنگ کی سہولیات مہیا کرتی ہے۔

(ہ) گوشت کی قیمتوں کا تعین پنجاب ایگریکلچر اینڈ میٹ کمپنی کے دائرہ اختیار میں نہیں آتا۔

(و) پنجاب ایگریکلچر اینڈ میٹ کمپنی میں سرکاری گریڈ نہیں ہوتے، کنٹریکٹ پر یا روزانہ اجرت کی بنیاد پر ملازمت دی جاتی ہے۔ سلاٹر ہاؤس میں اس وقت کل 297 ملازمین کام کر رہے ہیں۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال جز(ب) سے متعلق ہے جس میں لکھا ہوا ہے کہ تقریباً 1.6۔ارب روپے سلاٹر ہاؤس کو بنانے پر لاگت آئی ہے تو منسٹر صاحب بتائیں گے کہ اس سے حکومت کو ماہانہ کتنا ریونیو حاصل ہو رہا ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے لائیو سٹاک و ڈیری ڈویلپمنٹ (صاحبزادہ غلام نظام الدین سیالوی): جناب سپیکر! اس حوالے سے ریونیو کی detail ابھی نہیں آئی لیکن ابھی یہ تکمیل کے مراحل سے گزر رہا ہے کیونکہ ابھی اس کی مشینری لگنی باقی ہے اور اس میں کچھ چیزیں رہ گئی ہیں تو اس کے بعد ہی revenue collection کی detail فراہم کی جا سکتی ہے۔

جناب سپیکر: پھر انہوں نے جو پوچھا ہے اس کے متعلق ہم کیا بتائیں؟

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! یہ 2011 میں مکمل ہو گیا تھا ماشاء اللہ اب 2014 چل رہا ہے میں نے تو per month کا revenue پوچھا ہے کہ گورنمنٹ کو کیا حاصل ہو رہا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لائیو سٹاک و ڈیری ڈویلپمنٹ (صاحبزادہ غلام نظام الدین سیالوی): جناب سپیکر: جو بڑا جانور ہے اس کی فیس 500 روپے ہے اور جو چھوٹا جانور ہے اس کی فیس 75 روپے ہے جو کہ ایک جانور کے حساب سے ہے۔Total calculation کے ابھی figure نہیں نکالے گئے۔

جناب سپیکر: دوسرا یہ بھی بتادیں کہ کب تک مکمل ہو جائے گا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لائیو سٹاک و ڈیری ڈویلپمنٹ(صاحبزادہ غلام نظام الدین سیالوی): جناب سپیکر!جب ڈسٹرکٹ گورنمنٹ next بجٹ approveکرے گی، چونکہ کچھ مشینری اس میں instalہونا باقی ہے تو جب وہ instalہو جائے گی تو انہیں اس حوالے سے انشاء اللہ مکمل جواب بتادیں گے۔

جناب سپیکر:نہیں،اُس کے لئے محکمہ نے کیا کوشش کی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لائیو سٹاک و ڈیری ڈویلپمنٹ(صاحبزادہ غلام نظام الدین سیالوی): جناب سپیکر!محکمہ نے اس حوالے سے ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کو لکھ کر دیا ہوا ہے جو کہ انہیں بھجوایا جاچکا ہے تو اس پر عنقریب انشاء اللہ figuresآجائیں گے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر:جناب سپیکر!میرا بھی ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر:جی، نہیں۔جن کا سوال ہے اور جنہوں نے محنت کی ہوئی ہے انہیں ضمنی سوال کرنے دیں۔یہ ٹھیک نہیں ہوتا۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر !جز(ج)میں کہا گیا ہے کہ بیک وقت500 بڑے جانور جبکہ 6000چھوٹے جانور سلاٹر کرنے کی گنجائش موجود ہے کیونکہ متعلقہ سوال لاہور سے ہے تو میں یہی پوچھوں گی کہ آخر لاہور کی demandکیا ہے کیونکہ یہاں پر 500 بڑے اور 6000چھوٹے جانوروں کا لکھا گیا ہے تو لاہور کی demandکے متعلق بتائیں کہ وہ کیا ہے؟

جناب سپیکر:وہ لاہور کی demandکیسے بتا سکیں گے مجھے آپ کی بات کی سمجھ نہیں آئی؟

محترمہ راحیلہ خادم حسین:جناب سپیکر!یہاں پر صرف500 بڑے جانور اور 6000چھوٹے جانوروں کو سلاٹر کرنے کی گنجائش موجود ہے جبکہ میں آپ کو estimationبتا دیتی ہوں کہ لاہور میں تقریباً تین سے چار ہزار بڑے جانور اور پندرہ سے بیس ہزار چھوٹے جانور سلاٹر کئے جارہے ہیں اور اس سلاٹر ہاؤس میں صرف پانچ سو بڑے اور چھ ہزار چھوٹے جانور سلاٹر کرنے کی گنجائش موجود ہے جبکہ انہوں نے اسی کے جز(ب)میں لکھا ہے کہ مزید مشینیں لگانے کی گنجائش موجود ہے۔اتنی بڑی لاگت سے یہ سلاٹر ہاؤس بنایا گیا ہے تو باقی جانور جنہیں سلاٹر کیا جارہا ہے وہ توحفظان صحت کے مطابق نہیں ہوں گے۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب!بس یہ بتادیں کہ وہاں پر کیا500 سے زائد کی capacityہے یا نہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لائیو سٹاک و ڈیری ڈویلپمنٹ(صاحبزادہ غلام نظام الدین سیالوی): جناب سپیکر!اس میں دو شفٹوں میں کام کرنے کی گنجائش موجود ہے جس کی وجہ سے ان کی تعداد ڈبل ہو سکتی ہے۔ایک ہزار بڑا جانور ہو سکتا ہے اور بارہ ہزار چھوٹا جانور کیا جا سکتا ہے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: پہلے میاں صاحب سوال کر لیں بعد میں ڈاکٹر وسیم اختر صاحب سوال کر لیں گے۔ جی، میاں صاحب!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! بے حد شکریہ۔ یہ نہایت اہم سوال ہے جس سے آپ بھی اور سارا ایوان بھی پریشان ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: اللہ خیر کرے۔ آپ کوئی اچھی بات کر دیں اور پریشانی دور کرنے والی بات کریں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر!میں پریشانی دور کرنے والی بات کروں گا اور میں ہمیشہ relevant ہوتا ہوں۔

جناب سپیکر: میں کب کہتا ہوں کہ آپ irrelevant ہوتے ہیں؟

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! سوال کے جز(د) میں ہے کہ اس میں کس کس گریڈ کے کتنے ملازم کام کر رہے ہیں؟ جواب ہے کہ پنجاب ایگریکلچر کمپنی میں سرکاری گریڈ نہیں ہوتے بلکہ کنٹریکٹ یا روزانہ اجرت کی بنیاد پر ملازم کام کرتے ہیں۔اب سوال یہ ہے کہ ذبح خانوں میں جانوروں پر جو مہریں لگتی ہیں کہ یہ تندرست جانور ہے اور اس کو اسی سلاٹر ہاؤس میں ذبح کیا گیا ہے۔ روزانہ کی اجرت پر جو لوگ کام کرتے ہیں ان لوگوں نے تو مہریں بنا کر فروخت کر رکھی ہوں گی کہ باہر ہی مہریں لگا کر جانور لے جاؤ۔ یہ بڑی غیر ذمہ دارانہ بات ہے۔اس سلاٹر ہاؤس میں کوئی ذمہ دار لوگوں کو تعینات ہونا چاہئے تاکہ جانور کی صحت اور وہاں پر ذبح ہونے والے جانور کی تصدیق ہو سکے۔

جناب سپیکر: یہ آپ کون سے جز کی بات کر رہے ہیں؟

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! یہ سوال کا آخری جز(د) ہے۔

جناب سپیکر: آپ تو جز(د) کا کہہ رہے تھے اور میں یہی دیکھ رہا تھا کہ یہ چیز تو جز(د) میں نہیں ہے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! یہ چھوٹا چھوٹا لکھا ہوا ہے اس لئے پڑھنے میں ایسے لگ رہا تھا اس لئے میں نے تصحیح کر دی ہے کہ یہ جز(و) ہے۔

جناب سپیکر: چلیں، اس کو repeat کر دیں کہ آپ کیا پوچھنا چاہ رہے ہیں؟

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! اس سوال میں پوچھا گیا ہے کہ وہاں پر کتنے گریڈ کے سرکاری آفیسر کام کرتے ہیں؟ جواب دیا گیا ہے کہ وہاں پر کوئی سرکاری آفیسر نہیں ہوتا بلکہ کنٹریکٹ یا روزانہ کی اجرت پر مزدور کام کرتے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ اس سلاٹر ہاؤس میں اس بات کی کیا یقین دہانی ہو گی کہ صحیح اور تندرست جانور موقع پر ذبح ہوتے ہیں۔ کیا وہ مزدور جو روزانہ کی بنیاد پر کام کر رہے ہیں انہوں نے باہر مہریں بنا کر نہیں دے رکھی ہوں گی کہ باہر ہی جانور سلاٹر کر لو، چاہے مردہ جانور یا بیمار جانور سلاٹر کرو؟ یہ تو بڑی غیر ذمہ دارانہ بات ہے وہاں پر ذمہ دار لوگ ہونے چاہئیں۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! آپ کوئی particular case بتائیں پھر ہم ان سے پوچھ لیتے ہیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! Particular case کی نشاندہی تو نہیں ہے بلکہ یہ پرائس کنٹرول کمیٹی میں لائیو سٹاک کے سیکرٹری بھی آتے ہیں ان سے دریافت کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔ جی، ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب! آپ کا سوال کیا تھا؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میرا سوال جز(ج) کے حوالے سے ہے اس میں انہوں نے جواب دیا کہ جدید سلاٹر ہاؤس میں بیک وقت پانچ سو بڑے جانور اور چھ ہزار چھوٹے جانور سلاٹر کرنے کی گنجائش موجود ہے۔ میں ان سے یہ پوچھتا ہوں کہ یہ جو پانچ سو بڑے جانور اور چھ ہزار چھوٹے جانور ایک ہی وقت ذبح ہوں گے تو اس کے اوپر ذبح کرنے کے حوالے سے جو بسم اللہ، اللہ اکبر پڑھنا ہوتا ہے تو اس کا کیا بندوبست کیا گیا ہے؟

جناب سپیکر: یقیناً ٹیپ لگائی ہو گی۔ (قہقہہ)

پارلیمانی سیکرٹری برائے لائیو سٹاک و ڈیری ڈویلپمنٹ (صاحبزادہ غلام نظام الدین سیالوی): جناب سپیکر! یہ تکبیر یقیناً پڑھی جاتی ہے۔

جناب سپیکر: جی، ماشاء اللہ ٹھیک ہے۔ اگلے دو سوال محترمہ فائزہ احمد ملک کے ہیں یہ دونوں pending کئے جاتے ہیں۔ اگلا سوال لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) سردار محمد ایوب خان صاحب کا ہے۔ کیا وہ تشریف رکھتے ہیں؟

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! On his behalf (معزز ممبر نے لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) سردار محمد ایوب خان کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، سوال کا نمبر بولیں۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 812 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ٹوبہ ٹیک سنگھ: ویٹرنری ہسپتالوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*812: **لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) سردار محمد ایوب خان:** کیا وزیر لائیوسٹاک وڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) حلقہ پی پی۔87 ٹوبہ ٹیک سنگھ میں کتنے ویٹرنری ہسپتال ہیں ان میں کتنے ویٹرنری ڈاکٹر ہیں اور دیگر عملہ کتنا ہے، تفصیل سے بتایا جائے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ پی پی۔87 جو مکمل دیہی حلقہ ہے کیا وہاں کی اتنی بڑی آبادی کے لئے یہ ویٹرنری ہسپتال کافی نہ ہیں؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا محکمہ پی پی۔87 میں موجود ویٹرنری ہسپتالوں میں ڈاکٹروں اور عملہ کی تعداد پوری کرنے اور مزید ویٹرنری ہسپتال بنانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لائیوسٹاک وڈیری ڈویلپمنٹ (صاحبزادہ غلام نظام الدین سیالوی):

(الف) جناب عالی حلقہ پی پی۔87 میں چھ ویٹرنری ہسپتال، آٹھ ویٹرنری سنٹرز، ایک اے آئی سنٹر اور پانچ اے آئی سب سنٹر موجود ہیں۔ ان اداروں میں تعینات عملہ کی تعداد کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام اسامی	تعداد
1	سینئر ویٹرنری آفیسر	03
2	ویٹرنری آفیسر	04

3	ویٹرنری اسسٹنٹ	13
4	اے آئی ٹیکنیشن	06
5	سینٹری ورکر	05
6	مالی	01
7	ماشکی	03
8	چوکیدار	05

(ب) یہ درست ہے کہ پی پی۔87 مکمل دیہی حلقہ ہے اور وہاں کے جانوروں کی آبادی کے تناسب سے مذکورہ بالا ہسپتال کافی ہیں۔

(ج) غیر متعلقہ ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! جز (الف) میں پوچھا گیا تھا کہ حلقہ پی پی۔87 ٹوبہ ٹیک سنگھ میں کتنے ویٹرنری ہسپتال ہیں، ان میں کتنے ویٹرنری ڈاکٹر اور دیگر عملہ ہے، میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس میں کل کتنی اسامیاں موجود ہیں اور کل کتنی اسامیاں خالی ہیں؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے لائیو سٹاک و ڈیری ڈویلپمنٹ (صاحبزادہ غلام نظام الدین سیالوی): جناب سپیکر! ان میں جتنی اسامیاں ہیں ان کی تفصیل لکھ دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: آپ نے تعداد تو بتادی ہے لیکن وہ پوچھ رہے ہیں کہ خالی کتنی ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لائیو سٹاک و ڈیری ڈویلپمنٹ (صاحبزادہ غلام نظام الدین سیالوی): جناب سپیکر! یہ ٹوٹل calculation کر کے اس کا علیحدہ علیحدہ سے figure دیا گیا ہے۔ یہی کل اسامیاں ہیں اور ان میں سے ابھی تک کوئی vacant ہونے کی نشاندہی نہیں کی گئی ہے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! یہ جواب حقائق پر مبنی نہیں ہے۔ وہاں پر جتنے تعینات ہیں یہ ان کی تعداد ہے، یہ ٹوٹل اسامیوں کی تعداد نہیں ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کل کتنی اسامیاں موجود ہیں اور کتنی خالی ہیں؟ پارلیمانی سیکرٹری صاحب یا تو یہ statement دے دیں کہ وہاں پر کوئی اسامی خالی نہیں ہے اور یہی اسامیاں ہیں۔

جناب سپیکر: جی، بتائیں کہ کل کتنی اسامیاں خالی ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لائیو سٹاک و ڈیری ڈویلپمنٹ(صاحبزادہ غلام نظام الدین سیالوی): جناب سپیکر! جو ٹرانسفر کئے جاتے ہیں یا جن کو promote کیا گیا ان کی detail تو فراہم کرنا مشکل ہے لیکن جو detail یہ مانگنا چاہ رہے ہیں اس میں ایسی کوئی شکایت نہیں ہے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! یہ مکمل جواب نہیں ہے میرا سوال تو یہ ہے کہ کل کتنی اسامیاں ہیں؟

جناب سپیکر: جیسے آپ نے سوال کیا ویسے ہی انہوں نے جواب دیا ہے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میں نے تو clear سوال کیا ہے کہ کل اسامیاں کتنی ہیں؟ اگر یہ کہہ دیں کہ یہ کل اسامیاں ہیں تو۔۔۔

جناب سپیکر: یہ آپ fresh question کر لینا، آپ کی مہربانی۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میرا دوسرا ضمنی سوال ہے کہ جز(ج) کے متعلق لکھا گیا ہے کہ یہ غیر متعلقہ ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ غیر متعلقہ کیسے ہو گیا ہے اس کو غیر متعلقہ کیسے قرار دے دیا گیا ہے جبکہ اس میں یہ پوچھا ہے کہ محکمہ پی پی۔87 میں موجود ویٹرنری ہسپتالوں میں ڈاکٹروں اور عملہ کی تعداد پوری کرنے اور مزید ویٹرنری ہسپتال بنانے کا ارادہ رکھتا ہے۔ یہ غیر متعلقہ کیسے ہو گیا؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے لائیو سٹاک و ڈیری ڈویلپمنٹ(صاحبزادہ غلام نظام الدین سیالوی): جناب سپیکر! اس کی maintenance ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کے تحت ہے اور ان کی جو نئی appointments ہیں ان پر گریڈ ایک سے 15 تک ویسے ہی ban ہے۔ اس سے اوپر کے گریڈ کے جو افسران ہیں ان کا PCS کے ذریعے process جاری ہے، جونہی وہ مکمل ہو گا ان کو وہاں تعینات کر دیا جائے گا۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! جو آپ نے لکھا ہے کہ یہ غیر متعلقہ ہے وہ اس کا پوچھ رہے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے لائیو سٹاک و ڈیری ڈویلپمنٹ(صاحبزادہ غلام نظام الدین سیالوی): جناب سپیکر! اس کی repairing اور maintenance ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کرتی ہے اس لئے وہ غیر متعلقہ ہے۔

جناب سپیکر: ڈسٹرکٹ گورنمنٹ تو کرتی ہو گی لیکن یہ محکمہ تو آپ کا ہے، آپ کیا کر رہے ہیں؟
جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! اگر اس کا جواب نہیں دینا تو یہ منسٹری ختم کر دی جائے ہم ڈسٹرکٹ گورنمنٹ سے پوچھ لیں گے۔
پارلیمانی سیکرٹری برائے لائیو سٹاک و ڈیری ڈویلپمنٹ (صاحبزادہ غلام نظام الدین سیالوی): جناب سپیکر! یہ ڈسپنسری ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کے under آتی ہے۔ یہ DLO یا DCO کے under آتی ہے اس کی maintenance وہ کرتے ہیں۔
جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! آپ اُدھر سے مفصل جواب لے کر دیا کریں یہ بات تو اچھی نہیں ہے۔This is not good
جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! یہ maintenance کی بات کر رہے ہیں، میں نے تو maintenance کا پوچھا ہی نہیں ہے۔ میں تو صرف یہ پوچھ رہا ہوں کہ یہ چھ چھ ماہ کے بعد جوابات آتے ہیں پھر تو یہ سیدھی سیدھی بات ہے کہ جو محکمے ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کے ماتحت ہیں ان کو منسٹری monitor نہیں کرتی بلکہ اس کی transfer and posting ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کرتی ہے۔
قاضی احمد سعید: جناب سپیکر! یہ دیکھیں کہ محکمے کی طرف سے منسٹر صاحب کے پاس بوٹی جا رہی ہے۔
جناب سپیکر: دیکھیں، مجھے ایسے اشارے کرنے کی ضرورت نہیں ہے، آپ کی بڑی مہربانی۔This is not good جی، پارلیمانی سیکرٹری!
پارلیمانی سیکرٹری برائے لائیو سٹاک و ڈیری ڈویلپمنٹ (صاحبزادہ غلام نظام الدین سیالوی): جناب سپیکر! اس میں جو ڈاکٹر تعینات کئے جاتے ہیں وہ PCS کے ذریعے سے آتے ہیں اس میں محکمہ involve نہیں ہو سکتا۔ یہ انہوں نے ڈاکٹروں کی ڈیمانڈ کی ہے یا اس کے حوالے سے نشاندہی ہے۔
جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میں یہ بات پوچھ رہا ہوں اور نہ ہی recruitment کی بات کر رہا ہوں بلکہ یہ transfer اور posting کی بات ہو رہی ہے اس میں recruitment کہاں سے آ گئی؟
پارلیمانی سیکرٹری برائے لائیو سٹاک و ڈیری ڈویلپمنٹ (صاحبزادہ غلام نظام الدین سیالوی): جناب سپیکر! موجودہ ڈسپنسریاں ضرورت کے مطابق کافی ہیں۔
جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! کیا ہسپتال بھی پبلک سروس کمیشن نے بنانے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لائیو سٹاک و ڈیری ڈویلپمنٹ(صاحبزادہ غلام نظام الدین سیالوی): جناب سپیکر! نہیں، ہسپتال ضرورت کے مطابق کافی ہیں اس کی زیادہ ڈیمانڈ یا اس قسم کی ایسی کوئی چیز نہیں آئی۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں ایک اہم سوال کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، آپ بھی فرمالیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میرا سوال یہ ہے کہ ویٹرنری ہسپتال کس criteria پر بنائے جاتے ہیں؟ جانوروں کی تعداد، آبادی کی تعداد یا سیاسی لوگوں کے چہرے، یہ سوال مجھے اس لئے کرنا پڑا کہ میرا حلقہ تمام تر دیہاتی ہے۔

جناب سپیکر: ان میں آپ بھی شامل ہیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میرے حلقے میں ایک بھی ویٹرنری ہسپتال نہیں ہے۔ کیا وہاں پر حکومت ویٹرنری ہسپتال بنانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

جناب سپیکر: جی، کہاں پر؟

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! پی پی-90 میں ایک بھی ویٹرنری ہسپتال نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی، پی پی-90 میں ہسپتال بنانے کا ارادہ رکھتے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لائیو سٹاک و ڈیری ڈویلپمنٹ(صاحبزادہ غلام نظام الدین سیالوی): جناب سپیکر! ویٹرنری ہسپتال کے بنانے کے متعلق ارادے والی بات ہے تو ان کا سوال گورنمنٹ کے بجٹ سے related ہے۔

جناب سپیکر: جی، ادھر سے پوچھ لیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے لائیو سٹاک و ڈیری ڈویلپمنٹ(صاحبزادہ غلام نظام الدین سیالوی): جناب سپیکر! پالیسی کے مطابق ہر تحصیل ہیڈکوارٹر پر ویٹرنری ہسپتال بنائے جاتے ہیں اور یونین کونسل level پر ڈسپنسریاں قائم کی گئی ہیں۔ ان کا جو criteria رکھا گیا ہے اس میں 10 کلو میٹر کے اندر ایک ڈسپنسری موجود ہے۔

جناب سپیکر:ان کی بات آپ ذرا غور سے سن لیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے لائیو سٹاک و ڈیری ڈویلپمنٹ(صاحبزادہ غلام نظام الدین سیالوی):

جناب سپیکر!اگر کہیں پر ویٹرنری ہسپتال نہیں ہے تو یہ نشاندہی کر دیں---

جناب سپیکر: جی،انہوں نے نشاندہی کر دی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے لائیو سٹاک و ڈیری ڈویلپمنٹ(صاحبزادہ غلام نظام الدین سیالوی):

جناب سپیکر!ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: جی،اگلا سوال جناب اعجاز خان صاحب کا ہے۔

جناب احمد خان بھچر:جناب سپیکر!.On his behalf(معزز ممبر نے جناب اعجاز خان کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی،آپ شروع ہو گئے،بس ٹھیک ہے آپ کی مرضی مجھے کیا اعتراض ہے لیکن یہ ایجنڈا پھر درمیان میں رہ جائے گا۔جی،فرمائیں!

جناب احمد خان بھچر:جناب سپیکر!سوال نمبر817 ہے،جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی،جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

فیصل آباد:ویٹرنری ہسپتالوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*817:جناب اعجاز خان:کیا وزیر لائیو سٹاک و ڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) حلقہ پی پی-52 ضلع فیصل آباد میں کتنے ویٹرنری ہسپتال ہیں یو سی وار بتائیں ان میں کتنے ویٹرنری ڈاکٹر ہیں اور دیگر عملہ کتنا ہے نام،عہدہ،گریڈ وار تفصیل سے بیان کریں؟

(ب) پی پی-52 جو مکمل دیہی حلقہ ہے کیا وہاں کی اتنی بڑی آبادی کے لئے یہ ویٹرنری ہسپتال کافی ہے؟

(ج) مذکورہ حلقہ میں ویٹرنری ہسپتالوں میں ویٹرنری ڈاکٹرز اور دیگر عملہ کی کتنی اسامیاں خالی ہیں اور کس کس گریڈ کی ہیں بیان کریں؟

(د) مذکورہ حلقہ میں کتنے ایسے ویٹرنری ڈاکٹر ہیں جو عرصہ پانچ سال سے ایک ہی جگہ تعینات ہیں کیا حکومت ان کو اپنی مذکورہ پالیسی کے تحت ٹرانسفر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لائیوسٹاک وڈیری ڈویلپمنٹ(صاحبزادہ غلام نظام الدین سیالوی):

(الف) حلقہ پی پی۔52 میں تین ویٹرنری ہسپتال اور ایک ویٹرنری سنٹرز ہیں۔یوسی وار ہسپتال و عملہ کی تفصیل(Annex-A)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) پی پی۔52 دس یونین کونسلز پر مشتمل ہے مگر ویٹرنری ہسپتال صرف تین یونین کونسلز میں ہیں جو کہ موجودہ آبادی کے لئے کافی ہیں۔

(ج) مذکورہ حلقہ میں ویٹرنری ڈاکٹر کی کوئی اسامی خالی نہ ہے جبکہ دیگر عملہ میں صرف شفاخانہ حیوانات 42ج۔ب میں دواسامیاں خالی ہیں۔

عہدہ	گریڈ
اے آئی ٹیکنیشن	09
واٹر کیریر	01

(د) مذکورہ حلقہ میں صرف ایک ویٹرنری ڈاکٹر احمد سلمان ویٹرنری آفیسر جو مورخہ 16.04.2008 سے ویٹرنری ہسپتال 147 ر۔ب میں تعینات ہے۔ ڈاکٹر احمد سلمان ویٹرنری آفیسر ویٹرنری ہسپتال 147 ر۔ب اپنی ڈیوٹی صحیح طرح سر انجام دے رہا ہے۔ علاقہ کے لوگوں کی طرف سے کوئی شکایت نہیں ہے اور لوگ ان کی کارکردگی سے مطمئن ہیں ان کے تبادلے کی کوئی تجویز زیر غور نہ ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب احمد خان بھچر: جناب سپیکر! سوال کے جز(ب) میں میں ضمنی سوال پر جارہا ہوں کہ دس یونین کونسلوں میں صرف تین ویٹرنری ہسپتال ہیں اور تین ویٹرنری سنٹر جو کہ آبادی کے لحاظ سے کم ہیں۔ انہوں نے جز(د) میں یہ بتایا ہے کہ صرف ایک ویٹرنری ڈاکٹر جو کہ ویٹرنری ہسپتال 147ر۔ب میں تعینات ہے تو حکومت کب تک باقی ویٹرنری ہسپتالوں میں ویٹرنری ڈاکٹروں کی تعیناتی کا ارادہ رکھتی ہے؟ چونکہ جب دس یونین کونسل میں صرف ایک ویٹرنری ہسپتال ہوگا، وہ یونین کونسل دیہاتی علاقوں کی ہیں میرے خیال میں ویسے بھی ان کے درمیان 30 سے 35 کلومیٹر فاصلہ بنتا ہے۔ مجھے یہ ذرا بتادیں کہ باقی دو ہسپتالوں میں کب تک ویٹرنری ڈاکٹروں کی تعیناتی کا پروگرام رکھتے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے لائیو سٹاک و ڈیری ڈویلپمنٹ(صاحبزادہ غلام نظام الدین سیالوی):
جناب سپیکر!تعیناتی کا پروگرام پائپ لائن میں ہے جیساکہ میں نے عرض کیا ہے کہ پنجاب پبلک سروس کمیشن کے ذریعے ان کے انٹرویو تک ہو چکے ہوئے ہیں جب ان کی appointment ہو گی تو وہ تعینات کر دیئے جائیں گے۔ باقی ان کی دس یونین کونسلوں میں تین ویٹرنری ڈسپنسریاں ہیں تو وہ اس تعداد پر کافی ہیں یعنی جتنی یہ دس یونین کونسل کی تعداد ہے اس پر تین ویٹرنری ہسپتال کافی ہیں۔

راؤ کاشف رحیم خان:جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر:جی، میرے خیال میں آپ کوئی پارلیمانی سیکرٹری ہیں؟

راؤ کاشف رحیم خان:جناب سپیکر!نہیں۔

جناب سپیکر:جی، ٹھیک ہے۔

راؤ کاشف رحیم خان:جناب سپیکر!جز(ج)کے جواب میں لکھا ہے کہ دو آسامیاں خالی ہیں تو میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ آسامیاں کب سے خالی ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لائیو سٹاک و ڈیری ڈویلپمنٹ(صاحبزادہ غلام نظام الدین سیالوی):
جناب سپیکر!یہ fresh question بنتا ہے۔

راؤ کاشف رحیم خان:جناب سپیکر!یہ fresh question نہیں بنتا۔ یہ چھوٹا سا سوال ہے کم از کم محکمہ کو چاہئے کہ وہ صحیح جواب دے۔

جناب سپیکر:پارلیمانی سیکرٹری صاحب!آپ کی مہربانی، پوری طرح تیاری کر کے آیا کریں۔

میاں محمد رفیق:جناب سپیکر!اگر آپ کی اجازت ہو۔۔۔

جناب سپیکر:,No sir آپ پہلے دو ضمنی سوال کر چکے ہیں، آپ کی مہربانی تشریف رکھیں۔ جی، اگلا سوال محترمہ زیب النساء اعوان صاحبہ کا ہے۔ سوال نمبر بولئے گا۔

محترمہ زیب النساء اعوان:جناب سپیکر!سوال نمبر 1105 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر:جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع ملتان: ویٹرنری ڈسپنسریاں و ہسپتال کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1105: محترمہ زیب النساء اعوان: کیا وزیر لائیوسٹاک و ڈیری ڈویلپمنٹ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع ملتان میں کتنے ویٹرنری ہسپتال اور ڈسپنسریاں ہیں، ان میں کس کس گریڈ کے کتنے ملازمین کام کر رہے ہیں؟

(ب) مذکورہ ضلع میں 13-2012 میں جانوروں کی مختلف بیماریوں کے علاج کے لئے کون کون سی ویکسین خریدی گئی، یہ ویکسین کس کس کمپنی کی ہے؟

(ج) مذکورہ ویکسین کل کتنے جانوروں کو لگائی گئی؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لائیوسٹاک و ڈیری ڈویلپمنٹ (صاحبزادہ غلام نظام الدین سیالوی):

(الف) ضلع ملتان میں کل 15 ویٹرنری ہسپتال اور 23 ویٹرنری ڈسپنسریاں ہیں۔ ان میں جو ملازمین کام کر رہے ہیں ان کی گریڈ وار تفصیل (Annex-A) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) مذکورہ ضلع میں سال 13-2012 میں جانوروں کے مختلف بیماریوں سے تحفظ کے لئے درج ذیل اقسام کی ویکسین خریدی گئیں۔

نمبر شمار	نام ویکسین	تعداد خرید	کمپنی/ادارہ
1	گل گھوٹو	8314 بوتل	ویٹرنری ریسرچ انسٹیٹیوٹ لاہور
2	چوڑے مار	1487 بوتل	ویٹرنری ریسرچ انسٹیٹیوٹ لاہور
3	منہ کھر	745 بوتل	ویٹرنری ریسرچ انسٹیٹیوٹ لاہور
4	انتڑیوں کا زہر	1050 بوتل	ویٹرنری ریسرچ انسٹیٹیوٹ لاہور
5	نمونیا	1984 بوتل	ویٹرنری ریسرچ انسٹیٹیوٹ لاہور
6	رانی کھیت	5,00,000 بوتل	ویٹرنری ریسرچ انسٹیٹیوٹ لاہور

(ج) ضلع ملتان میں مالی سال 13-2012 میں 6,32,760 بڑے جانوروں کو اور 3,03,400 چھوٹے جانوروں کو ویکسین کی گئی جبکہ 5,00,000 مرغیوں کو بھی ویکسین کی گئی۔

محترمہ زیب النساء اعوان: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں سوال کے دیئے گئے جواب سے مطمئن ہوں۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔ اگلا سوال محترمہ زیب النساء اعوان صاحبہ کا ہے۔ سوال نمبر بولئے گا۔

محترمہ زیب النساء اعوان: سوال نمبر1106 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع راولپنڈی: مویشی فارمز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1106: محترمہ زیب النساء اعوان: کیا وزیر لائیو سٹاک وڈیری ڈویلپمنٹ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع راولپنڈی میں کل کتنے مویشی فارمز ہیں اور یہ کہاں کہاں واقع ہیں؟

(ب) یہ فارم کتنے رقبہ پر مشتمل ہیں، فارم وار علیحدہ علیحدہ بیان کریں؟

(ج) ہر فارم پر کتنے کتنے جانور رکھے ہوئے ہیں، یہ کس کس قسم کے ہیں اور فی ایکڑ کتنے جانور رکھے ہوئے ہیں؟

(د) مذکورہ فارمز کا کل رقبہ کتنا ہے، کتنا رقبہ کاشت ہوتا ہے اور کتنا بنجر (غیر آباد) ہے؟

(ہ) کیا حکومت غیر آباد رقبہ کو آباد کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لائیو سٹاک وڈیری ڈویلپمنٹ (صاحبزادہ غلام نظام الدین سیالوی):

(الف) ضلع راولپنڈی میں کوئی سرکاری مویشی فارم موجود نہ ہے۔

(ب) غیر متعلقہ ہے۔

(ج) غیر متعلقہ ہے۔

(د) غیر متعلقہ ہے۔

(ہ) غیر متعلقہ ہے۔

جناب سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ زیب النساء اعوان: جناب سپیکر! کیا حکومت راولپنڈی میں مویشی فارم بنانے کا ارادہ رکھتی ہے کیونکہ راولپنڈی میں کوئی مویشی فارم نہیں ہے اور اگر ارادہ رکھتی ہے تو کب تک بنانے کا ارادہ ہے؟

جناب سپیکر: جی، وہ پوچھ رہی ہیں کہ آپ کا کوئی فارم بنانے کا اردہ ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لائیو سٹاک و ڈیری ڈویلپمنٹ (صاحبزادہ غلام نظام الدین سیالوی): جناب سپیکر! حکومت کا راولپنڈی میں فارم بنانے کا کوئی ارادہ نہیں ہے، وہاں پر پرائیویٹ فارم ہیں اور راولپنڈی کے لئے کوئی ایسی تجویز نہیں آئی۔

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔
جناب سپیکر: جی، ضمنی سوال ادھر سے بھی آ گیا ہے۔
جناب آصف محمود: جناب سپیکر: میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اگر حکومت راولپنڈی میں فارم بنانے کا ارادہ نہیں رکھتی تو اس کی وجوہات کیا ہیں، کیا راولپنڈی کے اندر ایسی کسی چیز کی ضرورت نہیں ہے، مجھے وجوہات بیان کر دیں؟
جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!
پارلیمانی سیکرٹری برائے لائیو سٹاک و ڈیری ڈویلپمنٹ(صاحبزادہ غلام نظام الدین سیالوی): جناب سپیکر! ایسی کوئی وجوہات نہیں ہیں شاید یہ ہو سکتا ہے کہ ادھر returnکا یاhospitalکے چلنے کی تعداد پر کوئیissueہو گا؟
جناب سپیکر: آپ مجھ سے مخاطب ہوں ادھر نہ مخاطب ہوں۔ جی، پارلیمانی سیکرٹری!
پارلیمانی سیکرٹری برائے لائیو سٹاک و ڈیری ڈویلپمنٹ(صاحبزادہ غلام نظام الدین سیالوی): جناب سپیکر! اس پر ایسا کوئیissueہے، اس پر پہلے کوئیdemandکی گئی ہے اور نہ ہی حکومت نے ابھی کوئیdirectionsدی ہیں۔
جناب آصف محمود: جناب سپیکر! ہم ڈیمانڈ کرتے ہیں۔
جناب سپیکر: جی،demandکر دی گئی ہے۔ دیکھیں! اگر کوئی feasible ہے تو آپ اس پر کوئی actionکروائیں۔
پارلیمانی سیکرٹری برائے لائیو سٹاک و ڈیری ڈویلپمنٹ(صاحبزادہ غلام نظام الدین سیالوی): جناب سپیکر! انشاء اللہ۔
جناب سپیکر: اگلا سوال محترمہ راحیلہ انور صاحبہ کا ہے۔ سوال نمبر بولئے گا۔
محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! سوال نمبر1163ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔
جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع جہلم: ویٹرنری ہسپتال و ڈسپنسریوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1163: محترمہ راحیلہ انور: کیا وزیر لائیو سٹاک و ڈیری ڈویلپمنٹ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع جہلم میں محکمہ کے کتنے ویٹرنری ہسپتال اور ڈسپنسریاں ہیں؟
(ب) ان کو سال 12-2011 اور 13-2012 کے دوران کتنی گرانٹ ملی؟
(ج) مذکورہ عرصہ کے دوران کون کون سی ادویات فراہم کی گئیں؟
(د) کیا یہ درست ہے کہ اس ضلع کی زیادہ تر آبادی کا انحصار ڈیری فارمنگ پر ہے؟
(ہ) کیا حکومت کے علم میں ہے کہ ان ویٹرنری ہسپتال اور ڈسپنسریوں میں جانوروں کے علاج کے لئے پیسے لئے جاتے ہیں، حکومت اس سلسلہ میں کیا اصلاحی اقدامات اٹھا رہی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لائیو سٹاک وڈیری ڈویلپمنٹ (صاحبزادہ غلام نظام الدین سیالوی):
(الف) ضلع جہلم میں محکمہ لائیو سٹاک کے 12 ویٹرنری ہسپتال اور 13 ڈسپنسریاں ہیں۔
(ب) مذکورہ ہسپتالوں اور ڈسپنسریوں کو سال 12-2011 میں 20 لاکھ روپے اور سال 13-2012 میں 30 لاکھ روپے کی گرانٹ ملی۔
(ج) سال 12-2011 میں ادویات خرید نہ کی گئیں اور سال 13-2012 میں خریدی گئی ادویات کی فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔
(د) جی، نہیں۔
(ہ) ان ویٹرنری ہسپتالوں اور ڈسپنسریوں میں جانوروں کے علاج کے لئے صرف حکومت کی طے شدہ پرچی فیس وصول کی جاتی ہے۔

جناب سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! جز (ب) میں جواب دیا گیا ہے کہ ہسپتالوں اور ڈسپنسریوں کو سال 2011-12 میں 20 لاکھ روپے اور سال 2012-13 میں 30 لاکھ روپے کی گرانٹ ملی آگے پھر جز (ج) میں جواب دیا گیا ہے کہ 2011-12 میں ادویات نہ خریدی گئیں اور سال 2012-13 میں خریدی گئیں تو kindly میں یہ پوچھنا چاہوں گی کہ گرانٹ تو ملی مگر یہ ادویات نہ خریدی گئیں، یہ کیوں نہ خریدی گئیں جبکہ ان کو 20 لاکھ کی گرانٹ بھی ملی۔ مجھے بتائیں کہ یہ رقم کہاں پر خرچ ہوئی؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لائیو سٹاک و ڈیری ڈویلپمنٹ (صاحبزادہ غلام نظام الدین سیالوی): جناب سپیکر! ایک تو یہ گرانٹ نہیں ہے بلکہ یہ بجٹ کا حصہ ہے، جو figures بیان کئے گئے ہیں یہ بجٹ ہے۔ 2011-12 میں یہ گورنمنٹ کی طرف سے ban تھیں اور اس لئے یہ ادویات نہیں خریدی گئیں اور ابھی خرید کا عمل جاری ہے۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ راحیلہ صاحبہ!

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! یہ گرانٹ ہی لکھا ہوا ہے اور پھر اگر 20لاکھ روپے ملے تو وہ کہاں چلے گئے کیونکہ انہوں نے تو لکھا ہے کہ 20لاکھ ملے پھر آگے یہ کہہ رہی ہیں کہ اس سے ادویات نہیں خریدی گئیں۔ چلیں! ٹھیک banہے لیکن پھر یہ 20لاکھ روپے کدھر چلے گئے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے لائیو سٹاک و ڈیری ڈویلپمنٹ(صاحبزادہ غلام نظام الدین سیالوی): جناب سپیکر! یہ جواب میں غلط لکھا ہوا ہے یہ گرانٹ نہیں ہے بلکہ یہ بجٹ ہوتا ہے۔اس کی گرانٹ نہیں ہوتی۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ راحیلہ صاحبہ!

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! تو پھر انہوں نے سوال کا جواب غلط دیا ہے انہوں نے تو یہاں پر لکھا ہے۔That mean! انہوں نے میرے سوال کو accept کیا ہے۔

جناب سپیکر: جی، appropriate ہو سکتا ہے اس بات کو چھوڑ دیں۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! اچھا پھر انہوں نے آگے جز (ج) میں جواب دیا ہے کہ ان ویٹرنری ہسپتالوں اور ڈسپنسریوں میں جانوروں کے علاج کے لئے صرف حکومت کی طے شدہ پرچی فیس وصول کی جاتی ہے۔ میں اس معزز ایوان میں کھڑی ہوں، میں اس کی ممبر ہوں اور میں اس جواب سے قطعاً مطمئن نہیں ہوں۔ میرا اپنا تعلق اسی شعبہ سے ہے یہ کس طرح کہتے ہیں کہ کوئی پیسے وصول نہیں کئے جاتے۔ ہم لوگ جو وہاں پر رہتے ہیں میرا جہلم سے تعلق ہے اور شاید بہت سے لوگ مجھے جانتے بھی ہوں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے لائیو سٹاک و ڈیری ڈویلپمنٹ(صاحبزادہ غلام نظام الدین سیالوی): جناب سپیکر! گورنمنٹ کی طرف سے تو کوئی instruction نہ تھی۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! ان کا کوئی check and balance تو ہونا چاہئے وہاں پر جتنا ظلم ہو رہا ہے---

جناب سپیکر: جی، کوئی particular case لے کر آئیں۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! ہر بات کا یہی جواب ہوتا ہے کہ کوئی particular case لے کر آئیں۔

جناب سپیکر: بی بی! ایسی بات نہیں ہے۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! آپ میری بات پر تو یقین کریں۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! اگر ہم لوگ ہی یہاں کھڑے ہو کر جھوٹ بولیں گے تو آپ بتائیں یہ ایوان کیسے چلے گا؟ کیا مجھ سے کوئی expect کر سکتا ہے؟

جناب سپیکر: جی، یہ میں نہیں کہتا، یہ میں نہیں کہہ سکتا کہ آپ جھوٹ بولتی ہیں۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! چلیں ہمارے ساتھ تو ایسا ہوتا ہے.its ok لیکن جن کیساتھ ہوتا ہے، میری صرف ان سے یہ demand ہے کہ at least check and balance ہونا چاہئے۔ وہاں پر کوئی ایسا طریق کار کریں۔

جناب سپیکر: جی، بالکل ضرور۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! صرف یہ جواب نہ دے دیں کہ جی، نہیں، ایسا نہیں ہوتا۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! اگر محترمہ کوئی complaint کر رہی ہیں تو آپ اس کا سختی سے notice لیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے لائیو سٹاک و ڈیری ڈویلپمنٹ (صاحبزادہ غلام نظام الدین سیالوی): جی، ٹھیک ہے، انشاء اللہ check کیا جائے گا-

جناب سپیکر: اگلا سوال بھی محترمہ راحیلہ انور صاحبہ کا ہے۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! سوال نمبر 1166 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔ اللہ اکبر، یہ سوال بھی شیطان کی آنت جتنا لمبا ہے۔ (قہقہے)

صوبہ میں مویشی پال فارمز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1166: محترمہ راحیلہ انور: کیا وزیر لائیو سٹاک و ڈیری ڈویلپمنٹ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) حکومت پنجاب کے زیر انتظام مویشی پال فارمز کہاں کہاں واقع ہیں؟
(ب) ان فارموں کا کتنا رقبہ ہے اور کتنے رقبے پر ناجائز قابضین ہیں؟
(ج) کیا حکومت بذریعہ بولی، رقبہ جات پٹا پر دیتی ہے، ناجائز قابضین سے قبضہ چھڑوانے کے لئے کیا اقدامات اٹھائے گئے ہیں، تفصیل سے آگاہ کیا جائے؟
(د) ان فارموں پر اٹھنے والے اخراجات اور آمدن کی گزشتہ تین سالوں کی تفصیلات بیان فرمائیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لائیوسٹاک وڈیری ڈویلپمنٹ (صاحبزادہ غلام نظام الدین سیالوی):

(الف) حکومت پنجاب کے زیر انتظام مویشی پال فارمز اور ان کا محل وقوع حسب ذیل ہے۔

1۔ لائیوسٹاک تجرباتی فارم فاضلپور تحصیل راجن پور ضلع راجن پور۔
2۔ لائیوسٹاک تجرباتی فارم رکھ غلاماں تحصیل کلورکوٹ ضلع بھکر۔
3۔ لائیوسٹاک تجرباتی فارم خوشاب تحصیل خوشاب ضلع خوشاب۔
4۔ لائیوسٹاک تجرباتی فارم کلورکوٹ تحصیل کلورکوٹ ضلع بھکر۔
5۔ لائیوسٹاک تجرباتی فارم جگائیت پیر تحصیل خیرپور ٹامیوالی ضلع بہاولپور۔
6۔ لائیوسٹاک تجرباتی فارم شیر گڑھ تحصیل اوکاڑہ ضلع اوکاڑہ۔
7۔ لائیوسٹاک تجرباتی فارم بھونیکی تحصیل پتوکی ضلع قصور۔
8۔ لائیوسٹاک تجرباتی فارم چک کٹورہ تحصیل حاصل پور ضلع بہاولپور۔
9۔ لائیوسٹاک تجرباتی فارم ہارون آباد ضلع بہاولنگر۔
10۔ لائیوسٹاک تجرباتی فارم جہانگیر آباد ضلع خانیوال۔
11۔ لائیوسٹاک تجرباتی فارم خیری مورت ضلع اٹک۔
12۔ لائیوسٹاک تجرباتی فارم رکھ ڈیرہ چاہل ضلع لاہور۔
13۔ لائیوسٹاک تجرباتی فارم بہادر نگر ضلع اوکاڑہ۔
14۔ لائیوسٹاک تجرباتی فارم قادر آباد ضلع ساہیوال۔
15۔ لائیوسٹاک تجرباتی فارم رکھ ماہنی ضلع بھکر۔
16۔ لائیوسٹاک تجرباتی فارم اللہ داد جہانیاں ضلع خانیوال۔
17۔ لائیوسٹاک تجرباتی فارم رکھ خیریوالا ضلع لیہ۔
18۔ لائیوسٹاک تجرباتی فارم خضر آباد ضلع سرگودھا۔
19۔ لائیوسٹاک تجرباتی فارم TDA-205 ضلع بھکر۔
20۔ لائیوسٹاک تجرباتی فارم درکھانہ تحصیل کبیر والا ضلع خانیوال۔
21۔ لائیوسٹاک تجرباتی فارم شاہ جیونہ ضلع جھنگ۔
22۔ لائیوسٹاک تجرباتی فارم کوٹ امیر شاہ ضلع چنیوٹ۔

(ب) ان فارموں کا کل رقبہ 81,046ایکڑ 3کنال اور 11مرلے ہے۔اس میں سے 9,541ایکڑ 4کنال اور ساڑھے 15مرلے ناجائز قابضین کے قبضہ میں ہے۔

(ج) حکومت بذریعہ بولی رقبہ جات پٹا پر نہیں دیتی بلکہ پٹاداران موروثی چلے آرہے ہیں اگر کوئی پٹادار فوت ہو جائے تو پٹانامہ کی شرائط پر عمل کرتے ہوئے نمبرداری اصول کے تحت پٹانامہ کی تجدید کی جاتی ہے۔ ناجائز قابضین سے قبضہ چھڑوانے کے لئے درج ذیل اقدامات اٹھائے گئے۔

ڈائریکٹرRCCSCجھنگ نے ناجائزقابضین سے رقبہ خالی کروانے کے لئے جناب ڈسٹرکٹ کوآرڈینیشن آفیسر خانیوال سے بذریعہ لیٹرز معاونت کی درخواست کی۔ محکمہ ریونیو کے افسران کی جانب سے کوششیں جاری ہیں اور سابقہ پٹاداران سے مذاکرات ہو رہے ہیں۔

ڈائریکٹر سمال رومینینٹس ملتان اور مقامی انتظامیہ کی جانب سے گورنمنٹ تجرباتی فارم مویشیاں اللہ داد جہانیاں ضلع خانیوال، گورنمنٹ تجرباتی فارم رکھ خیرے والا اور گورنمنٹ تجرباتی فارم 205/TDAکے رقبہ کو ناجائزقابضین سے واگزار کروانے کے لئے متعلقہ ضلعی ریونیو اتھارٹیز کو لیٹرز لکھے گئے۔اس سلسلہ میں میٹنگز بھی ہوئیں۔کچھ قابضین کے خلاف تھانہ چوبارہ میں ایف آئی آرز نمبری 444,445,446,447,448,449/2011اور ایف آئی آر نمبر 13/04اور 12/307درج ہیں اور کارروائی ہو رہی ہے۔
ناجائزقابضین کے خلاف بھکر کی عدالت اور ہائیکورٹ میں کیسز چل رہے ہیں۔اب تک ایک ناجائز قابض عطامحمد کے خلاف فیصلہ ہوا ہے۔انتظامیہ بے دخلی کے لئے کوشاں ہے۔

ایسے پٹاداران جو نادہندہ ہیں ان کے پٹانامے منسوخ کر دیئے گئے ہیں۔

(د) ان فارموں پر اٹھنے والے اخراجات اور آمدن کی گزشتہ تین سالوں کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

سال	2010-11	2011-12	2012-13
اخراجات(ملین روپے)	901.124	1052.607	1245.514
آمدن(ملین روپے)	380.317	376.588	436.635

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! انہوں نے جز(ج) میں جواب دیا ہے کہ حکومت بذریعہ بولی رقبہ جات پٹا پر نہیں دیتی بلکہ پٹاداران موروثی چلے آرہے ہیں۔I would like to ask کہ موروثی کا کیا مطلب ہے؟ کیا یہ جائیداد ان کی ذاتی ہے؟ یہ سرکار کی جائیداد ہے تو یہ موروثی کیا ہوا؟

جناب سپیکر: کچھ rights ہوتے ہیں۔جی پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے لائیو سٹاک و ڈیری ڈویلپمنٹ (صاحبزادہ غلام نظام الدین سیالوی): جناب سپیکر! موروثی سے مراد یہ ہے کہ جو دو تین نسلیں پہلے سے قابضین ہیں اب ان کی اولادیں بیٹھی ہیں۔اس میں تفصیل دی گئی ہے کہ ہائی کورٹ میں ان کے خلاف کیسز چل رہے ہیں اور تھانوں میں درج ایف آئی آر نمبر بھی دیئے گئے ہیں کہ ان کے خلاف کارروائی ہو رہی ہے۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! میری استدعا ہے کہ حکومت ان laws کو change کرے کیونکہ جس طرح یہ کہہ رہے ہیں یہ ناجائز قابضین تو وہی لوگ ہیں جن کا انہوں نے موروثی بیان کیا ہے ان کے علاوہ تو کوئی ہے ہی نہیں۔انہوں نے جز (د) میں اخراجات اور آمدن کی تفصیل دی ہوئی ہے۔اخراجات millions میں ہو رہے ہیں، 11-2010 میں اخراجات اور آمدن دیکھ لیں پھر 12-2011 کی دیکھ لیں پھر 13-2012 میں اتنے اخراجات ہیں اور آمدن نہ ہونے کے برابر ہے۔اس طرح کیوں ہے؟

جناب سپیکر: محترمہ! یہ کوئی آمدن بڑھانے کے لئے کام نہیں کر رہے بلکہ یہ تو تجربات کرتے ہیں اور اس کے مطابق خرچہ تو آتا ہے۔یہ ان کا بزنس نہیں ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے لائیو سٹاک و ڈیری ڈویلپمنٹ (صاحبزادہ غلام نظام الدین سیالوی): جناب سپیکر! میں یہی گزارش کرنا چاہ رہا تھا کہ یہ ریسرچ کے لئے ہیں آمدن کے لئے نہیں۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔You are right

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔

محترمہ سائرہ افتخار: جناب سپیکر! میں بھی ضمنی سوال کرنا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: No supplementary ادھر سے تیسرا ضمنی سوال آگیا ہے۔آپ نے پہلے نہیں بولا۔ جی، شاہ صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! اس کے جز (ج) میں لکھا ہے کہ ڈائریکٹر RCCSC جھنگ نے ناجائز قابضین سے رقبہ خالی کروانے کے لئے جناب ڈسٹرکٹ کوآرڈینیشن آفیسر خانیوال سے بذریعہ لیٹرز معاونت کی درخواست کی۔ محکمہ ریونیو کے افسران کی جانب سے کوششیں جاری ہیں اور سابقہ پٹا داران سے مذاکرات ہو رہے ہیں۔ انہیں یہ سوال 9-ستمبر 2013 کو گیا ہے اور انہوں نے 10-فروری 2014 کو جواب دیا ہے۔ میں ان سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اب پانچ مہینے ہو گئے ہیں یہ جو

مذاکرات کر رہے ہیں یہ واقعی مذاکرات ہیں یا مذاق رات ہیں۔ ہمیں اس کی تفصیل بتائیں کہ کیا نتیجہ نکلا؟ پانچ مہینے گزر گئے ہیں اور کوئی چیز clear نہیں ہو رہی ہے۔ یہ تو سب محکمے کی ملی بھگت ہے جس سے exchequer کو اتنا نقصان ہوتا ہے اور ہم اسی کی نشاندہی کے لئے بیٹھے ہیں اس لئے اس کا تفصیلی جواب دیں اگر انہیں معلوم نہیں تو منسٹر کو بلایا جائے وہ جواب دیں۔ یہ چیزیں clear ہونی چاہئیں اور ایوان کے اندر ہر چیز کو مذاق نہیں بنانا چاہئے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے لائیو سٹاک و ڈیری ڈویلپمنٹ (صاحبزادہ غلام نظام الدین سیالوی): جناب سپیکر! Clearly جواب دیا گیا ہے کہ یہ کیس عدالت میں چل رہا ہے اور اب یہ عدالت پر depend کرتا ہے کہ وہ اس پر کب کوئی decision دے گی اس کے بعد محکمہ اس پر action کرے گا۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ اگلا سوال محترمہ حنا پرویز بٹ صاحبہ کا ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتیں لہذا یہ سوال dispose of کیا جاتا ہے۔

محترمہ سائرہ افتخار: جناب سپیکر! میں ضمنی سوال کرنا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: آپ کوئی ضمنی سوال کرنا چاہتی ہیں؟

محترمہ سائرہ افتخار: جی۔

جناب سپیکر: کس پر کرنا چاہتی ہیں، وہ بات تو آگے چلی گئی؟

محترمہ سائرہ افتخار: میں لائیو سٹاک کے بارے میں ہی بات کرنا چاہتی تھی۔

جناب سپیکر: ابھی تک لائیو سٹاک کے بارے میں ہی چل رہا ہے۔ آپ دیکھ لیں۔ اگلا سوال جناب ظہیر الدین خان علیزئی صاحب کا ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے لہذا یہ سوال dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال جناب احمد خان بھچر صاحب کا ہے۔ اگر آپ کا آگے سوال آیا تو پھر کیا بنے گا؟

جناب احمد خان بھچر: جناب سپیکر! سوال نمبر 1349 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

شیخوپورہ: ویٹرنری آفیسر کی تعیناتی کا عرصہ و دیگر تفصیلات

*1349: جناب احمد خان بھچر: کیا وزیر لائیو سٹاک و ڈیری ڈویلپمنٹ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ویٹرنری ہسپتال شرقپور ضلع شیخوپورہ میں ویٹرنری آفیسر کون ہے، یہ کب سے اس ہسپتال میں تعینات ہے، ایوان کو آگاہ کریں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ آفیسر عرصہ پانچ سال سے زائد اس ہسپتال میں قواعد کے برعکس تعینات ہے؟

(ج) کیا حکومت مذکورہ آفیسر کو قواعد کے مطابق فوری یہاں سے ٹرانسفر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو کیوں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لائیوسٹاک وڈیری ڈویلپمنٹ (صاحبزادہ غلام نظام الدین سیالوی):

(الف) ویٹرنری ہسپتال شرقپور میں ویٹرنری آفیسر تعینات نہ ہے۔

(ب) درست نہ ہے۔

(ج) درست نہ ہے لہذا ٹرانسفر نہیں ہو سکتی۔

جناب احمد خان بھچر: جناب سپیکر! ظہیر الدین خان علیزئی صاحب اور میرا سوال ملتا جلتا ہے۔ اس میں ایک بڑی افسوسناک بات سامنے آئی ہے کہ شرقپور میں ویٹرنری ڈاکٹر ہے ہی نہیں۔ یہ ٹرانسفر سے بھی زیادہ افسوسناک بات ہے۔

جناب سپیکر: ویٹرنری ہسپتال نہیں ہوگا ناں۔

جناب احمد خان بھچر: جناب سپیکر! ویٹرنری ہسپتال میں ویٹرنری آفیسر نہ ہے۔

جناب سپیکر: انہوں نے آفیسرز کی تعیناتی کے بارے میں پہلے بتادیا ہے کہ وہ معاملہ پبلک سروس کمیشن میں ہے۔

جناب احمد خان بھچر: جناب سپیکر! میں سوال نمبر 1335 پر بھی ایک ضمنی سوال کرنا چاہوں گا۔

جناب سپیکر: جی؟

جناب احمد خان بھچر: ظہیر الدین خان علیزئی کا سوال نمبر 1335 ہے یہ اسی کے ساتھ ملتا جلتا ہے۔

جناب سپیکر: وہ سوال dispose of ہو گیا ہے آپ اس پر ضمنی سوال نہیں کر سکتے۔

جناب احمد خان بھچر: جناب سپیکر! یہ اسی میں ہی بتادیں اور یہ پورے پنجاب کا مسئلہ ہے کہ ہمارے agriculturalistلوگ براہ راست ویٹرنری ہسپتال کے ساتھ منسلک ہوتے ہیں اور یہ ایک بڑا المیہ ہے کہ چار چار، پانچ پانچ اور چھ چھ ہسپتالوں میں ایک ایک ڈاکٹر بھی نہیں ہوتا۔ اگر کوئی ڈاکٹر آتا بھی ہے تو وہ دو چار گھنٹے بیٹھ کر چلا جاتا ہے لہذا منسٹری کو یہ مسئلہ seriously لینا چاہئے۔

جناب سپیکر: آپ سوال غور سے سنا کریں۔ سوال آپ کو ہو رہا ہے، جواب آپ نے دینا ہے میں نے نہیں۔ آپ ان کی بات سنیں کہ وہ کیا کہہ رہے ہیں؟

معزز ممبران: آدھے جواب تو آپ نے دے دیئے ہیں۔

جناب سپیکر: نہیں، وہ خود ہی جواب دیتے ہیں۔

جناب احمد خان بھچر: جناب سپیکر! میں اس سلسلے میں عرض کر رہا تھا کہ یہ پورے پنجاب کا مسئلہ ہے۔ اب دیکھ لیں کہ شیخوپورہ کے ساتھ ہی شرقپور ہے اگر اس میں بھی ڈاکٹر نہیں ہے تو میانوالی بھکر اور خوشاب کا کیا حال ہو گا؟

جناب سپیکر: یہ کوئی ضروری ہے کہ اگر یہاں نہ ہو تو وہاں بھی نہ ہو؟

جناب احمد خان بھچر: جناب سپیکر! وہاں بھی نہیں ہے۔

جناب سپیکر: یہ سیٹ خالی پڑی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لائیو سٹاک و ڈیری ڈویلپمنٹ (صاحبزادہ غلام نظام الدین سیالوی): جناب سپیکر! 2013-08-19 کو یہ بندہ ٹرانسفر ہوا ہے جس وجہ سے یہ سیٹ ابھی تک خالی ہے اس سے پہلے خالی نہیں تھی اور اب اس پر جلد ہی بندہ لگا دیا جائے گا۔

جناب سپیکر: جی، جلد از جلد لگا دیں۔ یہ آپ کا گلہ دور کرتے ہیں۔ اگلا سوال محترمہ ناہید نعیم صاحبہ کا ہے۔

محترمہ ناہید نعیم: جناب سپیکر! سوال نمبر 1439 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع گوجرانوالہ: ویٹرنری ہسپتالوں، ڈسپنسریوں میں جانوروں کا علاج ودیگر تفصیلات

*1439: محترمہ ناہید نعیم: کیا وزیر لائیو سٹاک وڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع گوجرانوالہ میں ویٹرنری ہسپتالوں/ڈسپنسریوں میں سال2009سے آج تک کتنے جانوروں کا علاج کیا گیا؟

(ب) ادویات کی مد میں کتنی رقم رکھی گئی اور کتنی خرچ ہوئی؟

(ج) ویٹرنری ہسپتالوں/ڈسپنسریوں کی بلڈنگز کی صورتحال کیا ہے اور یہ کتنے کتنے رقبے پر مشتمل ہیں، تفصیل سے آگاہ کیا جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لائیو سٹاک وڈیری ڈویلپمنٹ(صاحبزادہ غلام نظام الدین سیالوی):

(الف) ضلع گوجرانوالہ میں ویٹرنری ہسپتالوں/ڈسپنسریوں میں2009سے آج تک 29,18,457جانوروں کا علاج کیا گیا ہے۔

(ب) ضلع گوجرانوالہ میں2009سے آج تک ادویات کی مد میں مبلغ۔/1,09,15,000روپے رکھے گئے جن میں سے مبلغ۔/1,07,39,308خرچ ہوئے۔

(ج) ضلع گوجرانوالہ میں سول ویٹرنری ہسپتال گکھڑ، سول ویٹرنری ہسپتال ڈھلنانوالی اور سول ویٹرنری ہسپتال اروپ کی بلڈنگز کی حالت تسلی بخش نہ ہے اور مرمت کی ضرورت ہے۔باقی ویٹرنری ہسپتالوں/ویٹرنری ڈسپنسریوں کی بلڈنگز کی صورتحال تسلی بخش ہے۔ویٹرنری ہسپتالوں/ڈسپنسریوں کے رقبہ کی تفصیل(Annex-A)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

محترمہ ناہید نعیم:جناب سپیکر!جز(الف)کے حوالے سے میرا ضمنی سوال ہے کہ زیادہ تر جانوروں کو کون کون سی بیماریوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور اس کے تدارک کے لئے کیا اقدامات کئے جا رہے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لائیو سٹاک و ڈیری ڈویلپمنٹ(صاحبزادہ غلام نظام الدین سیالوی): جناب سپیکر!محترمہ سوال دہرا دیں۔

جناب سپیکر:محترمہ!پارلیمانی سیکرٹری صاحب سوالrepeatکرانا چاہتے ہیں۔

محترمہ ناہید نعیم:جناب سپیکر!زیادہ تر جانوروں کو کون کون سی بیماریوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور ان کے تدارک کے لئے کیا اقدامات کئے جا رہے ہیں؟

جناب سپیکر:جانوروں کو زیادہ تر کن بیماریوں سے واسطہ پڑتا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لائیو سٹاک و ڈیری ڈویلپمنٹ(صاحبزادہ غلام نظام الدین سیالوی): جناب سپیکر!جانوروں کوfoot and mouth، گل گھوٹو زیادہ بیماریاں ہیں۔

جناب سپیکر:ان کا تدارک کیا کرتے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لائیو سٹاک و ڈیری ڈویلپمنٹ(صاحبزادہ غلام نظام الدین سیالوی):اس کے لئےvaccinationکی جارہی ہے۔

جناب سپیکر:جی، محترمہ!

محترمہ ناہید نعیم:جناب سپیکر!جز(ب)کے حوالے سے میرا ضمنی سوال ہے کہ جانوروں کے علاج معالجہ سے متعلق آگاہی کے حوالے سے کیا اقدامات کئے جارہے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لائیو سٹاک و ڈیری ڈویلپمنٹ(صاحبزادہ غلام نظام الدین سیالوی): جناب سپیکر!جز(ب)میں تو یہ سوال نہیں ہے بلکہ محترمہ کہیں اور سے سوال کر رہی ہیں۔جز(ب)میں تو یہ سوال ہے کہ ادویات کے لئے کتنی رقم رکھی گئی ہے۔

محترمہ ناہید نعیم:پانچ سال کے لئے جو رقم رکھی جارہی ہے وہ جانوروں کے لئے بہت کم ہے۔

جناب سپیکر:چلیں، جی،ان کی تجویز کو زیر غور رکھیں۔اگر اضافہ کر سکتے ہیں تو ضرور کریں۔

محترمہ ناہید نعیم:جناب سپیکر!جز(ج)کے حوالے سے ضمنی سوال ہے کہ عام طور پر جانوروں کی ڈسپنسریوں وغیرہ کے متعلق عام لوگوں کو پتا نہیں ہوتا۔آخر ایسا کیوں ہے؟

جناب سپیکر:محترمہ!مجھے تو خود آپ کے سوال کی سمجھ نہیں آئی۔آپrepeatکر دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے لائیو سٹاک و ڈیری ڈویلپمنٹ(صاحبزادہ غلام نظام الدین سیالوی): جناب سپیکر!ان کے متعلق ہی ہوتا ہے اس لئے ان کو پتا ہوتا ہے لیکن محترمہ سوال کہیں اور سے کر رہی ہیں-جو جانور رکھتا ہے جس کی ضرورت ہوتی ہے ان سب کو یہ پتا ہوتا ہے کہ ڈسپنسری کہاں ہے۔

جناب محمد عارف عباسی:جناب سپیکر!جز(ج)میں ہے کہ ضلع گوجرانوالہ میں سول ویٹرنری ہسپتال گکھڑ، سول ویٹرنری ہسپتال ڈھلنانوالی اور سول ویٹرنری ہسپتال اروپ کی بلڈنگز کی حالت تسلی بخش نہ ہے اور مرمت کی ضرورت ہے۔اگر بلڈنگز کی حالت بھی تسلی بخش نہیں ہے تو محکمے نے ان کی مرمت کے لئے کوئی بجٹ دیا ہے،اگر دیا ہے تو کب تک یہ بلڈنگز اپنی حالت میں آجائیں گی تاکہ وہاں کام ہو سکے؟

جناب سپیکر:جو عمارتیں خراب ہیں وہ کب تک درست حالت میں ہوں گی؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لائیو سٹاک و ڈیری ڈویلپمنٹ(صاحبزادہ غلام نظام الدین سیالوی): جناب سپیکر!اس سال بجٹ میں ڈسپنسریوں کے لئےmaintenance funds رکھا گیا ہے۔ ڈسپنسریوں میںmissing facilitiesکو پورا کرنے،repair and maintenanceکے لئے انشاءاللہ اس سال بجٹ میں رقم مختص کی جائے گی۔

جناب سپیکر: آپ اس حوالے سے خصوصی طور پرnoteکرلیں کیونکہ یہ سوال آچکا ہے اور آپ اس کا جواب دے رہے ہیں۔ کہیں یہoverlookنہ ہو جائے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے لائیو سٹاک و ڈیری ڈویلپمنٹ(صاحبزادہ غلام نظام الدین سیالوی): جناب سپیکر!اس کو بجٹ میں شامل کر لیا گیا ہے۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر!سال تو ختم ہونے والا ہے کیونکہ اب فروری آگیا ہے۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب ذرا بتادیں کہ کتنی مرمت ہو گئی ہے اور جو رہ گئی ہے وہ کب تک ہو جائے گی؟

جناب سپیکر: چلیں،اگر نہیں ہو گی تو ہم کروالیں گے۔آپ فکر نہ کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے لائیو سٹاک و ڈیری ڈویلپمنٹ(صاحبزادہ غلام نظام الدین سیالوی): جناب سپیکر!اس کا بجٹ جون میں منظور ہو گا۔

جناب سپیکر: اگلا سوال محمد افضل صاحب کا ہے۔

ڈاکٹر محمد افضل: جناب سپیکر!سوال نمبر1490ہے،جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی،جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع بہاولنگر:ویٹرنری ڈاکٹروں و دیگر عملہ کی خالی اسامیوں کی تفصیلات

*1490:**ڈاکٹر محمد افضل:** کیا وزیر لائیو سٹاک و ڈیری ڈویلپمنٹ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع بہاولنگر میں ویٹرنری ڈاکٹروں اور دیگر عملہ کی بہت سی اسامیاں خالی ہیں یہ اسامیاں کب سے خالی پڑی ہیں؟

(ب) حکومت ان خالی اسامیوں کو کب تک پُر کرے گی؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لائیوسٹاک وڈیری ڈویلپمنٹ(صاحبزادہ غلام نظام الدین سیالوی):

(الف) یہ درست ہے کہ ضلع بہاولنگر میں ویٹرنری ڈاکٹروں اور دیگر عملہ کی اسامیاں خالی ہیں۔

یہ اسامیاں اوسطاً تین سے چار سال کے عرصہ سے خالی ہیں۔

(ب) ویٹرنری آفیسرز کی اسامیوں کے لئے پنجاب پبلک سروس کمیشن کے ذریعے انتخاب کا عمل جاری ہے۔ جونہی یہ عمل تکمیل پذیر ہو گا تو یہ اسامیاں پُر کر دی جائیں گی۔ تاہم گریڈ 1 تا 15 کی بھرتی پر فی الحال پابندی ہے۔

ڈاکٹر محمد افضل: جناب سپیکر! جواب کے جز (ب) میں کہا گیا ہے کہ "ویٹرنری آفیسرز کی اسامیوں کے لئے پنجاب پبلک سروس کمیشن کے ذریعے انتخاب کا عمل جاری ہے۔" میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا پنجاب پبلک سروس کمیشن کا process شروع ہو چکا ہے، اشتہار آ چکا ہے یا نہیں، کوئی تحریری ٹیسٹ ہوا ہے یا نہیں اور کیا بھرتیوں کا عمل شروع ہو چکا ہے اگر ہاں تو کہاں تک مکمل ہو گیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لائیو سٹاک و ڈیری ڈویلپمنٹ (صاحبزادہ غلام نظام الدین سیالوی): جناب سپیکر! پنجاب پبلک سروس کمیشن کے ذریعے ان کے انٹرویو ہو چکے ہیں اور اب ان کو appointment letters جاری ہونے ہیں۔

ڈاکٹر محمد افضل: جناب سپیکر! سکیل ایک سے پندرہ تک بھرتیوں پر فی الحال پابندی ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ پابندی کب سے ہے اور کب تک اس پابندی کو اُٹھانے کا ارادہ ہے؟

جناب سپیکر: جب سے پابندی ہے اس بارے میں تو آپ کو بھی علم ہو گا البتہ پابندی اُٹھانے کے حوالے سے جواب لے لیں۔ جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے لائیو سٹاک و ڈیری ڈویلپمنٹ (صاحبزادہ غلام نظام الدین سیالوی): جناب سپیکر! سال 12-2011 سے یہ پابندی ہے اور اسے اُٹھانے کے بارے میں کچھ کہا نہیں جا سکتا۔ یہ بھرتیاں regular basis پر نہیں بلکہ contract basis پر ہوتی ہیں۔

ڈاکٹر محمد افضل: جناب سپیکر! ویٹرنری ہسپتال یا ڈسپنسری میں تو مستقل بنیاد پر بھرتی ہوتی ہے۔

جناب سپیکر: یہ بتائیں کہ ان خالی اسامیوں کو پُر کرنے کا کوئی ارادہ ہے یا نہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لائیو سٹاک و ڈیری ڈویلپمنٹ (صاحبزادہ غلام نظام الدین سیالوی): جی، انشاء اللہ ارادہ ہے۔ نئے پروگرام شروع ہونے والے ہیں اور اس میں یقیناً بھرتیاں کی جائیں گی۔

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔ اگلا سوال چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب کا ہے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! سوال نمبر 1491 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع سرگودھا: ویٹرنری ڈسپنسریوں میں سٹاف وادویات کی کمی کی تفصیلات

*1491: چودھری عامر سلطان چیمہ: کیا وزیر لائیو سٹاک و ڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع سرگودھا میں ویٹرنری ڈسپنسریوں میں مطلوبہ سٹاف اور ادویات کی کمی پائی جاتی ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو حکومت اس بارے میں کیا اقدامات اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے تاکہ سٹاف اور ادویات کی کمی کو پورا کیا جا سکے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لائیو سٹاک وڈیری ڈویلپمنٹ (صاحبزادہ غلام نظام الدین سیالوی):

(الف) ضلع سرگودھا میں ویٹرنری ڈسپنسریوں میں مطلوبہ سٹاف کی کوئی کمی نہ ہے۔ ادویات کی کمی ہے کیونکہ پچھلے سال کوئی دوائی خرید نہ کی جا سکی تھی۔

(ب) اس سال کے بجٹ میں ادویات کے لئے 6 لاکھ روپے رکھے گئے ہیں جن سے ادویات کی خریداری کی جائے گی۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! سوال کے جز (الف) میں پوچھا گیا ہے کہ "کیا یہ درست ہے کہ ضلع سرگودھا میں ویٹرنری ڈسپنسریوں میں مطلوبہ سٹاف اور ادویات کی کمی پائی جاتی ہے؟" اس کے جواب میں کہا گیا ہے کہ "ضلع سرگودھا میں ویٹرنری ڈسپنسریوں میں مطلوبہ سٹاف کی کوئی کمی نہ ہے جبکہ ادویات کی کمی ہے کیونکہ پچھلے سال کوئی دوائی خرید نہ کی جا سکی تھی۔" یہ مجھے کس طرح مطمئن کر سکتے ہیں کہ ضلع سرگودھا کی ویٹرنری ڈسپنسریوں میں سٹاف کی کمی نہ ہے؟ میں نشاندہی کر سکتا ہوں کہ میرے اپنے حلقہ کی تین چار ویٹرنری ڈسپنسریوں میں سٹاف کی کمی ہے۔ محکمہ نے جو جواب لکھ کر دیا ہے کیا اس کا پارلیمانی سیکرٹری صاحب کے پاس کوئی ثبوت ہے؟ ضلع سرگودھا میں 161 یونین کونسلیں ہیں اور ظاہر ہے کہ ہر یونین کونسل میں ایک ڈسپنسری ہو گی اگر ان کے سٹاف کی تعداد کے حوالے سے پارلیمانی سیکرٹری صاحب کے پاس کوئی ثبوت ہے تو مجھے مہیا کر دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے لائیو سٹاک و ڈیری ڈویلپمنٹ(صاحبزادہ غلام نظام الدین سیالوی):
جناب سپیکر! سٹاف کی کمی overall نہیں ہے البتہ ڈاکٹروں کی ضرور کمی ہے۔ایک پروگرام SSLF چلایا گیا جس کے تحت بھرتیاں کی گئی تھیں۔ان بھرتیوں کا contract مورخہ 30-09-2013 کو ختم ہو چکا ہے جس کی وجہ سے سٹاف کی کمی پیش آ رہی ہے۔ ممکن ہے کہ اگلے ماہ تک ان کی extension ہو جائے گی۔

چوہدری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! مجھے افسوس ہے کہ خود پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے تسلیم کر لیا ہے کہ 30-09-2013 یعنی چھ ماہ سے سٹاف میں کمی ہے جبکہ یہاں جو printed جواب دیا گیا ہے اس میں لکھا گیا ہے کہ "ضلع سرگودھا میں ویٹرنری ڈسپنسریوں میں مطلوبہ سٹاف کی کوئی کمی نہ ہے۔" یہ بالکل غلط جواب دیا گیا ہے۔اب میں کیا کہوں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لائیو سٹاک و ڈیری ڈویلپمنٹ(صاحبزادہ غلام نظام الدین سیالوی):
جناب سپیکر! محکمہ کی طرف سے جو ڈسپنسریاں قائم ہیں ان میں کوئی کمی نہیں ہے بلکہ ضلعی حکومت کا جو پروگرام چلا تھا ان کا سٹاف contract پر رکھا گیا تھا اور اب ان کا contract ختم ہو گیا ہے۔

چوہدری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! آپ سوال پڑھ لیں میں نے اس میں ضلع سرگودھا کی ویٹرنری ڈسپنسریوں کے حوالے سے پوچھا ہے تو ضلع سرگودھا میں ہر قسم کی ڈسپنسری آ جاتی ہے۔ میں نے تمام ڈسپنسریوں میں سٹاف اور ادویات کی کمی کے بارے میں پوچھا ہے۔

جناب سپیکر: چیمہ صاحب! آپ اپنے گرائیں کا کچھ خیال کریں۔

چوہدری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! میں ذاتی طور پر ان کی بڑی عزت اور قدر کرتا ہوں۔وہ ہمارے بڑے محترم ممبر اسمبلی ہیں۔ان کے خاندان کا ماشاءاللہ بہت کردار ہے اور صرف سرگودھا میں نہیں بلکہ ہر جگہ پر ان کی عزت و احترام ہے۔ میں تو محکمہ کے حوالے سے سوال پوچھ رہا ہوں۔چونکہ وہ بطور پارلیمانی سیکرٹری جواب دے رہے ہیں اس لئے میں ان سے درخواست کر رہا ہوں کہ انہیں اپنے محکمہ سے پوچھنا چاہئے کہ کیوں غلط جواب دیا گیا ہے؟ آپ بارہا مرتبہ کہہ چکے ہیں کہ میں یہ چیز پسند نہیں کرتا کہ محکمہ غلط جواب دے۔آپ بطور جج خود انصاف کریں کیونکہ بطور ثبوت یہ printed جواب آپ کے سامنے موجود ہے۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے خود تسلیم کر لیا ہے کہ وہاں پر سٹاف کی کمی ہے

جبکہ printed جواب میں تحریر کیا گیا ہے کہ سٹاف کی کمی نہیں ہے۔ چلیں، اب میں اس پر زیادہ زور نہیں دیتا بس اتنا ہی کہوں گا کہ سٹاف کی اس کمی کو پورا کرنے کی کوشش کریں۔

جناب سپیکر! جز(ب) کے حوالے سے بھی میں ضمنی سوال پوچھنا چاہتا ہوں۔ جواب کے جز(ب) میں بتایا گیا ہے کہ "اس سال بجٹ میں ادویات کے لئے چھ لاکھ روپے رکھے گئے ہیں جن سے ادویات کی خریداری کی جائے گی۔" بجٹ جون میں پیش ہوا اور یکم جولائی سے نیا مالی سال شروع ہو جاتا ہے۔ یہ فروری کا مہینہ ہے تو کیا اس عرصہ میں ادویات نہیں خریدی گئیں؟ 30 جون تک تو مالی سال ویسے ہی ختم ہو جائے گا۔ اس مالی سال کے بجٹ میں اس کے لئے جو چھ لاکھ روپے مختص کئے گئے انہیں خرچ نہ کرنے کی کیا وجوہات ہیں؟ اس جواب سے محکمہ لائیو سٹاک کی سرگودھا میں کارکردگی سب کے سامنے بالکل عیاں ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے لائیو سٹاک و ڈیری ڈویلپمنٹ (صاحبزادہ غلام نظام الدین سیالوی): جناب سپیکر! سال 2012 سے 02-06-2013 تک ای ڈی او (زراعت) کی اسامی خالی رہی ہے جس کی وجہ سے ادویات نہیں خریدی جا سکیں۔ ویسے اس process کو مکمل کرنے میں دو مہینے درکار ہوتے ہیں۔

چوہدری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! یہ تو میرے سوال کا مذاق اُڑایا جا رہا ہے۔ آپ حکم کر دیں تاکہ ہم سوال ہی نہ کیا کریں۔ میں درخواست کروں گا کہ اس سوال کو pending کر دیا جائے اور اس پر محکمہ سے وضاحت مانگی جائے۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! آپ latest position بتائیں کہ کیا آپ نے ادویات خرید کر لی ہیں یا کر رہے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لائیو سٹاک و ڈیری ڈویلپمنٹ (صاحبزادہ غلام نظام الدین سیالوی): جناب سپیکر! میں پہلے گزارش کر چکا ہوں کہ اس process کو مکمل کرنے میں دو مہینے درکار ہوتے ہیں۔ دو ماہ پہلے ای ڈی او (زراعت) تعینات ہوئے ہیں اور انہوں نے اس کا process شروع کر دیا ہے۔ انشاء اللہ دو ماہ کے اندر ادویات خرید لی جائیں گی۔

چوہدری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! ای ڈی او (زراعت) کو آئے ہوئے چار ماہ سے زیادہ کا عرصہ ہو چکا ہے۔ ابھی تک تو انہوں نے اخبار میں ٹینڈر بھی نہیں دیا۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! اس کو expedite کرائیں اور جلد از جلد ادویات کی خریداری کی جائے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! اس ایوان کو مذاق نہ بنایا جائے۔ پچھلے سال بھی ادویات نہیں خریدی گئیں اور اس سال بھی آٹھ مہینے گزر گئے ہیں۔ یہ محکمہ کا lapse ہے، اس کا notice لینا چاہئے۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے کہا ہے کہ دو ماہ کے اندر ادویات خرید لی جائیں گی اگر اس کے بعد بھی یہی صورتحال رہی تو پھر میں اس کا notice لوں گا۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! میں یہ عرض کروں گا کہ as a precedent اس سوال کو کمیٹی کے سپرد کر دیں تو اچھا ہے۔ اس سے عوام کا فائدہ ہو جائے گا اور جانوروں کے لئے ادویات مل جائیں گی۔ آپ بے زبانوں پر مہربانی کر دیں۔

جناب سپیکر: جی، میں نے اُن کو پہلے ہی کہہ دیا ہے۔ اگلا سوال سردار وقاص حسن موکل صاحب کا ہے۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! سوال نمبر 1493 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع قصور: مویشیوں کی افزائش نسل کے لئے اٹھائے گئے اقدامات کی تفصیلات

*1493: سردار وقاص حسن موکل: کیا وزیر لائیو سٹاک و ڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:—

(الف) حکومت نے ضلع قصور میں مویشیوں کی تعداد میں اضافے کے لئے گزشتہ پانچ سالوں کے دوران کیا اقدامات اٹھائے ہیں؟

(ب) کیا حکومت گائے، بھینسوں کی افزائش نسل کے لئے کسانوں کی حوصلہ افزائی کے لئے کوئی سکیم متعارف کرانا چاہتی ہے، اگر ہاں تو تفصیلات فراہم کی جائیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لائیو سٹاک و ڈیری ڈویلپمنٹ (صاحبزادہ غلام نظام الدین سیالوی):

(الف) حکومت کی پالیسی کے مطابق جانوروں کی تعداد میں اضافہ کی بجائے ان کی فی جانور پیداوار بڑھانے پر توجہ دی جا رہی ہے۔ اس ضمن میں گزشتہ پانچ سالوں کے دوران اٹھائے گئے اقدامات کی تفصیل حسب ذیل ہے:

بفلو ریسرچ انسٹیٹیوٹ پتو کی ضلع قصور میں Progeny, Testing Programme کے ذریعے اعلیٰ نسل کے سانڈ منتخب کئے جاتے ہیں جن کا مادہ تولید منجمند حالت میں پنجاب کے مصنوعی نسل کشی کے مراکز اور ذیلی مراکز پر پہنچایا جاتا ہے تاکہ جانوروں کی پیداواری صلاحیت میں اضافہ ہو سکے۔

پچھلے پانچ سالوں کے دوران ضلع قصور میں مویشی پال حضرات کے لئے کٹے، بچھڑے پال سکیم کے ذریعے لاہور میٹ کمپنی کے پراجیکٹ کے تحت 8795 جانوروں کے مالکان کو 2,22,75,154 روپے حوصلہ افزائی کے لئے انعامیہ تقسیم کئے گئے۔

ڈسٹرکٹ لائیوسٹاک آفیسر قصور کے زیر انتظام 3,36,572 روپے کے بھینسوں گائیوں کو قیمتاً اور 12537 روپے کے مفت تولیدی ٹیکہ جات لگائے گئے۔

ویٹرنری ہسپتالوں، ڈسپنسریوں، سنٹرز، جدید طریقہ نسل کشی کے مراکز کے ذریعے ضلع کے مویشی پال حضرات کے جانوروں کا علاج معالجہ کیا گیا اور حفاظتی ٹیکہ جات وجدید نسل کشی کے ٹیکہ جات لگائے گئے۔ علاوہ ازیں جانوروں کو کرم کش ادویات پلائی گئیں اور متوازن خوراک کی فراہمی کے ذریعے پیداوار میں اضافہ کی ترغیب دی گئی۔

(ب) رواں مالی سال میں مویشی پال حضرات کو کیٹل کرش شکنجہ مفت مہیا کرنے کے لئے 20 لاکھ روپے کی ترقیاتی سکیم ضلعی حکومت قصور کے پاس منظوری کے مراحل میں ہے جس کے ذریعے مویشی پال حضرات کو اپنے جانور کے علاج معالجہ اور جانوروں کی افزائش نسل کے لئے سہولت میسر آ سکے گی۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! محکمہ جو کچھ کر رہا ہے وہ ہمارے سامنے ہی ہے۔ کم از کم اسمبلی سوال کے جواب دینے کے لئے ہی تھوڑا سا ذہن استعمال کر لیا کریں۔ میں آپ کو پڑھ کر سناتا ہوں کہ جواب کے جز (الف) میں لکھا گیا ہے کہ "حکومتی پالیسی کے مطابق جانوروں کی تعداد میں اضافے کی بجائے ان کی فی جانور پیداوار بڑھانے پر توجہ دی جا رہی ہے۔" محکمہ جواب کے جز (الف) کے اندر یہ acknowledge کر رہا ہے کہ ہم جانوروں کی تعداد بڑھانے کی بجائے ان کی yield پر concentrate کر رہے ہیں۔ آگے لکھا گیا ہے کہ "Progeny Testing Programme کے ذریعے اعلیٰ نسل کے سانڈ منتخب کئے جاتے ہیں۔"

جناب سپیکر! اوپر تیتر ہے، نیچے بٹیر ہے؟ اگر وہ کہہ رہے ہیں کہ تعداد نہیں بڑھا رہے اور yield پر concentrate کر رہے ہیں تو نیچے اُس کی explanation دیں۔ جواب دے رہے ہیں کہ ہم

اُن کی yield بڑھا رہے ہیں اور نیچے یہ بتانے کی بجائے کہ ہم اُن کو کوئی supplement دے رہے ہیں وہ پھر اُس طرف چل پڑے ہیں۔ سوال ہم کچھ کرتے ہیں اور اُس کا جواب یہ کچھ دے رہے ہیں؟

جناب سپیکر! دوسری بات یہ ہے کہ ہم نے پانچ سال کا break down مانگا ہوا ہے تو نیچے اُس کا کوئی break down نہیں ہے۔ ان کا جواب ہے کہ "بیفلو ریسرچ انسٹیٹیوٹ پتو کی ضلع قصور میں Progeny Testing Programme کے ذریعے اعلیٰ نسل کے سانڈ منتخب کئے جاتے ہیں جن کا مادہ تولید منجمند حالت میں پنجاب کے مصنوعی نسل کشی مراکز اور ذیلی مراکز میں پہنچایا جاتا ہے۔" یہ کیا مذاق ہے؟ ہم ان سے پانچ سال کا break down مانگ رہے ہیں جس کا ان سے ایک گراف نہیں بنایا جاتا کہ 2010 میں یہ ہوا، 2011 میں یہ ہوا، 2012 میں یہ ہوا۔ یہ تو ہمیں بھی پتا ہے کہ محکمہ کچھ نہ کچھ تو کر ہی رہا ہوگا۔ اگر ہمیں detail نہیں ملنی تو پھر سوال کس لئے کر رہے ہیں؟

جناب سپیکر: یہ Progeny Testing Programme کوئی چھوٹا پروگرام نہیں ہوتا، یہ لمبا پروگرام ہوتا ہے اور اس کے بارے میں پارلیمانی سیکرٹری آپ کو بتاتے ہیں۔ جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب! معزز ممبر کو تفصیل سے بتائیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لائیو سٹاک و ڈیری ڈویلپمنٹ (صاحبزادہ غلام نظام الدین سیالوی): جناب سپیکر! اس پروگرام پر تو کئی سال بھی لگ سکتے ہیں اور ان کے سوال کے جواب ان کو پہلے ہی دے دیئے گئے ہیں اور وہ سب انہوں نے خود ہی پڑھ کر سنا دیئے ہیں۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! کیا پارلیمانی سیکرٹری صاحب میری اس بات سے اتفاق کرتے ہیں کہ جز (الف) کا جواب غلط ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے لائیو سٹاک و ڈیری ڈویلپمنٹ (صاحبزادہ غلام نظام الدین سیالوی): جناب سپیکر! میرے خیال میں تو یہ جواب ٹھیک ہے۔ اگر اس جواب پر ان کو کچھ شک ہے تو میرے ساتھ ایک sitting کر لیں تو انشاء اللہ ان کو قائل کر لیں گے۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! مجھے ایک تھوڑی سی clarification چاہئے۔ جز (الف) کے اگلے سیکشن میں لاہور میٹ کمپنی کے بارے میں لکھا ہوا ہے۔ میرا سوال صرف یہ ہے کہ لاہور میٹ کمپنی کب establish ہوئی تھی؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے لائیو سٹاک و ڈیری ڈویلپمنٹ (صاحبزادہ غلام نظام الدین سیالوی):
جناب سپیکر! لاہور میٹ کمپنی 12-2011 میں establish ہوئی تھی۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! لاہور میٹ کمپنی کی website پر پہلا لفظ لکھا ہوا ہے Established in 2010۔ انہوں نے میرے سوال کے جواب میں لکھا ہے کہ "پچھلے پانچ سالوں کے دوران ضلع قصور میں مویشی پال حضرات کے لئے کٹڑے بچھڑے پال سکیم کے ذریعے لاہور میٹ کمپنی کے پراجیکٹ کے تحت 8795 جانوروں کے مالکان کو 2 کروڑ روپے حوصلہ افزائی میں دیئے گئے۔" ان کے مطابق لاہور میٹ کمپنی 12-2011 میں بنی ہے اور اب 2014 چل رہا ہے۔ ہم نے پانچ سال کا break down مانگا ہے تو پچھلے دو سال کا کھاتہ کون پورا کر رہا ہے؟

جناب سپیکر: میرے خیال میں اس سوال کو pending کر لیا جائے تو بہتر ہے۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! اگر اس سوال کے جواب کے حوالہ سے آپ کمیٹی بنا دیں تو زیادہ بہتر ہے اور انہوں نے offer بھی کی ہے کہ میں اُن کے ساتھ بیٹھ جاؤں۔

جناب سپیکر: نہیں، یہ ٹھیک ہے۔ اُس میں پھر اخراجات زیادہ ہوتے ہیں۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب! آپ اگلے سوال کا detailed جواب دیں گے۔ اگلا سوال محترمہ نگہت شیخ صاحبہ کا ہے۔

محترمہ نگہت شیخ: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 1495 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع لاہور: ویٹرنری ہسپتالوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1495: محترمہ نگہت شیخ: کیا وزیر لائیو سٹاک و ڈیری ڈویلپمنٹ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع لاہور میں کل کتنے ویٹرنری ہسپتال کام کر رہے ہیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ان ہسپتالوں میں عملہ strength کے مطابق نہ ہے اس کی وجوہات بیان فرمائیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لائیو سٹاک وڈیری ڈویلپمنٹ(صاحبزادہ غلام نظام الدین سیالوی):
(الف) ضلع لاہور میں کل 23 ویٹرنری ہسپتال کام کر رہے ہیں۔
(ب) یہ درست نہ ہے۔

محترمہ نگہت شیخ: جناب سپیکر! انہوں نے جز (الف) کے جواب میں کہا ہے کہ "ضلع لاہور میں 23 ویٹرنری ہسپتال کام کر رہے ہیں۔" میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ان 23 ویٹرنری ہسپتالوں میں سے اس وقت کتنے ہسپتال functional ہیں اور ان میں اس وقت کتنے ویٹرنری ڈاکٹر تعینات ہیں؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے لائیو سٹاک و ڈیری ڈویلپمنٹ(صاحبزادہ غلام نظام الدین سیالوی):
جناب سپیکر! اس کی تفصیل کافی لمبی چوڑی ہے اگر یہ لینا چاہیں تو میرے پاس موجود ہے۔

جناب سپیکر: آپ کو چاہئے تھا کہ اگر تفصیل لمبی چوڑی تھی تو ایوان کی میز پر رکھ دیتے۔ محترمہ تعداد پوچھ رہی ہیں وہ آپ بتادیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے لائیو سٹاک و ڈیری ڈویلپمنٹ(صاحبزادہ غلام نظام الدین سیالوی):
جناب سپیکر! ان کی تعداد 40 ہے اور اس کی detail محترمہ کو فراہم کر دی جائے گی۔

جناب سپیکر: آپ نے محترمہ کو detail فراہم نہیں کرنی۔ یہ ایوان کا معاملہ ہے آپ نے اس کی detail ایوان کو دینی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے لائیو سٹاک و ڈیری ڈویلپمنٹ(صاحبزادہ غلام نظام الدین سیالوی):
جناب سپیکر! اس کی تفصیل ایوان کی میز پر پہنچ جائے گی۔

محترمہ نگہت شیخ: جناب سپیکر! میں نے یہ بھی پوچھا ہے کہ ان میں سے کتنے ہسپتال functional ہیں؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے لائیو سٹاک و ڈیری ڈویلپمنٹ(صاحبزادہ غلام نظام الدین سیالوی):
جناب سپیکر! اڑتیس functional ہیں۔

محترمہ نگہت شیخ: جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹری صاحب اپنے جواب میں تیئیں ہسپتال بتارہے ہیں جبکہ اڑتیس functional ہیں؟

جناب سپیکر: محترمہ! اس میں انہوں نے ویٹرنری ڈسپنسریاں بھی ڈالی ہوئی ہیں۔ اگلا سوال بھی آپ کا ہے۔

محترمہ نگہت شیخ: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 1518 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع سرگودھا: شفاخانہ حیوانات کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1518: محترمہ نگہت شیخ: کیا وزیر لائیو سٹاک و ڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع سرگودھا میں شفاخانہ حیوانات کی تعداد کتنی ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ان شفاخانہ جات میں سٹاف کی کمی ہے، اس کمی کو کب تک پورا کر دیا جائے گا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لائیو سٹاک و ڈیری ڈویلپمنٹ (صاحبزادہ غلام نظام الدین سیالوی):

(الف) ضلع سرگودھا میں کل 30 شفاخانہ حیوانات ہیں۔

(ب) ضلع سرگودھا میں شفاخانہ جات میں مطلوبہ سٹاف کی کوئی کمی نہ ہے۔

محترمہ نگہت شیخ: جناب سپیکر! کوئی ضمنی سوال نہیں۔

جناب سپیکر: جی، اگلا سوال چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب کا ہے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! سوال نمبر 1689 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

صوبہ میں بھینسوں کا دودھ حاصل کرنے کے لئے Oxytocin انجکشن لگانے کے مضر اثرات کی تفصیلات

*1689: چودھری عامر سلطان چیمہ: کیا وزیر لائیو سٹاک و ڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ اکثر گوالے گائے / بھینسوں کا دودھ حاصل کرنے کے لئے oxytocin کے ٹیکے استعمال کرتے ہیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ oxytocin کے استعمال کی وجہ سے انسانی ہارمونز تبدیلی کا شکار ہوتے ہیں اور چھوٹے بچوں اور حاملہ خواتین کے لئے ایسا دودھ انتہائی مضر صحت ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ دنیا کے تمام ممالک میں تحقیق کی بناء پر یہ انجکشن بند ہو چکا ہے لیکن پاکستان میں یہ بہتات سے استعمال ہوتا ہے؟

(د) کیا حکومت مذکورہ انجکشن کی پیداوار، درآمد اور خرید و فروخت پر پابندی لگانے کو تیار ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو کیوں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لائیو سٹاک و ڈیری ڈویلپمنٹ (صاحبزادہ غلام نظام الدین سیالوی):

(الف) یہ درست نہ ہے کہ اکثر گوالے گائے بھینسوں کو دودھ حاصل کرنے کے لئے یہ ٹیکہ استعمال کرتے ہیں البتہ کچھ گوالے یہ ٹیکہ استعمال کرتے ہیں۔

(ب) oxytocin کے استعمال سے حاصل ہونے والے دودھ کو پینے سے جو خطرات فاضل محرک نے پیش کئے ہیں اُس کے بارے میں کوئی خاطر خواہ تحقیق یہ ثابت نہیں کر سکی کہ oxytocin کے انجکشن کے اثرات دودھ پینے والے تک منتقل ہوتے ہیں یہ ضرور ہے کہ لمبے عرصے تک اگر oxytocin کے انجکشن کو دودھیل جانوروں میں لگایا جائے تو جانور اس کا عادی ہو جاتا ہے اور پھر اس انجکشن کا خاطر خواہ اثر نہیں ہوتا مگر جدید تحقیق سے یہ کہیں ثابت نہیں ہوا کہ اس انجکشن کے کوئی اثرات دودھ کے ذریعے انسانوں میں نقصانات پیدا کرتے ہوں۔ یہ ہارمون چونکہ ایک پروٹین کی قسم ہوتی ہے چنانچہ اگر اس سے کچھ اثرات دودھ میں آ بھی جائیں تو انسانی معدہ ہارمون کی پروٹین کو ہضم کر دیتا ہے جس سے اس کا تمام اثر زائل ہو جاتا ہے۔ اس تمام حقیقت کے باوجود بھی لمبے عرصے تک اس انجکشن کی حوصلہ افزائی نہیں کرنی چاہئے۔ مزید برآں خالص دودھ کی کوالٹی کو برقرار رکھنے کے لئے پہلے ہی حکومت پنجاب ایک ادارے "پنجاب فوڈ اتھارٹی" کا قیام عمل میں لا چکی ہے جس نے اپنا کام شروع کر دیا ہے اس اتھارٹی کے بنیادی مقاصد میں یہ چیز شامل ہے کہ خالص اشیاء خورد و نوش میں پائے جانے والے کسی قسم کی ردوبدل کو فوری طور پر جدید لیبارٹریوں سے چیک کروا کر ایسی ناخالص اشیاء کی فروخت کو روکا جا سکے۔

(ج) یہ درست نہیں ہے۔

(د) کیونکہ oxytocin کا انجکشن جانوروں میں کئی قسم کی کیفیات میں ضروری علاج معالجہ کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے اس لئے اس کی import اور پیداوار بند کرنا مناسب نہیں ہو گا۔ البتہ ویٹرنری ڈاکٹر کے نسخہ کے بغیر یہ انجکشن drug store سے جاری نہیں ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! میں جز (الف) میں Oxytocin ٹیکے کے حوالے سے معلومات لینا چاہتا تھا اور جز (ب) میں، میں نے انسانی ہارمونز کی تبدیلی، بچوں کی صحت اور حاملہ خواتین کے لئے مضر صحت ہونے کے حوالے سے پوچھا تھا۔ انہوں نے اس کا جواب دیا ہے کہ ایسا نہیں ہے اور ایسی کوئی تحقیق نہیں ہوئی جبکہ یہ تحقیق سامنے آئی ہے کہ یہ ٹیکہ لگانے سے بھینسوں کا دودھ جو بچے پیتے ہیں ان بچوں کے ہارمونز میں تبدیلی آتی ہے جس وجہ سے ان کے بچپن میں ہی ان کے جسم پر بال نکل آتے ہیں اور حاملہ خواتین کے معاملات میں بھی کافی مشکلات آرہی ہیں۔ یہ چیزیں اخبارات میں بھی آئی ہیں اور net پر بھی یہ معاملات available ہیں لیکن ڈیپارٹمنٹ نے اس ٹیکے کو defend کیا ہے۔ اسی طرح جز (ج) میں انہوں نے کہا ہے کہ باقی دنیا میں یہ ٹیکہ ban نہیں ہوا جبکہ clear cut ہے کہ پوری دنیا میں اس پر پابندی لگا دی گئی ہے۔

جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ انہوں نے میرے سوالات کے جوابات دیئے ہیں جن کی تفصیل میں نے آپ کے سامنے بیان کی ہے تو ان کے پاس وہ کون سی معلومات ہیں جن کی بناء پر انہوں نے یہ جوابات دیئے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے لائیو سٹاک و ڈیری ڈویلپمنٹ (صاحبزادہ غلام نظام الدین سیالوی): جناب سپیکر! یہ vaccine import کی جاتی ہے۔ اگر ban ہو تو اس کی import possible کیسے ہو سکتی ہے؟ جدید تحقیق کے مطابق اس میں کوئی ایسے مضر اثرات شامل نہیں ہیں بلکہ یہ جو فرما رہے تھے کہ pregnancy کے دوران problems ہوتی ہیں تو pregnancy کے دوران یہ دوائی کے طور پر استعمال کی جاتی ہے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! یہ vaccine نہیں ہے بلکہ یہ injection ہے اور اس میں clear cut ہے۔ چلیں ٹھیک ہے یہ خریداری پر ban نہیں لگاتے لیکن ban ہے اور اس کے مضر صحت اثرات بھی سامنے ہیں۔ یہاں ڈاکٹرز بیٹھے ہوئے ہیں اگر مجھ پر یقین نہیں ہے تو آپ بے شک ان سے پوچھ لیں۔ بہر حال اب میں کیا کہہ سکتا ہوں کیونکہ آج لائیو سٹاک کے سوالات اور جوابات کے ساتھ جو حشر ہو رہا ہے میرا خیال ہے کہ مجھے خاموشی ہی اختیار کرنی چاہئے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ انہوں نے یہ بات جز (د) میں کہی ہے کیونکہ oxytocin کا انجکشن جانوروں میں کئی قسم کی کیفیات میں ضروری علاج معالجہ کے لئے استعمال ہوتا ہے اس لئے اس کی import اور پیداوار بند کرنا مناسب نہیں ہوگا البتہ ویٹرنری ڈاکٹروں کے نسخے کے بغیر یہ انجکشن ڈرگ سٹور سے جاری نہیں ہونا چاہئے۔ یہ اچھی تجویز ہے اس پر عملدرآمد کرنے میں کیا رکاوٹ ہے؟ یہ ban لگادیں کہ کسی ویٹرنری ڈاکٹر کے نسخے کے بغیر کوئی ویٹرنری میڈیکل سٹور یہ انجکشن جاری نہ کرے اور اس قدم کو اٹھانے میں جو یہ خود تسلیم کرتے ہیں کہ یہ ہونا چاہئے تو پھر کیا رکاوٹ ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لائیو سٹاک و ڈیری ڈویلپمنٹ (صاحبزادہ غلام نظام الدین سیالوی): جناب سپیکر! ڈیپارٹمنٹ نے یہ تسلیم کیا ہے کہ ڈرگ سٹور کو کسی ڈاکٹر کے نسخہ کے بغیر یہ فروخت نہیں کرنا چاہئے۔ ہم اس کو ensure کرائیں گے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں یہ پوچھ رہا ہوں کہ محکمہ خود تسلیم کرتا ہے کہ ویٹرنری میڈیکل آفیسر کی prescription کے بغیر یہ انجکشن میڈیکل سٹور جاری نہ کرے، یہ تو انہوں نے لکھا ہوا ہے۔ میں نے صرف ان سے یہ پوچھا ہے کہ اس کو implement کرنے میں کیا رکاوٹ ہے؟ محکمہ اس کو روک دے کیونکہ جب محکمہ خود یہ سمجھتا ہے، انہوں نے یہی جواب پڑھ کر سنا دیا ہے۔ مجھے یہ بتائیں کہ اس پر عملدرآمد کب کریں گے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لائیو سٹاک و ڈیری ڈویلپمنٹ (صاحبزادہ غلام نظام الدین سیالوی): محکمہ نے directions دی ہوئی ہیں اور implement پر focus کیا جا رہا ہے۔

جناب سپیکر: اس پر فوری طور پر implement کرائیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے لائیو سٹاک وڈیری ڈویلپمنٹ(صاحبزادہ غلام نظام الدین سیالوی):جی، انشاءاللہ کرائیں گے۔

جناب سپیکر:اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے لائیو سٹاک و ڈیری ڈویلپمنٹ(صاحبزادہ غلام نظام الدین سیالوی): جناب سپیکر!میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر:جی،بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات

(جوایوان کی میز پر رکھے گئے)

جانوروں کی بیماریوں میں کمی لانے کے لئے اٹھائے گئے اقدامات کی تفصیلات

*1238: محترمہ حنا پرویز بٹ: کیاوزیر لائیوسٹاک وڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مون سون کی بارشیں اور سیلاب جانوروں میں بیماریوں کی بنیادی وجوہات میں سے ایک ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو موسمی بارشوں کے دوران ان بیماریوں میں کمی لانے کے لئے حکومت کی جانب سے کیااقدامات اٹھائے گئے ہیں؟

وزیراعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):

(الف) جی ہاں۔ مویشیوں کی چند بیماریاں مون سون کی بارشوں اور سیلاب کے بعد زیادہ پھیل سکتی ہیں۔ان میں گل گھوٹو کی بیماری سرفہرست ہے۔اگر جانوروں میں حفاظتی ٹیکہ جات بھرپور طریقے سے نہ لگائے جائیں تو یہ بیماریاں وباء کی صورت اختیارات کر سکتی ہیں اس لئے محکمہ لائیوسٹاک ہر سال بارشوں سے قبل ماہ جون سے ہی گل گھوٹواور دوسری بیماریوں سے حفاظت کے لئے ٹیکے لگانے کی بھرپور مہم کاآغاز کر دیتا ہے۔

(ب) اس ضمن میں محکمہ لائیوسٹاک ہر سال موسم برسات سے قبل ہی جانوروں میں حفاظتی ٹیکہ جات خصوصاً گل گھوٹو کی بھرپور مہم کاآغاز کرتا ہے۔امسال بھی صوبہ بھر میں540فلڈ سیکٹر اور اس کے علاوہ375سب فلڈ سیکٹر بنائے گئے جن پر510ویٹرنری آفیسر اور1450

ویٹرنری اسسٹنٹ تعینات کئے گئےاور ویکسین لگانے کی مہم کو بھرپور انداز میں عرصہ تین ماہ میں مکمل کیا گیا۔مزید کسی بھی ناگہانی صورتحال سے نپٹنے کے لئے موبائل یونٹ ہر وقت ضلعی ہیڈکوارٹرز میں موجود رہے۔

ویٹرنری ہسپتال شرقپور کو فنڈز کی فراہمی ودیگر تفصیلات

*1335:جناب ظہیرالدین خان علیزئی:کیاوزیر لائیوسٹاک وڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ویٹرنری آفیسر شرقپور ہسپتال کب سے یہاں تعینات ہیں؟

(ب) اس ہسپتال میں گزشتہ پانچ سال کے دوران کتنا فنڈ کس کس مد میں فراہم کیا گیا، سال وار تفصیل سے آگاہ کریں؟

(ج) مذکورہ فنڈ کن کن مدات وشعبوں میں خرچ کیا گیا، سال وار تفصیل سے آگاہ کریں؟

(د) موجودہ ویٹرنری آفیسر نے اپنی تعیناتی کے دوران ٹی اے / ڈی اے پٹرول و گاڑی کی مرمت پر کتنے فنڈز خرچ کئے، ان کی سال وار تفصیل سے آگاہ کریں؟

(ہ) کیا یہ درست ہے کہ ایک مؤقر اخبار "نوائے وقت" کی خبر مورخہ 13-07-04 کے مطابق موجودہ ویٹرنری آفیسر ہسپتال کے ملازمین اور شہر کے قصابوں سے ماہانہ بھتہ بھی وصول کرتے ہیں جن پر علاقے کے قصابوں وہسپتال کے ملازمین نے احتجاج بھی کیا؟

(و) اگر جز(ہ) کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت پنجاب مذکورہ آفیسر کے خلاف کارروائی کرنے اوران کو یہاں سے ٹرانسفر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک؟

وزیر اعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ویٹرنری ہسپتال شرقپور میں اس وقت ویٹرنری آفیسر تعینات نہ ہے۔

(ب) ویٹرنری ہسپتال شرقپور میں گزشتہ پانچ سال سے کوئی فنڈ جاری نہیں کیا گیا۔

(ج) کوئی براہ راست فنڈ فراہم نہیں کیا گیا اور نہ ہی خرچ کیا گیا۔

(د) دفتر ڈسٹرکٹ آفیسر لائیوسٹاک شیخوپورہ کی طرف سے 01.04.13 سے 19.08.13 تک 80 لیٹر پٹرول برائے گاڑی موبائل ڈسپنسری شرقپور جاری کیا گیا۔ اس دوران گاڑی کی مرمت پر کوئی رقم خرچ نہ ہوئی ہے۔

(ہ) یہ درست ہے کہ روزنامہ "نوائے وقت" مورخہ 04.07.13 میں اُس وقت کے سینئر ویٹرنری آفیسر شرقپور کے بارے میں ہسپتال کے ملازمین اور شہر کے قصابوں سے ماہانہ بھتہ وصول کرنے کے متعلق خبر شائع ہوئی تھی جس پر ای ڈی او (ایگریکلچر) شیخوپورہ نے معاملہ کی دفتری انکوائری کروائی لیکن ویٹرنری آفیسر مذکورہ کے خلاف کوئی الزام ثابت نہ ہوسکا لہذا انکوائری کیس کو داخل دفتر کیا جا چکا ہے۔

(و) جز (ہ) کا جواب نفی میں ہے۔

ضلع فیصل آباد: ویٹرنری ڈسپنسری چک نمبر 388 گ ب کی تفصیلات

*1822: میاں طاہر: کیا وزیر لائیو سٹاک و ڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ویٹرنری ڈسپنسری چک نمبر 388 گ ب تحصیل سمندری ضلع فیصل آباد کی بلڈنگ کتنے کمروں پر مشتمل ہے؟

(ب) مذکورہ ڈسپنسری کو پچھلے پانچ سالوں کے دوران کل کتنی رقم کس کس مد میں دی گئی اور یہ رقم کہاں کہاں خرچ ہوئی، سال وار تفصیل بیان کریں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ ڈسپنسری میں ڈاکٹر اور دیگر عملہ اکثر غیر حاضر رہتا ہے جس سے وہاں کے لوگوں کو اپنے بیمار جانوروں کے علاج کے لئے بڑی مشکل ہوتی ہے؟

(د) مذکورہ ڈسپنسری میں پچھلے پانچ سالوں کے دوران کل کتنے جانوروں کو ویکسین کیا گیا، سال وار تفصیل فراہم کریں؟

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ ڈسپنسری میں موجود عملہ نے پچھلے پانچ سالوں کے دوران لاکھوں روپے کی کرپشن ادویات کی مد میں کی ہے۔ کیا حکومت اس کی تحقیقات کروانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(و) کیا حکومت کرپشن میں ملوث ذمہ دار اہلکاروں کے خلاف کارروائی کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) چک نمبر 388 گ ب میں ویٹرنری ڈسپنسری نہیں ہے وہاں پر ویٹرنری سنٹر موجود ہے جو دو کمروں اور ایک برآمدے پر مشتمل ہے۔

(ب) یہ ویٹرنری سنٹر ہے کسی قسم کی کوئی رقم کسی مد میں نہیں دی گئی ہے۔

(ج) یہ ویٹرنری سنٹر ہے اس میں صرف ویٹرنری اسسٹنٹ کی اسامی موجود ہے جس پر مسٹر محمد شاہد ویٹرنری اسسٹنٹ تعینات ہے جو عمارت کی خستہ حالی کی وجہ سے یونین کونسل کے دفتر میں بیٹھتا ہے۔

(د) مذکورہ ڈسپنسری میں پچھلے پانچ سالوں کے دوران کل 74,467 جانوروں کو ویکسین کیا گیا جس کی تفصیل سال وار درج ذیل ہے۔

سال	گل گھوٹو	انتڑیوں کا زہر	منہ کھر	رانی کھیت	نمونیا	کاٹا
2009	9720	900	540	1000	1000	600
2010	9720	1700	300	5900	3000	0
2011	8340	893	330	4400	2700	600
2012	5004	1900	540	6000	2500	0
2013	2160	600	120	2000	2000	0

(ہ) یہ ویٹرنری سنٹر ہے اس کو ادویات فراہم ہی نہیں کی جاتی ہیں اس لئے کسی قسم کی کرپشن کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

(و) متعلقہ نہ ہے۔

فیصل آباد: پی پی۔58 میں ویٹرنری ڈسپنسریوں، ہسپتالوں کی عمارات کی تعمیر و دیگر تفصیلات

*1864: جناب احسن ریاض فتیانہ: کیا وزیر لائیوسٹاک و ڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پی پی۔58 فیصل آباد میں سال 12۔2011 اور 13۔2012 کے دوران کس کس ویٹرنری ڈسپنسری اور ویٹرنری ہسپتال کی عمارت تعمیر کی گئی، ان کے نام اور تخمینہ لاگت بتائیں؟

(ب) کس کس کی عمارت کب سے زیر تعمیر ہے اور یہ کب تک مکمل ہو گی؟

(ج) اس وقت اس حلقہ کی کس کس ویٹرنری ڈسپنسری اور ویٹرنری ہسپتال کی عمارت نہ ہے؟

(د) ان کی عمارات کب تک تعمیر کروانے کا ارادہ ہے؟

(ہ) ان میں کتنی اسامیاں منظور شدہ ہیں اور کتنی خالی پڑی ہیں، خالی اسامیوں کی تفصیل عہدہ اور گریڈ وار بتائیں؟

وزیر اعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):

(الف) کوئی نئی عمارت تعمیر نہیں کی گئی البتہ پہلے سے موجود عمارات کی مرمت کی گئی جن کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

سال 12۔2011

سول ویٹرنری ہسپتال556گ ب	0.704ملین روپے
سول ویٹرنری ہسپتال453گ ب	0.806ملین روپے
سول ویٹرنری ہسپتال گڑھ	0.400ملین روپے

سال13۔2012کے دوران کوئی نئی عمارت تعمیر کی گئی ہے اور نہ ہی کسی عمارت کی مرمت کی گئی۔

(ب) کوئی عمارت زیر تعمیر نہیں ہے۔

(ج) حلقہ پی پی۔58میں سول ویٹرنری ہسپتال اور ویٹرنری ڈسپنسریوں کی عمارت موجود ہے۔

(د) غیر متعلقہ ہے۔

(ہ) حلقہ پی پی۔58 ضلع فیصل آباد میں منظور شدہ اور خالی اسامیوں کی تفصیل(Annex-A) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

فیصل آباد:پی پی۔58 میں ویٹرنری ڈسپنسریوں، ہسپتالوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1866:جناب احسن ریاض فتیانہ:کیاوزیر لائیو سٹاک وڈیری ڈویلپمنٹ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) پی پی۔58فیصل آباد میں کتنے ویٹرنری ہسپتال اور ڈسپنسریاں کہاں کہاں چل رہی ہیں؟

(ب) ان کے سال12۔2011اور13۔2012کے اخراجات کی تفصیل علیحدہ علیحدہ بتائیں؟

(ج) ان میں کون کون سی ادویات حکومت کی طرف سے فراہم کی گئیں، دو سالوں کی تفصیل فراہم کریں؟

(د) کیاویٹرنری ڈسپنسریوں اور ہسپتالوں میں جانوروں کا علاج مفت کیا جاتا ہے؟

(ہ) ان میں کس کس ڈسپنسری اور ہسپتال کی عمارت مخدوش ہے یا سرے سے نہیں ہے؟

وزیراعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):

(الف) حلقہ پی پی-58 ضلع فیصل آباد میں پانچ ویٹرنری ہسپتال، دو ویٹرنری ڈسپنسری اور آٹھ ویٹرنری سنٹرز ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

1- ویٹرنری ہسپتال455گ ب
2- ویٹرنری ہسپتال گڑھ
3- ویٹرنری ہسپتال509گ ب
4- ویٹرنری ہسپتال453گ ب
5- ویٹرنری ہسپتال556گ ب
6- ویٹرنری ڈسپنسری503گ ب
7- ویٹرنری ڈسپنسری550گ ب
8- ویٹرنری سنٹر451گ ب
9- ویٹرنری سنٹر452گ ب
10- ویٹرنری سنٹر508گ ب
11- ویٹرنری سنٹر493گ ب
12- ویٹرنری سنٹر505گ ب
13- ویٹرنری سنٹر کلیانوالہ
14- ویٹرنری سنٹر547گ ب
15- ویٹرنری سنٹر544گ ب

(ب) ان ہسپتالوں/ڈسپنسریوں/سنٹروں کے اخراجات سال12-2011 اور13-2012 کی تفصیل درج ذیل ہے۔

سال	تنخواہ عملہ	ادویات/اوزارات	مرمت ہسپتال/ڈسپنسریز
2011-12	99,24,000	7,20,000	19,10,000
2012-13	1,07,22,924	10,80,000	0

(ج) ان ہسپتالوں/ڈسپنسریوں/سنٹروں کو پچھلے دو سالوں میں جو ادویات حکومت کی طرف سے فراہم کی گئیں ان کی لسٹ(Annex-A) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) جی ہاں، جانوروں کا علاج مفت کیا جاتا ہے جبکہ ایک روپیہ فی جانور پرچی فیس وصول کی جاتی ہے۔

(ہ) مندرجہ بالا ہسپتالوں کی عمارتیں قابل مرمت ہیں۔

1- ویٹرنری ہسپتال455گ ب
2- ویٹرنری ہسپتال509گ ب
3- سول ویٹرنری ڈسپنسری503گ ب
4- سول ویٹرنری ڈسپنسری550گ ب

نارووال: پی پی-134 ویٹرنری ہسپتالوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1885: جناب منان خان: کیا وزیر لائیو سٹاک وڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) حلقہ پی پی-134 نارووال میں ویٹرنری ہسپتال/مراکز کہاں کہاں واقع ہیں، تفصیل فراہم کریں؟

(ب) درج بالا مراکز / ہسپتال میں تعینات سٹاف کے نام، عہدہ، گریڈ اور عرصہ تعیناتی سے آگاہ کریں؟

(ج) سال 12۔2011 اور 13۔2012 میں ان ویٹرنری سنٹرز / ویٹرنری ہسپتالوں میں فارمرز کو کیا کیا سہولیات جانوروں کے لئے فراہم کی گئیں، مکمل تفصیل فراہم کریں؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) حلقہ پی پی۔134 نارووال میں ویٹرنری ہسپتالوں / مراکز کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

نام ادارہ	مقام	نام ادارہ	مقام
ویٹرنری ہسپتال	اخلاص پور	ویٹرنری مرکز	پھگواڑی
ویٹرنری ہسپتال	کوٹ نیناں	ویٹرنری مرکز	ولی پور بوڑا
ویٹرنری ہسپتال	مینگڑی (نور کوٹ)	ویٹرنری مرکز	بوعہ
ویٹرنری ہسپتال	کنجروڑ	ویٹرنری مرکز	گمٹالہ
ویٹرنری ہسپتال	شاہ غریب	ویٹرنری مرکز	بارہ منگا
ویٹرنری ہسپتال	برال	ویٹرنری مرکز	کلہ
ویٹرنری مرکز	گھروٹہ	ویٹرنری مرکز	گورالہ
ویٹرنری مرکز	بھڑی خورد	ویٹرنری مرکز	ملہ
ویٹرنری مرکز	نرگال	ویٹرنری مرکز	بستان
ویٹرنری مرکز	گسیٹ پور	ویٹرنری مرکز	مدو گول س
ویٹرنری مرکز	موسیٰ پور		

(ب) ان ہسپتالوں / مراکز میں تعینات سٹاف کی مطلوبہ تفصیل (Annex-A) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) مذکورہ سالوں میں ان اداروں میں فارمرز کو دی گئی سہولیات کی تفصیل (Annex-B) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ضلع گجرات: پی پی۔113 میں ویٹرنری ہسپتالوں کی ضرورت و دیگر تفصیلات

*2333: **میاں طارق محمود:** کیا وزیر لائیو سٹاک و ڈیری ڈویلپمنٹ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع گجرات پی پی۔113 میں کتنے ویٹرنری ہسپتالوں کی ضرورت ہے، کیا ہر U.C میں ویٹرنری ڈسپنسری موجود ہے؟

(ب) جن U.C's میں ویٹرنری ڈسپنسری نہیں ہے، وہاں حکومت بنانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیراعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ضلع گجرات پی پی۔113 میں ایک ویٹرنری ہسپتال چھ ویٹرنری ڈسپنسریاں اور چار ویٹرنری سنٹر موجود ہیں جو اس حلقہ کی ضرورت کے مطابق ہیں۔تاہم سات U.C's میں ویٹرنری کے ادارہ جات موجود نہ ہیں۔

(ب) جن سات U.C's میں ویٹرنری ڈسپنسریاں نہیں ہیں ان میں سے U.C's کرنانہ میں ویٹرنری ڈسپنسری زیر تعمیر ہے۔باقی ماندہ چھ U.C's میں ویٹرنری ڈسپنسریاں قائم کرنے کا کوئی منصوبہ فی الحال حکومت کے زیر غور نہ ہے۔

ضلع گجرات: شفاخانہ حیوانات کی تعداد و دیگر تفصیلات

*2334: میاں طارق محمود: کیاوزیر لائیوسٹاک وڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع گجرات پی پی۔113 میں کل کتنے شفاخانہ حیوانات ہیں۔ان میں کتنے کتنے ویٹرنری ڈاکٹر ہیں اور کتنا عملہ تعینات ہے ہر ایک کی تفصیل بتائیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان میں اکثر عمارات کی حالت بہت خراب ہے کیا حکومت ان کو درست کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک؟

(ج) جن ویٹرنری ہسپتالوں میں عملہ پورا نہیں ہے یہ کب تک پورا کر دیا جائے گا؟

وزیراعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ضلع گجرات پی پی۔113 میں ایک ویٹرنری ہسپتال،چھ ویٹرنری ڈسپنسریاں اور چار ویٹرنری سنٹر ہیں ان میں تعینات ویٹرنری ڈاکٹروں اور دیگر عملہ کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

ویٹرنری ہسپتال	تعینات عملہ
ڈنگہ	ڈاکٹر ذوالفقار علی،ویٹرنری آفیسر
	اکبر علی بھٹی،اے آئی سپروائزر
	گلفام اشرف چیمہ،اے آئی ٹیکنیشن
	عبدالوحید،خاکروب
	سید محمد ارشد،چوکیدار

	ویٹرنری ڈسپنسریاں	تعینات عملہ
1۔	نور جمال	حبیب الرحمان،ویٹرنری اسسٹنٹ
2۔	اتووالہ	صفدر الرحمان،ویٹرنری اسسٹنٹ

3۔	سیکریالی	خالی(اضافی چارج صفدرالرحمان،ویٹرنری اسسٹنٹ اتووالہ)
4۔	جوڑا	سید قمر حسین شاہ،ویٹرنری اسسٹنٹ شمریز اصغر،اے آئی ٹیکنیشن
5۔	شیر گڑھ	فیاض احمد،ویٹرنری اسسٹنٹ
6۔	باگڑیانوالہ	امجد جاوید،ویٹرنری اسسٹنٹ محمد بوٹا،اے آئی ٹیکنیشن
	ویٹرنری مراکز	تعینات عملہ
1۔	مرزاطاہر	محمد اعظم،ویٹرنری اسسٹنٹ
2۔	امراں کلاں	محمد اصغر،ویٹرنری اسسٹنٹ
3۔	برنالی	عبدالوحید،اے آئی ٹیکنیشن
4۔	چکوڑی بھیلووال	رفاقت علی،سراء کمپاؤڈر

(ب) یہ درست ہے کہ ان میں سے کچھ عمارات کی حالت تسلی بخش اور کچھ کی مرمت طلب ہے۔ اس ضمن میں ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کو کیس بھیج دیا گیا ہے۔ جونہی بجٹ منظور ہو گا مرمت کر دی جائے گی۔

(ج) گورنمنٹ کی طرف سے سکیل 1تا15 کی بھرتیوں پر پابندی ہے۔ جیسے ہی گورنمنٹ پابندی اٹھائے گی تو خالی سیٹ پر قانون کے مطابق بھرتی کرلی جائے گی۔

بہاولپور ڈویژن: چولستان میں لائیوسٹاک کی ترقی کے لئے شروع کئے گئے منصوبہ جات کی تفصیلات

*2354: ڈاکٹر سید وسیم اختر: کیا وزیر لائیوسٹاک وڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) بہاولپور ڈویژن میں واقع چولستان جس کا رقبہ 66لاکھ ایکڑ ہے یہاں پر گائیوں/ بھینسوں/بیلوں اور بکریوں کی کتنی تعداد ہے؟

(ب) یہاں پر لائیوسٹاک کی ترقی و ترویج کے لئے محکمہ نے کون کون سے منصوبہ شروع کر رکھے ہیں؟

(ج) موجودہ حکومت چولستان میں لائیوسٹاک کے حوالہ سے کیا پانچ سالہ وژن رکھتی ہے؟

وزیراعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):

(الف) چولستان بہاولپور ڈویژن میں مذکورہ جانوروں کی تعداد درج ذیل ہے۔

گائیں/بیل	5,67,510
بھینسیں	9,923
بکریاں	2,57,285

(ب) چولستان میں لائیوسٹاک کی ترقی و ترویج کے لئے محکمہ نے درج ذیل منصوبے شروع کر رکھے ہیں۔

1۔ محکمہ لائیوسٹاک نے چولستان کے ایریا میں ویٹرنری کی سہولیات بہم پہنچانے کے لئے 10 موبائل ویٹرنری ڈسپنسریز قائم کی ہیں۔

2۔ چولستان میں پانچ شاد باد کوآپریٹو لائیوسٹاک فارمز قائم کئے گئے ہیں۔یہ فارم اب کمیونٹی آرگنائزیشن کو ٹرانسفر کر دیئے گئے ہیں۔

3۔ چولستانی گائیوں اور بچی نسل کی بھیڑوں کی افزائش نسل کے لئے ایک سرکاری فارم جگیت پیر ضلع بہاولپور کے مقام پر قائم کیا گیا ہے۔

4۔ چولستان میں گائیوں سے حاصل ہونے والے دودھ کو محفوظ کرنے کے لئے 10 عدد چلرز بھی فراہم کئے گئے ہیں۔

(ج) پانچ سالہ منصوبہ 2013 تا 2018 میں چولستان میں لائیوسٹاک کی ترقی کے لئے محکمہ پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ ڈیپارٹمنٹ حکومت پنجاب کو 56.50 ملین روپے کی فراہمی کے لئے لکھا گیا ہے جو مفت ویکسین، نئی موبائل ویٹرنری ڈسپنسریز کی تعمیر اور موجودہ موبائل ویٹرنری ڈسپنسریز کی مرمت کی مد میں خرچ کئے جائیں گے۔

صوبہ میں افسران کی ملی بھگت سے سرکاری فارمز کی اراضی پر ناجائز قابضین کی تفصیلات

*2446: ڈاکٹر سید وسیم اختر: کیا وزیر لائیوسٹاک وڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ میں محکمہ کے افسران کی ملی بھگت سے سرکاری فارمز کی سینکڑوں ایکڑ اراضی پر ناجائز قابضین قابض ہیں یہ کب سے قابض ہیں اور کس کس جگہ پر قابض ہیں؟

(ب) اس ناجائز قبضہ کو چھڑانے کے لئے کیا عملی اقدامات اٹھائے گئے تفصیل بیان فرمائیں اور اس کے کیا نتائج برآمد ہوئے اور کیا تا حال قبضہ نہ چھڑوا سکنے کی اصل وجہ یہ ہے کہ تمام قبضے محکمہ کے افسران کی آشیر باد سے کئے گئے ہیں؟

(ج) کیا محکمہ ان ناجائز قابضین سے قبضہ چھڑوانے کی کوئی حتمی تاریخ دینے کو تیار ہے، کیا جن افسران کے عرصہ تعیناتی میں یہ قبضہ کیا گیا ان کے خلاف کوئی کارروائی کی گئی ان ناجائز قبضوں سے محکمہ کو سالانہ کتنا مالی نقصان برداشت کرنا پڑا ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) صوبہ میں محکمہ لائیو سٹاک کے زیر انتظام چلنے والے فارموں کے کچھ رقبہ پر ناجائز قابضین نے قبضہ کر رکھا ہے۔ ناجائز قابضین جب سے اور جس جس جگہ پر قابض ہیں اس کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ یہ درست نہ ہے کہ یہ قابضین محکمہ کے افسران کی ملی بھگت سے رقبہ پر قابض ہیں۔

(ب) اس ناجائز قبضہ کو چھڑانے کے لئے مندرجہ ذیل عملی اقدامات کئے گئے ہیں۔

* ڈائریکٹر RCCSC جھنگ نے ناجائز قابضین سے رقبہ خالی کروانے کے لئے جناب ڈسٹرکٹ کوآرڈینیشن آفیسر خانیوال سے بذریعہ لیٹرز معاونت کی درخواست کی۔ محکمہ ریونیو کے افسران کی جانب سے کوششیں جاری ہیں اور سابقہ پٹاداران سے مذاکرات ہو رہے ہیں۔
* ڈائریکٹر سمال رومینینٹس ملتان اور مقامی انتظامیہ کی جانب سے گورنمنٹ تجرباتی فارم مویشیاں اللہ داد جہانیاں ضلع خانیوال، گورنمنٹ تجرباتی فارم رکھ خیرے والا اور گورنمنٹ تجرباتی فارم 205/TDA کے رقبہ کو ناجائز قابضین سے واگزار کروانے کے لئے متعلقہ ضلعی ریونیو اتھارٹیز کو لیٹرز لکھے گئے۔ اس سلسلہ میں میٹنگز بھی ہوئیں۔ کچھ قابضین کے خلاف تھانہ چوبارہ میں FIRs نمبری 444,445,446,447,448,449/2011 اور FIR نمبر 13/04 اور 12/307 درج ہیں اور کارروائی ہو رہی ہے۔
* ناجائز قابضین کے خلاف بھکر کی عدالت اور ہائیکورٹ میں کیسز چل رہے ہیں۔ اب تک ایک ناجائز قابض عطا محمد کیخلاف فیصلہ ہوا ہے۔ انتظامیہ بے دخلی کے لئے کوشاں ہے۔
* ایسے پٹاداران جو نادہندہ ہیں ان کے پٹانامے منسوخ کر دیئے گئے ہیں۔

مندرجہ بالااقدامات کی روشنی میں مقدمات کی پیروی کی جارہی ہے۔امید واثق ہے کہ قانونی کارروائی کرنے سے قبضہ چھڑوالیا جائے گا۔کسی بھی فارم کے رقبہ پر قبضہ محکمہ کے افسران کی آشیرباد سے نہیں ہوا۔

(ج) زیادہ تر مقدمات عدالتوں میں زیر سماعت ہیں اس لئے محکمہ کوئی حتمی تاریخ دینے سے قاصر ہے۔محکمہ کا کوئی افسر ناجائز قبضہ کروانے میں ملوث نہیں پایا گیااس لئے کسی افسر کے خلاف قانونی کارروائی نہ کی گئی ہے۔ناجائز قابضین سے محکمہ کو سالانہ درج ذیل نقصان اٹھانا پڑتا ہے۔

نمبر شمار	نام فارم	نقصان(سالانہ)
1۔	گورنمنٹ تجرباتی فارم فاضل پور۔ضلع راجن پور	18لاکھ
2۔	گورنمنٹ تجرباتی فارم جگیت پیر۔ضلع بہاولپور	1لاکھ
3۔	گورنمنٹ تجرباتی فارم اللہ داد جہانیاں۔ضلع خانیوال	86لاکھ60ہزار
4۔	گورنمنٹ تجرباتی فارم خیرے والا۔ضلع لیہ	6لاکھ82ہزار
5۔	گورنمنٹ تجرباتی فارم جہانگیرآباد۔ضلع خانیوال	1لاکھ26ہزار
6۔	گورنمنٹ تجرباتی فارم جہانگیرآباد۔ضلع خانیوال	2کروڑ34لاکھ91ہزار

ضلع ساہیوال:مویشی فارموں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*2931: محترمہ نبیلہ حاکم علی خان:کیاوزیر لائیوسٹاک وڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع ساہیوال میں محکمہ کے مویشی فارم کہاں کہاں ہیں نیزہر مویشی فارم کارقبہ کتنا ہے؟

(ب) ہر فارم پر کتنے ملازم کام کررہے ہیں اور ان میں سے جو ماہرین ہیں ان کے نام،عہدہ اور گریڈ بتائیں؟

(ج) ہر فارم پر کتنے مویشی کس کس قسم کے رکھے ہوئے ہیں؟

(د) ان فارمز کے قیام کے اغراض ومقاصد کیا ہیں؟

(ہ) ان فارمز کی سال12۔2011اور13۔2012کے اخراجات اور آمدن کی تفصیل بتائیں؟

(و) ان سے حکومت کواور عوام کو کیا مقاصد حاصل ہوئے ہیں؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) گورنمنٹ تجرباتی فارم مویشیاں، قادرآباد ضلع ساہیوال جو کہ لاہور سے 150 کلومیٹر جی ٹی روڈ پر اڈا قادرآباد سے شمال کی جانب ½1 کلومیٹر کی مسافت پر لوئر باری دوآب کینال کے کنارے پر واقع ہے۔ رقبہ کی تفصیل درج ذیل ہے۔

1۔	خودکاشت رقبہ	322
2۔	مزارعین	317
3۔	روڈاینڈبلڈنگ	117
4۔	جنگلات	07
5۔	سمن پروڈکشن یونٹ قادرآباد	285
	کل رقبہ	1048

(ب) گورنمنٹ تجرباتی فارم مویشیاں، قادرآباد ضلع ساہیوال پر کل منظور شدہ ملازمین کی تعداد 112 ہے لیکن اس وقت کام کرنے والے ملازمین کی تعداد مندرجہ ذیل ہے۔

1۔	آفیسر	05
2۔	سٹاف	15
3۔	لیبر	76
	کل تعداد	96

ماہرین کے نام درج ذیل ہیں۔

ڈاکٹر منظور احمد، فارم سپرنٹنڈنٹ۔ گریڈ18، ڈاکٹر ریاض حسین، فارم مینجر۔ گریڈ18، ڈاکٹر عرفان قمر، ویٹرنری آفیسر۔ گریڈ17، ڈاکٹر عبدالمنان، ویٹرنری آفیسر۔ گریڈ17، مسٹر رحمت اللہ، زراعت آفیسر۔ گریڈ17

(ج) گورنمنٹ تجرباتی فارم مویشیاں، قادرآباد ضلع ساہیوال پر دوغلی نسل کے جانور ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

دوغلی نسل کے بیل	19
دوغلی نسل کی گائیں	136
دوغلی نسل کے بچھڑے اور بچھڑیاں	264
لوکل	04
ٹیزر	04
کل تعداد	427

(د)

1۔ گورنمنٹ تجرباتی فارم مویشیاں، قادر آباد ضلع ساہیوال پر دیسی اور ولائتی گائیوں کے ملاپ سے گائیوں کی نئی نسل بنانے کے لئے ریسرچ ہو رہی ہے۔

2۔ نئی نسل کے مختلف گروہوں کے پیداواری اوصاف کا تقابلی جائزہ لیا جارہا ہے۔

3۔ اولاد کی پرکھ کی بنیاد پر اعلیٰ نسل کے سانڈ پیدا کئے جارہے ہیں۔

4۔ ان جانوروں کے آباؤاجداد کا ریکارڈ محفوظ کیا جارہا ہے۔

5۔ دوغلی نسل کے جانوروں کی افزائش نسل مزارعین (Pattadars) کے اشتراک سے بھی کی جارہی ہے تاکہ زیادہ سے زیادہ دوغلی نسل کے جانور پیدا کئے جاسکیں۔

(ہ) گورنمنٹ تجرباتی فارم مویشیاں، قادر آباد ضلع ساہیوال پر اخراجات اور آمدن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	سال	آمدن	اخراجات
1	2011-12	20,129,768	35,67,6,035
2	2012-13	16,55,3,558	40,62,8,400

یہ ریسرچ ادارہ ہونے کی وجہ سے آمدن اس کا primary مقصد نہیں ہے کیونکہ یہاں پر اعلیٰ نسل کی جانوروں کی قیمت کروڑوں روپے میں ہے۔ ان کا سمن (مصنوعی بیج) ملکی سطح پر سپلائی کیا جاتا ہے۔

(و) گورنمنٹ تجرباتی فارم مویشیاں، قادر آباد ضلع ساہیوال میں اچھی نسل اور زیادہ دودھ کی پیداوار سے عوام کو زیادہ آمدنی ہو رہی ہے اور حکومت کا فلاحی کام عوام الناس کے لئے جاری ہے۔

لاہور: ڈی ایل او دفتر کے تحت ملازمین کی تعداد و دیگر تفصیلات

*2946: محترمہ سعدیہ سہیل رانا: کیا وزیر لائیو سٹاک و ڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) لاہور ڈسٹرکٹ لائیو سٹاک آفیسر کے ماتحت کتنا عملہ ہے، تفصیلات فراہم کی جائیں؟

(ب) ناقص گوشت کی فروخت پر یہ عملہ کیا کارروائی کرتا ہے اور 2013 میں ناقص گوشت فراہم کرنے والے کتنے افراد کو سزا سنائی گئی ہے؟

(ج) لاہور ڈسٹرکٹ لائیو سٹاک آفیسر کے بنیادی فرائض کیا ہیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ڈسٹرکٹ آفیسر لائیو سٹاک کے ماتحت عملہ کی تعداد 404 ہے جن کی تفصیل (Annex-A) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ضلع لاہور میں لائیو سٹاک ڈیپارٹمنٹ کے 9 ویٹرنری آفیسر بطور میٹ انسپکٹر اضافی ڈیوٹی بڑی دیانتداری سے سر انجام دے رہے ہیں اور ناقص گوشت فروخت کرنے والے قصابوں کے خلاف تمام ٹاؤنز میں کارروائیاں کرتے ہیں اور کرپٹ قصابوں کے خلاف متعلقہ تھانوں میں پرچہ درج کروا دیا جاتا ہے اور ناقص گوشت کو پولیس اور ٹاؤن کے عملہ کے سامنے تلف کر دیا جاتا ہے۔ سال 2013 کی کارکردگی رپورٹ درج ذیل ہے۔

سال	ریڈز کی تعداد	چالان کی تعداد	ایف آئی آرز کی تعداد	تلف شدہ گوشت	جرمانہ
2013	6424	1892	1859	9623.5KG	2,84,000

(ج) ڈسٹرکٹ آفیسر لاہور کے بنیادی فرائض درج ذیل ہیں۔

1۔ تمام شفاء خانہ حیوانات، ڈسپنسریوں اور سنٹروں کی کارکردگی monitor کرنا۔
2۔ تمام ضلع کے جانوروں میں حفاظتی ٹیکہ جات کو سو فیصد یقینی بنانا اور چیک کرنا۔
3۔ علاج معالجہ کے سلسلہ میں تمام ہسپتالوں کی کارکردگی کو بہتر بنانا۔
4۔ جانوروں میں کرم کش ادویات کے استعمال کو یقینی بنانا۔
5۔ نسل کشی کے اہداف کو یقینی بنانا۔
6۔ جانوروں کی مصنوعی نسل کشی سے پیداوار کو باقاعدہ مشاہدہ میں رکھ کر اگلی نسل کی تیاری کروانا۔
7۔ اچھی نسل کے جانوروں، گائے، بھینسوں اور دوغلی نسل کا انتخاب کروا کر جدید ڈیری فارمنگ کو فروغ دلوانا۔
8۔ شعبہ مرغبانی کی فیلڈ اور لیبارٹری کی کارکردگی کو مانیٹر کرنا۔
9۔ فیلڈ میں کسی بھی آؤٹ بریک کی صورت میں اس کو کنٹرول کرنے کا اہتمام۔
10۔ سالانہ فلڈ ایمرجنسی کا انتظام کرنا۔
11۔ تمام کارکردگی رپورٹس تیار کروا کر اعلیٰ حکام کو بھیجنا۔
12۔ ضلع بھر میں رمضان بازار، سہولت بازار اور اتوار بازاروں میں عملی کارکردگی کو مانیٹر کرنا۔
13۔ غیر قانونی مذبحہ خانوں اور پانی والے مضر صحت گوشت فروخت کرنے والے قصابوں کے خلاف قانونی کارروائی کرنا۔
14۔ پولٹری اور انڈوں کے روزانہ کی بنیاد پر ریٹ مانیٹر کرنا۔
15۔ یوتھ فیسٹیول کے دیہات، یونین کونسل، ٹاؤن اور ضلع کی سطح پر مقابلوں کا انعقاد کرنا۔
16۔ فارم ڈے اور سکول فوکس پروگرام ماہانہ بنیاد پر کروانا۔
17۔ لیبارٹری کے لئے خون، گوبر اور دودھ کے نمونے اکٹھے کروانا اور لیبارٹری تک بھجوانا۔

جانور پالنے والے افراد کے لئے تربیتی ورکشاپ کا انعقاد و دیگر تفصیلات

*2951 محترمہ سعدیہ سہیل رانا: کیا وزیر لائیوسٹاک وڈیری ڈویلپمنٹ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا محکمہ لائیوسٹاک جانور پالنے والے افراد کے لئے تربیتی ورکشاپ کا انعقاد کرتا ہے؟

(ب) اگر جواب ہاں میں ہے تو یہ انعقاد کب کیا جاتا ہے اور لاہور میں یہ ورکشاپ کہاں ہوتی ہے؟

(ج) کیا تربیت حاصل کرنے والوں کو جانور پالنے کے لئے زمین لیز پر دی جاتی ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) جی ہاں۔

(ب) جانور پالنے والے افراد کے لئے تربیتی ورکشاپس کا انعقاد پنجاب ایگریکلچر اینڈ میٹ کمپنی اور یونیورسٹی آف ویٹرنری اینڈ اینیمل سائنسز لاہور کے زیر اہتمام کیا جاتا ہے۔ تفصیل ضمیمہ جات (الف و ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) جی، نہیں۔

ضلع شیخوپورہ: ویٹرنری سنٹرز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*3008: ڈاکٹر نوشین حامد: کیا وزیر لائیوسٹاک وڈیری ڈویلپمنٹ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) حلقہ پی پی۔162 ضلع شیخوپورہ میں کتنے ویٹرنری سنٹر کہاں کہاں واقع ہیں، ان میں کتنے فنکشنل اور کتنے نان فنکشنل کس کس بناء پر ہیں؟

(ب) کس ویٹرنری سنٹر کی اپنی عمارت ہے اور کس کی عمارت اپنی نہ ہے؟

(ج) مذکورہ سنٹروں میں کس کس گریڈ کی کون کون سی اسامیاں کب سے خالی ہیں ان کو حکومت کب تک fill کر دے گی؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) حلقہ پی پی۔162 ضلع شیخوپورہ میں ایک ویٹرنری ہسپتال اور 10 ویٹرنری ڈسپنسریاں کام کر رہی ہیں اور یہ تمام فنکشنل ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

1۔	ویٹرنری ہسپتال	مریدکے
2۔	ویٹرنری ڈسپنسری	رتہ گجراں

3-	ویٹرنری ڈسپنسری	جیون گورائیہ
4-	ویٹرنری ڈسپنسری	اچاپنڈ
5-	ویٹرنری ڈسپنسری	بھاگوڈیال
6-	ویٹرنری ڈسپنسری	کرتو
7-	ویٹرنری ڈسپنسری	لاہوریاں والا
8-	ویٹرنری ڈسپنسری	ایانگر کلاں
9-	ویٹرنری ڈسپنسری	کالاخطائی
10-	ویٹرنری ڈسپنسری	بھڑتھ کرول
11-	ویٹرنری ڈسپنسری	ہچڑ

(ب) ان تمام اداروں کی اپنی عمارتیں ہیں۔

(ج) ان اداروں میں خالی اسامیوں کی گریڈوار تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام ہسپتال/ڈسپنسری	نام خالی اسامی	گریڈ	تعداد	تاریخ خالی اسامی
1	ویٹرنری ڈسپنسری ایانگر کلاں	ویٹرنری اسسٹنٹ	09	01	30-09-2013
		اے آئی ٹیکنیشن	09	01	30-09-2013
		خاکروب/چوکیدار	01	01	30-09-2013
2	ویٹرنری ڈسپنسری میروال	خاکروب/چوکیدار	01	01	30-09-2013
3	ویٹرنری ڈسپنسری کالاخطائی	ویٹرنری اسسٹنٹ	09	01	30-09-2013
		اے آئی ٹیکنیشن	09	01	30-09-2013
		خاکروب/چوکیدار	01	01	30-09-2013

حکومت پنجاب کی طرف سے سکیل نمبر1تا15 کی بھرتیوں پر پابندی ہے۔ جیسے ہی حکومت پابندی اٹھائے گی قانون کے مطابق بھرتی کا عمل مکمل کر لیا جائے گا۔

لاہور: ویٹرنری ہسپتالوں اور ڈسپنسریوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*3009: ڈاکٹر نوشین حامد: کیا وزیر لائیو سٹاک وڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) لاہور میں کتنے ویٹرنری ہسپتال اور ڈسپنسریاں کس کس جگہ کام کر رہی ہیں؟

(ب) ان ہسپتالوں اور ڈسپنسریوں کے سال12-2011اور13-2012 کے اخراجات اور آمدن بیان کریں؟

(ج) ان ہسپتالوں اور ڈسپنسریوں میں خالی اسامیوں کی تفصیل گریڈ اور عہدہ وار بیان کریں؟

(د) ان خالی اسامیوں کو کب تک پُر کر دیا جائے گا؟

وزیراعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ضلع لاہور میں کل23ویٹرنری ہسپتال اور15ویٹرنری ڈسپنسریاں کام کر رہی ہیں جن کی تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ان ہسپتالوں اور ڈسپنسریوں کے سال12-2011کے اخراجات5,46,77,320روپے ہیں جبکہ سال13-2012 کے اخراجات5,52,77,548 روپے ہیں۔ ان اداروں میں پرچی فیس کی مد میں سال12-2011میں48,208روپے جبکہ سال13-2012 میں 59,076کی آمدن ہوئی۔

(ج) ان اداروں میں خالی اسامیوں کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

نمبر شمار	ہسپتال/ڈسپنسری	عہدہ	گریڈ	تعداد
1	ویٹرنری ہسپتال منہالہ	ویٹرنری اسسٹنٹ	9	1
2	ویٹرنری ہسپتال ٹھوکر نیاز بیگ	ویٹرنری اسسٹنٹ	9	1
3	ویٹرنری ہسپتال بلوکی	ویٹرنری اسسٹنٹ	9	1
4	ویٹرنری ہسپتال جلو	ویٹرنری اسسٹنٹ	9	1
5	ویٹرنری ہسپتال ہڈیارہ	ویٹرنری اسسٹنٹ	9	1
6	ویٹرنری ڈسپنسری کاچھا	ویٹرنری اسسٹنٹ	9	1
7	ویٹرنری ڈسپنسری بابلیانہ	ویٹرنری اسسٹنٹ	9	1

(د) حکومت پنجاب کی طرف سے سکیل نمبر1تا15 کی بھرتیوں پر پابندی ہے جیسے ہی حکومت پابندی اٹھائے گی قانون کے مطابق بھرتی کا عمل مکمل کر لیا جائے گا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔ جناب والا! میں نے آپ کی توجہ اس اجلاس سے پہلے اجلاس میں کرائی تھی کہ معزز ممبران جب اسمبلی میں آتے ہیں تو جوentranceکا طریق کار ہے۔ آپ کسی ایک دن خود اُدھر سے آکر دیکھیں تو آپ کو اندازہ ہو گا کہ ممبران کی گاڑیوں کی کس طرح سے لمبیqueueہوتی ہے؟ صرف ایک یا دو گھنٹے کا کام ہے کہ یہ سڑک چند لاکھ روپے سے align ہو سکتی ہے، پبلک کے لئے بھی سیدھی سڑک جا سکتی ہے اور ممبران کے لئے بھی سیدھی سڑک اندر آ سکتی ہے۔ وہاں جتنا عملہ کھڑا ہوتا ہے، میں یہ نہیں کہتا لیکن وہcompetentنہیں ہے اور گاڑیاں جس طریقے سے چیک ہوتی ہیں میں سمجھتا ہوں کہ یہ ممبران کی تضحیک ہے۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! آپ میرے ساتھ بیٹھیں گے اور ہم بیٹھ کر اسے دیکھ لیں گے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میری عرض تو سن لیں۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میری بات تو سن لیں۔

جناب سپیکر: میں اُدھر ہی سنوں گا۔

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: یا اللہ خیر۔اِدھر سے شیخ صاحب اُدھر سے ڈاکٹر صاحبہ اللہ ہی خیر کرے۔جی، ڈاکٹر صاحبہ! آپ فرمالیں کیونکہ کل آپ مجھ سے commitment لے رہی تھیں لیکن میں نے commit نہیں کیا تھا بہر حال ٹھیک ہے۔

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ انتہائی اہم issue کی طرف دلانا چاہتی ہوں۔ فاطمہ جناح میڈیکل کالج اور گنگارام ہسپتال ایک ایسا ادارہ ہے جہاں تعلیم یافتہ لیڈی ڈاکٹرز ہیں وہ پوری دنیا میں اپنا لوہا منوا رہی ہیں لیکن پچھلے ڈیڑھ سال سے وہاں یورالوجی ڈیپارٹمنٹ عجیب کسمپرسی کا شکار ہے، وہاں پروفیسر ہے، ایسوسی ایٹ پروفیسر ہے اور نہ ہی سینئر رجسٹرار ہے۔میں نے جا کر بارہا ہیلتھ سیکرٹری سے request کی ہے مگر ابھی تک کوئی شنوائی نہیں ہوئی۔یہ ایک ایسا important department ہے، جس میں teaching بھی suffer ہو رہی ہے۔اس وقت صرف out door patients کا treatment ہو رہا ہے۔آپ کے چیمبر میں بھی یہ request کی گئی تھی کہ سیکرٹری صاحب کو بلا کر ان سے پوچھا جائے کہ بارہا ان کو اس بارے میں اطلاع بھی دی گئی ہے لیکن کوئی اثر نہیں ہو رہا ہے۔اس کے علاوہ میڈیکل ڈیپارٹمنٹ کے میڈیکل یونٹ۔I کے دو ایسوسی ایٹ پروفیسرز کو ساہیوال اور سیالکوٹ میں transfer کر دیا گیا ہے جس کے نتیجے میں میڈیکل یونٹ بھی بند ہو رہا ہے اور نہ ہی final year کی classes ہو رہی ہیں۔میری آپ سے درخواست ہے کہ اس کا notice لیا جائے اور سیکرٹری صاحب کو یہاں بلایا جائے۔

جناب سپیکر: محترمہ! سیکرٹری صاحب اس ایوان کے ممبر نہیں ہیں۔

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جی۔

جناب سپیکر: محترمہ! سیکرٹری صاحب اس ایوان کے ممبر نہیں ہیں۔بس آپ نے بات کر لی ہے۔

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب سپیکر! منسٹر صاحب سے پوچھا جائے۔

جناب سپیکر: محترمہ! کیا یہاں چیف منسٹر صاحب بیٹھے ہیں؟ آپ مجھے بتائیں۔

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب سپیکر! میں تحریک التوائے کار دے دیتی ہوں۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: آپ تحریک التوائے کار دے دیں۔ آپ جو کرنا چاہتی ہیں کر لیں۔ جی، مہربانی۔ اب شیخ علاؤالدین صاحب کی تحریک التوائے کار نمبر 910 ہے۔ یہ پڑھی گئی ہے؟ ابھی آپ نے پڑھنی ہے آپ کی پڑھائی شروع ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! وہ تو ہم دونوں نے پہلے ہی کی ہوئی ہے۔ مجھے یہ اعتراض ہے کہ آپ مجھے پیار سے بٹھا دیتے ہیں میں بیٹھ جاتا ہوں، پریس یہ کہتا ہے کہ آپ مجھے ڈانٹتے ہیں۔ آپ ان کو سمجھائیں کہ آپ مجھے ڈانٹتے ہیں یا نہیں؟

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ آپ میرے لئے قابل احترام ہیں۔ جی، محترمہ! آپ کی طرف سے بھی یہ تحریک ہے۔ آپ دونوں کی طرف سے ہے۔ آپ نے یہ تحریک التوائے کار پڑھنی ہے یا انہوں نے پڑھنی ہے؟ چلیں ان کو میں پڑھنے کے لئے نہیں کہتا ہوں وہ پڑھ چکے ہیں۔ وہ کہتے ہیں میں تو آپ کے ساتھ پڑھ چکا ہوں۔ محترمہ! آپ تحریک التوائے کار پڑھیں۔

چلڈرن ہسپتال لاہور میں Bone Marrow Transplant Centre شروع نہ ہونے کی وجہ سے تھیلیسیمیا کے مریضوں میں اضافہ

محترمہ نگہت شیخ: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ Bone Marrow Transplant Centre کو چلڈرن ہسپتال میں 2002 میں شروع کیا گیا تھا، Bone Marrow Transplant Centre کی سہولت پورے پنجاب کے کسی سرکاری و غیر سرکاری ہسپتال میں کہیں بھی میسر نہ ہے۔ یقیناً یہ طریقہ علاج بہت ہی مہنگا ہے جس میں اضافہ کی ایک بڑی وجہ cousin marriages ہیں جس کے تدارک کے لئے اس معزز ایوان کی منظور کردہ قرارداد جو پیشتر نکاح Thalassemia Free NOC تھی پر بھی کوئی عمل نہ ہوا ہے لیکن اس

وقت صرف پنجاب میں 35 سے 40 ہزار بچے اور افراد ایک اندازے کے مطابق اس موذی مرض کا شکار ہیں۔ وہ تمام بچے جو پیدائشی طور پر تھیلیسیمیا کا شکار ہیں اُن کا کیا مستقبل ہے؟

جناب سپیکر! ستم ظریفی یہ ہے کہ حال ہی میں منایا جانے والا World Thalassemia Day جس دلفریب وعدوں اور نعروں میں گزر گیا اور ہر گزرنے والا دن مریضوں کے مسائل اور پریشانی میں اضافہ کا باعث بن رہا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! بہت شکریہ۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! کیا اس کا جواب آگیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! اس کا جواب موصول ہو گیا ہے۔

جناب سپیکر: جی، پڑھ دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! چلڈرن ہسپتال لاہور میں Bone Marrow Transplant Center کا منصوبہ 19/07/2005 کو 46.025M روپے کی لاگت سے منظور ہوا۔ چلڈرن ہسپتال کے diagnostic block کی تیسری منزل کے 3000sft ایریا کو ضروری تبدیلی کے بعد اس منصوبے کے لئے مخصوص کیا گیا۔ تمام ضروری آلات اور مشینری سوائے HVAC System with heap filtration جون 2007 تک خرید لئے گئے۔ HVAC System کی عدم موجودگی کی وجہ سے یہ منصوبہ جولائی 2012 تک نہ چلایا جا سکا۔ حکومت ترکی کے خصوصی تعاون سے HVAC System مہیا ہوا جو جولائی 2012 تک لگا دیا گیا۔ چلڈرن ہسپتال لاہور کا Bone Marrow Transplant Unit فی الحال بچوں میں موجود مرض leucopenia کا علاج کر رہا ہے۔ ڈاکٹروں اور نرسوں کو Bone Marrow Transplant کی تربیت کے لئے مختلف ہسپتالوں میں بھجوایا گیا ہے۔ سٹاف کی تربیت مکمل ہونے پر Bone Marrow Transplant Center مکمل طور پر کام شروع کر دے گا۔

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔

محترمہ نگہت شیخ: جناب سپیکر! میں نے ایک گزارش کرنی ہے۔ جیسا کہ میں نے اس قرارداد میں بھی ذکر کیا ہے کہ۔

جناب سپیکر: مجھے نہیں پتا چلا کہ آپ نے کیا کہا ہے۔ آپ اپنا mike on کریں۔

محترمہ نگہت شیخ: جناب سپیکر! اس قرارداد میں ذکر کیا گیا تھا کہ cousin marriages میں اگر نکاح سے پہلے یہ ٹیسٹ کروالیا جائے اور نکاح نامے میں ایک شق رکھ دی جائے تو اسی کو implement کروادیں۔

جناب سپیکر: Legislation کرنی پڑے گی۔ آپ ادھر بات کریں اور اس بات کو چھوڑ دیں۔ انہوں نے آپ کو ساری بات بتادی ہے۔ اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اب اگلی تحریک التوائے کار نمبر 916 بھی آپ ہی کی ہے۔ آپ اس کو پڑھیں۔

عملہ کی ملی بھگت سے کمالیہ کے جنگل سے لکڑی چوری اور کوئلہ کی بھٹیوں سے حکومت کو کروڑوں روپے کا نقصان

محترمہ نگہت شیخ: میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "اوصاف" کی خبر کے مطابق کمالیہ میں عملہ کی مبینہ ملی بھگت، سرکاری لکڑی چوری ہونے لگی۔ جنگل کی حدود میں کوئلہ کی بھٹیاں قائم کر کے لاکھوں روپے کی لکڑی چوری جلائی جاتی ہے۔ تفصیل کے مطابق جنگل بھیسی جس کا رقبہ ہزاروں ایکڑ پر مشتمل ہے جس کی حدود میں تین کلومیٹر تک کوئلہ کی بھٹیاں قائم کرنے پر پابندی عائد ہے مگر ڈی ایف او کی مبینہ ملی بھگت سے جنگل کے عین وسط میں بھٹیاں قائم کر کے ان پر کوئلہ بنایا جارہا ہے جس سے نہ صرف کروڑوں روپے کی لکڑی خُورد بُرد ہو رہی ہے بلکہ کوئلہ کی مد میں لاکھوں روپے کا نقصان حکومت کو پہنچ رہا ہے۔ فلاحی حلقوں نے ڈی سی او ٹوبہ ٹیک سنگھ اور سیکرٹری جنگلات سے اپیل کی کہ فی الفور کوئلہ بھٹیاں بند کروائی جائیں۔ اس کے علاوہ ڈی ایف او کے خلاف کارروائی عمل میں لائی جائے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! جواب موصول ہو چکا ہے۔ گزارش یہ ہے کہ کمالیہ جنگل 10866 ایکڑ رقبہ پر محیط ہے اور فارسٹ ایکٹ (Amended

1927(up to 21/10/2010) کے سیکشن 30(i)/32(b)/33 کے مطابق جنگل کی حدود کے 8 کلو میٹر فاصلہ تک کوئلہ کی بھٹیاں لگانا ممنوع اور جرم ہے۔ بد قسمتی سے عرصہ تقریباً دس سے پندرہ سال قبل جنگل کی حدود / باؤنڈری کے ملحقہ پرائیویٹ زمینوں میں کوئلہ کی بھٹیاں پرائیویٹ لوگوں / ٹمبر مافیا نے لگائی ہوئی تھیں۔ تاہم ان میں سے چالیس عدد دوران ماہ اپریل / مئی 2013 تحصیل انتظامیہ اور فارسٹ سٹاف کی مشترکہ کاوش سے demolish کر دی گئیں جبکہ چک نمبر 725 گ ب میں اقبال جٹ وغیرہ کی چار عدد بھٹیاں جناب سول جج ٹوبہ ٹیک سنگھ کے stay order کی وجہ سے گرائی نہ جا سکیں۔ مورخہ 07-01-2014 کو stay order خارج کروانے اور لاہور ہائیکورٹ کے فیصلہ کے بعد ان بھٹیوں کو جو کہ non functional تھیں وہ بھی گرا دی گئیں۔ تین عدد بھٹیاں شوکت علی کاٹھیا نے چک نمبر 723 گ ب میں لگائی ہوئی تھیں جن کا stay order ایڈیشنل ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج کمالیہ کی عدالت سے خارج کروانے کے بعد لاہور ہائی کورٹ میں رٹ پٹیشن نمبری 30563/13 جو کہ شوکت علی کاٹھیا نے دائر کی تھی معزز عدالت نے مورخہ 12/12/2013 کو dispose of کر دی۔ تاہم یہ بھٹیاں بھی demolish کر دی گئی ہیں اور اس وقت کمالیہ جنگل کی بیرونی حدود کے ساتھ کوئی کوئلہ کی بھٹی موجود نہ ہے اور سرکاری رقبہ جنگل کے اندر تو کوئلہ کی بھٹیاں موجود تھیں اور نہ ہیں۔ اس ضمن میں مزید گزارش ہے کہ روزنامہ "اوصاف" کی خبر غلط اور بے بنیاد ہے جو بھٹیاں boundary wall پر لگائی گئی تھیں ان کو بھی حسب ضابطہ demolish کر دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: جی، اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اب اگلی تحریک التوائے کار نمبر 917 محترمہ راحیلہ انور صاحبہ کی ہے۔ کیا وہ یہاں پر تشریف فرما ہیں؟ ڈاکٹر مراد راس اور شُنیلا رُوت صاحبہ کی طرف سے بھی ہے۔ شُنیلا رُوت صاحبہ! آپ کہیں اپنا نام کچھ لکھتی ہیں اور کہیں کچھ لکھتی ہیں۔

لاہور میں اغواء اور کار چھیننے کی وارداتوں میں مسلسل اضافہ

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر! یہ جو نام یہاں لکھا ہے شُنیلا رُوت یہی ٹھیک نام ہے۔ میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "ایکسپریس" مورخہ 18۔ دسمبر 2013 کی خبر کے مطابق صوبائی دارالحکومت لاہور میں اسلحہ کے زور پر شہریوں کو اغواء کرنے کے بعد کار چھیننے کی وارداتوں میں خوفناک حد تک اضافہ ہو گیا۔ کار چھیننے کی بڑھتی ہوئی وارداتوں اور شہریوں کو اغواء کر

کے دوسرے شہر میں چھوڑنے پر شدید خوف وہراس پھیل گیا ہے۔ شہر میں دو گینگز ان وارداتوں میں ملوث ہیں لیکن پنجاب پولیس تاحال اس گینگ کو گرفتار نہ کر سکی جو سفید رنگ کی مہران گاڑی میں آتے ہیں اور کسی بھی شہری جو قیمتی گاڑی پر جارہا ہو اسے روک کر اسلحہ کے زور پر اس کی گاڑی میں سوار ہو جاتے ہیں اور اسے اغواء کر لیتے ہیں اور اسے کبھی پتو کی، قصور، پھول نگر، ننکانہ، شیخوپورہ اور اوکاڑہ لے جاتے ہیں اور کار سوار شہری کو وہاں پھینک کر گاڑی لے کر فرار ہو جاتے ہیں لیکن انٹی کار لفٹنگ سٹاف پولیس کی ناقص کارکردگی اور ناتجربہ کاری کے باعث تاحال اس گینگ کی گرفتاری ہو سکی اور نہ ہی چھینی گئیں گاڑیوں میں سے کوئی گاڑی برآمد ہو سکی۔ اس صورتحال سے شہریوں میں شدید خوف وہراس پایا جارہا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! اس کا جواب موصول نہیں ہوا تو مناسب ٹائم کے لئے pending فرمادیں۔

جناب سپیکر: جی، اس کا جواب منگوائیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔ اس کا جواب موصول نہیں ہوا لہذا مناسب ٹائم کے لئے pending فرمادیں۔

جناب سپیکر: کب تک pending کردیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! Next week کے لئے pending کردیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، یہ تحریک التوائے کار next week کے لئے pending کی جاتی ہے۔ اب اگلی تحریک التوائے کار نمبر 918 محترمہ سعدیہ سہیل رانا صاحبہ، میاں محمد اسلم اقبال اور ڈاکٹر مراد راس صاحب کی طرف سے ہے۔ جی، پیش کریں۔

ایل او ایس سے ملتان روڈ لاہور کی تعمیر کے نقشے اور منصوبے کو تبدیل کرنے سے لوگوں کو شدید پریشانی کا سامنا

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "ایکسپریس" مورخہ 18۔دسمبر 2013 کی خبر کے مطابق حکومت پنجاب نے ایل او ایس سے ملتان روڈ تک نالے کو ڈھانپنے کے ساتھ یہاں تین تین لائنوں پر مشتمل سڑکیں تعمیر کرنے کا منصوبہ شروع کیا۔ نالے کو ڈھانپنے کا target 28۔فروری تک ہے جس پر تقریباً 2۔ارب روپے لاگت آ رہی ہے۔ منصوبہ کے مطابق نالے کے ارد گرد کی sides پر 22/22 فٹ زمین acquire کرنے کا ابتدائی فیصلہ کیا گیا لیکن بعد میں ملتان روڈ سے ایل او ایس جانے والی سڑک کے ساتھ والی زمین کو 40,45 فیصد تک acquire کرنے کا پروگرام بنا کر کام شروع کر دیا گیا جس سے لوگ شدید پریشانی سے دو چار ہو گئے ہیں کیونکہ انہوں نے پہلے نقشہ اور ہدایات کے مطابق اپنی adjustment کر لی تھی مگر اب ایل ڈی اے کی جانب سے مزید زمین acquire ہونے کی وجہ سے لوگ شدید پریشان ہو گئے ہیں لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، اس کا جواب آگیا ہے یا pending کر دیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! اس تحریک کا جواب بھی موصول نہیں ہوا لہذا next week کے لئے pending کر دیں۔

جناب سپیکر: جی، یہ تحریک التوائے کار بھی next week کے لئے pending کی جاتی ہے۔ اب اگلی تحریک التوائے کار نمبر 919 محترمہ نگہت شیخ صاحبہ کی طرف سے ہے۔

پنجاب ٹیکنیکل بورڈ لاہور جیسا ادارہ جنوبی پنجاب میں بھی بنانے کا مطالبہ

محترمہ نگہت شیخ: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ پنجاب ٹیکنیکل بورڈ ملک کا سب سے بڑا بورڈ ہے جو ٹیکنیکل ایجوکیشن میں ایک خاص اہمیت کا حامل ہے۔ اس وقت بورڈ پر 850 سے زائد الحاق شدہ پرائیویٹ اداروں کو سہولتیں فراہم کرنے کا بوجھ ہے۔ تمام تر

انتظامات کے باوجود سائلین میلوں سفر طے کر کے طلباء وطالبات اپنی ڈگریوں کی تصدیق کے لئے آنے پر مجبور ہیں۔ایک سروے کے مطابق طلباء نے اس بات پر زور دیا ہے کہ ڈگریوں کی تصدیق کے لئے سینکڑوں کلومیٹر سفر طے کر کے آنا پڑتا ہے جبکہ کالج لیول پر بھی بی ایس سی انجینئرنگ کا امتحان دلوانا چاہئے کیونکہ یونیورسٹی میں اس شعبہ کا میرٹ بہت high ہے جس کی وجہ سے داخلہ نہیں ملتا اور طلباء کو مجبوراً پرائیویٹ کالجوں کی جانب رُخ کرنا پڑتا ہے۔طلباء نے جہاں دوسرے مسائل حل کرنے پر زور دیا وہاں اس بات پر بھی زور دیا کہ ڈگریوں کی تصدیق کروانا اور ناموں وغیرہ کی درستی کروانے کے لئے محکمہ کو ڈاک کا نظام مؤثر بنانا چاہئے تاکہ اس طرح کے چھوٹے چھوٹے کام بذریعہ ڈاک حل ہو جائیں تو بے شمار طلباء اور والدین اپنے اپنے علاقوں میں بیٹھے بیٹھے مسئلے حل کروا سکتے ہیں۔اس طرح حالات کے تقاضوں کو مدنظر رکھتے ہوئے اگر TEVTA مل کر طلباء کی سہولت کے لئے کوئی جامع plan حکومت سے منظور کروالیتا ہے تو آنے والے وقت میں ہنر مند افراد کا ملکی ترقی میں اور زیادہ حصہ شامل ہو سکتا ہے۔مزید برآں بی ٹیک کی تعلیم یوای ٹی نے ختم کروادی ہے۔اب کوئی بھی بچہ اگر بی ٹیک کر لیتا ہے تو اس کے لئے یونیورسٹی لیول پر کوئی ایسے انتظامات نہیں کہ وہ مزید آگے نکل سکے۔آن لائن داخلوں کا سسٹم بھی جاری ہے۔طلباء کو اپنے متعلقہ کالجوں کی جانب رُخ کرنا چاہئے تاکہ ہر کام مناسب طریقے سے ہو سکے۔جنوبی پنجاب میں ٹیکنیکل بورڈ نہ ہونے کی وجہ سے اس سرائیکی پٹی کے طلباء وطالبات کے ساتھ ساتھ ان کے والدین میں شدید بے چینی اور اضطراب پایا جارہا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، اس کا جواب موصول ہو گیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! اس تحریک کا جواب بھی موصول نہیں ہوا لہذا next week کے لئے pending کر دیں۔

جناب سپیکر: یہ تحریک التوائے کار بھی next week کے لئے pending کی جاتی ہے۔اب اگلی تحریک التوائے کار نمبر 920 بھی آپ کی طرف سے ہے۔

مزنگ لاہور کے رہائشی عبدالحمید کی بیٹی ماریہ جہیز نہ لانے کی بناء پر سسرالیوں کے ہاتھوں قتل

محترمہ نگہت شیخ: میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ معاشرے میں جہیز کی لعنت نے بہت سے گھر اجاڑ دیئے۔ اکثر لڑکیاں جہیز نہ ہونے کی وجہ سے اپنے بالوں میں چاندی سجائے بیٹھی ہیں۔ ساتھ ہی ایسے واقعات بھی نظر آئے ہیں جہاں شادی کے موقع پر جہیز نہ لینے کا یقین دلا کر لڑکے والے شادی تو کر لیتے ہیں مگر بعد ازاں اس لڑکی کے والدین کو blackmail کر کے پیسے بٹورتے ہیں۔ اگر ان کا مطالبہ پورا نہ کیا جائے تو انتہائی قدم اٹھانے سے بھی باز نہیں آتے۔ ایسا ہی ایک واقعہ مزنگ کے علاقہ میں پیش آیا جہاں شوہر نے شادی کے صرف دو ماہ بعد ہی اپنی بیوی کو مبینہ طور پر الیکٹرک تار کا پھندا دے کر قتل کیا اور ظاہر یہ کیا کہ جسم میں زہر پھیل جانے سے موت واقع ہوئی مگر گردن پر موجود پھندے کے نشانات نے بھانڈا پھوڑ دیا۔ عبدالحمید نامی شخص نے اپنی بیٹی ماریہ کی شادی سادگی سے کی اور شادی کے وقت ظہور اور اس کے گھر والوں کو واضح کیا کہ وہ جہیز نہیں دے سکتا جس پر ان کا جواب تھا کہ انہیں صرف لڑکی چاہئے۔ شادی کے بعد معلوم ہوا کہ ظہور پہلے سے شادی شدہ ہے اور پہلی بیوی سے عدالت میں کیس چل رہا ہے۔ ماریہ نے حالات سے سمجھوتہ کرتے ہوئے سب قبول کر لیا مگر لڑکے نے کہا کہ اسے کیس لڑنے کے لئے پیسے چاہئیں لہذا وہ اپنے والد سے رقم لائے۔ ماریہ کے رقم نہ لانے پر ظہور نے اپنی والدہ اور بھائی کے ساتھ مل کر بیوی کو تشدد کا نشانہ بناتے ہوئے قتل کر دیا۔ جہیز نہ لانے یا کم جہیز لانے کا یہ کوئی پہلا واقعہ نہیں ہے۔ آئے دن اخبارات اس قسم کی خبروں سے بھرے ہوتے ہیں۔ ایک اسلامی مملکت ہونے کی بناء پر تو اس مملکت خداداد کو جہیز جیسی لعنت سے پاک ہونا چاہئے مگر شاید ابھی تک ایسا کوئی قانون ہی نہیں بن سکا کہ اس لعنت سے چھٹکارا پایا جا سکے۔ ہمارا مذہب جہیز لینے کی ممانعت کرتا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! اس میں تھوڑی سی تبدیلی کر لیں۔ یہاں لفظ "مذہب" کی بجائے "دین" لکھیں۔ اس کو amend کر لیں۔

محترمہ نگہت شیخ: جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔ کیا اس کو میں دوبارہ پڑھوں؟

جناب سپیکر: جی، لفظ "دین" پڑھیں۔

محترمہ نگہت شیخ: ہمارا دین جہیز لینے کی ممانعت کرتا ہے مگر پھر بھی ہم محض اپنی اناء کی تسکین اور نمود و نمائش کے لئے اپنی حیثیت سے بڑھ کر جہیز دینا اپنا فرض سمجھتے ہیں مگر ایسا کرتے وقت ہم ان بیٹوں کو بھول جاتے ہیں جن کے پاس عزت، شرافت اور تعلیم و ہنر کی دولت تو ہوتی ہے مگر وہ یا اُن کے والدین مال و دولت نہیں دے سکتے۔ کئی لڑکیوں کے دلہن بننے کا خواب دیکھتے دیکھتے جہیز نہ ہونے پر بالوں میں چاندی آ جاتی ہے اور وہ دلہن بن کر رخصت ہو بھی جائیں تو اُن کو یا تو ایک اذیت ناک موت ملتی ہے یا پھر پُرتشدد زندگی۔ آج وقت کی اہم ضرورت ہے کہ مذہبی اور اخلاقی فریضہ سمجھتے ہوئے اس لعنت سے چھٹکارا پانے کے لئے ہم سب کو اپنا کردار ادا کرنا چاہئے اور ایسے قوانین و سزائیں بلکہ سخت سزائیں تجویز کرنی چاہئیں جو اس لعنت کو ختم نہ سہی مگر کم تو کر سکیں لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب! کیا اس کا جواب ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! اس تحریک کا جواب بھی موصول نہیں ہوا لہذا next week کے لئے pending کر دیں۔

جناب سپیکر: یہ تحریک التوائے کار بھی till next week pending کی جاتی ہے۔ اب اگلی تحریک التوائے کار نمبر 921 بھی آپ کی طرف سے ہے۔

لاہور میں مرغی کی باقیات کے مضر صحت تیل کی کوکنگ آئل کے رُوپ میں کھلے عام فروخت

محترمہ نگہت شیخ: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ مرغی کی باقیات، انتڑیاں، پنجے اور چونچ وغیرہ کو پگھلا کر اس کی چکنائی کا تیل کوکنگ آئل کا رُوپ دے کر بازاروں میں خصوصاً پکوڑوں، سموسوں اور چھوٹے restaurants میں فروخت و استعمال ہوتا ہے حالانکہ یہ تیل صابن میں استعمال کے کام آتا ہے۔ بتایا جاتا ہے کہ برائلر مرغی کے سَر، انتڑیاں وغیرہ دکاندار سے یہ تمام فضلہ لے کر بند روڈ کے کارخانوں میں جاتا ہے اور اس فضلہ کی گندگی سے نکلنے والے تیل کو (چکنائی) کیمیکل سے clean کر کے کوکنگ آئل کا رُوپ دے دیا جاتا ہے۔ انسانی صحت کے لئے انتہائی مضر یہ تیل لاہور و دیگر شہروں میں کھلے عام فروخت کیا جاتا ہے۔ عام دکانوں میں شیشے کے جار

میں کھلے کوکنگ آئل کے نام سے اس زہر کی فروخت سرِعام جاری ہے۔ ہوس کے پجاری سرِعام عوام کی صحت اور زندگیوں سے کھیل رہے ہیں مگر ان کو روکنے والا کوئی نہیں ہے۔ اس غیر معیاری کوکنگ آئل کے استعمال سے بے شمار بیماریاں جنم لیتی ہیں مگر سستا ہونے اور اس کی تیاری کے طریق کار اور نقصانات کا علم نہ ہونے کی بناء پر لوگ اسے خریدتے ہیں۔ مضر صحت کوکنگ آئل سے پیدا ہونے والی بیماریوں کی وجہ سے عوام میں شدید اضطراب پایا جاتا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، اس کا جواب ہے یا pending کیا جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! اس کے لئے بھی pending کی گزارش ہے۔

جناب سپیکر: اس تحریک التوائے کار کو بھی next week کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اب اگلی تحریک التوائے کار نمبر 922 میاں طاہر صاحب کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں اور اُن کی طرف سے چِٹھی بھی نہیں لہذا یہ تحریک التوائے کار dispose of کی جاتی ہے۔ اب اگلی تحریک التوائے کار نمبر 923 محترمہ سعدیہ سہیل رانا صاحبہ کی طرف سے ہے۔

بصیر پور اور گردونواح کے متعدد سکولوں میں فرنیچر کا فقدان

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "ایکسپریس" مورخہ 19۔دسمبر 2013 کی خبر کے مطابق بصیر پور اور گردونواح میں واقع درجنوں سرکاری سکولوں میں سینکڑوں طلباء و طالبات سخت سردی میں کھلے آسمان کے نیچے ٹھنڈی زمین پر پڑھنے پر مجبور ہیں۔ اس کے علاوہ فرنیچر کی کمی کی وجہ سے بعض سکولوں میں طلباء و طالبات کو کمروں میں ٹھنڈے فرش پر بیٹھنا پڑتا ہے اور یہیں سے ہی وہ طلباء و طالبات بیماریوں کا شکار ہونے لگے ہیں۔ مقامی بااثر افراد اور ضلعی انتظامیہ نے چپ سادھ رکھی ہے اور طلباء کی مشکلات کو دُور کرنے کے لئے کوئی اقدام نہیں کیا جا رہا ہے جس سے طلباء اور ان کے لواحقین میں تشویش پائی جا رہی ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! اس تحریک کا جواب موصول نہیں ہوا اس لئے اسے اگلے ہفتے کے لئے pending کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: اس تحریک التوائے کار کو اگلے ہفتے تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 13/925 میاں محمود الرشید صاحب، ڈاکٹر مراد راس صاحب اور ڈاکٹر نوشین حامد صاحبہ کی ہے۔

حکومت پنجاب کی جانب سے لیپ ٹاپ مرمت کرنے والی کمپنی کو معاہدے کی خلاف ورزی پر 230 ملین روپے عائد جرمانے کو معاف کرنے پر انکوائری کا مطالبہ

ڈاکٹر نوشین حامد: میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "ٹرائبیون" مورخہ 19۔دسمبر 2013 کے مطابق یہ چونکا دینے والی خبر شائع ہوئی ہے کہ حکومت پنجاب محکمہ تعلیم نے lap top supply کرنے والی کمپنی کو خراب lap tops کو مرمت کرنے اور تبدیل کرنے کے معاہدے کی لگاتار خلاف ورزی پر 230 ملین روپے کا جرمانہ عائد کیا لیکن اب اچانک حکومت نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ کمپنی کو جرمانہ معاف کر دیا جائے۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ اس بات کی confirmation سیکرٹری ہائر ایجوکیشن نے بھی کی ہے کہ یہ جرمانہ کمپنی متعلقہ کی طرف سے وارنٹی ایگریمنٹ کی خلاف ورزی پر کیا گیا تھا۔ انہوں نے کہا کہ کمپنی نے خلاف ورزی کی ہے اور اسے یہ جرمانہ ادا کرنا پڑے گا۔ اب محکمہ ہائر ایجوکیشن نے مبینہ طور پر یہ مؤقف اختیار کیا ہے کہ جرمانہ کی رقم صحیح نہیں اس لئے اس جرمانے کی رقم کو معاف کر دیا جائے کیونکہ it is not fairly calculated اس کی سمری اعلیٰ حکام کو بھجوا دی گئی ہے۔۔۔

(اس مرحلہ پر پریس گیلری میں موجود صحافی حضرات واک آؤٹ کر گئے)

جناب سپیکر: جی، پتا کیا جائے کہ میڈیا کے حضرات باہر کیوں جا رہے ہیں؟

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! وہ اپنے مطالبات پورے نہ ہونے پر باہر جا رہے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ ہی انہیں منانے کے لئے جائیں گے اور آپ کے ساتھ مہر اعجاز احمد اچلانہ، سردار شہاب الدین خان، محترمہ کنول نعمان صاحبہ جائیں گی۔ آپ جاکر صحافی بھائیوں سے دریافت کریں کہ وہ واک آؤٹ کیوں کر کے گئے ہیں؟

(اس مرحلہ پر وزیر خوراک جناب بلال یٰسین کی سربراہی میں مہر اعجاز احمد اچلانہ،
سردار شہاب الدین خان اور محترمہ کنول نعمان صحافیوں کو منانے
کے لئے معزز ایوان سے باہر تشریف لے گئے)

ڈاکٹر نوشین حامد: چونکہ معاملہ بہت اہمیت کا حامل ہے اور صوبہ پنجاب کے خزانہ سے اس کا براہ راست تعلق ہے لہذا یہ امر تقاضا کرتا ہے کہ اس کی غیر جانبدار انکوائری کروائی جائے اور کمپنی کے خلاف عائد کردہ fine کو معاف کروانے کے عوامل کو سامنے لایا جاسکے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! اس کا جواب بھی موصول نہیں ہوا اس لئے اسے بھی اگلے ہفتے تک کے لئے pending کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ اسے بھی next week کے لئے pending کیا جاتا ہے کیونکہ آج ہی تو پڑھی گئی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 930 چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب کی ہے۔

ایل ڈی اے شہر میں اپنے اہداف حاصل کرنے میں ناکام

چودھری عامر سلطان چیمہ: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "دنیا" مورخہ 24۔دسمبر 2013 کی خبر کے مطابق لاہور ایل ڈی اے سال 2013 میں شہر کا مضبوط ترین ادارہ بن گیا۔ شہر کے بڑے منصوبوں کی شروعات اور تکمیل کا اعزاز بھی ایل ڈی اے کے سر رہا۔ ایل ڈی اے ایکٹ 1975 میں ترامیم کے بعد ڈویژنل سطح پر توسیع اور ادارہ کی سربراہی ڈی سی او سے وزیر اعلیٰ پنجاب کو مل گئی۔ کمرشلائزیشن فیس کی وصولی بہتر نقشہ فیس کی recovery مایوس کن رہی۔ سٹی گورنمنٹ اور ایل ڈی اے کے درمیان متنازعہ سڑکوں پر غیر قانونی کمرشل تعمیرات میں ریکارڈ اضافہ ہوا۔ تعمیر کردہ پارکنگ پلازوں اور دیگر جائیدادوں کی نیلامی کے

مطلوبہ اہداف پورے نہ ہو سکے۔ ایل ڈی اے کو ضلعی حکومتوں، ٹاؤنز اور تحصیلوں کی نجی ہاؤسنگ سکیموں اور land use کے اختیارات سلب کرنے میں نمایاں کامیابی حاصل ہوئی۔ محکمہ ہاؤسنگ کی سکیمیں بھی ایل ڈی اے کی تحویل میں چلی گئیں۔ ترقیاتی منصوبوں کی راہ میں حائل رکاوٹوں کو دور کرنے کے حوالے سے ایل ڈی اے حکام کی کاوشیں حیران کن رہیں جس میں کسی قسم کا سیاسی اور مقامی دباؤ برداشت نہ کیا گیا۔ سال 2013 ایل ڈی اے افسران پر بھاری رہا، متعدد برطرف اور معطل ہوئے، ایڈمنسٹریٹو سروسز اور لوکل کونسل سروس کے افسران نے ایل ڈی اے میں تسلط حاصل کر لیا لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! اس کا جواب بھی موصول نہیں ہوا اس لئے اسے بھی اگلے ہفتے تک کے لئے pending کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ اسے بھی next week کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ شیخ صاحب! آپ کی باری تھی لیکن افسوس کہ وقت ختم ہو گیا ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! کوئی بات نہیں۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! پچھلے تین چار دن سے ہم یہی دیکھ رہے ہیں کہ تحاریک التوائے کار کے جواب موصول نہیں ہوئے۔

جناب سپیکر: چیمہ صاحب! آپ نے آج ہی تو تحریک التوائے کار پڑھی ہے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! 24-دسمبر اور 8-فروری کو۔۔۔

جناب سپیکر: جی، circulate ہو گئی ہو گی۔ ٹھیک ہے لیکن جب تک یہ پڑھی نہ جائے اس پر پیشرفت نہیں ہو سکتی۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! پڑھ دی ہے۔ جواب تو فوراً ملنا چاہئے۔

جناب سپیکر: نہیں، اس کا جواب فوری نہیں آ سکتا۔ اب اس کا جواب next week میں آئے گا۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! اسمبلی کی طرف سے ڈیپارٹمنٹ کو ایک ایسا مراسلہ جانا چاہئے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، اسی وقت ہم بھجوا دیتے ہیں۔

چوہدری عامر سلطان چیمہ: ڈیپارٹمنٹ کو مراسلہ جانا چاہئے کہ جواب وقت پر آ جائے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: اب ہم سرکاری کارروائی شروع کرتے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! صرف ایک منٹ کے لئے میری بات سن لیں۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔ جناب سپیکر! لاء منسٹر صاحب بھی بیٹھے ہیں تو میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آپ کو بھی معلوم ہے کہ ٹریکٹر ٹرالیوں کی وجہ سے کتنے حادثات ہوتے ہیں۔ میرا اور آپ کا جو گزر ہے اور پھر یہ پورا جی ٹی روڈ اور نیشنل ہائی وے جتنا بھی ہے، آپ کو سن کر حیرانی ہو گی کہ محکمہ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن نے ٹریکٹر ٹرالیوں کو 8 ہزار روپے لے کر کمرشل سٹیٹس دے دیا ہے۔ موٹر رجسٹریشن ایکٹ 1965 کی بھی یہ violation ہے اور اس کی amendment کی بھی violation ہے۔ اتنے حادثات ہوتے ہیں میں آپ کے علم میں بھی لانا چاہتا ہوں اور لاء منسٹر صاحب کے بھی شاید علم میں ہے یا نہیں ہے کہ کمرشل وہیکل اور ایگریکلچرل وہیکل، ٹریکٹر کمرشل وہیکل میں نہیں آتا جبکہ اس کی وجہ سے اتنے حادثات ہوتے ہیں اور میں یہ چاہتا ہوں کہ آپ لاء منسٹر صاحب سے پوچھ لیں۔۔۔

جناب سپیکر: جن سے پوچھنا تھا وہ تو چلے گئے ہیں۔ میرے خیال میں اب رہنے دیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میری بات سنیں۔

جناب سپیکر: رہنے دیں دوبارہ کر لیں گے، پھر کر لیں گے یا کل کر لیں گے کیونکہ وہ صحافیوں کے پاس گئے ہیں۔

میاں محمد رفیق: میں اس حوالے سے ایک شعر عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، کیا کہنا چاہتے ہیں؟

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! شیخ علاؤالدین صاحب نے آپ سے مخاطب ہو کر یہ بات کہی تھی۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! میاں صاحب عرض کرنا چاہ رہے ہیں، کیا کہنا چاہ رہے ہیں؟

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! شیخ علاؤلدین صاحب کی خدمت میں شعر عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: اچھا شعر پیش کرنا چاہتے ہیں۔ جی، ٹھیک ہے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! شیخ علاؤالدین نے یہ فرمایا تھا کہ غصے سے نہیں ان کو پیار سے بٹھاتے ہیں تو میں یہ عرض کرنا چاہوں گا۔

اُن کو آتا ہے پیار پر غصہ
ہم کو غصے پر پیار آتا ہے
(نعرہ ہائے تحسین)

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، حضرت صاحب! آپ بھی فرمالیں اب time مل گیا ہے۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: شکریہ۔ جناب سپیکر! گنے کی ٹرالیوں کا حال یہ ہے کہ ان پر اتنا زیادہ گنا لادا ہوتا ہے کہ سامنے سے آنے والی ٹریفک کا کوئی پتا نہیں چلتا اس لئے میری یہ گزارش ہے کہ کوئی ضابطہ بنایا جائے کہ کتنی چوڑائی میں وہ گنا لاد کر لائیں گے تاکہ اُس ٹرالی کو cross کرنے والی جو دوسری ٹریفک ہے اُس کو نقصان نہ پہنچے۔

جناب سپیکر! دوسرا یہ کہ ٹریکٹر اور ٹرالی کے پیچھے اکثر کوئی چمکنے والی چیز، کوئی علامتی اور کوئی سبز بتی نہیں ہوتی جس کی وجہ سے accident کی شرح بڑھتی جارہی ہے اور اگر road پر کسی وجہ سے ٹریکٹر ٹرالی خراب ہو جاتی ہے اور وہاں کھڑی ہوتی ہے تو اُن کی کوئی علامت نہیں ہوتی کہ یہاں پر کوئی accident شدہ ٹریکٹر ٹرالی کھڑی ہے تاکہ پیچھے سے آنے والی ٹریفک اپنا روٹ بدل لے، اس وجہ سے بہت زیادہ accident ہوتے ہیں۔ میں ایک مثال دینا چاہتا ہوں کہ South Africa جہاں پر گنے کی بہت پیداوار ہوتی ہے وہاں بھی چینی بنائی جاتی ہے لیکن وہاں کے کاشتکاروں سے یہ پتا چلا کہ وہاں کی حکومت نے بڑے بڑے زمینداروں سے یہ کہا ہوا ہے کہ اپنے گنے کا رس نکال کر ٹینکروں کے ذریعے سے شوگر ملوں تک پہنچائیں۔ اس طریقے سے ایسی بھاری ٹرالیاں جنھوں نے پورے راستے کو بلاک کیا ہوتا ہے وہ ہوتی نہیں ہیں اور ٹریفک رواں دواں رہتی ہے۔ اسی طرح سے اگر ہمارے ملک میں بھی ایسی چیز کو رواج دیا جائے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ آئے روز کے حادثات میں کمی آسکتی ہے۔ بہت شکریہ

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اب تو ایک عالم نے بھی میری حمایت کر دی ہے اس لئے اب آپ اس پر کوئی Ruling دے دیں۔

میاں خرم جہانگیر وٹو: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، وٹو صاحب!

میاں خرم جہانگیر وٹو: جناب سپیکر! پریس واک آؤٹ کر چکی ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہمارے تمام ممبران کا بڑا پرانا مطالبہ چل رہا ہے اور یقیناً آپ کا بھی اس حوالے سے concern ہے کہ بہت سارے projects ہیں جن پر خطیر رقم خرچ کی جا رہی ہے۔ ابھی لاہور میں پیسا لگایا جا رہا ہے، راولپنڈی کی نئی میٹرو سروس چلائی جا رہی ہے۔ یہ اچھی بات ہے کہ چلنی چاہئے لیکن اصل اہمیت پارلیمنٹ کو ہونی چاہئے۔ افسوس کی بات یہ ہے کہ پچھلے پانچ سال بھی گئے، یہ سال بھی جا رہا ہے اور ہم ممبران اس پنجاب اسمبلی میں محصور ہونے کے لئے بیٹھے ہیں۔ ہماری نئی بلڈنگ پچھلے پانچ سال سے نہیں بن رہی ہے۔ جہاں باقی projects پر پیسا لگایا جا رہا ہے تو پھر پارلیمنٹ پر کیوں نہیں لگایا جا رہا ہے؟ گورنمنٹ کی یہ priorities change ہونی چاہئیں۔ اس میں ہمارا بڑا concern ہے اس لئے مہربانی کر کے اس کے لئے فنڈز دینے چاہئیں۔

سید عبدالعلیم: جناب سپیکر! میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ہم ممبران یہاں پر محصور نہیں ہیں۔

جناب سپیکر: آپ کی یہ بات بھی ٹھیک ہے۔

میاں خرم جہانگیر وٹو: جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ اس پر آپ بھی ایکشن لیں، پنجاب حکومت اس پر فنڈز جاری کرے اور اس نئی اسمبلی بلڈنگ کو مکمل کروایا جائے۔

جناب سپیکر: کیا آپ یہاں کل تھے یا نہیں؟

میاں خرم جہانگیر وٹو: جناب سپیکر! میں نہیں تھا۔

جناب سپیکر: جب آپ تھے نہیں تو پھر اس بات کو نہ چھیڑیں۔

میاں خرم جہانگیر وٹو: ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: کل آپ نہیں تھے، یہاں پر کافی بات ہوتی رہی ہے۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! میں ایک بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: نہیں، میں ابھی آپ کی بات نہیں سننا چاہتا۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! آپ میری بات نہیں سننا چاہتے؟

جناب سپیکر: میں نے کہا کہ میں ابھی نہیں سننا چاہتا۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! میری request مان لیں۔ آپ میرے لئے نہیں بلکہ اس پورے ایوان کے لئے ہی بات سن لیں۔

جناب سپیکر: ابھی تھوڑی دیر ٹھہر جائیں اور پریس والے بھی آ جائیں تو بہتر ہے۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! اچھی بات ہے کہ میڈیا نہیں ہے، ایوان کی بات ایوان میں ہی رہے گی۔

جناب سپیکر: جی، سنائیں!

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! میں نے 19۔نومبر 2013 کو ایک تحریک استحقاق جمع کروائی تھی جس کا نمبر 17 تھا اور وہ میرے خیال میں کہیں لاپتا ہو گئی ہے۔

جناب سپیکر: وہ لاپتا نہیں ہوئی بلکہ وہ میں نے بڑی سنبھال کر رکھی ہوئی ہے آپ فکر نہ کریں۔ ابھی اس پر بات نہیں ہو گی وہ ہمارے پاس آ چکی ہے ہم اس کو دیکھیں گے۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! آپ اس کا کوئی ٹائم فریم ہی دے دیں۔

جناب سپیکر: میں آپ کے ساتھ بیٹھ کر میٹنگ کروں گا پھر ٹائم فریم دوں گا۔

میاں خرم جہانگیر وٹو: جناب سپیکر! میں نے جو پہلے بات کی تھی اس پر کوئی جواب نہیں دیا گیا، آپ کی طرف سے اس پر کوئی حکم آنا چاہئے۔

جناب سپیکر: مجھے بھی پتا ہے جو میں نے حکم کرنا ہے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، میاں محمد رفیق!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! بے حد شکریہ۔ میں اپنے محترم ممبر کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ گزشتہ روز جب قائد ایوان میاں محمد شہباز شریف تشریف لائے اور انہوں نے policy matter پر کھل کر بات کی تو ہم ان کے وژن اور ان کی کاوشوں کو بہت سراہتے ہیں۔ اسی ضمن میں قائد حزب

اختلاف میاں محمود الرشید صاحب نے اس اسمبلی کی تعمیر کے حوالے سے یہی نکتہ اٹھایا تھا۔ جناب قائد ایوان نے اس کی وضاحت میں اپنی بات کہی تھی کہ قوم کے لئے، ملک کے لئے، پنجاب کے لئے اور پاکستان کے لئے زیادہ تر وسیع تر مفادات میں جو منصوبہ جات ہیں ان پر پیسا خرچ کیا جا رہا ہے۔ ہم جتنے ممبران بھی اس ایوان میں آتے ہیں کیونکہ یہاں پر 371 ممبران تو کبھی جمع ہوئے ہی نہیں ہیں۔ ہم یہاں بڑی آسائش سے بیٹھے ہیں اور تنگی ترشی میں بھی گزارہ کر سکتے ہیں۔ ہم قوم کے نمائندے ہیں ان کے مفاد میں جو سکیمیں ہیں، ان کے مفاد میں جو منصوبہ جات ہیں وہ بننے چاہئیں اور وہ تعمیر ہونے چاہئیں تاکہ قوم کے مستقبل کا اندھیرا ختم ہو۔ یہاں پر گڈ گورننس بھی آئے، نوکریاں بھی آئیں اور تعمیر و ترقی بھی ہو اس لئے ضروری ہے کہ وسائل کو قوم کے وسیع تر مفاد میں خرچ کیا جانا چاہئے اور یہ ضروری نہیں ہے کہ اتنی خطیر رقم سے ہم اس ایوان کی تعمیر کے لئے سوچیں۔ ہم یہاں پر بھی گزارہ کر سکتے ہیں بلکہ ہم تو اس بات کی تحسین کرتے ہیں کہ اتنے بڑے بڑے منصوبے، انرجی کی خاطر، سولر انرجی کی خاطر، تھر کول کے لئے یا ہائیڈل کے لئے کل قائد ایوان نے اس ایوان میں وضاحت کی ہے ہم اس کی بھرپور تائید کرتے ہیں۔ ہم یہ چاہیں گے کہ قوم کے وسیع تر مفاد میں، لوگوں اور عوام کے وسیع تر مفاد میں، قوم کی ترقی کے مفاد میں، اندھیروں کو دور کرنے کے لئے اور صنعتوں کو چالو رکھنے کے لئے ہمیں انرجی کی ضرورت ہے۔ ہمیں دیگر ایسے تمام منصوبہ جات کی ضرورت ہے جس سے صنعتیں چالو ہوں، روزگار ملے، قوم کی معیشت بہتر ہو اور عام آدمی کی معیشت بھی بہتر ہو اس لئے قوم کے وسائل قوم کے وسیع تر مفاد میں خرچ ہونے چاہئیں۔ ضروری نہیں ہے کہ ہم اس اسمبلی بلڈنگ کی تعمیر کا ہی سوچیں، ہم اچھا بھلا گزارا کر سکتے ہیں اور تنگی ترشی میں بھی گزارہ کر سکتے ہیں۔ دیکھیں، ہم یہاں کتنی آسائش سے بیٹھے ہیں۔ بہت شکریہ

میاں خرم جہانگیر وٹو: جناب سپیکر! قوم کے وسائل سستی روٹی پر بھی لگائے گئے، قوم کے وسائل تنوروں پر بھی لگائے گئے، قوم کے وسائل لیپ ٹاپ پر بھی لگائے گئے اور قوم کے وسائل ایسے ایسے منصوبوں پر لگائے گئے ہیں۔ چیف منسٹر صاحب جو ہمارے لئے قابل احترام ہیں کل وہ فرماتے ہیں کہ اس منصوبہ پر ہم نے تین سال کا ban لگا دیا ہے۔ اب یہ بتائیے کہ جہاں پر ہم بیٹھتے ہیں، جہاں پر پورے پنجاب کی پالیسی بنتی ہے، جہاں سے پورے پنجاب کی ویلفیئر کا کام ہونا ہے، جہاں پر فیصلے ہونے ہیں، میں سمجھتا ہوں کہ یہ اس ایوان کی توہین ہے کہ اس کو یہ کہا جائے کہ یہاں پر عوام کی فلاح کے متعلق کوئی کام نہیں ہو رہا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! یہ کیسی منطق ہے کہ جو ہمارے وزیر اعلیٰ پنجاب نے یہاں پر فرمائی ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ مناسب نہیں ہے۔۔۔

جناب سپیکر: یہ کوئی توہین کی بات نہیں ہے، کوئی الٹی بات نہیں ہے، کوئی روٹی کی بات نہیں ہے، آپ نے یہ کیا کہا ہے؟

میاں خرم جہانگیر وٹو: دیکھئے، اندھیرے دور کرنے ہیں، اگر اس ایوان نے اندھیرے دور نہیں کرنے تو اور کہاں پر اندھیرے دور ہونے ہیں؟

قائد حزب اختلاف (میاں محمودالرشید): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، آپ کو کیا ہوا ہے؟

قائد حزب اختلاف (میاں محمودالرشید): جناب سپیکر! میاں محمد رفیق صاحب نے میرا نام لے کر یہاں دوبارہ بات کی ہے تو میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ بات سرکاری وسائل کے ضیاع کی ہو رہی تھی کہ اسی اسمبلی نے یہاں کے چیف منسٹر نے اور یہاں کے elected members نے اس ایوان کی تعمیر کے لئے ایک پلان بنایا، وہ ایوان مکمل ہو چکا، اس کا structures سارا مکمل ہے۔۔۔

(اذانِ ظہر)

جناب سپیکر: جی، 20 منٹ کے لئے وقفہ نماز کیا جاتا ہے۔

(اس مرحلہ پر نماز ظہر کے لئے 20 منٹ کے لئے اجلاس کی کارروائی ملتوی کی گئی)

(نماز ظہر کے وقفہ کے بعد ایک بج کر 45 منٹ پر
جناب سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

سرکاری کارروائی

جناب سپیکر: اب ہم سرکاری کارروائی شروع کرتے ہیں۔ آج کے ایجنڈے پر درج ذیل سرکاری کارروائی ہے۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: عباسی صاحب! میری بات سُنیں۔ جب بھی ہمارا اجلاس ہوتا ہے تو میں ہر روز آپ کو بتاتا ہوں کہ جب سپیکر بول رہا ہو تو اُس وقت interruption نہیں ہوتی۔ آپ کی مہربانی ہے لیکن میں آپ

کو پوائنٹ آف آرڈر دوں گا۔آپ کے پاس بہت ٹائم ہے آپ کی کتنی amendments ہیں اُن پر آپ نے بولنا ہے۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر بڑا ضروری ہے۔ گورنمنٹ راولپنڈی میں میٹرو ایکسپریس منصوبہ بنانا چاہ رہی ہے میں اُس پر بولنا چاہ رہا تھا۔

جناب سپیکر: چلیں، میں آپ کو صبح Question Hour کے بعد ٹائم دوں گا۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔

مسودہ قانون

(جو زیر غور لایا گیا)

مسودہ قانون کمیشن برائے مقام نسواں مصدرہ 2013

MR SPEAKER: First reading starts. Now, we take up the Punjab Commission on the Status of Women Bill 2013. Minister for Law may move the motion for consideration of the Bill. Minister for Law!

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT / LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I move:

> "That the Punjab Commission on the Status of Women Bill 2013 as recommended by the Special Committee No. 1, be taken into consideration at once."

MR SPEAKER: The motion moved is:

> "That the Punjab Commission on the Status of Women Bill 2013 as recommended by the Special Committee No.1,be taken into consideration at once."

There are two amendments in it. The first amendment is from Mian Mehmood-ur-Rasheed, Malik Taimoor Masood, Mr Asif Mehmood, Raja Rashid Hafeez, Mr Ijaz Khan, Mr Muhammad Arif Abbasi, Mr Ejaz Hussain Bukhari, Dr. Salah-ud-Din Khan. Mr Ahmed

Khan Bhacher, Mr Muhammad Sibtain Khan, Mr Khurram Shahzad, Mian Muhammad Aslam Iqbal, Dr Murad Raas, Mr Masood Shafqat, Mr Muhammad Siddique Khan, Mr Zaheer-ud-Din Khan Alizai, Mr Javed Akhtar, Mr Waheed Asghar Dogar, Mr Khan Muhammad Jahanzaib Khan Khichi, Mr Ahmad Ali Khan Dreshak, Sardar Ali Raza Khan Dreshak, Mr Abdul Majeed Khan Niazi, Mian Mumtaz Ahmad Maharwi, Mrs Saadia Sohail Rana, Dr Nausheen Hamid, Mrs Raheela Anwar, Ms Nabila Hakim Ali Khan, Mrs Naheed Naeem, Ms Shunila Ruth, Ch Moonis Elahi, Sardar Vickas Hassan Mokal, Ch Aamar Sultan Cheema, Sardar Muhammad Asif Nakai, Mr Ahmad Shah Khagga, Dr Muhammad Afzal , Ms Jayeda Khalid Khan, Mrs Baasima Chaudhary and Dr Syed Waseem Akhtar. Any mover may move it.

DR NAUSHEEN HAMID: I move:

> "That the Punjab Commission on the Status of Women Bill 2013, as recommended by the Special Committee No. 1, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 1st March 2014."

MR SPEAKER: The motion moved is:

> "That the Punjab Commission on the Status of Women Bill 2013, as recommended by the Special Committee No. 1, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 1st March 2014."

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT / LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: (Rana Sana Ullah Khan): I oppose.

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحبہ!

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! یہ پنجاب کی خواتین کے لئے حکومت پنجاب کی طرف سے ایک بہت خوش آئند قدم ہے۔ اس بل کا اسمبلی میں آنا خوش آئند ہے لیکن اس کا فائدہ اسی وقت ہوگا جب اس کا

مقصد پورا ہو یعنی خواتین کے status میں بہتری آئے۔ اس بل کی اہمیت کا اندازہ ہمیں اس بات سے ہوتا ہے کہ اس وقت دنیا میں پاکستانی خاتون کی کیا perception ہے اور پاکستانی خواتین کو کس نظر سے دیکھا جاتا ہے؟ اس کے لئے میں تھوڑی سی statistics یہاں share کروں گی۔ پاکستان دنیا میں خواتین کے لئے تیسرا dangerous country declare کر دیا گیا ہے۔ World Economic Forum نے پاکستان، یمن اور چاڈ (Chad) کو دنیا کے worst global gender gap میں شمار کیا ہے۔ UNDP کی رپورٹ کے مطابق Gender Related Development Index میں پاکستان کی جگہ 146 ممالک میں 126 نمبر پر ہے۔ Gender Empowerment Measure میں پاکستان 96 ممالک میں سے 92 نمبر پر ہے۔ اس کے علاوہ پاکستان میں honour killings دنیا میں highest ratio پر ہے۔ Violence against women پنجاب میں Faisalabad with highest leading ہے۔ اگر پاکستانی خواتین کے health indicators دیکھے جائیں تو وہ بھی دنیا کے worst indicators میں سے ہیں جس کی ایک مثال یہ ہے کہ ہمارے ملک میں جو maternal mortality ہے یعنی دوران زچگی ماؤں کی شرح اموات دنیا کی highest ratio میں ہے۔ پاکستان میں 226 مائیں ہر ایک لاکھ live births میں مر جاتی ہیں اس لئے یہ بل خواتین کے حوالے سے بہت اہم ہے جس کا تعلق خواتین کی dignity، حقوق اور انصاف تک رسائی سے ہے۔ اگر ہم چاہتے ہیں کہ پاکستانی خواتین کا face دنیا میں ہم change کریں اور ایک اچھا perception دیں تو اس کے لئے ہمیں اس بل پر مزید غور و فکر اور مزید مشورہ کرنے کی ضرورت ہے۔ ہمارے آئین اور قوانین میں خواتین کو پہلے بھی بہت سارے حقوق دیئے گئے ہیں مگر ان پر عملدرآمد نہیں ہوتا اور ان پر practice نہیں ہوتی تو خواتین suffer کرتی ہیں اس کے علاوہ خواتین کو اپنے حقوق کا اندازہ ہی نہیں ہے اور ان کو awareness ہی نہیں ہے اس لئے میں سمجھتی ہوں کہ اس بل کو پاس کرنے سے پہلے اس کی تشہیر کی جائے تاکہ خواتین کو پتا چلے کہ اس بل کے اندر ان کے لئے کیا دیا جا رہا ہے اور وہ اس بل کی بہتری کے لئے اس میں اپنے مشورے بھی شامل کریں۔ ہم سب جانتے ہیں کہ پنجاب کی خواتین ماشاء اللہ بہت باشعور ہیں، یہ زندگی کے ہر شعبہ میں پیش پیش ہیں، چاہے وہ میڈیکل کے شعبہ سے تعلق رکھتی ہوں، وکلاء ہوں، تعلیم کے شعبہ سے تعلق رکھتی ہوں، human right activists ہوں، پائلٹ بھی ہیں حتیٰ کہ Mountaineers ہیں جو world records بنا رہی ہیں اس لئے ایسی خواتین اپنے بارے میں فیصلہ کرنے کی پوری capability رکھتی ہیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ خواتین کے لئے اتنی اہم قانون

سازی کرنے سے پہلے پنجاب کی پانچ کروڑ خواتین کو اعتماد میں لینا ضروری ہے اس لئے اس بل کی تشہیر کرنا ضروری ہے۔ پنجاب کی خواتین کو main stream میں لانے کے لئے یہ ضروری ہے کہ ان قوانین اور پالیسیوں کو revisit کیا جائے اور ان تمام رکاوٹوں کو دور کیا جائے جو خواتین کی ترقی اور empowerment میں حائل ہیں۔ ہم سب جانتے ہیں کہ اب Gender main streaming کی Standing Committee بھی بنا دی گئی ہے اور اس میں خواتین بھی شامل ہیں۔ یہ ایک بہترین پلیٹ فارم ہے جو عوامی رائے کی روشنی میں اپنی سفارشات پیش کر سکتا ہے اور women empowerment جو کہ اس بل کا بنیادی مقصد ہے اس کو پورا کرنے میں ہماری مدد ہو سکتی ہے۔ ہم جب تک women empowerment نہیں کریں گے اس وقت تک ہماری قوم اور نہ ہی ہمارا ملک ترقی کر سکتا ہے۔ اس کے علاوہ نہ ہی یہاں غربت کا خاتمہ اور standard of living rise ہو سکتا ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ یہاں بیٹھے ہوئے عوامی نمائندوں کا فرض ہے کہ جس عوام نے ان کو ووٹ دے کر یہاں بھیجا ہے وہ اس قانون سازی میں اِن کی رائے شامل کریں مگر ہم دیکھتے ہیں کہ اس بل میں بھی حسب روایت پھر سے subordinate legislation کی گئی ہے جس سے bureaucracy مزید strong ہو گئی ہے اور اسمبلی کا role ineffective لگتا ہے۔ اس بل میں جو composition ہے، چیئر پرسن اور ممبران کی جو appointment کی جا رہی ہے یا ان کی removal کا جو طریقہ ہے اس کے لئے کوئی بھی definite criteria نہیں ہے۔ اس میں appointment کی کلاز کے الفاظ اس طرح ہیں کہ:

> "The Chairperson shall be appointed on such terms and conditions as may be prescribed and, until prescribed, as the Government may determine."

یعنی کہ ایک دفعہ پھر ان ساری چیزوں کو گورنمنٹ اور bureaucracy کی صوابدید پر چھوڑ دیا گیا ہے تو اس میں عوامی رائے کدھر ہے؟ یہ تو bureaucracy کا بنایا ہوا ایک بل ہے جسے یہاں لا کر پاس کرایا جا رہا ہے۔

جناب سپیکر! دوسری بات یہ ہے کہ ہمارا معاشرہ male dominated ہے میں سمجھتی ہوں اور اپنے بھائیوں کے ساتھ بڑے ادب سے یہاں گزارش کروں گی کہ خواتین کو حقوق دینے کو مرد تیار نہیں ہوتے اس لئے اس کمیشن میں انہوں نے 50 فیصد کم از کم خواتین کی نمائندگی رکھی ہے اسے 75 فیصد ہونا چاہئے تاکہ خواتین اپنے حقوق کے لئے لڑ سکیں۔ اس کے علاوہ خواتین کے جن مسائل کو حل

کرنے کے لئے یہ قانون بنایا جارہا ہے اس میں سر فہرست تعلیم، صحت اور سکیورٹی کے مسائل ہیں۔ اس بل میں ہمیں ان کے کوئی representatives نظر نہیں آرہے۔ اس بل میں ایجوکیشن، ہیلتھ اور نہ پولیس کی کوئی representation ہے جبکہ اسی طرح کا similar act ہمارے ہمسایہ ملک بھارت میں بھی ہے وہاں DG Police اس کا Ex officio member ہے۔ اس میں ہمیں women with disabilities کے لئے بھی اس کمیشن میں حصہ ہونا چاہئے جو ہمارے معاشرے کا بہت اہم حصہ ہیں ان کی بھی کوئی representation نظر نہیں آرہی اس لئے میں سمجھتی ہوں کہ اگر ہم خواتین کے لئے کچھ کرنے جارہے ہیں تو پھر اس بل کو ہم اتنا effective بنائیں اور اسے اتنی خود مختاری دی جائے کہ اس کے ذریعے خواتین کو ان کے حقوق مل سکیں۔ یہ صرف ایک watch dog کا کام نہ کرے اور صرف یہ نہ دیکھے کہ خواتین کے ساتھ کیا ہو رہا ہے یا صرف ایک data collect کرنے کا ادارہ ہی نہ ہو۔

(اس مرحلہ پر قائد ایوان میاں محمد شہباز شریف ایوان میں تشریف لائے)

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں سمجھتی ہوں کہ یہ بل صرف اس مقصد کے لئے نہ بنایا جائے کہ اس میں data collect کیا جائے اور خواتین کے مسائل کو صرف اجاگر کیا جائے بلکہ اس کمیشن کو اتنا empower ہونا چاہئے کہ وہ خواتین کو حقوق دلانے میں کوئی مثبت کردار بھی ادا کر سکے۔ یہ تبھی ہو سکے گا کہ اگر اس کمیشن کو suo-moto powers دی جائیں تاکہ خواتین کے خلاف جو discrimination یا victimization ہوتی ہے اس کو investigate کرنے کا وہ آرڈر دے سکے اور گورنمنٹ کو remedial action and judicial proceeding initiate کرنے کے لئے recommend بھی کر سکے۔ میں سمجھتی ہوں کہ جب تک ہم اس بل کو empower کر کے اس کمیشن کو اتنی empowerment نہیں دیں گے کہ وہ خواتین کے حقوق کے لئے کچھ کر سکے تو یہ کمیشن بے فائدہ ہوگا۔ یہ تبھی ہو سکے گا کہ جب عوام الناس تک اس بل کو پہنچایا جائے، وہاں اس کے جو stakeholders ہیں، سول سوسائٹی ہے اور خواتین کے لئے کام کرنے والی مختلف NGO's ہیں وہ جب تک اس میں اپنی input نہیں دیں گی اور خواتین کے مسائل کو سامنے نہیں لائیں گی اور اس کی روشنی میں اس کی composition of powers and functions کو define کیا جائے تب تک میں سمجھتی ہوں کہ یہ بل کامیاب نہیں ہو سکتا۔ شکریہ

جناب سپیکر: محترمہ! سپیشل کمیٹی میں خاتون ممبر محترمہ عائشہ جاوید صاحبہ بھی شامل تھیں اور پاکستان تحریک انصاف کی جانب سے ڈاکٹر مراد راس صاحب بھی شامل تھے۔ کیا کوئی اور ممبر بات کرنا چاہتے ہیں۔۔ نہیں۔ جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میری بہن نے جو اعداد و شمار خواتین کی حالت زار کے حوالے سے پیش کئے ہیں۔ میں ان کو بالکل dispute نہیں کرتا۔ یہ درست ہے کہ پاکستان میں خواتین کی empowerment کے لئے بہت کام کرنے کی ضرورت ہے لیکن میں یہاں پر یہ کہنا چاہوں گا کہ پچھلے دور میں بھی اور اب بھی موجودہ حکومت اور وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کا یہ vision ہے کہ خواتین کو empower کرنے کے لئے جو آبادی کا نصف حصہ ہے اس کو پوری طرح سے ملکی ترقی اور کارکردگی میں حصہ دار بنانے کے لئے جو بھی بہتر سے بہتر قانون سازی ہو سکتی ہے وہ بھی کی جائے اور ان تمام پالیسیوں، تمام قوانین کو amend کیا جائے جہاں جہاں اس بارے میں کوئی قدغن موجود ہے۔ اس بارے میں inheritance کے قانون سے لے کر تمام قوانین میں amendments کے لئے ایک کمیٹی چیف منسٹر صاحب نے بنائی تھی۔ اس میں بیٹھ کر ہر جگہ، ہر قانون، ہر ڈیپارٹمنٹ کو pinpoint کیا گیا اور identify کیا گیا کہ خواتین کو empower کرنے کے لئے کہاں کہاں پر intervention ہو سکتی ہے۔ اس قانون سازی کے ذریعے سے یہ جو کمیشن بنایا جا رہا ہے، اس کا کام ہی یہ ہو گا کہ جہاں جہاں پر areas identify ہیں وہاں یہ کمیشن اس بات کو ممکن بنائے کہ ان پالیسیوں اور قوانین پر عملدرآمد ہو۔ یہ بل Standing Committee میں گیا اور اس نے اس پر پوری طرح سے غور و خوض کیا تو اب میں سمجھتا ہوں کہ اس کو مشتہر کرنے اور further delay کرنے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ یہ لازمی ہے کہ اسے ہم فوری طور پر legislate کریں اور اس کے بعد 8-مارچ جو کہ women empowerment کا دن ہے۔ موجودہ حکومت اور وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے فیصلہ کیا ہے کہ اس سال 8-مارچ کے دن کو Women Empowerment Day کے طور پر منایا جائے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! اس مقصد کے لئے ان کی direction کے مطابق 8-مارچ کو اس معزز ایوان کا اجلاس بھی بلایا جائے گا اور وہ تمام legislation جو اس میں پہلے ہو چکی ہے یا further ضرورت ہو گی تو اس سے متعلق بھی اس اجلاس میں legislation کی جائے گی۔ اس کے علاوہ women empowerment کے حوالے سے باقاعدہ طور پر آگاہ کیا جائے گا اور لیپ ٹاپ سکیم کے تحت خواتین کو

میرٹ کی بنیاد پر لیپ ٹاپ دیئے جائیں گے۔ اس مقصد کے لئے کل صبح یہاں اسمبلی کیفے ٹیریا میں تمام حکومتی اور اپوزیشن بنچوں کی خواتین ممبران کو ناشتے کی دعوت ہے کہ وہ کل صبح تشریف لائیں۔ ہم کل یہاں بیٹھ کر 8۔مارچ کے دن کو Women Empowerment Day کے طور پر منانے کے لئے ان تمام چیزوں اور طریق کار پر غور کریں گے تاکہ اس سے ہم زیادہ سے زیادہ خواتین کو آگاہ کر سکیں اور پوری قوم کو آگاہ کریں تاکہ جو facts and figures انہوں نے مختلف حوالوں سے پیش کئے ہیں ان کو بہتر کیا جا سکے اور پاکستان اس سلسلے میں ایک بہتر جگہ پر اپنا مقام حاصل کر سکے اس لئے میری گزارش ہو گی کہ اس motion کو carry نہ کیا جائے اور اس بل کو legislate کیا جائے۔ شکریہ

جناب سپیکر: محترمہ نے اس بات کو بہت appreciate کیا ہے لیکن amendment انہوں نے دے دی تھی۔

The amendment moved and the question is

"That the Punjab Commission on the Status of Women Bill 2013, as recommended by the Special Committee No,1, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 1st March 2014."

(The motion was lost.)

MR SPEAKER: The second amendment is from Mr Javed Akhtar, Mr Waheed Asghar Dogar, Mr Khan Muhammad Jahanzaib Khan Khichi, Mr Ahmad Ali Khan Dreshak, Sardar Ali Raza Khan Dreshak, Mr Abdul Majeed Khan Niazi, Mian Mumtaz Ahmad Maharwi, Ms Nabila Hakim Ali Khan, Mrs Naheed Naeem, Ms Shunila Ruth and Dr Syed Waseem Akhtar. Who is to move it?

MS SHUNILA RUTH: Sir, I move:

"That the Punjab Commission on the Status of Women Bill 2013, as recommended by the Special Committee No.1, be referred to a Select Committee consisting of the following members with the instructions to report thereon by 1st March 2014."

1. Mian Muhammad Aslam Iqbal, MPA.
2. Ch Aamar Sultan Cheema, MPA.
3. Dr Salah ud Din Khan, MPA.
4. Mr Ahmad Shah Khagga, MPA.
5. Ms Jayeda Khalid Khan, MPA.
6. Mrs Raheela Anwar, MPA.
7. Mrs Saadia Sohail Rana, MPA.
8. Ms Rashida Yaqoob, MPA.
9. Sardar Vickas Hassan Mokal, MPA.

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Commission on the Status of Women Bill 2013 as recommended by the Special Committee No.1, be referred to a Select Committee consisting of the following members with the instructions to report thereon by 1st March 2014."

1. Mian Muhammad Aslam Iqbal, MPA.
2. Ch Aamar Sultan Cheema, MPA.
3. Dr Salah ud Din Khan, MPA.
4. Mr Ahmad Shah Khagga, MPA.
5. Ms Jayeda Khalid Khan, MPA.
6. Mrs Raheela Anwar, MPA.
7. Mrs Saadia Sohail Rana, MPA.
8. Ms Rashida Yaqoob, MPA
9. Sardar Vickas Hassan Mokal, MPA.

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT / LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: (Rana Sana Ullah Khan): I oppose.

MR SPEAKER: Opposed.

محترمہ شُنیلارُوت: جناب سپیکر! بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے موقع دیا ہے۔ میں اس Bill کی پرزور سفارش کرتی ہوں جو کہ اس ایوان میں پیش کیا گیا ہے۔ اس Bill کو Select Committee کے سپرد کیا جائے اور اس کی وجوہات یہ ہیں کہ ہم اس Bill میں خواتین کو empowerment کرنے جا رہے ہیں۔ میں اپنی حکومت اور وزیر اعلیٰ صاحب کو جو کہ آج اسمبلی میں موجود ہیں ان کو بھی یہ باور کروانا چاہتی ہوں کہ ہم اس صوبے کی عام خواتین کو یعنی پانچ کروڑ عوام کو empower کرنے جا رہے ہیں جبکہ ہم اپنی خواتین جو کہ اس وقت اسمبلی میں موجود ہیں ان کو empower کرنے کا ہمارے پاس کوئی mechanism نہیں ہے۔ اِن کے پاس کوئی حقوق ہیں، ان کو کوئی فنڈز دیئے جاتے ہیں اور نہ ہی ان کے پاس کوئی ترجیحات ہیں۔ میرا خیال ہے کہ ہماری اسمبلی میں جتنی بھی کمیٹیاں ہیں شاید ایک یا دو کی وہ چیئرپرسن ہیں باقی تمام کمیٹیوں کے چیئرمین ہمارے بھائی ہیں۔ میں اپنے بھائیوں کو بڑی معذرت کے ساتھ یہ کہنا چاہتی ہوں کہ خواتین بڑی بااختیار ہیں، پڑھی لکھی ہیں اور بڑی intellectual ہیں جو اپنے کام اور اپنی ذمہ داری کو بخوبی جانتی ہیں اس لئے ہم ان خواتین ممبران کو جنہوں نے دوسری خواتین کو empower کرنا ہے پہلے ہم ان کو empower کریں پھر ہم اس قسم کا کوئی Bill اسمبلی میں پیش کریں۔ میں سمجھتی ہوں کہ یہ Bill لانا بہت اچھا اقدام ہے جس کو بہت اچھی سوچ کے تحت لایا گیا ہے لیکن جب میں اس Bill کو لفظ بہ لفظ پڑھ رہی تھی تو مجھے یہ تاثر مل رہا تھا کہ یہ Bill میرے بھائیوں ہی کی تخلیق ہے جبکہ اس میں میری بہنوں کو on board نہیں لیا گیا اس لئے کئی جگہ پر ہم نے she کی بجائے he لکھ دیا ہے کیونکہ میرے بھائیوں نے اس کو لکھا ہے اور شاید ٹائپ بھی انہوں نے کیا ہو گا۔ خواتین کو on board نہیں لیا گیا۔ یہ بہت ضروری ہے کہ اگر ہم خواتین کو empower کرنے جا رہے ہیں تو اس کو بہت serious لینا چاہئے۔ ہماری پچاس فیصد آبادی خواتین پر مشتمل ہے۔ اگر خواتین کو ہم empower نہیں کرتے، اختیار نہیں دیتے اور اُن کی لیڈرشپ کو مانتے ہی نہیں تو پھر ایک ملک یا خاندان کبھی بھی ترقی نہیں کر سکتا۔ جب ہم خاندان کی خاتون خانہ کو اہمیت نہیں دیں گے یا خواتین ممبران کو اہمیت نہیں دیں گے اور ان کو صرف اس لئے یہاں پر بٹھائیں گے کہ اُن سے ہم نے کورم پورا کرنا ہے یا ووٹ لینے ہیں مگر اختیارات نہیں دینے تو میں سمجھتی ہوں کہ سب سے پہلے میں حکومتی بنچوں پر بیٹھی اپنی بہنوں کی پُرزور سفارش کرتی ہوں کہ پہلے ان کو empower کیجئے تاکہ یہ اور ہم آگے جا کر دوسروں کو empower کر سکیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! اس Bill میں Clause 3 دیکھیں تو اس میں آپ نے کہا ہے کہ کمیشن گورنمنٹ بنائے گی یعنی باقی Bills کی طرح یہ Bill بھی حکومت اور بیوروکریسی کی نذر ہو گیا ہے۔ جو کچھ بھی کرنا ہے حکومت نے کرنا ہے مگر خواتین کے پاس کوئی اختیار نہیں ہے۔ یہ ہمیں بے وقوف بنانے جا رہے ہیں اس میں ہمارے پاس کوئی اختیار نہیں ہے اور یہ سب کام بیوروکریسی یا حکومت کرے گی۔ Criteria حکومت set کرے گی، لوگوں کا چناؤ حکومت کرے گی اور خواتین کہاں پر ہوں گی وہ اس Bill میں مجھے نظر نہیں آ رہیں؟ اس کے علاوہ آپ نے کہا کہ ہم ہر ڈویژن سے ایک خاتون لیں گے یعنی کمیشن میں پچاس فیصد خواتین ہوں گی۔ آپ Bill خواتین کا بنا رہے ہیں اور خواتین اس میں 75 فیصد بھی نہیں بلکہ سو فیصد خواتین اس کی ممبر ہونی چاہئیں پھر ہی ہم عورتوں کو empower کر سکیں گے۔ اس میں لکھا ہوا ہے کہ مختلف محکموں کے جو سربراہان ہیں وہ اس کے ممبران ہوں گے۔ Secretaries to the Government یعنی قانون و پارلیمانی امور اور وومن ڈویلپمنٹ ڈیپارٹمنٹ وغیرہ سب اس کمیشن کے ممبر ہوں گے لیکن ڈویژنوں سے جو خواتین آئیں گی وہ سو فیصد خواتین ہی ہونی چاہئیں۔ اس کے علاوہ آپ کہتے ہیں کہ minority سے ایک ممبر ہو گی مگر وہ ایک اقلیتی ممبر بے چاری اس کمیٹی میں کیا کرے گی؟ کم از کم کوئی ratio تو مقرر کیجئے بلکہ at least یہ کہیں کہ خواتین جو اس کمیٹی کی ممبر ہوں گی اُن میں سے پانچ فیصد ہماری اقلیتی خواتین ہوں گی جبکہ ہماری اقلیتی خواتین اس Bill میں بالکل نظر نہیں آ رہیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ اس Bill میں ہم خواتین کو empower بالکل ہی نہیں کر رہے۔

جناب سپیکر! آگے اس Bill میں بڑی اچھی بات نظر آئی کہ آپ ایک Search Committee بنا رہے ہیں جو اپنے ممبران چنے گی اور یہ کمیٹی بھی حکومت ہی بنائے گی لیکن اختیارات حکومت اپنے پاس رکھے گی۔ یہ مجھے بڑی عجیب بات لگی ہے کہ اختیارات حکومت کے پاس ہوں گے۔ وہ Search Committee پتا نہیں کیا کرے گی، اس کے پاس کوئی اختیار نہیں ہو گا بلکہ وہ criteria بھی خود نہیں بنا سکے گی یعنی کہ criteria بھی ہماری حکومت ہی بنائے گی اس لئے یہ بہت ضروری ہے کہ اس Bill کو Select Committee کے حوالے کیا جائے تاکہ وہ اس کو اچھے طریقے سے پڑھے، دیکھے اور اس میں جو خامیاں رہ گئی ہیں وہ دُور کرے۔ میں یہ نہیں کہتی کہ یہ Bill بالکل ہی بے کار ہے لیکن اس میں بہت خامیاں ہیں جن کو ختم کرنے کی ضرورت ہے اس لئے یہ بہت ہی اہم اور ضروری بات ہے کہ اس Bill کو Select Committee کے پاس refer کیا جائے۔ یہ criteria's بہت important ہیں۔ گورنمنٹ یہاں پر نظر آ رہی ہے کہ Government will dictate the terms and

conditions.یہ کون determine کرے گا criteria shall be part of the Bill دیکھیں، ہم Search Committee بنا رہے ہیں اُس کو اختیار دیا جا رہا ہے کہ وہ چیئرمین کی تعیناتی کرے گی لیکن اُس کو یہ اختیار نہیں دیا جا رہا کہ وہ criteria بھی بنائے so it is important کہ criteria بھی یہی Search Committee ہی بنائے اور اس کو determine کرے۔ گورنمنٹ جو خواتین کو empower کرنا چاہ رہی ہے They should also delegate responsibilities which is very important. جب بھی آپ کوئی administration یا governance کرتے ہیں تو اس میں delegation of responsibility بہت important ہے whereas in this Bill we hardly see this happening کہ ہم خواتین کو یا عام عورتوں کو empower کر رہے ہیں اور اُن کو responsibility دے رہے ہیں لہذا میری درخواست ہو گی کہ اس کو بھی Select Committee بڑے اچھے طریقے سے دیکھے اور اس پر کوئی بہتر قدم اٹھائے۔ اس کے بعد میں آپ کے ساتھ share کرنا چاہتی ہوں کہ اس Bill میں تمام walks of life سے خواتین نظر نہیں آ رہیں اور صرف حکومتی لوگ نظر آ رہے ہیں۔ مشرف کے زمانے میں ایک ٹاسک فورس بنی تھی اور پتا نہیں آپ لوگوں کو یاد ہے یا نہیں لیکن میں اُس وقت اس ٹاسک فورس کی ممبر ہوا کرتی تھی۔ وہ ٹاسک فورس حکومتی سطح پر تھی جو کمیشن تو نہیں تھی۔ (قطع کلامیاں)

Please let me finish.

MR SPEAKER: No comments and no cross talk.

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر! اس ٹاسک فورس میں عام عورتیں بھی تھیں، professionals بھی تھیں، جو عورتیں NGOs میں کام کرتی ہیں جن کا human rights سے تعلق ہے، لیبر یا زراعت سے تعلق ہے وہ تمام خواتین اس میں represent کرتی تھیں تاکہ وہ پورے صوبے کو دیکھ سکیں لیکن اس Bill میں ہمیں اس طرح کی کوئی بات نظر نہیں آ رہی۔ اس کے علاوہ اس Bill میں بڑی مزے کی بات ہے کہ اس میں یہ نہیں لکھا گیا کہ کمیشن کی کتنی ممبران ہوں گی؟ کورم اس کا مقرر کر دیا گیا ہے جس طرح Clause 5 میں کہتے ہیں کہ اس کا کورم half ہو گا لیکن اس میں ہم نے number of members کا بالکل تعین نہیں کیا کہ کتنے ممبران اس کمیشن کے ممبر ہوں گے؟ جب ہم terms of office کی بات کرتے ہیں تو اس میں بھی Three years from the date she enters اس میں ہم نے بالکل یہ نہیں بتایا کہ یہ کمیشن independent ہو گا۔ یہ کمیشن نہیں بلکہ ایک طرح کی

کمیٹی ہو گی جو independent نہیں ہے۔ پچھلے مہینے دسمبر میں نیپال سے on the status of women ایک کمیشن آیا تھا جس کے ساتھ ہم نے میٹنگ کی جو بالکل independent کمیشن ہے۔ وہ گورنمنٹ کے ساتھ کام کرتا ہے لیکن گورنمنٹ اس کو dictate نہیں کرواتی۔ میرا خیال ہے کہ اگر ہم وومن کمیشن بنانا چاہتے ہیں تو ہمیں اس قسم کے کمیشن بنانے چاہئیں جو independent ہوں نہ کہ گورنمنٹ کی ایک اور کمیٹی بنادیں۔

جناب سپیکر! اس کے بعد Clause 15 کی (2) sub clause میں کہا ہے کہ:

In any case executive authority deliberately or willfully refuses to provide assistance to the Commission. It may report the matter to the Government for necessary action.

آپ نے کہا کہ executive bodies اس کمیٹی کو assist کریں گی لیکن executive bodies اگر assist نہیں کرتیں تو پھر اس کے لئے کیا اقدامات کئے جائیں گے؟ یہاں پر اس کے لئے کچھ نہیں لکھا ہوا لہذا میں یہ recommend کروں گی اور ہم چاہیں گے کہ اگر وہ refuse کر دیتی ہے تو اس پر کوئی action لیا جائے اور گورنمنٹ کو رپورٹ کیا جائے تاکہ اس پر اقدامات کئے جائیں۔ میں ان حقائق کی روشنی میں پُرزور اپیل کرتی ہوں، suggest اور recommend کرتی ہوں کہ یہ Bill جو ہم پنجاب کی خواتین کے لئے بنانے جارہے ہیں بہت ہی خوش آئند بات ہے لیکن اس کو جامع بنانے کے لئے، مضبوط بنانے کے لئے اور خواتین کو empower کرنے کے لئے ضروری ہے کہ اس کو Select Committee کے حوالے کیا جائے۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ /قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میری بہن نے جو تجاویز دی ہیں میں اُن کو welcome کرتا ہوں اور ہم جو قانون سازی کرنے جارہے ہیں یہ خواتین کو empower کرنے کی ایک کوشش ہے۔ ایک legislative organ ہوگا جو اس venue کو کھولے گا۔ یہ کوئی آخری کوشش نہیں ہے بلکہ یہ ایکٹ legislate ہونے کے بعد اس ایوان کی پراپرٹی ہو گی۔ اس ایوان میں جب گورنمنٹ محسوس کرے گی اور مناسب سمجھے گی بلکہ کوئی بھی ممبر جب مناسب سمجھے گا تو وہ بطور پرائیویٹ ممبر اس میں amendment لا سکتا ہے۔ انہوں نے جو

بات کی ہے کہ اس کمیشن میں خواتین کو شاید نمائندگی بہتر طور پر نہیں دی گئی تو اس کے جو functions ہیں اس حوالے سے میں سمجھتا ہوں کہ میری کوئی بھی ممبر بہن پڑھے گی تو اس میں جو maximum power of functions دیئے جا سکتے ہیں وہ اس کمیشن میں دیئے گئے ہیں۔ انہوں نے Clause 15 کی بات کی ہے تو all Provincial executive authorities shall assist یہ سب کی سمجھ میں ہونا چاہئے اور ہے کہ جہاں پر shall کا لفظ ہوگا وہاں پر تمام executive authorities of the Province ہیں اُن پر لازم ہے کہ وہ اس کمیشن کے حکم کو مانیں اور assist کریں۔ جو کوئی اس کو نہیں مانے گا تو وہ misconduct کا مرتکب ہوگا جس کے مطابق اس کے خلاف کارروائی ہوگی۔ اب میں اس کی composition کی طرف آتا ہوں جس کے متعلق انہوں نے کہا کہ خواتین کی نمائندگی سو فیصد ہونی چاہئے مگر اس میں پچاس فیصد یا کم ہے۔ اس میں یہ ہے کہ:

(3) The Commission shall consist of-

(a) The Chairperson, who shall be a woman...

(b) One member from each Division of the Punjab...

یعنی چیئرپرسن بھی خاتون ہوگی۔ یہ 9 ڈویژن ہیں اور ہر ڈویژن سے professional یا جس کا best experience ہوگا اُس کو لیا جائے گا۔ اس طرح یہ 10 خواتین ہو گئیں، آگے ہے کہ:

(c) One woman member who is a non-Muslim.

اس طرح کل گیارہ ہو گئے۔ آگے ہے کہ:

(e) President, Women Chamber of Commerce and Industries

کل بارہ ہو گئے۔ پھر Secretary of the Commission ملا کر تیرہ ہو گئے یعنی اس composition میں تیرہ خواتین ہوں گی اور جو کہہ رہے ہیں کہ مرد اس میں بہت زیادہ رکھ دیئے گئے ہیں تو صرف ایک clause(d) ہے کہ:

(d) Secretaries to the Government, Law and Parliamentary Affairs, Finance, Planning and Development, Home and Women Development Department or their representatives not below the rank of Additional Secretaries.

یعنی اگر سیکرٹری نہ ہوں تو یہ 14 خواتین اس کمیشن میں اور اس کے علاوہ لاء اینڈ پارلیمانی امور کے سیکرٹری، پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ کے سیکرٹری اور وومن ڈویلپمنٹ کے سیکرٹری ہوں گے اور وومن

ڈیپارٹمنٹ کی بھی ایک خاتون ہو گی۔اس compositionکے تحت یہ نہیں کہا جا سکتا کہ اس بل میں خواتین کی نمائندگی کم ہے یا سو فیصد نہیں ہے بلکہ اس میں سو فیصد خواتین کی نمائندگی رکھی گئی ہے،صرف جو حکومت کے سیکرٹریز رکھے گئے ہیں،ان ڈیپارٹمنٹ کی سیکرٹری خاتون بھی ہو سکتی ہے اور مرد بھی ہو سکتا ہے جبکہ وومن ڈویلپمنٹ کے ڈیپارٹمنٹ کی لازمی طور پر خاتون ہی سیکرٹری ہوتی ہے۔اس طرح سے اس کمیشن کو ہر طرح سے perfectکیا گیا ہے تاکہ یہwomen empowerment اور women statusکے لئے بہتر سے بہتر انداز میں کام کر سکے۔Special Committeeنے پوری طرح سے غور و خوض کرکے اس بل کو پاس کیا ہے جہاں اپوزیشن کی بھی نمائندگی تھی اس لئے اب اسے نئے سرے سے ایک اور Special Committeeبنا کر وہاں بھیجنے پر صرف وقت کا ضیاع ہو گا لہذا میری submissionہے کہ اس motionکو carryنہ کیا جائے۔

MR SPEAKER: The amendment moved and the question is:

> "That the Punjab Commission on the Status of Women Bill 2013, as recommended by the Special Committee No.1, be referred to a Select Committee consisting of the following members with the instructions to report thereon by 1st March 2014".

1. Mian Muhammad Aslam Iqbal, MPA.
2. Ch Aamar Sultan Cheema, MPA.
3. Dr Salah ud Din Khan, MPA.
4. Mr Ahmad Shah Khagga, MPA.
5. Ms Jayeda Khalid Khan, MPA.
6. Mrs Raheela Anwar, MPA.
7. Mrs Saadia Sohail Rana, MPA.
8. Ms Rashida Yaqoob, MPA.
9. Sardar Vickas Hassan Mokal, MPA.

(The motion was lost.)

Now, the motion moved and the question is:

"That the Punjab Commission on the Status of Women Bill 2013, as recommended by the Special Committee No.1, be taken into consideration at once."

(The motion was carried.)

CLAUSE 3

MR SPEAKER: Second reading starts. We take up the Bill Clause by Clause. Now, Clause 3 of the Bill is under consideration. There is an amendment in it. The amendment is from Mian Mehmood-ur-Rasheed, Malik Taimoor Masood, Mr Asif Mehmood, Raja Rashid Hafeez, Mr Ijaz Khan, Mr Muhammad Arif Abbasi, Mr Ejaz Hussain Bukhari, Dr Salah-ud-Din Khan, Mr Ahmed Khan Bhacher, Mr Muhammad Sibtain Khan, Mr Khurram Shahzad, Mian Muhammad Aslam Iqbal, Dr Murad Raas, Mr Masood Shafqat, Mr Muhammad Siddique Khan Mr Zaheer-ud-Din Khan Alizai, Mr Javed Akhtar, Mr Waheed Asghar Dogar, Mr Khan Muhammad Jahanzaib Khan Khichi, Mr Ahmad Ali Khan Dreshak, Sardar Ali Raza Khan Dreshak, Mr Abdul Majeed Khan Niazi, Mian Mumtaz Ahmad Maharwi, Mrs Saadia Sohail Rana, Dr Nausheen Hamid, Mrs Raheela Anwar, Ms Nabila Hakim Ali Khan, Mrs Naheed Naeem, Ms Shunila Ruth, Ch Moonis Elahi, Sardar Vickas Hassan Mokal, Ch Aamar Sultan Cheema, Sardar Muhammad Asif Nakai, Mr Ahmad Shah Khagga, Dr Muhammad Afzal, Ms Jayeda Khalid Khan Mrs Baasima Chaudhary and Dr Syed Waseem Akhtar. Who is to move it?

MRS SAADIA SOHAIL RANA: I move:

"That in Clause 3 of the Bill, in para (c) the words "in an organization recognized by national or international relevant bodies", be added at the end."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That in Clause 3 of the Bill, in para (c) the words "in an organization recognized by national or international relevant bodies", be added at the end."

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT / LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: (Rana Sana Ullah Khan): I oppose.

جناب سپیکر: جی، اسے oppose کیا گیا ہے۔

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: شکریہ۔ جناب سپیکر!: اس میں ہم نے ایک request کی ہے۔ آپ نے کہا کہ یہ ایک اچھا کمیشن بننے جا رہا ہے اگر ایک اچھا کام شروع کیا جا رہا ہو تو اُسے ہم اچھے اور احسن طریقے سے کریں۔ اس میں تجربے کا ذکر ضرور ہے کہ چیئرپرسن کا پندرہ سالہ تجربہ ہو۔ ہم نے یہ تجربہ national اور international کا جو اس میں add کیا ہے وہ اس لئے ضروری ہے کہ اب پاکستان کی خواتین کے مسائل اتنے زیادہ ہیں کہ جب تک ان کی آواز international level تک نہیں جائے گی انہیں awareness نہیں آئے گی۔

جناب سپیکر! ایک منٹ میرا sugar level low ہو رہا ہے۔

جناب سپیکر: انہیں کوئی چیز کھانے کو جلدی سے دیں۔

(اس مرحلہ پر محترمہ سعدیہ سہیل رانا صاحبہ کو ڈاکٹر نوشین حامد
اور اپوزیشن کی معزز خواتین ممبران ایوان سے باہر لے گئیں)

جناب سپیکر: ان کے علاوہ اور کوئی بات کرنا چاہیں گے؟

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر! یہ جو Clause ابھی میری بہن سعدیہ نے پڑھی ہے یہ Clause 3 کا پیرا (C) نہیں ہے بلکہ پیرا (A) ہے۔ پیرا (A) میں یہ لکھا ہے کہ:

The chairperson who shall be a woman having experience for more then 15 years of working on issues relating to woman and their rights

ہم چاہتے ہیں کہ اس میں 15 years of working کے ساتھ اس کو add کیا جائے۔
In a national and international woman organization.

ہم یہ additionاس لئے چاہتے ہیں کہ ایک بہت ہیimportant positionہوگی اور اس کا جو exposureہےshould not only be localبلکہ اس کاnational exposureہونا چاہئے اور اس کے ساتھ ساتھ اس کاinternational exposureبھی بہت ضروری ہے تاکہ ہم اپنی خواتین کیinternationally globallyطور پر بین الاقوامی ان کو جو ہیںlinkages کر سکیں اور دوسرے ممالک سے بھی ہم سیکھ سکیں اس لئے ہم یہ تجویز کرتے ہیں کہlinkages اس کلاز کو منظور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ /قانون و پارلیمانی امور(راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ جس خاتون کاas a Chairpersonتقرر ہوگا اس کا تجربہ women issuesپر کم از کم پندرہ سال ہو، اس نے خواتین کیempowerment کے لئے کام کیا ہو۔اس میں یہ قدغن لگانا کہ اس کا نیشنل یا انٹرنیشنل لیول پر کسی این جی او یا کسی تنظیم سے ضرور تعلق رہا ہو میں سمجھتا ہوں کہ اس سے سکوپ کم پڑ جائے گا۔ملک میں ایسی خواتین موجود ہیں اور ہو سکتی ہیں کہ جنہوں نے خواتین کےissues پر بہت ہی بہتر کام کیا ہو لیکن بد قسمتی سے ان کا انٹرنیشنل این جی او یا کسی تنظیم سےconnection نہ رہا ہو اس لئے اس قدغن کو لگانا مناسب نہیں ہے بلکہ اس مقصد کے لئے جو بھیbestخاتون available ہوگی اسی کا تقرر اس کمیٹی کے ذریعے سے کیا جائے گا۔

MR SPEAKER: The amendment moved and the question is:

> "That in Clause 3 of the Bill, in para (a), the words "in an organization recognized by national or international relevant bodies", be added at the end."

(The motion was lost.)

Now, the question is:

> "That Clause 3 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 4

MR SPEAKER: Now, Clause 4 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 4 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 5

MR SPEAKER: Now, Clause 5 of the Bill is under consideration. There are two amendments in it. The first amendment is from: Mian Mehmood-ur-Rasheed, Malik Taimoor Masood, Mr Asif Mehmood, Raja Rashid Hafeez, Mr Ijaz Khan, Mr Muhammad Arif Abbasi, Mr Ejaz Hussain Bukhari, Dr Salah ud Din Khan, Mr Ahmed Khan Bhacher, Mr Muhammad Sibtain Khan, Mr Khurram Shahzad, Mian Muhammad Aslam Iqbal, Dr Murad Raas, Mr Masood Shafqat, Mr Muhammad Siddique Khan, Mr Zaheer-ud-Din Khan Alizai, Mr Javed Akhtar, Mr Waheed Asghar Dogar, Mr Khan Muhammad Jahanzaib Khan Khichi, Mr Ahmad Ali Khan Dreshak, Mr Abdul Majeed Khan Niazi, Mian Mumtaz Ahmad Maharwi, Mrs Saadia Sohail Rana, Dr Nausheen Hamid, Mrs Raheela Anwar, Ms Nabila Hakim Ali Khan, Mrs Naheed Naeem, Ms Shunila Ruth, Ch Moonis Elahi, Sardar Vickas Hassan Mokal, Ch Aamar Sultan Cheema, Sardar Muhammad Asif Nakai, Mr Ahmad Shah Khagga, Dr Muhammad Afzal, Ms Jayeda Khalid Khan, Mrs Baasima Chaudhary and Dr Syed Waseem Akhtar. Any mover may move it.

MRS SHUNILA RUTH: Sir, I move:

> "That in Clause 5 of the Bill, in sub-clause (2), the words “of at least three years”, be added after the word "experience".

MR SPEAKER: The motion moved is:

> That in Clause 5 of the Bill, in sub-clause (2), the words “of at least three years”, be added after the word “experience”.

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT / LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: (Rana Sana Ullah Khan): I oppose.

MR SPEAKER: Opposed.

محترمہ شنیلا رُوت: جناب سپیکر! میں نے جو کلاز 5 میں سب کلاز 2 پڑھ کر سنائی ہے کہ:

A member appointed under sub-section (1) shall not be less than 30 years of age and shall have experience.

جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ:

Shall have experience of working on issues relating to women and their rights

یہاں پر میں یہ سمجھتی ہوں کہ یہ بڑی اہم کمیٹی ہے اس میں experience بہت ضروری ہے۔ ہم کہیں بھی جاتے ہیں، جاب کے لئے جاتے ہیں یا کسی بھی کام کے لئے جاتے ہیں تو experience بہت count کرتا ہے nothing is impossible کیونکہ experience کا کوئی substitute نہیں ہوتا اس لئے experience سے انسان بہت کچھ سیکھتا ہے

And when you are appointing women in this important committee, I feel it is important that we take women who have experience of working with such women.

اس لئے اس کا experience کم از کم تین سال کا ہونا چاہئے تاکہ وہ بہتر کارکردگی دکھا سکے، اس کو issues کا پتا ہو اور اس کا اس میں experience ہو۔ میرا مطلب ہے کہ اس experience کو اس میں add کرنے کی ضرورت ہے۔ مجھے پتا ہے کہ رانا صاحب کیا کہیں گے لیکن رانا صاحب! میری آپ سے یہ request ہے کہ جب ہم کسی کو appoint کرنے جا رہے ہیں تو اس کا experience تو دیکھیں۔ جب ہم اپنے اداروں اور سکولوں میں کسی کو رکھتے ہیں تو ہم experience count کرتے ہیں اس لئے یہاں پر experience کو بالکل فراموش نہ کیا جائے بلکہ اس کو ضرور count کیا جائے اور ایسی خواتین کو رکھا جائے جن کا experience ہو۔ پاکستان میں بہت خواتین ہیں بلکہ بے شمار ایسی خواتین ہیں جن کا عورتوں میں کام کرنے کا بہت experience ہے۔ آپ کو بہت خواتین مل جائیں گی اور کہیں بھی آپ limit نہیں کر سکیں گے۔ آپ نے پچھلی کلاز میں بھی یہ کہا کہ ہم اس کو limit کر دیں گے۔ بالکل limitation نہیں ہو گی۔ اب پاکستان کی خواتین بہت aware ہو گئی ہیں اور ان کو اپنے حقوق کا پتا چل گیا ہے۔ آپ کو بہت سی ایسی پڑھی لکھی تجربہ کار خواتین مل جائیں گی جو اس کام کو بہتر

طریقے سے، احسن طریقے سے اور اپنے تجربے سے چلا سکیں گی جس سے ہمارے صوبے میں بہت سی خواتین فائدہ اٹھا سکیں گی۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ رانا صاحب! یہ تین سالہ تجربے کی بات کر رہے ہیں کہ تجربہ کم از کم تین سال کا ہو۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں محترمہ کی خدمت میں یہی کہنا چاہوں گا کہ experience کی بھی بڑی اہمیت ہے لیکن experience سے زیادہ جذبے کی ضرورت ہے کیونکہ اس کمیشن کی ممبرز خواتین کو صرف لاہور سے نہیں بلکہ شاید ڈیرہ غازی خان، راجن پور اور لیہ سے بھی لینا پڑے اس لئے یہ قدغن شاید ابھی مناسب نہ ہو اور اس سے مشکلات پیدا ہوں اس لئے فی الحال اس قدغن کو لگانا مناسب نہیں ہے۔

MR SPEAKER: The amendment moved and the question is:

> That in Clause 5 of the Bill, in sub-clause (2), the words "of at least three years", be added after the word "experience".

(The motion was lost.)

Now, the second amendment is from Mian Mehmood-ur-Rasheed, Malik Taimoor Masood, Mr Asif Mehmood, Raja Rashid Hafeez, Mr Ijaz Khan, Mr Muhammad Arif Abbasi, Mr Ejaz Hussain Bukhari, Dr Salah-ud-Din Khan, Mr Ahmed Khan Bhacher, Mr Muhammad Sibtain Khan, Mr Khurram Shahzad, Mian Muhammad Aslam Iqbal, Dr Murad Raas, Mr Masood Shafqat, Mr Muhammad Siddique Khan, Mr Zaheer-Ud-Din Khan Alizai, Mr Javed Akhtar, Mr Waheed Asghar Dogar, Mr Khan Muhammad Jahanzaib Khan Khichi, Mr Ahmad Ali Khan Dreshak, Mr Abdul Majeed Khan Niazi, Mian Mumtaz Ahmad Maharwi, Mrs Saadia Sohail Rana, Dr Nausheen Hamid, Mrs Raheela Anwar, Ms Nabila Hakim Ali Khan, Mrs Naheed Naeem, Ms Shunila Ruth, Ch Moonis Elahi, Sardar Vickas Hassan Mokal, Ch Aamar Sultan Cheema, Sardar Muhammad Asif Nakai, Mr Ahmad Shah Khagga, Dr Muhammad Afzal, Ms Jayeda Khalid

Khan, Mrs Baasima Chaudhary and Dr Syed Waseem Akhtar. Any mover may move it.

MRS SHUNILA RUTH: Sir, I move:

> That in Clause 5 of the Bill, in sub-clause (3), the words "due to resignation or any other reason", be added after the word "vacancy".

MR SPEAKER: The motion moved is:

> That in Clause 5 of the Bill, in sub-clause (3), the words "due to resignation or any other reason", be added after the word "vacancy".

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT / LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: (Rana Sana Ullah Khan): I oppose.

MR SPEAKER: Opposed.

MRS SHUNILA RUTH: Sir, again I would insist and say that it is important that we be specific. Here it is very vague. The vacancy can be because of many reasons.

اس لئے یہاں پر یہ ڈالنے کی ضرورت ہے کہ اس نے کوئی resignation کیا ہے یا کوئی اور reason تھی۔ یہاں پر vacancy created کو نکال دیا گیا ہے یا اس نے resign کر دیا ہے یا کوئی اور reason ہے اس لئے یہاں پر یہ term ڈالنے کی ضرورت ہے، اس clause کو add کرنے کی ضرورت ہے تاکہ ہم ذرا specific ہوں۔ This Bill is very vague.

(اس مرحلہ پر وزیراعلیٰ ایوان سے باہر تشریف لے گئے)

جناب سپیکر: جی، محترمہ اپنی تقریر جاری رکھیں۔

محترمہ شُنیلا رُوت: اس کو ذرا سا specific بنانے کی ضرورت ہے اس لئے ہم اس clause میں یہ recommend کرتے ہیں کہ:

> "Due to resignation or any other reason", be added after the word "vacancy".

MR SPEAKER: Minister for Law!

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں جو لفظ vacancy ہے وہ legally define ہے اور محترمہ جو چاہتی ہیں وہ legal term cover ہے اس لئے اس amendment کی ضرورت نہیں ہے۔

MR SPEAKER: The amendment moved and the question is:

"That in Clause 5 of the Bill, in sub-clause (3), the words "due to resignation or any other reason", be added after the word "vacancy".

(The motion was lost.)

Now, the question is:

"That Clause 5 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 6

MR SPEAKER: Now, Clause 6 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 6 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 7

MR SPEAKER: Now, Clause 7 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 7 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 8

MR SPEAKER: Now, Clause 8 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 8 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 9

MR SPEAKER: Now, Clause 9 of the Bill is under consideration. There is an amendment in it. The amendment is from Mian Mehmood-ur-Rasheed, Malik Taimoor Masood, Mr Asif Mehmood, Raja Rashid Hafeez, Mr Ijaz Khan, Mr Muhammad Arif Abbasi, Mr Ejaz Hussain Bukhari, Dr Salah-ud-Din Khan, Mr Ahmed Khan Bhacher, Mr Muhammad Sibtain Khan, Mr Khurram Shahzad, Mian Muhammad Aslam Iqbal, Dr Murad Raas, Mr Masood Shafqat, Mr Muhammad Siddique Khan, Mr Zaheer-ud-Din Khan Alizai, Mr Javed Akhtar, Mr Waheed Asghar Dogar, Mr Khan Muhammad Jahanzaib Khan Khichi, Mr Ahmad Ali Khan Dreshak, Mr Abdul Majeed Khan Niazi, Mian Mumtaz Ahmad Maharwi, Mrs Saadia Sohail Rana, Dr Nausheen Hamid, Mrs Raheela Anwar, Ms Nabila Hakim Ali Khan, Mrs Naheed Naeem, Ms Shunila Ruth, Ch Moonis Elahi, Sardar Vickas Hassan Mokal, Ch Aamar Sultan Cheema, Sardar Muhammad Asif Nakai, Mr Ahmad Shah Khagga, Dr Muhammad Afzal, Ms Jayeda Khalid Khan, Mrs Baasima Chaudhary and Dr Syed Waseem Akhtar. Any mover may move it.

MS NABILA HAKIM ALI KHAN: Sir, I move:

> "That in Clause 9 of the Bill, in sub-clause (1)(d), for the words "commissions and institutions in other territories", the words "national and international organization", be substituted."

MR SPEAKER: The motion moved is:

> "That in Clause 9 of the Bill, in sub-clause (1)(d), for the words "commissions and institutions in other territories", the words "national and international organization", be substituted."

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT / LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: (Rana Sana Ullah Khan): I oppose.

MR SPEAKER: Opposed.

محترمہ نبیلہ حاکم علی خان: جناب سپیکر! Clause 9 میں کمیشن کے functions سے متعلق اس Para-D میں حکومتی تجویز ہے کہ دوسرے علاقوں کے commissions اور اداروں سے تعاون کرے گا وغیرہ وغیرہ لیکن اس میں ہماری جو تجویز اور ترمیم ہے وہ یہ ہے کہ کمیشن صرف تعاون کو محدود نہ کرے۔ اس میں territories سے confusion پیدا ہو رہی ہے۔ اس confusion کو دور کرنے کے لئے اس کلاز میں ترمیم کی ضرورت ہے۔ اس میں اگر national and international کا لفظ استعمال کر لیا جائے تو اسے سمجھنے میں بھی آسانی ہو گی اور territories میں confusion دور ہو گا۔ اگر flaw کو دور کر لیا جائے تو اس کی وسعت کا اندازہ بہتر طور پر لگایا جا سکے گا کیونکہ کسی بھی چیز کو جب محدود کر دیا جاتا ہے تو اس کا اتنا اثر نہیں ہو سکتا ہے۔ اگر اس کو وسعت دینی ہے اور اس کو بڑھانا ہے، اس میں understanding کو development کرنا ہے اور مسائل کو حل کرنے کے لئے اس حد تک جانا چاہئے جہاں تک ہم اس کے بہتر نتائج حاصل کر سکیں تو میرا خیال ہے کہ اگر اس میں ہم یہ ترمیم کر لیں تو یہ ایک اچھا اضافہ ہو گا۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! Clause 9 کی sub clause(1)(d) کی جو amendment محترمہ چاہ رہی ہے اس کلاز میں

> "In other territories for collaboration and action to achieve gender equality at the provincial, national, regional and international level;

الفاظ already موجود ہیں۔

MR SPEAKER: The amendment moved and the question is:

> "That in Clause 9 of the Bill, in sub-clause (1)(d), for the words "commissions and institutions in other territories", the words "national and international organization", be substituted."

(The motion was lost.)

Now, the question is:

"That Clause 9 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

ADDITION OF NEW CLAUSE 9-A

MR SPEAKER: Now, Addition of New Clause 9-A. The amendment is from Mian Mehmood-ur-Rasheed, Malik Taimoor Masood, Mr Asif Mehmood, Raja Rashid Hafeez, Mr Ijaz Khan, Mr Muhammad Arif Abbasi, Mr Ejaz Hussain Bukhari, Dr Salah-ud-Din Khan, Mr Ahmed Khan Bhacher, Mr Muhammad Sibtain Khan, Mr Khurram Shahzad, Mian Muhammad Aslam Iqbal, Dr Murad Raas, Mr Masood Shafqat, Mr Muhammad Siddique Khan, Mr Zaheer-Ud-Din Khan Alizai, Mr Javed Akhtar, Mr Waheed Asghar Dogar, Mr Khan Muhammad Jahanzaib Khan Khichi, Mr Ahmad Ali Khan Dreshak, Mr Abdul Majeed Khan Niazi, Mian Mumtaz Ahmad Maharwi, Mrs Saadia Sohail Rana, Dr Nausheen Hamid, Mrs Raheela Anwar, Ms Nabila Hakim Ali Khan, Mrs Naheed Naeem, Ms Shunila Ruth, Ch Moonis Elahi, Sardar Vickas Hassan Mokal, Ch Aamar Sultan Cheema, Sardar Muhammad Asif Nakai, Mr Ahmad Shah Khagga, Dr Muhammad Afzal, Ms Jayeda Khalid Khan, Mrs Baasima Chaudhary and Dr Syed Waseem Akhtar. Any mover may move it.

MS NABILA HAKIM ALI KHAN: Sir, I move:

"That after Clause 9 of the Bill, the following new Clause 9-A be added:

9-A. Recommendations of the Commission.

(1) The Government shall ensure that the advice, recommendations and observations of the Commission on matters pertaining to its functions as detailed in Section 9 of the Act are implemented in letter and spirit by all the executive authorities.

(2) If any relevant executive authority willfully or with malafide intention disregards the advice, observation or recommendation of the Commission, the Government shall take disciplinary action against the responsible officials.

(3) In case any advice, observation or recommendation is found to be impracticable, the Government shall initiate appropriate steps for making any amendments in the relevant Acts, rules or regulations enabling smooth implementation of such advice, observation or recommendation."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That after Clause 9 of the Bill, the following new Clause 9-A be added:

"9-A. Recommendations of the Commission.

(1) The Government shall ensure that the advice, recommendations and observations of the Commission on matters pertaining to its functions as detailed in Section 9 of the Act are implemented in letter and spirit by all the executive authorities.

(2) If any relevant executive authority willfully or with malafide intention disregards the advice, observation or recommendation of the Commission, the Government shall take disciplinary action against the responsible officials.

(3) In case any advice, observation or recommendation is found to be impracticable, the Government shall initiate appropriate steps for making any amendments in the relevant Acts, rules or

regulations enabling smooth implementation of such advice, observation or recommendation.”

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT / LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: (Rana Sana Ullah Khan): I oppose.

جناب سپیکر: لاء منسٹر صاحب نے oppose کیا ہے۔ جی، محترمہ!

محترمہ نبیلہ حاکم علی خان: جناب سپیکر! جب قوانین بنائے جاتے ہیں تو ان کے مقاصد ہوتے ہیں اور ان مقاصد کے حصول کے لئے وہ قوانین بنائے جاتے ہیں۔ بڑے افسوس کی بات ہے کہ ہم قانون تو بنا دیتے ہیں لیکن ان پر عملدرآمد کرانے کا کوئی طریقہ وضع نہیں کرتے۔ کلاز 9 میں سب سے بڑا flaw یہی ہے کہ اس میں کمیشن تو بنایا گیا، کمیشن کے function بھی تحریر کئے گئے لیکن کمیشن کے اختیارات کو محدود کر دیا گیا۔ بڑی قابل غور بات ہے کہ اگر ہم نے کمیشن بنانا ہے لیکن اسے empower نہیں کرنا اور اس کو صرف recommendations کی حد تک اختیارات دینے ہیں پھر تو اس کمیشن کو بنانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے اور یہ سارا wasting time ہے۔ میں نے آج ایوان میں اس کمیشن کی روح کے لئے یہ انتہائی اہم amendments پیش کی ہیں۔ ان کا مقصد محض amendments جمع کروا کر خانہ پری کرنا نہیں ہوتا۔ میں ایوان کی توجہ چاہتی ہوں اور میں یہ استدعا کرتی ہوں کہ جب کوئی amendment دی جائے تو محترم وزیر قانون اس پر غور کئے بغیر ہی oppose کا لفظ استعمال نہ کریں تو میرے خیال میں ہم بہتر طور پر قانون سازی کرنے میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔

جناب سپیکر! میری تو یہ first term ہے لیکن میرے خیال میں شاید یہ ایوان کی روایت میں شامل ہے کہ اگر اپوزیشن کی طرف سے کوئی اچھی بات کر دی جائے لیکن سٹینڈنگ کمیٹی میں سب کچھ decide ہو چکا ہو تو پھر ہم نے اس amendment کو weight نہیں دینا ہوتا یہ ایک افسوسناک بات ہے۔ میں صرف یہ گزارش کرنا چاہتی ہوں کہ خدارا empower کریں، ہم empower کا لفظ بول بول کر اور سن سن کر تھک چکے ہیں لیکن یہ وقت آچکا ہے کہ اگر ہم اب کمیشن بنائیں تو اس کو اسی طرح نہ سمجھیں کہ جیسے کوئی کمیٹی ڈال دی ہے۔

جناب سپیکر: کیا؟

محترمہ نبیلہ حاکم علی خان: ہم کہتے ہیں کہ کمیٹیز بنائی جاتی ہیں، کمیشن بنائے جاتے ہیں تو یہ کمیشن ایسے ہی ہے جیسے کمیٹی ڈال دی ہے اور یہ کب نکلے گی کوئی پتا نہیں ہے؟

جناب سپیکر: کمیٹی میں تو آپ کو کچھ نہ کچھ مل جاتا ہے، یہ کیا بات ہوئی؟

محترمہ نبیلہ حاکم علی خان: جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ اس کو seriously take up کریں، میں نے خود بھی ایک کمیشن میں کام کیا ہوا ہے اس میں بھی یہی implementation problem تھا اور اس میں بھی یہی دیکھ رہی ہوں کہ آپ اتھارٹیز کو صرف یہ آرڈر کر سکتے ہیں کہ آپ کو یہ رپورٹ بھیجی جا رہی ہے اس پر عملدرآمد کریں۔ عملدرآمد کیسے کریں؟ اگر وہ نہیں کرتے تو وہ کیا جوابدہ ہیں اس کا یہاں کہیں بھی کوئی ذکر نہیں ہے۔ یہ بہت بڑا flaw ہے اسے دور ہونا چاہئے اگر ہم اس کمیشن کو کامیاب بنانا چاہتے ہیں اور بے شک ہم سب کی نیت بھی یہی ہے، حکومت کی بھی یہی نیت ہے کہ خواتین کے مسائل پر زیادہ سے زیادہ توجہ دی جائے اور بہتری کی طرف جایا جائے۔ میری یہ گزارش ہے کہ اگر اس میں ان الفاظ کا اضافہ کر دیا جائے کہ جو recommendations کمیشن کی طرف سے جائیں اگر ان پر کوئی اتھارٹی عملدرآمد نہیں کرتی تو اس کا کوئی طریق کار وضع کر دیں کہ وہ جوابدہ ہو گی۔

جناب سپیکر: آپ suggest کریں کہ کیا کرنا چاہئے؟

محترمہ نبیلہ حاکم علی خان: جناب سپیکر! ان آفیشلز کے لئے اور ان اتھارٹیز کے لئے کوئی سزا اور کوئی طریق کار وضع ہونا بہت ضروری ہے۔ میں دوسری یہ بات کہنا چاہوں گی کہ کچھ چیزیں ہوتی ہیں جو by passage of time the ہمیں پتا لگتی ہیں کہ impracticable نہیں ہیں۔ ہمیں ان پر بھی توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ جیسے آپ نے فرمایا کہ کوئی طریق کار بتاؤں تو میں عرض کرتی ہوں کہ اگر کہیں amendment کی ضرورت پڑتی ہے کہ ہم جو چاہتے ہیں وہ معاملہ impracticable نہیں ہو رہا ہے اور ہمیں وہ نتائج نہیں مل رہے تو اس کے لئے گورنمنٹ اس طرح کی relevant amendments لائے اور with the passage of time جیسے جیسے کوئی چیز سمجھ میں آ رہی ہے چونکہ یہ نئی practice ہے۔ اگر کوئی نئی چیز کرنے جا رہے ہیں اور اس میں ایسی چیزیں سمجھ آتی ہیں تو ان کو add کر لیا جائے تو اس سے بہتری کی طرف جایا جا سکتا ہے، ان advices اور recommendations پر قانون سازی اور amendments کے ذریعے بہتر طور پر smooth implementation کی جا سکتی ہے۔ میری یہ تجاویز ہیں اور میری گزارش ہے کہ کمیشن کو حقیقی معنوں میں empower کیا جائے اور

حقیقی معنوں میں خواتین کے ان مسائل کی طرف جن کے حل کے لئے آج ہم سب کوشاں ہیں، پنجاب گورنمنٹ کوشاں ہے، فیڈرل گورنمنٹ بھی یہی چاہتی ہے اور ایوان میں بیٹھی ہوئی تمام خواتین ممبران کی participationاسی لئے ممکن ہوئی ہے کہ وہ خواتین کے لئے کوئی بہتر کام کر سکیں۔اس کمیشن کو empowerکرنے کے لئے میری یہ humble submissionہو گی کہ ان ترامیم پر غور فرمایا جائے۔وزیر قانون محترم رانا صاحب سے بھی یہی گزارش کروں گی کہ ان کو صرف opposeکے لفظ سےignoreنہ کیا جائے۔بہت شکریہ

جناب سپیکر:ایوان کا وقت آدھ گھنٹہ بڑھایا جاتا ہے۔جی،لاء منسٹر صاحب!

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ /قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان):جناب سپیکر! اس میںClause-9کی سترہsub clausesہیں جن کے ذریعے سے اس کمیشن کوempowerکیا گیا ہے۔یہ تمام چیزیں کمیشن کے اختیار میں ہیں کہ وہ ان کو implementکرے گا۔کمیشن recommendationsنہیں دے گا۔یہ کمیشنrecommendatory bodyنہیں ہو گی۔ دوسراClause-15میں دیا گیا ہے کہ:

> **15. Assistance to the Commission.** - All Provincial executive authorities shall assist the Commission in the performance of its functions.

یعنی جو functionsدیئے گئے ہیں ان کی performanceکے لئے تمامexecutive authoritiesاس کمیشن کوassistکریں گی۔

MR SPEAKER: The motion moved and the question is:

> "That after Clause 9 of the Bill, the following new Clause 9-A be added:
>
> **"9-A. Recommendations of the Commission.-**
>
> (1) The Government shall ensure that the advice, recommendations and observations of the Commission on matters pertaining to its functions as detailed in Section 9 of the Act are implemented in letter and spirit by all the executive authorities.

(2) If any relevant executive authority willfully or with malafide intention disregards the advice, observation or recommendation of the Commission, the Government shall take disciplinary action against the responsible officials.

(3) In case any advice, observation or recommendation is found to be impracticable, the Government shall initiate appropriate steps for making any amendments in the relevant Acts, rules or regulations enabling smooth implementation of such advice, observation or recommendation."

(The motion was lost.)

CLAUSE 10

MR SPEAKER: Now, Clause 10 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 10 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 11

MR SPEAKER: Now, Clause 11 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 11 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 12

MR SPEAKER: Now, Clause 12 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 12 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 13

MR SPEAKER: Now, Clause 13 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 13 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

کورم کی نشاندہی

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! میں کورم کی نشاندہی کرتا ہوں کیونکہ ایوان میں کورم نہیں ہے۔

جناب سپیکر: کورم کی نشاندہی ہو گئی ہے اس لئے گنتی کی جائے۔(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی) کورم پورا نہ ہے لہذا پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب سپیکر: دوبارہ گنتی کی جائے۔(اس مرحلہ پر دوبارہ گنتی کی گئی) کورم پورا ہے لہذا کارروائی شروع کی جاتی ہے۔

مسودہ قانون کمیشن برائے مقام نسواں مصدرہ 2013

(---جاری)

CLAUSE 14

MR SPEAKER: Now, Clause 14 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 14 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 15

MR SPEAKER: Now, Clause 15 of the Bill is under consideration. There is an amendment in it. The amendment is from Mian Mehmood-

ur-Rasheed, Malik Taimoor Masood, Mr Asif Mehmood, Raja Rashid Hafeez, Mr Ijaz Khan, Mr Muhammad Arif Abbasi, Mr Ejaz Hussain Bukhari, Dr Salah ud Din Khan, Mr Ahmed Khan Bhacher, Mr Muhammad Sibtain Khan, Mr Khurram Shahzad, Mian Muhammad Aslam Iqbal, Dr Murad Raas, Mr Masood Shafqat, Mr Muhammad Siddique Khan, Mr Zaheer-ud-Din Khan Alizai, Mr Javed Akhtar, Mr Waheed Asghar Dogar, Mr Khan Muhammad Jahanzaib Khan Khichi, Mr Ahmad Ali Khan Dreshak, Mr Abdul Majeed Khan Niazi, Mian Mumtaz Ahmad Maharwi, Mrs Saadia Sohail Rana, Dr Nausheen Hamid, Mrs Raheela Anwar, Ms Nabila Hakim Ali Khan, Mrs Naheed Naeem, Ms Shunila Ruth, Ch Moonis Elahi, Sardar Vickas Hassan Mokal, Ch Aamar Sultan Cheema, Sardar Muhammad Asif Nakai, Mr Ahmad Shah Khagga, Dr Muhammad Afzal, Ms Jayeda Khalid Khan, Mrs Baasima Chaudhary and Dr Syed Waseem Akhtar. Any mover may move it.

محترمہ نبیلہ حاکم علی خان: جناب سپیکر! Oppose کی اتنی ساری practice ہو چکی ہے تو میں نے سوچا کہ withdraw کر لوں۔

MR SPEAKER: Since the amendment has been withdrawn, the question is:

"That clause 15 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 16

MR SPEAKER: Now, Clause 16 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 16 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 17

MR SPEAKER: Now, Clause 17 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 17 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 18

MR SPEAKER: Now, Clause 18 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 18 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 19

MR SPEAKER: Now, Clause 19 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 19 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 2

MR SPEAKER: Now, Clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 2 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 1

MR SPEAKER: Now, clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 1 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

PREAMBLE

MR SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Preamble of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

LONG TITLE

MR SPEAKER: Now, the Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Long Title of the Bill, do stand Part of the Bill."

(The motion was carried.)

MR SPEAKER: Third reading starts. Minister for Law!

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT / LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I move:

"That the Punjab Commission on the Status of Women Bill 2013 be passed."

MR SPEAKER: The motion moved and the question is:

"That the Punjab Commission on the Status of Women Bill 2013 be passed."

(The motion was carried.)

(The Bill is passed.)

جناب سپیکر: آج کے اجلاس کا وقت ختم ہوا۔ لہذا اب اجلاس بروز جمعرات،13۔فروری 2014 بوقت 10:00 بجے صبح تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

383

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،13۔فروری2014

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ جات ہاؤسنگ،اربن ڈویلپمنٹ اینڈ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

توجہ دلاؤ نوٹس

سرکاری کارروائی

مسودات قانون پر غور و خوض اور ان کی منظوری

1۔ مسودہ قانون (ترمیم) دکانیں و کاروباری ادارے پنجاب 2013 (مسودہ قانون نمبر 14 بابت 2013)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم) دکانیں و کاروباری ادارے پنجاب 2013، جیسا کہ سپیشل کمیٹی نمبر 1 نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم) دکانیں و کاروباری ادارے پنجاب 2013 منظور کیا جائے۔

2۔ مسودہ قانون (ترمیم) ادائیگی اجرت پنجاب 2013 (مسودہ قانون نمبر 11 بابت 2013)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم) ادائیگی اجرت پنجاب 2013، جیسا کہ سپیشل کمیٹی نمبر 1 نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم) ادائیگی اجرت پنجاب 2013 منظور کیا جائے۔

385

صوبائی اسمبلی پنجاب

سولھویں اسمبلی کا چھٹا اجلاس

جمعرات،13۔فروری2014

(یوم الخمیس،12۔ربیع الثانی1435ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 11بج کر20منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری نور محمد نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِo

وَمَنۡ اَحۡسَنُ قَوۡلًا مِّمَّنۡ دَعَاۤ
اِلَی اللّٰہِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِیۡ مِنَ الۡمُسۡلِمِیۡنَ ﴿۳۳﴾
وَلَا تَسۡتَوِی الۡحَسَنَۃُ وَلَا السَّیِّئَۃُ ؕ اِدۡفَعۡ بِالَّتِیۡ ہِیَ اَحۡسَنُ
فَاِذَا الَّذِیۡ بَیۡنَکَ وَبَیۡنَہٗ عَدَاوَۃٌ کَاَنَّہٗ وَلِیٌّ حَمِیۡمٌ ﴿۳۴﴾
وَمَا یُلَقّٰہَاۤ اِلَّا الَّذِیۡنَ صَبَرُوۡا ۚ وَمَا یُلَقّٰہَاۤ اِلَّا ذُوۡ حَظٍّ
عَظِیۡمٍ ﴿۳۵﴾

سُوۡرَۃُ حٰمٓ السجدۃ آیات33 تا35

اور اُس شخص سے بات کا اچھا کون ہو سکتا ہے جو اللہ کی طرف بلائے اور عمل نیک کرے اور کہے کہ میں مسلمان ہوں(33)اور بھلائی اور برائی برابر نہیں ہو سکتی تو (سخت کلامی کا)ایسے طریق سے جواب دو جو بہت اچھا ہو (ایسا کرنے سے تم دیکھو گے) کہ جس میں اور تم میں دشمنی تھی گویا وہ تمھارا گرم جوش دوست ہے(34)اور یہ بات اُن ہی لوگوں کو حاصل ہوتی ہے جو برداشت کرنے والے ہیں اور اُن ہی کو نصیب ہوتی ہے جو بڑے صاحب نصیب ہیں(35)

وما علینا الاالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ جناب سرور حسین نقشبندی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

مجھ خطا کار سا انسان مدینے میں رہے
بن کے سرکار کا مہمان مدینے میں رہے
یاد آتی ہے مجھے اہل مدینہ کی وہ بات
زندہ رہنا ہو تو انسان مدینے میں رہے
ان کی شفقت غمِ کونین بھلا دیتی ہے
جتنے دن آپ کا مہمان مدینے میں رہے
چھوڑ آیا ہوں دل و جان یہ کہہ کر اعظم
آ رہا ہوں میرا سامان مدینے میں رہے

سوالات

(محکمہ جات ہاؤسنگ،اربن ڈویلپمنٹ اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے اور آج کے ایجنڈے پر محکمہ جات ہاؤسنگ،اربن ڈویلپمنٹ اینڈ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔پہلا سوال میاں نصیر احمد صاحب کا ہے۔ سوال نمبر بولئے گا۔

میاں نصیر احمد: شکریہ۔جناب سپیکر!سوال نمبر12ہے،جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی،جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور میں سیوریج کے نالوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*12: **میاں نصیر احمد:** کیا وزیر ہاؤسنگ،اربن ڈویلپمنٹ اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) لاہور شہر میں سیوریج کے نکاس کے لئے کل کتنے outlets ہیں اور یہ کس کس مقام پر واقع ہیں؟

(ب) لاہور شہر میں سیوریج کے کتنے نالے موجود ہیں یہ کس کس جگہ سے گزر رہے ہیں، تفصیل سے آگاہ کیا جائے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ بعض نالوں کے اوپر لنٹر ڈالا گیا ہے اور بعض کھلے ہیں، علیحدہ علیحدہ تعداد بتائی جائے؟

(د) لاہور شہر سے گزرنے والے نالوں کی کل لمبائی کیا ہے؟

(ہ) کیا موجودہ نالے لاہور شہر کی ضرورت کو صحیح طریقے سے پورا کر رہے ہیں؟

(و) لاہور میں سیوریج کے نظام کو بہتر بنانے کے لئے کون کون سے منصوبے حکومت کے زیر غور ہیں،ان کی تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر ہاؤسنگ،اربن ڈویلپمنٹ اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) لاہور شہر میں سیوریج کے نکاس کے لئے 14 آؤٹ لٹس مندرجہ ذیل مقامات پر واقع ہیں:

(1)	محمود بوٹی بند روڈ شالامار ٹاؤن	(2)	شاد باغ بند روڈ راوی ٹاؤن
(3)	کھوکھر روڈ شاد باغ راوی ٹاؤن	(4)	فرخ آباد شاہدرہ
(5)	مین آؤٹ فال روڈ نمبر 1 سگیاں انٹرچینج	(6)	مین آؤٹ فال روڈ نمبر 2 سگیاں انٹرچینج
(7)	مین آؤٹ فال روڈ نمبر 3 سگیاں انٹرچینج	(8)	گلشن راوی بند روڈ
(9)	سبزہ زار ملتان روڈ	(10)	ماڈل ٹاؤن (ایل ایم پی بلاک)
(11)	نشتر کالونی فیروزپور روڈ نشتر ٹاؤن	(12)	جوہر ٹاؤن شوکت خانم ہسپتال
(13)	شاہدرہ ٹاؤن نزد پرانا راوی پُل	(14)	فارسٹ کالونی بتی چوک رنگ روڈ راوی ٹاؤن

(ب) لاہور شہر میں سیوریج کے نکاس کے لئے کوئی نالہ نہ ہے تاہم مندرجہ ذیل گیارہ بڑے بارشی نالے سیوریج کے نکاس کے لئے استعمال ہو رہے ہیں:

i. کینٹ ڈرین (میاں میر ڈرین): یہ ڈرین صدر کینٹ سے شروع ہو کر دھرم پورہ، مال روڈ، ظفر علی روڈ، شادمان، نیو مزنگ، سمن آباد، گلشن راوی، سبزہ زار کے قریب موٹروے کو کراس کرتے ہوئے دریائے راوی کو جا ملتی ہے۔

ii. سنٹرل ڈرین: یہ ڈرین لکشمی چوک سے شروع ہو کر کوپر روڈ، ہال روڈ، مال روڈ (ریگل)، بیگم روڈ، مزنگ، لٹن روڈ، چوبُرجی چوک سے گزرتے ہوئے کینٹ ڈرین کو گلشن راوی کے مقام پر جا ملتی ہے۔

iii. ستوکتلہ ڈرین: یہ ڈرین فیروزپور روڈ کوٹ لکھپت سے شروع ہو کر پیکو روڈ، گرین ٹاؤن، امیر چوک ٹاؤن شپ، واپڈا ٹاؤن سے گزرتے ہوئے ہڈیارہ ڈرین کو ایل ڈی اے ایونیو ون کے مقام پر جا ملتی ہے۔

iv. سکھ نہر ڈرین: یہ ڈرین لال پُل مغل پورہ سے شروع ہو کر جی ٹی روڈ باغبانپورہ، محمود بوٹی ڈسپوزل بند روڈ، کھوکھر پنڈ، بہماں جھگیاں سے گزرتے ہوئے راوی سائیڈ پر اختتام پذیر ہوتی ہے۔

v. گجر پورہ ڈرین: یہ ڈرین بھوگیوال ڈسپوزل سٹیشن سے شروع ہو کر گجر پورہ، کشمیر روڈ، بھگت پورہ، عامر روڈ شاد باغ سے گزرتے ہوئے شاد باغ ڈسپوزل سٹیشن پر اختتام پذیر ہوتی ہے۔

vi. ہڈیارہ ڈرین: یہ ڈرین انڈیا سے بیدیاں بارڈر لاہور کی طرف سے داخل ہوتی ہے جو گجومتہ فیروزپور روڈ، رائے ونڈ روڈ، ملتان روڈ مراکہ سے گزرتے ہوئے راوی سائیڈ پر اختتام پذیر ہوتی ہے۔

vii. سرکلر روڈ ڈرین: یہ ڈرین لنڈہ بازار بیرون دِلی گیٹ سے شروع ہو کر دو موریہ پُل بادامی باغ لاری اڈا سے گزرتے ہوئے صدیق پورہ ڈرین کو داتا نگر پُل کے مقام پر جا ملتی ہے۔

viii. والڈ سٹی ڈرین: یہ ڈرین موچی گیٹ سے شروع ہو کر شاہ عالم گیٹ، لوہاری گیٹ، بھاٹی گیٹ، مستی گیٹ، موہنی روڈ سے گزرتے ہوئے چھوٹا راوی ڈرین کو جا ملتی ہے۔

ix. چھوٹا راوی ڈرین: یہ ڈرین باغ منشی لدھا سے شروع ہو کر یادگار چوک (مینار پاکستان)، بند روڈ شفیق آباد، سگھیاں پُل بند روڈ سے گزرتے ہوئے راوی سائیڈ جا ملتی ہے۔

x. علامہ اقبال ٹاؤن ڈرین: یہ ڈرین نیلم بلاک علامہ اقبال ٹاؤن سے شروع ہو کر دُبئی چوک مون مارکیٹ، راوی بلاک علامہ اقبال ٹاؤن، کھاڑک سٹاپ ملتان روڈ، ڈبن پورہ سے گزرتے ہوئے کینٹ ڈرین کو سبزہ زار کے مقام پر جاملتی ہے۔

xi. لکشمی ڈرین: یہ ڈرین لکشمی چوک سے شروع ہو کر میکلورڈ روڈ، نیپئر روڈ، نیلا گنبد، ناصر باغ، آوٹ فال روڈ ضلع کچہری سے گزرتے ہوئے آوٹ فال روڈ ڈسپوزل سٹیشن جاملتی ہے۔

(ج) شہر کے گلی محلوں کے چھوٹے نالے ڈھانپے ہوئے ہیں جبکہ مذکورہ بالا 11 بڑے نالوں میں سے چھ مکمل طور پر کھلے ہوئے، تین جزوی طور پر ڈھانپے ہوئے جبکہ دو مکمل طور پر ڈھانپے ہوئے ہیں۔

(د) لاہور شہر سے گزرنے والے بڑے نالوں کی کل لمبائی 212 کلو میٹر ہے۔

(ہ) موجودہ نالے لاہور کے شہریوں کی معمول کی ضرورت کو پورا کر رہے ہیں۔

(و) مالی سال 14۔2013 میں یو سی 117، 118، 119 اور 120 میں سیوریج ، ڈرینج اور واٹر سپلائی کی سہولت فراہم کرنے کے لئے مالی معاونت کی بنیاد (Cost Sharing Basis) کا ایک منصوبہ زیر غور ہے جس کی کل تخمینہ لاگت 3579.715 ملین روپے ہے۔اس کے لئے موجودہ مالی سال میں 50.000 ملین روپے مختص کئے گئے ہیں۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! میرا سوال لاہور شہر میں سیوریج کے حوالے سے تھا جس کے جز(ب) میں بتایا گیا ہے کہ لاہور شہر میں سیوریج کے نکاس کے لئے کوئی نالہ نہ ہے تاہم مندرجہ ذیل گیارہ بڑے بارشی نالوں کو بطور سیوریج کے استعمال کیا جاتا ہے۔ میرا سوال یہ ہے کہ لاہور ایک کروڑ سے زائد کی آبادی کا شہر ہے تو کیا اس لاہور شہر میں سیوریج کے نکاس کے لئے کوئی proper نالہ نہ ہونا یا نہ بنانے کی کوئی خاص ٹیکنیکل وجہ ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر ہاؤسنگ، اربن ڈویلپمنٹ اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! جیسا کہ معزز ممبر نے سیوریج سسٹم اور نالوں کے متعلق سوال کیا ہے تو اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ as an alternative یہ جو بارشی نالے ہیں وہ use ہو رہے ہیں لیکن حکومت کے بالکل زیر غور ہیں اور "جائیکا" کے ساتھ مل کر ایک بہت بڑے منصوبے پر working ہو رہی ہے کہ ایک سیور لائن ان نالوں

کے ساتھ استعمال کی جا سکے لیکن وہ بہت costly project ہے اور resources آپ کے سامنے بڑے محدود ہیں لیکن long term planning میں definitely یہ بالکل شامل ہے مگر لاہور کی موجودہ ضروریات جو ہیں تو یہ گیارہ نالے جو ہیں وہ سیوریج کی روزمرہ کی ضروریات کو پورا کر رہے ہیں لیکن long term میں definitely وہ منصوبہ جس کی معزز ممبر بات کر رہے ہیں، بالکل وہ زیر غور ہے اور future میں اسے شروع کیا جائے گا۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! جیسا کہ آپ کے علم میں بھی ہے اور میرے دوست کو بھی علم ہے کہ ہر سال جب بارشیں ہوتی ہیں اور جن نالوں کا ذکر کیا گیا ہے وہ storm water drain ہیں یعنی وہ صرف بارش کے لئے استعمال ہوتے ہیں اوران میں صرف بارش کا پانی جائے گا۔ چونکہ سیوریج کے لئے normally یہ نالے اس لئے استعمال نہیں کئے جاتے کہ سیوریج کے اندر ہر قسم کی گندگی اوراس کی وجہ سے غلاظت جس سے شہر کا حسن بھی خراب ہوتا ہے اوراس کے ساتھ ساتھ چالیس چالیس اور ساٹھ ساٹھ سال پرانے ڈرین بنائے گئے ہیں، ان کا مقصد سیوریج کا نہیں ہے بلکہ صرف storm water drain کا ہے۔ مجھے اس کے جز (ہ) میں بتایا گیا ہے کہ موجودہ نالے لاہور کے شہریوں کی معمول کی ضرورت کو پورا کرتے ہیں۔ بتایا یہ گیا ہے کہ لاہور میں سیوریج کے نکاس کے لئے ایک بھی نالہ نہیں ہے جبکہ ضرورت بھی ہے حالانکہ یہ بھی اقرار کیا گیا ہے جو storm water drain ہے یعنی بارشی نالوں کو سیوریج کے لئے استعمال کیا گیا ہے تو مجھے یہ confusion ہو رہی ہے کہ موجودہ نالے لاہور کے شہریوں کی ضرورت کو پورا کرنے کے لئے ٹھیک ہیں؟ میری گزارش یہ ہے کہ ہر سال ہم میڈیا پر بھی دیکھتے ہیں کہ تمام عوامی نمائندوں بشمول وزیر اعلیٰ پنجاب کو بھی بارش کی وجہ سے سڑکوں پر کھڑے ہونے والے پانی میں کھڑا ہونا پڑتا ہے تو جس منصوبے کا آپ ذکر کر رہے ہیں پچھلی کئی دہائیوں سے، سالوں سے نہیں بلکہ ہم یہ مسئلہ کئی دہائیوں سے face کر رہے ہیں تو اس منصوبے کی تھوڑی سی تفصیل بتا دیں کہ کس طرح لاہور کے شہریوں کی اس مسئلہ سے جان چھوٹ سکتی ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر ہاؤسنگ، اربن ڈویلپمنٹ اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا ہے کہ موجودہ لاہور کا جو سیوریج سسٹم ہے وہ 80 percent of the Lahore کی آبادی کو serve کر رہا ہے اور اس میں بہت سارا کام ہوا ہے۔ جس طرف معزز ممبر نشاندہی کر رہے ہیں اس کی بات میں نے پہلے کر دی ہے کہ long term میں وہ بالکل شامل ہے

لیکن یہ بات نہیں ہے کہ موجودہ سیوریج سسٹم میں کچھ نہیں ہوا۔ ابھی بھی لاہور کا جو trunk sewer ہے وہ 700 کلو میٹر لمبا ہے جس کا inch 18 dia سے inch 72 تک ہے۔ Lateral sewer جو ہے وہ 3300 کلو میٹر کا ہے جس کا dia جو ہے وہ 9 سے 15 انچ ہے اور جیسا کہ میں نے عرض کیا کہ 88 percent of the sewerage facility of the Lahore. واسا ابھی اسے manage کر رہا ہے لیکن ہر چیز کا ایک ultimate solution ہوتا ہے تو اس ultimate solution کے لئے definitely بہت بڑے resources چاہئیں اور ان resources کے لئے کام ہو رہا ہے تو جب بھی وہ resources مہیا ہو گئے تو بارشی نالوں کو use کرنا بند کر دیا جائے گا لیکن موجودہ position میں وہ نالے اس مقصد کے لئے بہترین طور پر serve ہو رہے ہیں اور معمولات زندگی میں کوئی بہت بڑا فرق نہیں پڑ رہا۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! اس میں میری گزارش یہ ہے۔۔۔

جناب سپیکر: ایک ٹی وی چینل پر چلنے والے پروگرام کو میں سن رہا تھا جس میں واسا والے کوئی معذرت کر رہے ہیں کسی بات سے کہ ہمارے پاس پیسے نہیں ہیں" وہ کیا مسئلہ ہے؟ Polluted water جتنا بھی ہے وہ دریائے راوی میں جا رہا ہے تو اس کا ذرا خصوصی دھیان کریں۔ مہربانی ہو گی۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! وزیر موصوف نے جس طرح کہا کہ ہمارا کام 80 فیصد ٹھیک چل رہا ہے۔ میں ان سے یہ گزارش کر رہا ہوں کہ جب ہم اقرار کر چکے ہیں کہ گیارہ کے گیارہ storm water drain جو کہ بارشی نالے ہیں جنہیں بطور سیوریج استعمال کر رہے ہیں جنہیں اخلاقی طور پر اور قانونی طور پر ہم نہیں کر سکتے۔ اس کا مطلب ہے کہ 80 فیصد تو کوئی نہیں ہوا جو آپ یہاں پر 80 فیصد کا اقرار کر رہے ہیں وہ تمام کے تمام وہ نالے ہیں جو بارشی نالے ہیں تو آپ جس پراجیکٹ کی بات کر رہے ہیں اس کے کوئی facts and figures اور وسائل کے متعلق بتائیں کہ وہ کتنے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر ہاؤسنگ، اربن ڈویلپمنٹ اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! 88 فیصد سے مراد facility کی بات کر رہا ہوں کہ جو واسا کا coverage area ہے یعنی اگر پورے لاہور کی آبادی دس ملین ہے تو جو واسا کا coverage area ہے that is 6.5 million تو اس

6.5 million میں سے 88 فیصد کو سیوریج کی facility حاصل ہے لیکن جب میں نے پہلے ایک بات عرض کر دی ہے کہ:

Definitely for a long time and for the betterment of the Lahore

لیکن اگر موجودہ گیارہ نالے جو اس purpose کے لئے storm water کے لئے اور سیوریج کے لئے بھی parallel use کر رہے ہیں اور میں admit کر رہا ہوں وہ کوئی ultimate solution نہیں ہے in the long run جب حکومت کے وسائل میں اضافہ ہو گا اور وسائل زیادہ ہوں گے تو اس کے parallel سیور لائین جو ہے وہ بالکل ڈالی جائے گی الحمد للہ کوشش کریں گے کہ واسا کی 100 فیصد coverage ہو جائے۔

میاں نصیر احمد: یہ واضح کریں کہ لاہور کے شہریوں کے لئے یہ ایک اچھا منصوبہ آ رہا ہے جس کا انہوں نے ذکر کیا ہے کہ جس پراجیکٹ کو انہوں نے پائپ لائن میں رکھا ہے تو اس کے لئے کتنے وسائل درکار ہیں تاکہ ہم کچھ helpful ہو سکیں؟

جناب سپیکر: اگر وہ آپ کو کہیں تو پھر آپ کیا کریں گے؟

میاں نصیر احمد: ہم یہاں کھڑے ہو کر آپ سے گزارش کریں گے اور جہاں کر سکتے ہیں وہاں کریں گے۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر ہاؤسنگ، اربن ڈویلپمنٹ اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! جب میں بہت بڑے resources کی بات کر رہا ہوں تو اس کا مطلب ہے کہ وہ in billions ہیں۔ میں نے جس طرح پہلے عرض کیا کہ ابھی بھی واسا کے اپنے system میں جو trunk sewer ہے وہ 700 کلو میٹر ہے اب آپ اندازہ لگالیں کہ 700 کلو میٹر کا trunk sewer جس کا maximum 72 inch dia ہو اُس کی کتنی cost ہو گی؟ Sewerage is a costly project اور ابھی بھی یہ جو نالے ہیں اور ہمارے total sewerage system کی جو لمبائی ہے وہ تقریباً 4000 کلو میٹر بن جاتی ہے لیکن ان کی تشفی کے لئے اگر یہ cost کا ہی اندازہ لگانا چاہتے ہیں تو میرے خیال میں تقریباً 37 سے 40 بلین کی cost اس منصوبے کو مکمل کرنے میں لگے گی۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ مہربانی بس کریں۔

Let me proceed further. No point of order during Question Hour. Thank you very much. It is decided by the Business Advisory Committee

آپ تشریف رکھیں مجھے آگے بڑھنے دیں۔ اب اس پر کافی سوالات ہو گئے ہیں۔ جی، ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب سوال نمبر بولئے گا۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! سوال نمبر85 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

بہاولپور: ہاؤسنگ سکیم کے قیام کی تفصیلات

*85: ڈاکٹر سید وسیم اختر: کیا وزیر ہاؤسنگ، اربن ڈویلپمنٹ اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ ہاؤسنگ نے بہاولپور شہر میں آخری ہاؤسنگ سکیم کب بنائی تھی؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ اب شہر کی آبادی بھی بہت بڑھ گئی ہے اور یہ شہر کم آمدنی والے لوگوں پر مشتمل ہے؟

(ج) کیا حکومت پنجاب اگلے مالی سالوں میں یہاں پر کوئی اور ہاؤسنگ سکیم بنانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر ہاؤسنگ، اربن ڈویلپمنٹ اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) محکمہ ہاؤسنگ اینڈ ٹاؤن پلاننگ ایجنسی نے بہاولپور شہر میں آخری ہاؤسنگ سکیم تین مرلہ ہاؤسنگ سکیم بہاولپور بنائی جو کہ 88-1987 میں شروع کی اور تمام ترقیاتی کام 92-1991 میں مکمل ہوئے۔

(ب) درست ہے۔

(ج) پنجاب ہاؤسنگ اینڈ ٹاؤن پلاننگ ایجنسی جاری مالی سال میں ایک نئی ہاؤسنگ سکیم بنانے کا ارادہ رکھتی ہے جس کے لئے 100 ایکڑ پر محیط رقبہ واقع احمد پور کینال کی بائی پاس روڈ کی نشاندہی کر دی گئی ہے اور حصول اراضی کے لئے کارروائی جاری ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال جز(ج) کے حوالے سے ہے چلیں میں اس بات پر اطمینان کا اظہار کرتا ہوں کہ 20,25 سال کے بعد حکومت کو خیال آگیا ہے کہ بہاولپور میں بھی کوئی نئی housing scheme شروع کی جائے۔ اب انہوں نے لکھا ہے کہ 100 ایکڑ رقبہ پر محیط رقبہ واقع احمد پور کینال کے بائی پاس road کی نشاندہی کی گئی ہے حصول اراضی کے لئے کارروائی جاری ہے۔ مجھے بس یہ پوچھنا ہے کیونکہ کل بھی جو سوالات تھے ان میں تین تین، چار چار سال سے چیزیں pending پڑی ہیں تو میں کوئی fix date نہیں مانگتا مجھے یہ بتا دیں کہ approximately کتنے عرصے اور کتنے مہینے میں یہ process مکمل کرنے کا department کا منصوبہ ہے اس سے اندازہ ہو جائے گا کہ کیا صورتحال ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر ہاؤسنگ، اربن ڈویلپمنٹ اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! میں اس منصوبے کے متعلق وضاحت کرتا ہوں اور مزید بھی آپ کو ایک خوشخبری دوں گا کہ انشاءاللہ تاریخی ضلع بہاولپور میں "پھاٹا" جو ہاؤسنگ کے حوالے سے ادارہ ہے وہ ڈسٹرکٹ بہاولپور میں 9 ہاؤسنگ سکیمیں مکمل کر چکا ہے اور صرف بہاولپور سٹی میں چار سکیمیں مکمل ہو چکی ہیں، وہ بہاولپور ہاؤسنگ ڈیپارٹمنٹ کے لئے 6112 پلاٹ contribute کر چکا ہے اور یہ جو جگہ acquire کی جا رہی ہے یہ پرائیویٹ land ہے اور یہ acquisition کا جو process ہے بالکل in the middle of the way ہے لیکن acquisition cost بھی زیادہ ہے مگر ڈیپارٹمنٹ کی بڑی priority میں شامل ہے اور کوشش ہو گی کہ اس ہاؤسنگ سکیم کو جلد سے جلد launch کیا جائے۔ اس کے علاوہ حکومت پنجاب آشیانہ ہاؤسنگ سکیم بھی بہاولپور میں انشاءاللہ launch کرنے کا ارادہ رکھتی ہے جس کے لئے بائی پاس لاہور جی ٹی روڈ پر 213 کنال کا رقبہ acquire کر لیا گیا ہے جس کی پہلے ہی ماسٹر پلاننگ بھی ہو چکی ہے اور اس میں انشاءاللہ 275 ہاؤسنگ یونٹ آشیانہ بہاولپور میں بنائے جائیں گے۔ وہ بھی انشاءاللہ ہاؤسنگ کے priority ایجنڈے پر شامل ہے۔A part from this scheme آشیانہ سکیم کا بھی ایک پراجیکٹ بہاولپور میں launch ہو گا۔

جناب سپیکر: ماشاءاللہ۔ میرے خیال میں اب کافی کام ہو گیا ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں محکمے کے vision کے حوالے سے ایک بات عرض کرنا چاہتا ہوں اور اس کے بارے میں دریافت بھی کرنا چاہتا ہوں۔آپ دیکھیں کہ ہمارے ہاں جو پرائیویٹ سطح پر ہاؤسنگ سکیم کی mushroom growth ہوتی ہے، اب لاہور میں دیکھیں کہ اتنی ڈھیر ساری سکیمیں چاروں طرف بنی ہوئی ہیں کہ پورا ضلع لاہور مکمل ہاؤسنگ ایریا ہی بن گیا ہے۔ جس طرح شہروں کو extend کیا جاتا ہے تو ان کے مسائل بھی بڑھتے ہیں اور ان کو manage کرنا بھی مشکل ہو جاتا ہے۔ ایک author نے ایک book لکھی ہے "حضورؐ کے دور میں نظام بلدیات" اللہ کے نبیؐ کا اس میں یہ vision تھا کہ شہروں کو چھوٹا رکھا جائے۔ جب علامہ اقبال اٹلی گئے تھے تو یہی بات مسولینی کو بتائی کہ ہمارے نبیؐ نے یہ vision دیا ہے تو وہ بڑا حیران ہوا کہ اتنے سو سال پہلے ان کے نبیؐ نے اتنی بڑی بات کی ہے۔آپ کراچی کو دیکھ لیں کہ وہ اتنا بڑا ہو گیا ہے جس کی وجہ سے وہاں پر کوئی چیز کسی کے قابو نہیں آتی۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ محکمے کا کوئی اس طرح کا vision ہے کہ ہم اپنے شہروں کی حدود کو limited کریں؟ جب میں چین گیا تو میں نے اس بارے میں تفصیل لی تو پتا چلا کہ انہوں نے ہر شہر کو limited کیا ہوا ہے۔ جب کوئی شخص اس سے باہر کوئی گھر بنانا چاہتا ہے چاہے وہ private land ہو وہ اس کو allow نہیں کرتے۔ وہ کہتے ہیں کہ جو رقبہ ہم نے دے دیا ہے اس کے اندر ہی پانی، بجلی اور سیوریج کی سہولیات ہوں گی۔ میرا یہ سوال ہے کہ کیا محکمہ اس حوالے سے کوئی ایسا vision رکھتا ہے کہ ہم ہر شہر کے لئے کوئی limit بنائیں تاکہ وہاں بہتر طریقے سے سہولیات دے سکیں؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر ہاؤسنگ، اربن ڈویلپمنٹ اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! یہ بہت اچھا سوال ہے اور بہت valid ہے جو پلاننگ کے حوالے سے ہے۔ اب ہم 21 century میں داخل ہو چکے ہیں ہمارے جتنے شہر planned ہوں گے اتنا ہی ہماری آنے والی نسلوں کے لئے بہتر ہو گا۔ PHATA کا ایک اور مقصد ماسٹر پلاننگ کرنا ہے۔ ابھی ہماری اس سے پہلے بھی جو بورڈ میٹنگ پاس ہوئی ہے اس میں بھی ہم نے کوشش کی ہے کہ پچھلے جو ماسٹر پلان بنے ہوئے ہیں ان کو بھی update کیا جائے اور جن چار اضلاع میں ہم نے ماسٹر پلان کیا ہے جن کے ابھی مجھے نام یاد نہیں ہیں ان کو بھی ہم نے اپنی بورڈ میٹنگ میں شامل کیا ہے تاکہ سارے شہروں کی ایک ماسٹر پلاننگ ہو جائے۔ جب تک ماسٹر پلاننگ فائنل نہیں ہو گی اس وقت تک ہم شہروں کی growth کو صحیح طریقے سے کنٹرول نہیں کر سکتے۔

Definitely یہ vision بہت valid ہے اس پر سوچ بچار ہو رہی ہے اور اس پر انشاء اللہ مزید سوچ بچار بھی کی جائے گی جو ہمارے future کے لئے بہت ضروری ہے۔

جناب سپیکر: آپ پلاننگ کے مطابق کریں گے؟

وزیر ہاؤسنگ، اربن ڈویلپمنٹ اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب تنویر اسلم ملک): جی، پلاننگ کے مطابق کریں گے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال میاں نصیر احمد کا ہے۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 102 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور: گلزار انڈر پاس کی تعمیر و دیگر تفصیلات

*102: میاں نصیر احمد: کیا وزیر ہاؤسنگ، اربن ڈویلپمنٹ اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پرویز الٰہی دور حکومت میں لاہور کی نہر پر گلزار انڈر پاس (مسلم ٹاؤن، گارڈن ٹاؤن) کی تعمیر کی گئی تھی؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ انڈر پاس کی تعمیر سے قبل یہ فیصلہ کیا گیا تھا کہ وہاں پر جو درخت موجود ہیں انہیں زندہ حالت میں کسی دوسری جگہ منتقل کیا جائے گا؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو وہاں سے کتنے درختوں کو کس جگہ پر منتقل کیا گیا تھا نیز درختوں کی منتقلی پر کل کتنا خرچ آیا تھا؟

وزیر ہاؤسنگ، اربن ڈویلپمنٹ اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) یہ درست ہے کہ لاہور کی نہر پر پرویز الٰہی دور حکومت میں گلزار انڈر پاس (مسلم ٹاؤن، گارڈن ٹاؤن) کی تعمیر محکمہ کمیونیکیشن اینڈ ورکس پنجاب نے کی تھی۔

(ب) یہ درست ہے۔

(ج) انڈر پاس مذکورہ کی تعمیر کے ضمن میں سڑک کی توسیع میں آنے والے 799 درختوں کو زندہ حالت میں لاہور شہر میں جہاں مناسب جگہ پائی گئی منتقل کر دیا گیا درختوں کی منتقلی پر کل 15,423,194 روپے خرچ ہوئے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! میں اس جواب سے مطمئن ہوں میرا کوئی ضمنی سوال نہیں ہے۔

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔ اگلا سوال محترمہ شمیلہ اسلم کا ہے۔

محترمہ شمیلہ اسلم: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 153 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

تحصیل وہاڑی: واٹر سپلائی اور سیوریج کی سہولیات فراہم کرنے کی تفصیلات

*153: محترمہ شمیلہ اسلم: کیا وزیر ہاؤسنگ، اربن ڈویلپمنٹ اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) تحصیل وہاڑی کے جن علاقہ جات میں واٹر سپلائی اور سیوریج کی سہولت فراہم نہیں کی گئی ہے، حکومت ان علاقوں میں کب تک یہ سہولت فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(ب) کیا حکومت ضلع وہاڑی میں آشیانہ ہاؤسنگ سکیم بنانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر جواب اثبات میں ہے تو کس جگہ پر، کب تک اور اگر جواب نہ میں ہے تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر ہاؤسنگ، اربن ڈویلپمنٹ اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) تحصیل وہاڑی کی کل شہری آبادی 1,30,005 نفوس پر مشتمل ہے اس میں 85,504 کی آبادی کو واٹر سپلائی اور سیوریج کی سہولت میسر ہے جبکہ بقیہ 45,501 کی آبادی کو یہ سہولیات میسر نہیں ہیں۔ تحصیل وہاڑی میں کل 237 دیہات ہیں جن کی کل آبادی 7,72,523 افراد پر مشتمل ہے ان دیہات میں سے 15 دیہات کو واٹر سپلائی کی سہولت میسر ہے جن کی کل آبادی 1,35,910 افراد ہے۔ 60 دیہات کے عوام کو سیوریج / ڈرینج کی سہولت میسر ہے جبکہ بقیہ 177 دیہات جن کی آبادی تقریباً 3,67,290 ہے کو یہ سہولت میسر نہ ہے۔ حکومت پنجاب مرحلہ وار ان شہری اور دیہی علاقوں میں واٹر سپلائی / ڈرینج کی سہولت مہیا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔

(ب) وہاڑی شہر میں آشیانہ ہاؤسنگ سکیم کے لئے جگہ کا سروے کیا گیا جس کے موزوں نہ ہونے کی وجہ سے متبادل جگہ کی تلاش جاری ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ شمیلہ اسلم: جناب سپیکر! جواب کے جز (الف) میں بتایا گیا ہے کہ تحصیل وہاڑی تقریباً 85,504 کی آبادی اور 60 دیہاتوں کو واٹر سپلائی اور سیوریج کی سہولت میسر ہے جبکہ 45,501 شہری آبادی اور 177 دیہاتوں کو یہ سہولیات میسر نہیں ہیں۔ صورتحال یہ ہے کہ یہ سہولیات نہ ہونے کی وجہ سے علاقے کے لوگ متاثر ہو رہے ہیں، بیماریاں پھیل رہی ہیں اور ڈینگی پھیلنے کا خدشہ ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ حکومت یہ سہولیات ان علاقوں کو کب تک دینے کا ارادہ رکھتی ہے اور کیا آئندہ آنے والے بجٹ میں اس کے لئے رقم مختص کی جائے گی؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر ہاؤسنگ، اربن ڈویلپمنٹ اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! یہ سوال ٹھیک ہے، ضروریات لاحاصل ہیں۔ جتنی بھی سیوریج سکیمیں بنالیں، جتنی بھی ڈرینج سکیمیں بنالیں، جتنی بھی واٹر سپلائی سکیمیں بنالیں وہ کم ہیں۔ حکومت پنجاب نے اس سال بھی ایسے بلاک رکھے ہوئے ہیں جو واٹر سپلائی کے لئے بھی ہیں اور سیوریج کے لئے بھی ہیں۔ اگر حکومت پنجاب نے منظوری دے دی تو انشاء اللہ وہاڑی میں مزید واٹر سپلائی اور ڈرینج کی facility کو حاصل کرنے کی کوشش کی جائے گی۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! حکومت پنجاب تو آپ ہی ہیں، آپ بات کریں۔ آپ کے علاوہ کون حکومت ہے؟

وزیر ہاؤسنگ، اربن ڈویلپمنٹ اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! میں اس سلسلے میں مزید یہ گزارش کروں گا کہ وہاڑی کا 32 فیصد ایریا contaminated اور 42 فیصد ایریا brackish ہے۔ ایک تو خوشخبری یہ ہے کہ انشاء اللہ چیف منسٹر پنجاب کے vision کے مطابق کہ پورے صوبے کی عوام کو صاف پانی مہیا کیا جائے۔ ایک صاف پانی پراجیکٹ launch کیا جارہا ہے جس میں صرف ڈسٹرکٹ وہاڑی کے لئے 20 RO plant اور 55 UF plant شامل ہیں۔ امید ہے کہ بالخصوص brackish area میں 20 پلانٹ لگنے سے واٹر سپلائی کے مسائل حل کرنے میں کافی مدد ملے گی۔

جناب محمد ثاقب خورشید: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، ثاقب خورشید صاحب!

جناب محمد ثاقب خورشید: جناب سپیکر! جیسا کہ منسٹر صاحب نے بتایا ہے کہ ہم نے block allocation کی ہے۔ نئے بجٹ آنے میں صرف تین چار ماہ رہ گئے ہیں اگر ہمیں خصوصی package سے ہمارے پانچ دس دیہات واٹر سپلائی کے لئے اور پانچ دس دیہات سیوریج کے لئے مختص کر دیں تو ہم زیادہ مشکور ہوں گے۔ میں اس سلسلے میں چیف منسٹر صاحب سے بھی ملا تھا میں نے شہر کی واٹر سپلائی اور سیوریج کا نظام۔۔۔

جناب سپیکر: آپ ضمنی سوال کریں، یہ کیا کر رہے ہیں؟ یہ تو آپ تجاویز دے رہے ہیں وہ آپ ان کو علیحدہ سے دے دیں۔

جناب محمد ثاقب خورشید: جناب سپیکر! یہ ایوان میں commitment کریں کہ یہ ہمیں اس block allocation میں پانچ دیہات واٹر سپلائی اور پانچ دیہات سیوریج کے دیں گے۔ انہوں نے جز (ب) میں بتایا ہے کہ وہاڑی شہر میں آشیانہ ہاؤسنگ سکیم کے لئے جگہ کا سروے کیا گیا لیکن وہاں موزوں جگہ نہ ہے۔ میں آج ان کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ شہر کے ساتھ 65 ایکڑ رقبہ الحمدللہ میں نے ابھی پچھلے دنوں ڈی سی او صاحب سے کہہ کر eject کروایا ہے وہ کسی قبضہ گروپ سے جان چھڑوائی ہے۔ اگر وہاں آشیانہ سکیم بنا دیں تو ہم ان کے زیادہ ممنون ہوں گے۔

جناب سپیکر: چلیں، آپ منسٹر صاحب سے علیحدگی میں مل لیں۔

وزیر ہاؤسنگ، اربن ڈویلپمنٹ اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! جس طرح سے انہوں نے سب سے پہلے وہاڑی شہر کی بات کی ہے تو اس سلسلے میں میری ایک گزارش ہو گی کہ وہاڑی شہر میں canal source کے ذریعے واٹر سپلائی کافی حد تک چل رہی ہے اور وہاڑی شہر کی تقریباً 65 فیصد coverage ہو رہی ہے لیکن definitely اس میں مزید گنجائش بھی ہے۔ اب انہوں نے جو مجھ سے commitment کی بات کی ہے تو میں یہاں اس حد تک بات کر سکتا ہوں کہ انشاء اللہ میری پوری کوشش ہو گی، پورا پنجاب دس کروڑ آبادی کا صوبہ ہے اور اس میں 36 اضلاع ہیں۔ میری پوری کوشش ہو گی کہ میں وہاڑی کے لئے کوئی سکیم حاصل کروں اور آشیانہ کے حوالے سے اگر ان کے پاس کوئی اچھی offer ہے، کوئی اچھی site ہے تو اس کی بالکل نشاندہی کریں اگر وہ آشیانہ کے criteria کے مطابق پوری اترتی ہو گی تو وہاں آشیانہ سکیم بنائیں گے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ اگلا سوال جناب جاوید اختر صاحب کا ہے۔۔۔وہ تشریف نہیں رکھتے لہذا یہ سوال dispose of کیا جاتا ہے۔اگلا سوال جناب ظہیر الدین خان علیزئی کا ہے۔

جناب ظہیر الدین خان علیزئی: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 310 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع ملتان: واٹر سپلائی کی زیر التواء سکیمیں و دیگر تفصیلات

*310: جناب ظہیر الدین خان علیزئی: کیا وزیر ہاؤسنگ، اربن ڈویلپمنٹ اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع ملتان میں 11-2010 اور 12-2011 میں کل کتنی واٹر سپلائی سکیمیں شروع کی گئیں، ان میں سے کتنی سکیمیں چالو حالت میں ہیں اور کتنی ابھی تک زیر التواء ہیں اور کیوں؟

(ب) جو سکیمیں چالو حالت میں ہیں ان کی چیکنگ جن اعلیٰ آفیسر ان نے کی، ان کے نام و عہدہ سے بھی آگاہ کریں، ان سکیموں پر جو اخراجات آئے کیا ان کا آڈٹ کروایا گیا اگر نہیں تو کیوں؟

(ج) پی پی۔194 ملتان میں اس وقت کتنی واٹر سپلائی سکیمیں چالو حالت میں ہیں اور کتنی کب سے بند پڑی ہیں، اس کی وجوہات سے بھی آگاہ کریں؟

وزیر ہاؤسنگ، اربن ڈویلپمنٹ اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف)

(i) ضلع ملتان میں 11۔2010 میں محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کے زیر نگرانی تین واٹر سپلائی سکیمیں شروع کی گئیں اور 12۔2011 میں محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کے زیر نگرانی ایک واٹر سپلائی سکیم شروع کی گئی۔

(ii) جن میں سے دو سکیمیں چالو حالت میں ہیں اور دو سکیمیں زیر التواء ہیں کیونکہ یہ دونوں سکیمیں سالانہ ترقیاتی پروگرام 14۔2013 میں شامل نہ کی گئی ہیں۔ تفصیل کے لئے فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(iii) واسا، ملتان ضلع ملتان کا شہری علاقہ جو واسا ملتان کے زیر انتظام ہے وہاں 11۔2010 اور 12۔2011 میں واٹر سپلائی کی کوئی سکیم شروع نہ کی گئی ہے۔

(ب) جو سکیمیں چالو حالت میں ہیں ان کی چیکنگ درج ذیل آفیسران نے کی:
1۔ مسٹر اسرار حسین شاہ گیلانی سپرنٹنڈنگ انجینئرنگ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ سرکل ملتان،
2۔ قاضی اللہ یار سپرنٹنڈنگ انجینئر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ سرکل ملتان،
3۔ مسٹر وکٹر جوزف ایگزیکٹو انجینئر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ڈویژن ملتان،
4۔ شیخ محمد منیر اختر ایگزیکٹو انجینئر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ڈویژن ملتان،
5۔ مسٹر عطاء اللہ شاہ سب ڈویژنل آفیسر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ڈویژن ملتان،
6۔ راؤ عبدالوحید سب ڈویژنل آفیسر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ سب ڈویژن شجاع آباد،
7۔ مسٹر تجمل حسین بھٹہ سب ڈویژنل پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ڈویژن شجاع آباد،

ان سکیموں پر اخراجات کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے اور یہ کہ ان سکیموں کا سالانہ آڈٹ کروالیا گیا ہے۔

(ii) واسا، ملتان ضلع ملتان کا شہری علاقہ جو واسا ملتان کے زیر انتظام ہے وہاں 11-2010 اور 12-2011 میں واٹر سپلائی کی کوئی سکیم شروع نہ کی گئی ہے۔

(ج) حلقہ پی پی۔194 ملتان میں واسا کے زیر انتظام واٹر سپلائی کی تمام سکیمیں چالو حالت میں ہیں اور 27 ٹیوب ویل جن میں سے 12 نئے اور 15 پرانے ہیں، تمام چالو حالت میں ہیں۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب ظہیر الدین خان علیزئی: جناب سپیکر! یہ سوال ضلع ملتان اور واسا کی کارکردگی سے متعلق ہے۔ میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ 30 کروڑ کی رقم جس کی allocation ہو چکی تھی پچھلے آٹھ مہینوں سے وہ رقم ابھی تک ملتان کو نہیں دی گئی۔ اس کے علاوہ واسا کے پاس اس وقت ملتان شہر کی ڈویلپمنٹ کے لئے ایک روپیہ بھی موجود نہیں ہے۔ جو حضرات یہاں جنوبی پنجاب سے تعلق رکھتے ہیں وہ سب بہتر سمجھتے ہیں اور ان کے سامنے واسا کی حالت ہے۔ اس کے علاوہ 15 سو ملین کی سکیم وزیر اعلیٰ پنجاب نے 2012 میں خود ملتان شہر جا کر announce کی تھی اس سکیم سے بھی ابھی تک ہمیں ایک روپیہ نہیں ملا۔ اگر آپ ملتان شہر میں واسا کی حالت جا کر دیکھیں تو بارشوں کے سیزن میں وہاں پر بُری حالت ہے۔

جناب سپیکر: آپ مجھے یہ بتائیں کہ آپ کا ضمنی سوال کیا ہے؟

جناب ظہیر الدین خان علیزئی: جناب سپیکر! میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ واسا۔۔۔

جناب سپیکر: جی، اس طرح نہیں پوچھا جاتا جس طریقے سے آپ بات کر رہے ہیں۔ یہ سوال آپ نے دیا ہے اس کا جواب آپ نے پڑھ لیا ہے۔

جناب ظہیر الدین خان علیزئی: جناب سپیکر! میں اسی چیز پر آ رہا ہوں۔ میں یہ پوچھنا چاہ رہا ہوں کہ ہمارے ملتان کے اندر واسا کی 40 سے 45 سال پرانی سیوریج پائپ لائنز ہیں تو کیا حکومت کا کوئی ایسا ارادہ ہے کہ ان کو renew کرے گی؟ ان کو بہتر حالت میں لائیں گے یا نہیں لائیں گے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر ہاؤسنگ، اربن ڈویلپمنٹ اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! سوال واٹر سپلائی کے متعلق ہے اور ضمنی سوال سیوریج کے متعلق آ رہا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: چلیں! بتا دیں کوئی بات نہیں، ان کو ذرا satisfy کریں۔

وزیر ہاؤسنگ، اربن ڈویلپمنٹ اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! سوال واٹر سپلائی کے بارے میں ہے اور میں اب تکے مارتا رہوں تو وہ میری عادت نہیں ہے یہ fresh question بنتا ہے۔

جناب سپیکر: چلیں! آپ fresh question کر لیں پھر ہم ان سے جواب لیں گے۔

جناب ظہیر الدین خان علیزئی: جناب سپیکر! یہ پھر واسا کے متعلق satisfy کر دیں۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر ہاؤسنگ، اربن ڈویلپمنٹ اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! میں واسا کے بارے میں satisfy کرنا چاہتا ہوں کہ الحمد للہ میں پنجاب میں یا اس ملک میں کوئی چیز ideal تو قرار نہیں دوں گا کہ ہر چیز بالکل ideal ہے لیکن ملتان کی حد تک واٹر سپلائی کا جو مسئلہ ہے۔ وہاں ملتان میں 102 ٹیوب ویل operate کر رہے ہیں اور سارے کے سارے functional ہیں۔ واٹر سپلائی کی حد تک ملتان کو صاف اور میٹھا پانی مہیا کیا جا رہا ہے۔ باقی جو انہوں نے سیوریج کے متعلق بات کی ہے اس کے متعلق میرے پاس ابھی detail information نہیں ہے۔ اب next session میں fresh question کریں، انشاء اللہ ان کی تسلی کے مطابق جواب دیا جائے گا۔

جناب سپیکر: اگلا سوال جناب فیضان خالد ورک صاحب کا ہے۔

جناب فیضان خالد ورک:جناب سپیکر!سوال نمبر393ہے،جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر:جی،جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع شیخوپورہ:ٹیوب ویلز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*393:جناب فیضان خالد ورک:کیاوزیر ہاؤسنگ،اربن ڈویلپمنٹ اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع شیخوپورہ میں12۔2011سے آج تک واٹر سپلائی کے لئے کتنے ٹیوب ویل کس کس جگہ پر لگائے گئے؟

(ب) اس میں کتنے ٹیوب ویل چالو حالت میں ہیں اور کتنے خراب ہیں۔جو خراب ہیں ان کو کب ٹھیک کر دیا جائے گا؟

(ج) ضلع شیخوپورہ کی آبادی کے لئے روزانہ کتنے گیلن پانی کی ضرورت ہے؟

(د) ان ٹیوب ویلوں سے روزانہ کتنے گیلن پانی مذکورہ شہر کو فراہم کیا جاتا ہے؟

(ہ) کیا حکومت اس شہر میں مزید ٹیوب ویل برائے واٹر سپلائی لگانے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک؟

وزیر ہاؤسنگ،اربن ڈویلپمنٹ اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ(جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) 12۔2011سے آج تک واٹر سپلائی کے لئے محکمہ کے پاس کوئی نئی واٹر سپلائی کی سکیم(سالانہ ترقیاتی پروگرام)میں نہ آئی ہے اور نہ ہی کوئی ٹیوب ویل لگایا گیا ہے۔

(ب) 12۔2011کے بعد کوئی نیا ٹیوب ویل نہیں لگایا گیا ہے۔

(ج)

شیخوپورہ کی کل آبادی	3713932نفوس
اربن	1163408نفوس
رورل	2550524نفوس
روزانہ پانی کی ڈیمانڈ	
اربن	46536320گیلن یومیہ
رورل	76509720گیلن یومیہ

(د) محکمہ ہذا نے12۔2011کے بعد سے اب تک کوئی نیا ٹیوب ویل نہ لگایا گیا ہے۔

(ہ) حکومت اس سال شہر میں مزید کوئی ٹیوب ویلز لگانے کا ارادہ نہیں رکھتی۔

جناب سپیکر:جی،کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب فیضان خالد ورک: جناب سپیکر! [******] مختصر سا پوچھوں گا۔

جناب سپیکر: نہیں، [****] ایسا کرنے کی بات نہ کریں۔ یہ الفاظ کارروائی سے حذف کر دیئے جائیں۔

جناب فیضان خالد ورک: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے منسٹر صاحب سے صرف اتنا پوچھنا چاہ رہا ہوں کہ میں نے اپنے سوال کے جز(ب) میں پوچھا تھا کہ اس میں کتنے ٹیوب ویل چالو حالت میں ہیں، کتنے خراب ہیں اور جو خراب ہیں وہ کب تک ٹھیک ہو جائیں گے جس کا جواب انہوں نے دیا ہے وہ مجھے سمجھ نہیں آ رہا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ 12-2011 کے بعد ہم نے ٹیوب ویل ہی نہیں لگایا۔ میں نے تو پوچھا ہے کہ جو ٹیوب ویل خراب ہیں وہ چالوں کریں گے تو کب کریں گے؟ یہ کہتے ہیں کہ 2011-12 کے بعد ٹیوب ویل لگایا ہی نہیں تو میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا آج تک کوئی ٹیوب ویل لگا ہی نہیں؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر ہاؤسنگ، اربن ڈویلپمنٹ اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! اس کا جواب میں اس طرح دینا چاہوں گا کہ جز(ب) جز(الف) سے related ہے۔ جز(الف) یہ ہے کہ کیا 12-2011 میں کوئی نیا ٹیوب ویل لگایا گیا ہے؟ اس کے context میں یہ جواب دیا گیا ہے کہ 12-2011 میں کوئی نیا ٹیوب ویل نہیں لگایا گیا اس لئے وہ خراب نہیں ہیں۔

جناب سپیکر: انہوں نے پوچھا یہ بھی ہے کہ کتنے خراب ہیں؟

جناب فیضان خالد ورک: جناب سپیکر! میں نے پوچھا یہ تھا کہ کتنے خراب ہیں اور اگر خراب ہیں تو وہ کب تک ٹھیک کر کے چالو کر دیئے جائیں گے؟

جناب سپیکر: آپ نے 12-2011 کے بارے میں پوچھا ہے۔

وزیر ہاؤسنگ، اربن ڈویلپمنٹ اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! انہوں نے جز(ب) میں پوچھا ہے اور جز(ب) میں جواب دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: وہ technically ٹھیک ہے۔ اب بتائیں کیا کریں؟ آپ نے specific اس طرح سے پوچھا ہے کہ 12-2011 سے آج تک واٹر سپلائی کے لئے کتنے ٹیوب ویل کس کس جگہ پر لگائے گئے ہیں اور اس کا انہوں نے آپ کو جواب دیا ہے۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب فیضان خالد ورک: جناب سپیکر! وہ تو جز (الف) ہے اور ذرا جز (ب) بھی پڑھیں۔

جناب سپیکر: اس میں کتنے ٹیوب ویل چالو حالت میں ہیں؟

جناب فیضان خالد ورک: جناب سپیکر! یہ بھی لکھا ہے کہ اور کتنے خراب بھی ہیں۔

جناب سپیکر: جی، جواب اسی سے relate کر رہا ہے۔

جناب فیضان خالد ورک: جناب سپیکر! چلیں، ٹھیک ہے۔ ویسے جواب سوال سے relate نہیں کر رہا ہے۔

جناب سپیکر: جی، relate کر رہا ہے، کس طرح نہیں کر رہا؟ دیکھیں! جو سوال جز (الف) میں آیا ہے وہ 12-2011 سے متعلقہ ہے۔

جناب سپیکر: جی، یہ اگلا سوال بھی آپ کا ہے۔ سوال نمبر بولئے گا۔

جناب فیضان خالد ورک: جناب سپیکر! سوال نمبر 394 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

شیخوپورہ: محکمہ کو فراہم کی گئی رقم و دیگر تفصیلات

*394: جناب فیضان خالد ورک: کیا وزیر ہاؤسنگ، اربن ڈویلپمنٹ اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ شیخوپورہ کو سال 11۔2010 اور 12۔2011 کے دوران کتنی رقم کس کس مد میں وصول ہوئی؟

(ب) متذکرہ سالوں کے دوران کتنی رقم کن کن سکیموں پر خرچ ہوئی، سکیموں کے نام، تخمینہ لاگت اور مدت تکمیل وغیرہ کی مکمل تفصیلات سے آگاہ کیا جائے؟

(ج) اس وقت کتنی سکیمیں مکمل ہو چکی ہیں اور کتنی پر کام جاری ہے جن سکیموں پر کام جاری ہے وہ کب تک مکمل ہو جائیں گی؟

وزیر ہاؤسنگ، اربن ڈویلپمنٹ اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ شیخوپورہ کو سال 11۔2010 اور 12۔2011 کے دوران موصول ہونے والی رقم درج ذیل ہے۔

نام سیکٹر	تعداد سکیم	مہیا کردہ فنڈز11۔2010
اربن واٹر سپلائی	6عدد	13.132ملین
اربن سیوریج	9عدد	252.483ملین
رورل واٹر سپلائی	7عدد	31.469ملین
رورل سیوریج/ڈرینج	31عدد	137.767ملین
ٹوٹل	53عدد	434.851ملین
نام سیکٹر	تعداد سکیم	مہیا کردہ فنڈز 11۔2010
اربن واٹر سپلائی	8عدد	40.100ملین
اربن سیوریج	12عدد	389.734ملین
رورل واٹر سپلائی	7عدد	28.997ملین
رورل سیوریج/ڈرینج	41عدد	129.555ملین
ٹوٹل	68عدد	588.386ملین

(ب) تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) مکمل سکیمیں=67عدد(تفصیل"Annex-A"ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)

جاری سکیمیں=18عدد(تفصیل"Annex-B"ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)

اس مالی سال14۔2013میں 9عدد سکیمیں جون 2014تک مکمل ہو جائیں گی اور باقی سکیمیں اگلے مالی سال15۔2014میں فنڈز مہیا ہونے پر جون 2015تک مکمل ہو جائیں گی۔

جناب سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب فیضان خالد ورک: جناب سپیکر! میں جز(الف) کے بارے میں پوچھنا چاہوں گا کہ انہوں نے جواب میں دیا ہوا ہے کہ رورل ایریا میں واٹر سپلائی کی سات سکیمیں ہیں تو مجھے منسٹر صاحب مہربانی کر کے صرف ان سکیموں کے نام بتا دیں؟

جناب سپیکر: جی، رورل ایریا کی سات سکیمیں جو آپ نے بتائی ہیں ان کے نام بتا دیں۔ یہ سوال تو relevantہے۔

وزیر ہاؤسنگ، اربن ڈویلپمنٹ اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! میرے پاس پوری53سکیموں کی لسٹ ہے۔ مجھے اب ان 53سکیموں میں سے سات سکیمیں تلاش کرنی پڑیں گی۔ میرے پاس پوری لسٹ موجود ہے۔ اس کے آگے آپ کوdetailبھی چاہئے؟

جناب سپیکر: جی، بس ٹھیک ہے وہ مطمئن ہو گئے ہیں۔ اگلا سوال محترمہ راحیلہ خادم حسین صاحبہ کا ہے۔

محترمہ نگہت شیخ: جناب سپیکر! .on her behalf

جناب سپیکر: دیکھیں! آپ کی مہربانی اس رواج کو تھوڑا سا کم کریں۔ جن کا سوال ہو وہی اس کا جواب لے تو بہتر ہے۔

محترمہ نگہت شیخ: جناب سپیکر! وہ مجھے کچھ دن پہلے ملی تھی۔۔۔

جناب سپیکر: آپ اپنی جگہ پر ٹھیک ہیں۔ آپ اپنا فرض ٹھیک طرح سے ادا کر رہی ہیں لیکن جن کا اصل فرض تھا ان کو بھی ادا کرنا چاہئے۔ یہ کوئی ضروری نہیں ہے کہ آپ on behalf آ جائیں اور میں آپ کو allow کر دوں۔ .I am not bound آپ تشریف رکھیں۔ اس کی defeat ایسی ہی ہونی چاہئے کہ جو نہیں آئے ہیں تو ان کے سوالات کو جانا چاہئے لہذا یہ سوال dispose of کیا جاتا ہے۔ جی، اگلا سوال بھی محترمہ راحیلہ خادم حسین صاحبہ کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا یہ سوال dispose of کیا جاتا ہے۔ جی، اگلا سوال جناب اعجاز خان صاحب کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا یہ سوال dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال میاں محمد اسلم اقبال صاحب کا ہے۔ سوال نمبر بولئے گا۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! سوال نمبر 457 ہے، منسٹر صاحب اس کا جواب پڑھ دیں۔

لاہور: ایل ڈی اے پلازہ میں آگ لگنے سے جانی و مالی نقصان و دیگر تفصیلات

*457: میاں محمد اسلم اقبال: کیا وزیر ہاؤسنگ، اربن ڈویلپمنٹ اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حال ہی میں ایل ڈی اے پلازہ کے پانچویں فلور میں آگ لگ گئی تھی، جس سے کافی جانی اور مالی نقصان ہوا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ پلازا میں میٹرو بس منصوبہ کے متعلق ضروری اور قیمتی کاغذات کے علاوہ دیگر محکمہ جات کے دفاتر بھی تھے اور ان کے ضروری کاغذات اور قیمتی سامان بھی تھا؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ سانحہ میں کتنی جانیں ضائع ہوئیں، کتنا مالی نقصان ہوا، ہلاک ہونے والے اور زخمی اشخاص کی حکومت نے کیا مالی امداد کی ہے، کیا اس

سانحہ کی انکوائری کروائی گئی ہے تو رپورٹ ایوان میں پیش کی جائے، اگر انکوائری نہیں ہوئی تو جوڈیشل انکوائری کروانے اور رپورٹ سے ایوان کو آگاہ کرنے کو تیار ہے، اگر ہاں تو کب تک ؟

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! اب جواب پڑھ دیں۔

وزیر ہاؤسنگ، اربن ڈویلپمنٹ اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے کہ ایل ڈی اے پلازہ میں مورخہ 09.05.2013 کو آگ لگی تھی۔ آگ ساتویں منزل پر لگی تھی جس نے پانچویں، آٹھویں اور نویں منازل کو اپنی لپیٹ میں لے لیا تھا۔ اس سانحہ میں 23 افراد جاں بحق ہوئے اور تقریباً 8 کروڑ روپے کا مالی نقصان ہوا۔

(ب) جی نہیں۔ جہاں تک میٹرو بس منصوبے کے ریکارڈ کا تعلق ہے ایسا کوئی ریکارڈ ایل ڈی اے پلازہ میں موجود نہ تھا۔ یہ درست ہے کہ ایل ڈی اے پلازہ کی متاثرہ منازل پر دیگر محکمہ جات جن میں پنجاب سمال انڈسٹریز اور SMEDA شامل ہیں، کے دفاتر موجود تھے اور ان کے ضروری کاغذات اور قیمتی سامان بھی موجود تھا۔

(ج) اس سانحہ کل 23 جانیں ضائع ہوئی اور تقریباً آٹھ کروڑ روپے مالیت کا نقصان ہوا۔ ایل ڈی اے کی طرف سے جاں بحق ہونے والے 23 افراد کے لواحقین کو دس لاکھ شدید زخمی ہونے والے تین افراد کو ایک لاکھ معمولی زخمی ہونے والے سات افراد کو پچاس ہزار فی کس دیئے گئے اس سانحہ میں چار افراد کی جان بچانے پر Sun TV کے سکیورٹی گارڈ غلام قادر کو ایل ڈی اے کی طرف سے پانچ لاکھ دیئے گئے۔ حکومت پنجاب کی طرف سے جاں بحق ہونے والے افراد کے لواحقین کو پانچ لاکھ روپے دیئے گئے۔ اس کے علاوہ سانحہ میں جاں بحق ہونے والے ایل ڈی اے ملازمین کے لواحقین کو پنشن اور PCS(Appointment of Condition of Service) Rules 1974 کے رول 17/A کے تحت پانچ فوت شدگان کے لواحقین کی درخواستیں موصول ہوئیں، جس کے تحت ان کے بچوں کو ایل ڈی اے میں ملازمت دے دی گئی ہے۔ ایل ڈی اے پلازہ میں آتشزدگی کی وجہ معلوم کرنے کے لئے حکومت پنجاب کی طرف سے سیکرٹری مواصلات و تعمیرات کی سربراہی میں مندرجہ ذیل کمیٹی بنائی گئی؟

(i) سیکرٹری (سی اینڈ ڈبلیو) گورنمنٹ آف دی پنجاب

(ii) نئیر علی دادا، ممبر سول سوسائٹی

(iii) ممبر (ٹیکنیکل)CMIT

(iv) ڈائریکٹر سول ڈیفنس پنجاب

(v) پروفیسر آف سول انجینئرنگ،UETلاہور

(vi) پروفیسر آف سٹرکچرل انجینئرنگ،UET،لاہور

(Vii) ایڈیشنل کمشنر،لاہور

درج بالا کمیٹی کی تجویز پر وزیراعلیٰ معائنہ ٹیم کو انکوائری سونپی گئی۔ کمیٹی کے ممبران مندرجہ ذیل ہیں:

(I) طاہر یوسف، ممبر جنرل CMIT-I

ii محمد اعظم اعوان، ممبر جنرل CMIT-IV

(iii انسپکٹر جنرل آف پولیس، پنجاب کا نامزد کردہ رکن اس کمیٹی کی رپورٹ میں LDA اور LOS کے چند افسران / ملازمین کے خلاف مجرمانہ غفلت پر کارروائی اور چند افسران / ملازمین کے خلاف محکمانہ کارروائی کی ہدایت کی گئی ہے جو زیر عمل ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! جز (الف) کا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس میں تقریباً آٹھ کروڑ روپے کا مالی نقصان بتایا گیا ہے۔ آپ کے توسط سے گزارش ہے کہ وزیر صاحب اس کی تفصیل بتادیں؟

وزیر ہاؤسنگ، اربن ڈویلپمنٹ اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! اس کی تفصیل بہت لمبی ہے اس میں چھوٹی موٹی بہت ساری چیزیں ہیں۔ میں ابھی یہاں پر exact detail تو provide نہیں کر سکتا لیکن اس میں ہر چیز شامل ہے جب کسی بلڈنگ کو آگ لگے گی تو اس کا فرنیچر، equipment ضائع ہوں گے اس کی بہت بڑی detail ہے لیکن ابھی میرے پاس موجود نہیں ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! یہاں پر آٹھ کروڑ روپے کے مالی نقصان کی بات کی گئی ہے۔ میں وزیر صاحب سے یہ بھی پوچھنا چاہتا ہوں کہ بلڈنگ کے سٹرکچر کو جو نقصان پہنچا ہے صرف اس کو demolish کرنے کے لئے تیرہ کروڑ روپے کا ٹھیکہ دیا گیا ہے۔ یہاں پر detail پوچھنے کا مقصد یہ ہے کہ اس تمام مالی نقصان کی detail بتائی جائے اور یہ کوئی fresh question نہیں ہے۔ میں نے اپنے سوال کے اندر اس کی detail پوچھی ہے لہذا آپ کے توسط سے گزارش ہے کہ مجھے یہ detail ایوان میں بتائی جائے۔

وزیر ہاؤسنگ، اربن ڈویلپمنٹ اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! یہاں detail کا لفظ تو استعمال نہیں ہوا سوال یہ تھا کہ جانی اور مالی نقصان کتنا ہوا؟ جتنا ہوا وہ بتا دیا ہے۔ اس سوال سے تو پتا نہیں لگ رہا کہ اس کی detail ہونی چاہئے تھی۔

میاں محمد اسلم اقبال: آپ جز (الف) کا جواب پڑھ لیں۔

وزیر ہاؤسنگ، اربن ڈویلپمنٹ اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! اس سے کافی جانی و مالی نقصان ہوا۔

میاں محمد اسلم اقبال: جز (ج) میں ہے کہ نقصان کی detail بتا دیں۔

جناب سپیکر: انہوں نے بتا تو دیا ہے۔ جو آپ بات کر رہے ہیں اس کی علیحدہ بات کرتے ہیں۔ منسٹر صاحب! بلڈنگ کی dismantling کا جو 13 کروڑ روپے کا ٹھیکہ دیا گیا ہے آپ کو اس بارے میں پتا ہے؟

میاں محمد اسلم اقبال: کیا وہ بلڈنگ کے نقصان میں شامل نہیں ہے، کیا وہ نقصانات میں شامل نہیں ہے؟ جب انہوں نے ایل ڈی اے پلازہ کے چار فلور گرا دیئے ہیں تو پانچواں فلور بھی اس قابل نہیں ہے اس لئے اسے بھی گرانے کا plan کیا جا رہا ہے لہٰذا اس کی تفصیل بھی بتا دیں چونکہ وہ بھی اسی نقصان میں ہے۔

جناب سپیکر: اس طرح بتانا تو ممکن نہیں ہوگا۔

وزیر ہاؤسنگ، اربن ڈویلپمنٹ اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! اگر آپ نے اسی طرح conversation کو آگے بڑھانا ہے تو ذرا سوال کو دوبارہ پڑھتے ہیں۔ کیا یہ درست ہے کہ حال ہی میں ایل ڈی اے پلازہ کی پانچویں منزل میں آگ لگ گئی تھی جس سے کافی جانی اور مالی نقصان ہوا۔ آپ نے specifically question کیا ہے کہ حال ہی میں جو آگ لگی ہے اس ٹائم موقع پر کیا نقصان ہوا ہے۔ اگر آپ اس کو پورا elaborate کر دیتے تو شاید میں آپ کو اس کی پوری detail دینے کی پوزیشن میں آ جاتا۔

میاں محمد اسلم اقبال: منسٹر صاحب! آپ اس کا جز (ج) بھی پڑھ لیں وہ بھی اس سوال کا حصہ ہے اور میرا اگلا ضمنی سوال جز (ج) کے حوالے سے ہے۔ میں سوال کو repeat کر دیتا ہوں تاکہ وزیر صاحب ضمنی سوال کو دیکھ سکیں۔ سوال کا جز (ج) یہ تھا کہ مذکورہ سانحہ میں کتنی جانیں ضائع ہوئیں، کتنا مالی نقصان ہوا؟ کتنا مالی نقصان ہوا اس کی تفصیل پوچھی گئی ہے۔ ہلاک ہونے والے اور زخمی اشخاص کی حکومت نے

کیا مالی امداد کی ہے؟ اگر اس سانحہ کی انکوائری کروائی گئی ہے تو رپورٹ ایوان میں پیش کی جائے، نہیں ہوئی تو جوڈیشل انکوائری کرائی جائے اور رپورٹ سے ایوان کو آگاہ کیا جائے۔ اگر ہاں تو کب تک؟ منسٹر صاحب جو کہہ رہے ہیں کہ میں نے تمام چیزیں نہیں پوچھیں، میں نے وہ ساری چیزیں جز(ج) میں پوچھی ہیں۔

جناب سپیکر! دوسری بات یہ ہے کہ سوال میں جو انکوائری رپورٹ کا کہا ہے کیا وہ ایوان میں پیش کی گئی ہے یا پیش کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں؟ اگلی بات یہ ہے کہ انہوں نے کن ملازمین کے خلاف action لیا اس کی detail بتائی جائے، ان کا گریڈ کیا ہے detail بتائی جائے تاکہ اس ایوان کو پتا چلے کہ کس گریڈ کے بندے کے خلاف کیا action لیا گیا ہے۔ یہ نہیں ہے کہ بڑی مچھلیاں چھوٹ گئی ہیں اور کسی چھوٹی مچھلی کو پکڑ کر اسے سزاوار قرار دے دیا گیا ہے اور کن بندوں پر fix responsibility کی گئی ہے؟

وزیر ہاؤسنگ، اربن ڈویلپمنٹ اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! کتنا مالی نقصان ہوا، میں نے اس کے متعلق پہلے بھی عرض کر دیا ہے کہ آٹھ کروڑ روپے کا نقصان ہوا ہے لیکن اس کی detail میرے پاس نہیں ہے، یہ آپ کا جو اگلا سوال cost of demolition ہے اس پر تقریباً ساڑھے دس کروڑ روپیہ مزید خرچ ہوا ہے۔ جو responsibility کی بات ہے اس سلسلے میں CMIT نے جو انکوائری کی ہے اس میں 16 آدمیوں کو show cause notice issue ہو گئے ہیں۔ سب سے بڑی سزا removal from service ہوتی ہے پھر damages اس پر چلیں گے ان کو show cause notice issue ہو چکے ہیں۔ اس میں سردار اکبر نکئی سیکرٹری ایل او ایس، عبدالرزاق ڈپٹی ڈائریکٹر EME، علی اصغر سید منیجر LOS، حاجی سرفراز اسسٹنٹ کمپٹرولر ایل ڈی اے، محمد نعمان خان اسسٹنٹ ڈائریکٹر، عبدالمتین ناصر اسسٹنٹ انجینئر، یونس الہیٰ سب انجینئر۔۔۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! گزارش ہے کہ۔۔۔

جناب سپیکر: آپ ان کو بولنے بھی نہیں دیتے۔ میں نے floor ان کو دیا ہے۔ آپ پہلے ان کی بات سنیں پھر اس کے بعد بات کریں۔ جی، منسٹر صاحب!

وزیر ہاؤسنگ، اربن ڈویلپمنٹ اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! اس طرح یہ سولہ بندوں کی لسٹ ہے جس میں الیکٹریکل سپروائزرز، اسسٹنٹ انجینئرز اور ڈائریکٹر شامل

ہیں۔ایل ڈی اے نے چودہ furtherآدمیوں کے خلاف متعلقہ تھانے میں درخواست بھیجی ہوئی ہے تاکہ ان پر مجرمانہ غفلت برتنے پر ایف آئی آر کا اندراج کیا جائے۔

جناب سپیکر:معزز ممبر مکمل انکوائری کی رپورٹ چاہتے ہیں۔آپ کو مکمل انکوائری کی رپورٹ ایوان میں لے آنی چاہئے آپ اس کے لئے کوئی dateلے لیں تو بہتر ہے تاکہ ان کی بھی تسلی ہو جائے۔

وزیر ہاؤسنگ،اربن ڈویلپمنٹ اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب تنویر اسلم ملک):جناب سپیکر! انشاءاللہ اس کی انکوائری رپورٹ بھی ایوان میں پیش کر دی جائے گی۔

میاں محمد اسلم اقبال:کب تک ؟

وزیر ہاؤسنگ،اربن ڈویلپمنٹ اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب تنویر اسلم ملک):اگلے اجلاس تک۔

جناب سپیکر:آپ پابندی تو نہیں لگا سکتے۔

میاں محمد اسلم اقبال:جناب سپیکر!انہوں نے next Sessionکے لئے commitکر لیا ہے۔اسی سے متعلقہ ضمنی سوال ہے میں وضاحت چاہوں گا کہ جن آفیسرز پر fix responsibilityکی گئی ہے کیا یہ تو نہیں ہے کہ ان کو نیچے سے clearکر دیا گیا ہے اور وہ دوبارہ ایل ڈی اے میں نوکری کر رہے ہیں؟

جناب سپیکر:اگر exonerateہو گئے پھر تو نوکری کر سکتے ہیں۔

وزیر ہاؤسنگ،اربن ڈویلپمنٹ اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب تنویر اسلم ملک):جناب سپیکر! اس سلسلے میں گزارش ہے کہ جیسے میں نے عرض کیا کہ سولہ بندوں کو show cause notice issueکر دیئے گئے ہیں اس میں ایک time periodہے انہیں 24-01-2014 کو show cause notice issueکر دیئے گئے ہیں۔سرکاری ملازم کو show cause noticeکے بعد حق حاصل ہے کہ وہ اپنی صفائی پیش کرے۔اگر انہوں نے اپنی صفائی دے دی۔۔۔

MR SPEAKER: None should be condemned unheard.

جب تک آپ ان کو سنیں گے نہیں اس وقت تک ان کے خلاف فیصلہ تو نہیں دے سکیں گے۔

میاں محمد اسلم اقبال:ٹھیک ہو گیا۔

جناب سپیکر:مہربانی۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ اس آگ کو لگے ہوئے کتنا عرصہ ہو گیا ہے۔ میں نے یہ سوال 4۔نومبر کو put کیا تھا اور آج اس کا جواب آ رہا ہے۔ اس سے کتنا عرصہ پہلے آگ لگی رہی؟ اتنے عرصے کے اندر ابھی تک ایک بلڈنگ کی انکوائری مکمل نہیں ہوئی اور responsibility fix نہیں ہو رہی صرف فائل کا پیٹ بھرنے کے لئے show cause notice دیئے جا رہے ہیں اور میں آج on the floor of the House یہ بات کر رہا ہوں کہ وہ لوگ دوبارہ نوکریوں پر موجود ہوں گے۔ میری یہ بات ریکارڈ پر ہے اسے لکھ لیا جائے۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ اگلا سوال سردار وقاص حسن موکل صاحب کا ہے وہ بڑی دیر سے تیزی سے لگے ہوئے ہیں۔

سردار وقاص حسن موکل: شکریہ۔ جناب سپیکر! سوال نمبر 490 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع قصور: ڈیلی ویجز/کنٹریکٹ ملازمین کو ریگولر کرنے کی تفصیلات

*490: سردار وقاص حسن موکل: کیا وزیر ہاؤسنگ، اربن ڈویلپمنٹ اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع قصور میں محکمہ کے کتنے ملازمین ڈیلی ویجز/کنٹریکٹ پر کام کر رہے ہیں؟

(ب) حکومت ان ملازمین کو ریگولر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر ہاؤسنگ، اربن ڈویلپمنٹ اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) اس ضمن میں عرض ہے کہ محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ڈویژن قصور میں ملازمین کی کل تعداد 106 ہے جن میں سے 29 ملازمین ریگولر اور 77 ملازمین کنٹریکٹ پر ہیں۔ اس کے علاوہ کوئی ڈیلی ویجز ملازم متذکرہ دفتر میں کام نہ کر رہا ہے۔

(ب) حکومت پنجاب ان ملازمین کو ریگولر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اس سلسلے میں ایک نوٹیفکیشن نمبر DS(O&M)(S&GAD)5-3/2013 مورخہ 01-03-2013 بھی جاری کیا گیا ہے۔ تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے جس کے مطابق ایک کمیٹی تشکیل دی گئی ہے تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے، جو ان تمام ملازمین کے ریکارڈ کا جائزہ لے کر ان کو ریگولر کرنے کی سفارش کرے گی۔ جیسے ہی کمیٹی کی سفارشات موصول ہوں گی، حکومت

پنجاب ان سفارشات کی روشنی میں ان ملازمین کو ریگولر کر دے گی لیکن اس رعایت کا اطلاق ان ملازمین پر نہیں ہو گا جن کی تقرری کسی ترقیاتی سکیم پر یا کسی پراجیکٹ مینجمنٹ یونٹ پر ہوئی تھی، نوٹیفکیشن ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔ تاہم پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ڈیپارٹمنٹ نے پراجیکٹ ملازمین کو ریگولر کرنے کے لئے وزیراعلیٰ پنجاب کو ایک سمری ارسال کی تھی تتمہ (ج) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے جس پر وزیراعلیٰ نے مندرجہ ذیل احکامات صادر فرمائے تھے۔

1۔ "پراجیکٹ ملازمین کی عارضی اسامیوں کو ریکروٹمنٹ پالیسی 2004 کے مطابق اخبار میں مشتہر کیا جائے تاہم پراجیکٹ ملازمین بھی اس میں درخواست دینے کے مستحق ہوں گے۔"

2۔ "ایسے کنٹریکٹ ملازمین کی مدت ملازمت میں جو "ایس این ای" کے مطابق تعینات ہیں ان کے لئے مزید چھ ماہ کی توسیع مورخہ 31-12-2013 تک کر دی گئی ہے۔"

ابھی حکومت پنجاب نے نوٹیفکیشن نمبر DS(O&M)(S&GAD)5-3/2013 مورخہ 19-08-2013 کو جاری کیا ہے جس کے تحت بھی یہ ملازمین ریگولر نہیں ہوتے۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! میں ضمنی سوال کرنے سے پہلے تھوڑی سی clarification چاہوں گا۔

جناب سپیکر: آپ کیا کہہ رہے ہیں؟

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! انہوں نے سوال کے جز (ب) کا جو جواب دیا ہے میں اس حوالے سے تھوڑی سی clarification چاہوں گا۔ اس کے اندر لکھا ہوا ہے کہ "جس کے مطابق ایک کمیٹی تشکیل دی گئی ہے تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے جو ان تمام ملازمین کے ریکارڈ کا جائزہ لے کر ان کو regular کرنے کی سفارش کرے گی۔ جیسے ہی کمیٹی کی سفارشات موصول ہوں گی تو حکومت پنجاب ان سفارشات کی روشنی میں ان ملازمین کو regular کر دے گی۔" اس کا تتمہ (ب) میرے ہاتھ میں ہے۔ ایک کمیٹی تشکیل دی گئی جس کا جواب میں حوالہ دیا گیا ہے۔ اس کے آخر میں لکھا ہوا ہے کہ:

> A series of the meeting of the Committee were held in LG&CD Department as well as in HUD & PHE Department. A final meeting of the Committee was held on 05-03-2013…

جناب سپیکر! ایک سال پہلے اس کی final meeting ہو چکی ہے اور اس نے اپنی سفارشات بھی پیش کر دیں ہیں جبکہ جواب میں لکھا ہوا ہے کہ "جیسے ہی سفارشات موصول ہوں گی تو حکومت پنجاب ان سفارشات کی روشنی میں ان ملازمین کو regular کر دے گی۔" کیا کسی محکمہ یا کمیٹی سے سفارشات آنے میں ایک سال لگ جاتا ہے، یہ کیا جواب دیا گیا ہے اور کب تک ہم یہاں پر کھڑے ہو کر ایسے ہی معاملات کو point out کرتے رہیں گے؟ ان کی کمیٹی کی میٹنگ کے minutes میں لکھا ہوا ہے کہ:

A final meeting of the Committee was held on 23-03-13.

جبکہ یہاں اسمبلی میں printed جواب یہ دیا گیا ہے کہ "جیسے ہی کمیٹی کی سفارشات موصول ہوں گی" یہ کون سی ڈاک سروس ہے کہ جو ایک سال میں سفارشات ہی نہیں پہنچا رہی، کیا وہ چاند پر اور ہم یہاں زمین پر بیٹھے ہوئے ہیں؟ وزیر صاحب اس بات کی وضاحت فرما دیں۔

جناب سپیکر: اس میں آپ کا ضمنی سوال کیا ہے؟

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! وزیر صاحب clarification دے دیں کہ وہ سفارشات ابھی تک کیوں موصول نہیں ہوئیں جبکہ کمیٹی نے ایک سال پہلے وہ final کر دی تھیں؟

وزیر ہاؤسنگ، اربن ڈویلپمنٹ اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! میرے خیال میں معزز ممبر تھوڑا سا اپنے آپ اور ایوان کو بھی confuse کر رہے ہیں۔ میں اس کو سادہ سی زبان میں سمجھا دیتا ہوں۔

سردار وقاص حسن موکل: میں اپنے پاس سے کچھ نہیں کہہ رہا بلکہ محکمہ کی طرف سے دیئے گئے جواب کو ہی پڑھ رہا ہوں۔

وزیر ہاؤسنگ، اربن ڈویلپمنٹ اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! شاید آپ ٹھیک کہہ رہے ہوں گے میں بھی اس پر غور کر رہا ہوں۔ آپ کے سوال کا بنیادی crux definitely ملازمین کی بحالی سے متعلق ہے۔ اس سلسلے میں یہ گزارش ہے کہ ملازمین کو regularize کرنے کی سفارشات بالکل final ہوئی تھیں لیکن اس میں پراجیکٹ ملازمین شامل نہیں ہیں۔ پبلک ہیلتھ کے ملازمین پراجیکٹ ملازمین ہیں۔ پہلے 2013-13-31 تک ان کی date extend کی گئی تھی۔ اب حال ہی میں ان کی مدت ملازمت 2014-06-30 تک مزید extend کر دی

گئی ہے۔اس دوران کوشش یہ ہو گی کہ ان اسامیوں کو دوبارہ مشتہر کر کے پُر کیا جائے اور پراجیکٹ ملازمین کو بھی یہ حق حاصل ہو گا کہ وہ ان نوکریوں کے لئے apply کر سکیں۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! وزیر صاحب نے confusion کا ذکر کیا ہے۔میں نے جو پڑھا اسی کو بیان کیا ہے۔ میری انگریزی اور ذہن بھی شاید اتنا اچھا نہیں ہو گا۔۔۔

جناب سپیکر: کس نے کہا ہے کہ آپ کی انگریزی اور ذہن اچھا نہیں ہے؟

سردار وقاص حسن موکل: وزیر صاحب شاید یہی سمجھ رہے ہیں۔

جناب سپیکر: نہیں، وہ تو ایسی بات نہیں کہتے۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! میرا بنیادی ضمنی سوال یہ تھا کہ سفارشات انہیں contract ملازمین کی آئی ہیں اور میں نے یہ ساری پڑھی ہیں۔ میں اس کی elaboration یا مزید سوال ان کے documents سے ہی نکال رہا ہوں۔ میں خود سے تو کچھ نہیں کر رہا۔ میرے پاس Employees Association کی طرف سے دیئے گئے کچھ کاغذات ہیں لیکن میں نے ان کو ہاتھ بھی نہیں لگایا۔ وہ ایک الگ چیز ہے اس لئے میں اس کو touch نہیں کر رہا۔ منسٹر صاحب نے regular and project employees کے حوالے سے بات کی ہے۔پبلک ہیلتھ انجینئرنگ اصل میں ایک پراجیکٹ ہی تھا جو کہ بعد میں محکمہ بن گیا۔ میرا یہ سوال تھا کہ اگر پراجیکٹ محکمہ بن گیا تو اس پراجیکٹ کے ملازمین regular کیوں نہیں ہوئے؟

جناب سپیکر: وزیر موصوف نے کہا ہے کہ 30-6-2014 تک ان ملازمین کی ملازمت extend کر دی گئی ہے۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! میرا اگلا سوال یہی ہے کہ پچھلے سات سالوں سے ہم ایڈہاک ازم پر چل رہے ہیں تو کتنی دیر تک ایسا چلتا رہے گا؟

جناب سپیکر: انشاءاللہ وہ اب اس کو ٹھیک کریں گے۔

چوہدری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! ان کے سوال کا جواب تو آ لینے دیں۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب نے جواب دے دیا ہے۔

چوہدری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! معزز ممبر نے ابھی پوچھا ہے کہ کب تک ہم ایڈہاک ازم پر چلیں گے تو اس کا جواب آنے دیں۔

جناب سپیکر: وزیر موصوف نے کہا ہے کہ 30-06-2014 تک ان ملازمین کی ملازمت extend کر دی گئی ہے۔

وزیر ہاؤسنگ، اربن ڈویلپمنٹ اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! میں نے پہلے بھی بتایا ہے کہ 30-06-2014 تک ان ملازمین کی مدت کو extend کیا گیا ہے اور اسی دوران کوشش کی جائے گی کہ ان نوکریوں کو regularize کر کے لوگوں کو بھرتی کیا جائے۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! میں صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ معزز وزیر صاحب جو بات کر رہے ہیں اس رپورٹ کے مطابق یہ ملازمین regularize نہیں ہوں گے۔ اس رپورٹ کو پڑھ لیں یا میں پڑھ دیتا ہوں۔ اس کے اندر clearly لکھا ہوا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: انہوں نے کس لئے پڑھنا ہے؟ انہوں نے خود ہی تو لکھ کر آپ کو بھجوایا ہے اور ان کو پتا ہے کہ اس معاملے کو کس طرح سے ٹھیک کرنا ہے۔ آپ فکر نہ کریں وہ اس معاملے کو ٹھیک کر دیں گے۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! کوئی time frame ہی دے دیں۔ پچھلے سات سالوں میں تو یہ نہیں ہو سکا اور کیا مزید سات سال اس میں لگیں گے؟

جناب سپیکر: ان سے 30-06-2014 کے بعد پوچھیں گے۔ اگلا سوال بھی سردار وقاص حسن موکل صاحب کا ہے۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! سوال نمبر 491 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع قصور: فراہمی آب کے منصوبوں کی تفصیلات

*491: سردار وقاص حسن موکل: کیا وزیر ہاؤسنگ، اربن ڈویلپمنٹ اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع قصور پی پی۔180 میں 12۔2011 میں کتنی رقم واٹر سپلائی کے منصوبوں پر خرچ کی گئی؟

(ب) کتنے منصوبے مکمل ہو چکے ہیں، منصوبہ وار تفصیل سے آگاہ کریں؟

(ج) 14۔2013 میں کتنی فراہمی آب اور سیوریج سکیموں کے لئے کتنے فنڈز مختص کئے جا رہے ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ، اربن ڈویلپمنٹ اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) ضلع قصور حلقہ پی پی۔180 میں سال 12-2011 میں فراہمی آب / ٹھینگ موڑ (الہ آباد) میں مبلغ 4.967 ملین روپے خرچ ہوئے جس کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) سال 12-2011 میں حلقہ پی پی۔180 کا کوئی منصوبہ مکمل نہ ہوا ہے۔

(ج) مالی سال 14-2013 میں اب تک نکاسی آب سکیم ٹھینگ موڑ پر مبلغ 23.489 ملین روپے مختص ہو چکے ہیں جبکہ فراہمی آب سکیم کے لئے کوئی فنڈ مختص نہیں ہوئے۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! جواب کے جز (الف) کے اندر لکھا ہوا ہے کہ "فراہمی آب ٹھینگ موڑ (الہ آباد) میں مبلغ 4.967 ملین روپے خرچ ہوئے ہیں۔ میں نے جو تفصیل مانگی تھی وہ بھی میرے پاس آ گئی ہے اگر آپ اس کو دیکھنا چاہیں تو دیکھ سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: بس ٹھیک ہے اگر آپ satisfy ہیں تو مجھے دیکھنے کی ضرورت نہیں۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! میں satisfy نہیں ہوں۔

جناب سپیکر: تو پھر بتائیں کہ آپ کا ضمنی سوال کیا ہے؟

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! اگر میں سوال پوچھتا ہوں تو آپ پھر کہتے ہیں کہ انہوں نے لکھ کر بھیج دیا ہے۔

جناب سپیکر: ایسی بات نہیں، آپ سوال پوچھیں۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! انہوں نے جو تفصیل ایوان کی میز پر رکھی ہے اس میں لکھا گیا ہے کہ "یہ سکیم جزوی طور پر چل رہی ہے اور 14-2013 میں unfunded ہو گئی۔ بقایا 1.03 ملین روپے کے funds کی فراہمی پر یہ سکیم مکمل ہو جائے گی۔"

جناب سپیکر: اب وہ funds لے لیں گے، وہ funds لے رہے ہیں اور اس میں تو آپ کا فائدہ ہے۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! آپ یہ تفصیل پڑھیں تو سہی۔

جناب سپیکر: پہلے یہ سکیم unfunded ہو گئی تھی لیکن اب اس کے لئے وہ funds حاصل کر رہے ہیں۔ منسٹر صاحب اس سکیم کو مکمل کریں۔ اس سکیم کو دوبارہ بحال کروادیں۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! آپ انہیں request کر دیں۔

جناب سپیکر: میں request نہیں کرتا۔ میں کیوں request کروں؟

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! آپ حکم کر دیں۔ میں request کر دیتا ہوں کیونکہ یہ میرے حلقے کا معاملہ ہے۔

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔ منسٹر صاحب ان کو sympathetic consideration دیں۔

وزیر ہاؤسنگ، اربن ڈویلپمنٹ اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! جو سکیمیں unfunded ہو جاتی ہیں ان کے لئے ایک Provincial Scrutiny Committee بنی ہوئی ہے اور اس میں یہ ساری سکیمیں گئی ہوئی ہیں۔ یہ 1.035 ملین روپے کی بہت تھوڑی سی رقم ہے اور انشاءاللہ یہ سکیم Provincial Scrutiny Committee سے ضرور پاس ہو گی۔

جناب سپیکر: یہ برخوردار ہے اس لئے ان کی اس سکیم کو ضرور پاس کروادیں۔

وزیر ہاؤسنگ، اربن ڈویلپمنٹ اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب تنویر اسلم ملک): ٹھیک ہے۔ آپ کے حکم کے مطابق ہماری پوری کوشش ہو گی کہ اس سکیم کے funds منظور کروالیں۔ اس کے علاوہ میں قصور کے حوالے سے ایک بات مزید عرض کروں گا کہ صاف پانی پراجیکٹ کے تحت انشاءاللہ 80-R.O Water Filtration Plant and 37 U.F Plants اس پراجیکٹ کے تحت لگائے جائیں گے کیونکہ قصور بھی brackish area ہے۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! منسٹر صاحب نے ابھی جو بات بتائی ہے اس حوالے سے مجھے ایک انتہائی ضروری بات کرنی ہے۔ منسٹر صاحب بالکل ٹھیک بات کر رہے ہیں لیکن میرے حلقے کے اندر ایک بھی filtration plant نہیں لگ رہا۔

وزیر ہاؤسنگ، اربن ڈویلپمنٹ اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے معزز ممبر سے معذرت کے ساتھ عرض کروں گا کہ میرے خیال سے سارا قصور آپ کا حلقہ ہونا چاہئے۔ یہ Water Filtration Plants need basis پر لگ رہے ہیں۔ جہاں پر tests کئے گئے اور ثابت ہوا ہے کہ اس علاقے کا پانی unfit ہے تو وہاں پر یہ Water Filtration Plants لگائے جا رہے ہیں اور اس کا ایک criteria ہے کہ وہ آبادیاں جن کی کم از کم

populationآٹھ ہزار ہو۔ معزز ممبران sitesکو دیکھ لیں اگر وہ سمجھیں کہ کوئی ایسی siteرہ گئی ہے اور وہ بہت deservingہے تو انشاء اللہ اُس میں معزز ممبر کی پوری مدد کی جائے گی۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! میں وزیر موصوف کی بات سے سو فیصد اتفاق کرتا ہوں۔ میں مانتا ہوں کہ سارا ملک میرا ہے۔ میرے حلقہ کا مسئلہ یہ ہے کہ وہاں پر سروے ٹیم نہیں آئی شاید اُس کی وجہ یہ ہے کہ میرا تعلق حزب اختلاف سے ہے۔ میری یہی requestہے کہ وہاں پر 133 گاؤں ہیں وہ سارا علاقہ exactlyایک جیسا ہے تو وہاں پر دو چار ہی فلٹریشن پلانٹس لگ جائیں اور وہاں پر یہ اپنی ہی تختی لگا لیں اُس سے لوگ تو پانی پیئیں گے۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر ہاؤسنگ، اربن ڈویلپمنٹ اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! میں ان کی اس بات سے differکروں گا کہ ان کے حلقہ میں سروے ٹیم اس وجہ سے نہیں آئی کہ وہ حلقہ حزب اختلاف کے کسی ممبر کا ہے۔ میں نے کہا ہے کہ قصور یا پورا پنجاب یا پورا پاکستان سب کا ہے۔ ہر ضلع کی سطح پر پانی کا ایک سروے کیا گیا ہے اور جہاں پر contamination, TDSیا کسی بھی اور وجہ سے پانی unfitقرار دیا گیا ہے اور یہ کام حلقہ کی بنیاد پر نہیں ہوا۔ اگر کوئی deserving areaرہ گیا ہے جہاں پر واقعی ضرورت ہے تو انشاء اللہ میری پوری کوشش ہوگی کہ اُس areaکو facilitateکیا جائے۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! میں وزیر موصوف سے ملاقات بھی کر لوں گا اور یہ وہاں پر visitکر کے دیکھ لیں میں ان کو water sampleپلا دوں گا لیکن یہ وہاں پر آئیں تو سہی۔

جناب سپیکر: وزیر صاحب visitکرنے کے لئے خود نہیں جاتے اُن کا محکمہ اس کام کے لئے جاتا ہے۔ اگلا سوال جناب جاوید اختر صاحب کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا یہ سوال disposed ofکیا جاتا ہے۔ اگلا سوال ڈاکٹر مراد راس صاحب کا ہے۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 495 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع لاہور: محکمہ کو فراہم کیا گیا بجٹ و دیگر تفصیلات

*495: ڈاکٹر مراد راس: کیا وزیر ہاؤسنگ، اربن ڈویلپمنٹ اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ضلع لاہور کو 10۔2009 اور 11۔2010 کے دوران کتنی رقم کس کس مد کے لئے موصول ہوئی؟

(ب) مذکورہ سالوں کے دوران کتنی رقم کن کن منصوبوں پر خرچ ہوئی، منصوبوں کے نام، تخمینہ لاگت اور مدت تکمیل وغیرہ کی تفصیل سے ایوان کو آگاہ کریں؟

(ج) ان میں اس وقت کتنے منصوبے مکمل ہو چکے ہیں اور کتنے منصوبے زیر تکمیل ہیں اور کیوں؟

(د) ان میں سے پی پی۔152 لاہور کے لئے کتنے منصوبے شروع کئے گئے اور کتنے مکمل ہوئے اور ان پر کتنے اخراجات آئے؟

وزیر ہاؤسنگ، اربن ڈویلپمنٹ اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) تفصیلات تتمہ (الف۔1) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

(ب) تفصیلات تتمہ (ب۔2) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

(ج) کل گیارہ منصوبہ جات میں سے نو مکمل ہو چکے ہیں اور دو نامکمل ہیں۔ تفصیل تتمہ (ب۔2) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د)

(i) 10۔2009 اور 11۔2010 میں واسا لاہور نے حلقہ پی پی۔152 میں ایک سکیم شروع کی۔ اس کی مکمل تفصیل درج ذیل ہے:۔

K۔25 تا K۔9 ماڈل ٹاؤن میں 36 انچ قطر سیور کی تبدیلی

سال آغاز سکیم/کام کی رفتار	سال تکمیل سکیم	اخراجات (ملین روپے)
10۔2009/8 فیصد تکمیل	11۔2010/100 فیصد تکمیل	122.100

(ii) علاوہ ازیں دو سکیمیں 09۔2008 میں شروع اور 10۔2009 میں مکمل ہوئیں۔ اس کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

(a) برکت مارکیٹ گارڈن ٹاؤن میں فورس مین کی بچھائی۔

سال آغاز سکیم/کام کی رفتار	سال تکمیل سکیم	اخراجات (ملین روپے)
09۔2008/25 فیصد تکمیل	10۔2009/100 فیصد تکمیل	32.945

(b) ایم ایم عالم روڈ ڈرینج سکیم (براستہ شمس الدین روڈ، گورو مانگٹ روڈ اور مکہ کالونی تا ستوکتلہ ڈرین)

سال آغاز سکیم/کام کی رفتار	سال تکمیل سکیم	اخراجات (ملین روپے)
2008-09/30فیصد تکمیل	2009-10/100فیصد تکمیل	275.769

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! انہوں نے اس سوال کے جواب میں کہا ہے کہ 9 منصوبے مکمل ہو چکے ہیں۔ میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ 9 منصوبے جو مکمل ہوئے ہیں یہ کب تک functional ہو جائیں گے اور جو 2 منصوبے ابھی مکمل نہیں ہوئے وہ کب تک مکمل ہوں گے ؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر ہاؤسنگ، اربن ڈویلپمنٹ اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! شہری فراہمی آب اور نکاسی آب منصوبہ نوازش آباد میں مسئلہ یہ ہے کہ اس سسٹم کو ایل ڈی اے، ایونیو۔1 کے ساتھ جوڑا جانا تھا۔ نوازش آباد گاؤں کی نکاسی آب کے لئے سیوریج کے پائپ کو ایل ڈی اے، ایونیو۔1 کے سیوریج سسٹم میں ڈالنے کا منصوبہ تجویز کیا گیا تھا جو کہ ایل ڈی اے، ایونیو۔1 کے sewer and disposal کے مکمل نہ ہونے کی وجہ سے جاری نہ رکھا جا سکا۔ جب وہ مکمل ہو جائے گا یہ سکیم بھی اُس کے ساتھ related ہے تو یہ بھی مکمل ہو جائے گی۔ دوسرا جو نامکمل منصوبہ ہے اُس میں کچھ چھوٹی موٹی problems ہیں لیکن ان کو دور کر کے اس کو جلد از جلد مکمل کیا جائے گا۔ منصوبہ نمبر 6 میں ٹھیکیدار بھاگا ہوا ہے وہ کچھ زیادہ دلچسپی نہیں لے رہا۔ میں نے کل اس کو محکمہ سے بھی identify کیا ہے تو کوشش کریں گے کہ اس منصوبہ کو بھی جلد از جلد مکمل کر لیا جائے۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! وزیر موصوف کوئی time frame دے دیں کہ یہ دونوں منصوبے کب تک مکمل ہو جائیں گے ؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر ہاؤسنگ، اربن ڈویلپمنٹ اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! میں یہاں پر بڑی ذمہ داری کے ساتھ یہ بات کر رہا ہوں۔ میں جب جلد از جلد کا لفظ استعمال کر رہا ہوں اور میں نے اس پر پہلے ہی marking بھی کی ہوئی ہے اور انشاء اللہ کوشش کریں گے کہ اسی financial year میں اس کا مسئلہ حل کریں۔

جناب سپیکر: وزیر صاحب! کوشش نہ کریں اسی financial year میں اس کو final کر دیں۔

وزیر ہاؤسنگ، اربن ڈویلپمنٹ اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! بڑی اچھی بات ہے۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: جی، اگلا سوال بھی ڈاکٹر مراد راس صاحب کا ہے۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! سوال نمبر 496 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور: پی پی-152 میں واٹر سپلائی کے لئے لگائے گئے ٹیوب ویلز و دیگر تفصیلات

*496: ڈاکٹر مراد راس: کیا وزیر ہاؤسنگ، اربن ڈویلپمنٹ اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پی پی-152 لاہور میں 2008 سے 2012 کے دوران واٹر سپلائی کے لئے کتنے ٹیوب ویل کس کس جگہ لگائے گئے ہیں؟

(ب) ان میں سے کتنے ٹیوب ویل چالو حالت میں اور کتنے خراب ہیں؟

(ج) خراب ٹیوب ویلز کو کب تک چالو کر دیا جائے گا؟

(د) لاہور شہر کی آبادی کے لئے روزانہ کتنے گیلن پانی کی ضرورت ہے؟

(ہ) کیا حکومت اس شہر میں مزید ٹیوب ویل برائے واٹر سپلائی لگانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر ہاؤسنگ، اربن ڈویلپمنٹ اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) پی پی-152 لاہور میں سال 2008 تا 2012 کے عرصہ کے دوران واٹر سپلائی کے لئے آٹھ ٹیوب ویل نصب کئے گئے ہیں جو درج ذیل مقامات پر لگائے گئے ہیں:

(1) ای ون (E-I) بلاک نزد (FC) ایف سی کچی آبادی گلبرگ-III

(2) سی ٹو (C-II) بلاک (پارک) گلبرگ-III

(3) جناح پارک گلبرگ-III

(4) سی تھری (C-III) پارک گلبرگ III

(5) عثمان بلاک گارڈن ٹاؤن

(6) علی بلاک گارڈن ٹاؤن

(7) شیر شاہ بلاک گارڈن ٹاؤن

(8) ایم بلاک ماڈل ٹاؤن ایکسٹینشن

(ب) تمام مندرجہ بالا ٹیوب ویل چالو حالت میں ہیں اور کوئی بھی خراب حالت میں نہ ہے۔

(ج) تمام ٹیوب ویلز چالو حالت میں ہیں۔

(د) لاہور شہر میں واسا کے زیر انتظام علاقوں کی آبادی کے لئے روزانہ اوسطاً 400 ملین گیلن پانی فراہم کیا جا رہا ہے۔ جو ان کی عام دنوں کی ضرورت کے لئے کافی ہے۔

(ہ) فی الحال واسا لاہور میں مزید نئے ٹیوب ویل برائے واٹر سپلائی کی تنصیب کا کوئی منصوبہ زیر غور نہ ہے۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! اس سوال کے جواب میں ٹیوب ویلز کا بتایا گیا ہے تو میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ان ٹیوب ویلز کی condition کب کب چیک کی جا رہی ہے کیونکہ یہ میرے حلقہ کے اندر ٹیوب ویلز ہیں۔ میں نے غوث الاعظم کے پاس water test کروائے ہیں وہاں ماڈل ٹاؤن ایکسٹینشن کے پی بلاک کے اندر ٹینکیاں صاف نہیں ہوئی ہیں۔ میں ایم ڈی واسا کے پاس گیا انہوں نے بجٹ کی کتابیں ہمارے سامنے رکھ دیں اور کہا کہ 6-ارب روپیہ کا ہمارا بجٹ ہے جس میں سے صرف 3-ارب روپیہ دیا جا رہا ہے تو ہم کہاں کہاں جا کر سیوریج ٹھیک کریں، کہاں کہاں فلٹریشن ٹھیک کریں اور کہاں کہاں پانی کا سسٹم ٹھیک کریں؟ آپ سوچ نہیں سکتے کہ میں یہ حالات آپ کو لاہور کے گلبرگ، گارڈن ٹاؤن اور ماڈل ٹاؤن کے علاقوں کا بتا رہا ہوں۔ میں آپ کو یہ حالات کسی گاؤں کے نہیں بتا رہا۔ میں آپ کو اُس پانی کے test دے سکتا ہوں جس کے لئے میں نے خود ایک foreign firm hire کی جنہوں نے آکر پانی کے test کئے۔ یہ ٹیوب ویلز چھ چھ مہینے خراب رہتے ہیں، آدھے ٹیوب ویلز چلتے ہیں آدھے نہیں چلتے اور اُن ٹیوب ویلز سے جو پانی آ رہا ہے اُن کے پانی کے levels کے test میں آپ کو لا کر دکھا سکتا ہوں۔ وزیر موصوف مجھے یہ بتائیں کہ ان ٹیوب ویلز کو maintain کرنے کے لئے کیا اقدامات اُٹھائے جا رہے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر ہاؤسنگ، اربن ڈویلپمنٹ اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! ممبر موصوف نے پی پی-152 کے حوالہ سے ایک period کے حوالہ سے سوال کیا ہے تو اُس میں آٹھ ٹیوب ویلز لگے ہیں اور الحمدللہ They are all functional اور مذکورہ پی پی میں کل 34 ٹیوب

ویلز ہیں۔ میری معلومات کے مطابق وہ تمام ٹیوب ویلز functional بھی ہیں اور operational بھی ہیں۔ علاوہ ازیں پانی کی quality کے حوالہ سے جو سوال کیا گیا ہے اس بات کو محسوس کرتے ہوئے حکومت پنجاب پچھلے کافی عرصہ سے لاہور میں فلٹریشن پلانٹس بھی launch کر رہی ہے اور پچھلے صرف دو تین سال میں تقریباً سو فلٹریشن پلانٹس لاہور میں لگ چکے ہیں اور انشاء اللہ مزید سو فلٹریشن پلانٹس آگے لگائے جائیں گے۔ معزز ممبر نے ٹینکی کی جو بات کی ہے واسا کی لاہور میں overhead reservoir کوئی نہیں ہے۔ مجھے نہیں سمجھ آیا کہ معزز ممبر لاہور میں واسا کی کون سی ٹینکی کی بات کر رہے ہیں کیونکہ واسا کا کوئی overhead reservoir نہیں ہے بلکہ direct pumping ہے۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! ماڈل ٹاؤن ایکسٹینشن کے اندر پی بلاک میں چار ٹینکیاں لگی ہوئی ہیں جن کی پچھلے چھ سال سے صفائی نہیں کی گئی۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر ہاؤسنگ، اربن ڈویلپمنٹ اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! معزز ممبر نے ان ٹینکیوں کی نشاندہی کی ہے۔ میری معلومات کے مطابق واسا کا overhead reservoir نہیں ہے۔ اگر کوئی overhead reservoir ہے اور وہ واسا کے کنٹرول میں ہے تو انشاء اللہ پانی کا test بھی کرایا جائے گا اور اُن ٹینکیوں کی صفائی کا بندوبست بھی کیا جائے گا۔ اگر وہاں پر واقعی فلٹریشن پلانٹ کی ضرورت ہوئی تو کوشش کی جائے گی کہ وہاں بھی فلٹریشن پلانٹ لگایا جائے۔

جناب سپیکر: وزیر صاحب! معزز ممبر خصوصی طور پر غوث الاعظم کا کہہ رہے ہیں۔

وزیر ہاؤسنگ، اربن ڈویلپمنٹ اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! معزز ممبر یہ information لکھ کر بھی دے دیں We will make sure کہ انشاء اللہ اس چیز کو resolve کیا جائے گا۔

ڈاکٹر مراد راس: بہت شکریہ

MR SPEAKER: Question Hour is over now.

وزیر ہاؤسنگ، اربن ڈویلپمنٹ اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

ملتان: 09-2008 اور 10-2009 کے دوران شروع کی گئیں واٹر سپلائی سکیموں کی تفصیلات

*296: جناب جاوید اختر: کیا وزیر ہاؤسنگ، اربن ڈویلپمنٹ اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ملتان میں 09-2008 اور 10-2009 میں کل کتنی واٹر سپلائی کی سکیمیں شروع کی گئیں، ان میں سے کتنی سکیمیں چالو حالت میں ہیں اور کتنی ابھی تک زیر التواء ہیں اور کیوں؟

(ب) جو سکیمیں چالو حالت میں ہیں، ان کی چیکنگ جن اعلیٰ افسران نے کی ان کے نام و عہدہ سے بھی آگاہ کریں، ان سکیموں پر جو اخراجات آئے، کیا ان کا آڈٹ کروایا گیا اگر نہیں تو کیوں؟

(ج) پی پی۔195 ملتان میں اس وقت کتنی واٹر سپلائی سکیمیں چالو حالت میں ہیں اور کتنی کب سے بند پڑی ہیں، اس کی وجوہات سے بھی آگاہ کریں؟

وزیر ہاؤسنگ، اربن ڈویلپمنٹ اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) ملتان میں 09۔2008 اور 10۔2009 میں دو واٹر سپلائی کی سکیمیں شروع کی گئیں دونوں چالو حالت میں ہیں۔

(ب) جو سکیمیں چالو حالت میں ہیں ان کی چیکنگ چودھری محمد اصغر، ڈپٹی ڈائریکٹر، آصف جاوید، ڈپٹی ڈائریکٹر، اشتیاق احمد، ڈپٹی ڈائریکٹر، عبدالسلام، اسسٹنٹ ڈائریکٹر، مقبول بھٹہ، اسسٹنٹ ڈائریکٹر، ممتاز احمد جسکانی، اسسٹنٹ ڈائریکٹر، انوار بھٹی، اسسٹنٹ ڈائریکٹر، حاجی خالد، اسسٹنٹ ڈائریکٹر، حاجی افضل، اسسٹنٹ ڈائریکٹر اور اختر خان، اسسٹنٹ ڈائریکٹر، اختر محمود، ریزیڈنٹ انجینئر نیسپاک، ظہیر شاہ، اسسٹنٹ ریزیڈنٹ انجینئر نیسپاک نے کی۔ ان سکیموں پر جو اخراجات ہوئے ان کا آڈٹ کروایا گیا ہے۔

(ج) پی پی۔195 ملتان میں اس وقت تمام واٹر سپلائی سکیمیں چالو حالت میں ہیں۔

لاہور: جناح باغ اور ریس کورس پارک میں لگائے گئے پودے و دیگر تفصیلات

*404: محترمہ راحیلہ خادم حسین: کیا وزیر ہاؤسنگ، اربن ڈویلپمنٹ اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) سال 2012 اور 2013 کے دوران باغ جناح لاہور اور ریس کورس پارک میں کل کتنے پودے لگائے گئے نیز ان پودوں کے لگانے پر حکومت نے کل کتنی رقم خرچ کی علیٰحدہ علیٰحدہ تفصیل سے آگاہ کریں؟

(ب) باغ جناح لاہور اور ریس کورس پارک میں عوام کو تفریحی سہولیات پہنچانے کے لئے کیا کیا اقدامات اٹھائے گئے ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ، اربن ڈویلپمنٹ اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) باغ جناح لاہور میں سال 13۔2012 کے دوران موسم بہار اور موسم گرما کے ہائبرڈ (Hybrid) پھولوں کے بیج خرید کر پنیریاں تیار کی گئیں اور ان پھولوں کی پنیریوں کو باغ جناح کے مختلف حصوں میں لگا کر پھول اگائے گئے جن سے باغ جناح کی خوبصورتی میں اضافہ ہوا۔ ان بیجوں کی خریداری پر حکومت نے۔/139150 روپے خرچ کئے اس کے علاوہ اپنی نرسریوں میں تیار کئے گئے مندرجہ ذیل پودے بھی لگائے گئے جن پر کوئی سرکاری خرچ نہ ہوا ہے۔

1	چمبیلی سفید	175عدد
2	موتیا	182عدد
3	جر برا مکس	3660عدد
4	فائیکس (پیلی)	160عدد
5	فائیکس (کالی)	100عدد
6	فائیکس (سفید)	60عدد
7	فائیکس (کالی)	10عدد
8	الائچی ویریگیٹیڈ	47عدد
9	مروا	100عدد
10	گلاب دیسی	170عدد
11	کلوروفائٹم	20عدد
12	ربن گراس	100عدد
13	لوگسٹم	30عدد
14	روئیا	70عدد

15	کاسیا کیر مبوسا	42عدد
16	بدوھا	12عدد
17	حبزوفا	30عدد

- اس ضمن میں بیان کیا جاتا ہے کہ سال 2012 اور 2013 میں ریس کورس پارک میں مختلف اقسام کے 6648 پودے لگائے گئے اور ان پر 2,72,580 روپے خرچ ہوئے جو پی ایچ اے نے اپنے سورسز سے لگائے ہیں اور گورنمنٹ سے کوئی فنڈ نہیں لیا۔

(ب)

* باغ جناح لاہور میں عورتوں اور بچوں کی تفریح کے لئے 2 چلڈرن پارک بنائے گئے ہیں۔ ان چلڈرن پارکس سے عورتوں اور بچوں کی ایک بڑی تعداد محظوظ ہوتی ہے۔ اسکے علاوہ سال 13-2012 میں حکومت پنجاب کی ہدایت پر باغ جناح میں بین الاقوامی معیار کی سہولتوں میں مزید، خصوصی لوگوں کو تفریحی سہولیات بہم پہنچانے کے لئے ایک پارک بھی بنایا گیا ہے جس پر پی ایچ اے نے ایک خطیر رقم خرچ کی ہے۔

* اس ضمن میں بیان کیا جاتا ہے (جیلانی پارک) ریس کورس پارک میں شہریوں کی تفریح کے لئے مندرجہ ذیل اقدامات کئے گئے ہیں۔

(i) علم نو کے متلاشی لوگوں کے لئے فری لائبریری بنائی گئی ہے۔
(ii) پارک میں موجود جم کو مزید ترقی دی گئی ہے اس کے مردانہ اور زنانہ دو حصے ہیں جن میں علیحدہ علیحدہ مرد اور خواتین کوچ مقرر کئے گئے ہیں۔
(iii) جھیل میں شہریوں کی تفریح کے لئے کشتیاں موجود ہیں۔
(iv) پارک میں جگہ جگہ لوگوں کے بیٹھنے کے لئے بینچ فراہم کئے گئے ہیں۔
(v) عوامی صحت کو مد نظر رکھتے ہوئے جاگنگ ٹریک کو عالمی معیار کے مطابق اپ گریڈ کیا گیا ہے اور اس پر خصوصی توجہ دی جاتی ہے۔
(vi) پارک کی صفائی کا خاص خیال رکھا جاتا ہے۔
(vii) پارک میں ڈینگی کی موجودہ صورت حال کو مد نظر رکھتے ہوئے پارک میں ہفتہ وار سپرے کی جاتی ہے۔
(viii) معذور بچوں کی تفریح کے لئے جیلانی پارک میں خاص حصہ مختص کیا گیا ہے۔

لاہور: یو سی-37 میں پانی کی فراہمی کے لئے نیا ٹیوب ویل لگانے کی تفصیلات

***405: محترمہ راحیلہ خادم حسین:** کیا وزیر ہاؤسنگ، اربن ڈویلپمنٹ اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ یو سی-37 لاہور کے علاقوں آصف کالونی، چمبہ پارک، علی پارک وغیرہ میں پانی کی شدید قلت ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ یو سی-37 پی پی-144 لاہور کے ٹیوب ویل اکثر بند رہتے ہیں؟

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت پی پی۔144 یو سی۔37 میں نیاٹیوب ویل لگانے کاارادہ رکھتی ہے،اگر نہیں تووجہ بیان فرمائی جائے؟

وزیر ہاؤسنگ،اربن ڈویلپمنٹ اورپبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) یہ درست ہے کہ یوسی۔37لاہور کے علاقوں آصف کالونی،چمبہ پارک علی پارک وغیرہ میں پانی کی کمی ہے لیکن یہ کمی بجلی کی غیر اعلانیہ لوڈشیڈنگ کی وجہ سے ہے۔اس کمی کو پورا کرنے کے لئے ماسوائے لوڈشیڈنگ اوقات کے ٹیوب ویل مسلسل 24 گھنٹے چلائے جارہے ہیں۔اس کے علاوہ جن ٹیوب ویلوں پر جنریٹر نصب ہیں وہاں جنریٹر 4 سے 6 گھنٹے چلائے جارہے ہیں اس کے علاوہ جہاں ضروری ہو وہاں واٹر ٹینکر بھیج کر کمی کو پورا کیا جاتا ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے کہ یوسی۔37پی پی۔144 کے ٹیوب ویل اکثر بند رہتے ہیں۔ٹیوب ویلوں کی سخت نگرانی کی جاتی ہے اور جب کبھی کوئی خرابی پیدا ہو جائے تو24 گھنٹے سے کم عرصہ میں درست کر دی جاتی ہے۔یوسی۔37میں چار ٹیوب ویل نصب ہیں اور یہ تمام چالو حالت میں ہیں۔اس کے علاوہ یوسی۔37 کو بشارت روڈ باغبانپورہ کی طرف سے آنے والی12انچ قطر کی مین گریڈلائن سے بھی پانی مہیا کیا جارہا ہے۔عام حالات میں لوڈشیڈنگ نہ ہونے کی صورت میں اس یوسی میں پانی کی قلت نہ ہے۔

(ج) فی الحال یوسی۔37میں کسی نئے ٹیوب ویل کی تنصیب زیر غور نہ ہے۔پانی کی کمی کو پورا کرنے کے لئے حکومت پنجاب کی ہدایت پر سال2012میں ایک نیاٹیوب ویل بمقام ٹبہ قلعہ خزانہ یوسی۔37پی پی۔144میں لگایا گیا ہے اور اس پر جنریٹر بھی نصب کر دیا گیا ہے۔اس ٹیوب ویل سے علی پارک،چمبہ پارک،آصف کالونی،نیوکرول،بکنوال اور گرین پارک کی آبادیوں کو پانی مہیا کیا جارہا ہے۔

راولپنڈی:واٹر سپلائی کے منصوبہ جات ودیگر تفصیلات

*421:جناب اعجاز خان:کیاوزیر ہاؤسنگ،اربن ڈویلپمنٹ اورپبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) حلقہ پی پی۔12 راولپنڈی میں سال11-2010اور13-2012 کے دوران واٹر سپلائی کے کتنے منصوبہ جات شروع کئے گئے؟

(ب) متذکرہ سالوں کے دوران کتنی رقم ان منصوبہ جات پر خرچ ہوئی، منصوبہ جات کے نام، تخمینہ لاگت، مدت تکمیل وغیرہ کی مکمل تفصیل بیان کریں؟

(ج) اس وقت واٹر سپلائی کے کتنے منصوبہ جات پر کام مکمل ہو چکا ہے اور کتنوں پر جاری ہے، جن پر کام جاری ہے وہ کب مکمل ہو جائیں گے؟

وزیر ہاؤسنگ، اربن ڈویلپمنٹ اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) حلقہ پی پی۔12راولپنڈی میں سال12۔2011اور13۔2012میں واٹر سپلائی کے دو منصوبے شروع کئے گئے تھے۔

(ب) ان منصوبہ جات پر22.712ملین رقم خرچ ہوئی جس کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

2011-12

نام منصوبہ	تخمینہ لاگت	خرچہ	شروع کیا ہوا	مدت تکمیل	موجودہ حالت
پی پی۔12میں ٹیوب ویل کی تنصیب اور پرانی لائینوں کی تبدیلی	5.0ملین	5.0ملین	جنوری2012	20جون2012	چالو حالت میں ہیں

2012-13

نام منصوبہ	تخمینہ لاگت	خرچہ	شروع کیا ہوا	مدت تکمیل	موجودہ حالت
پی پی۔12میں ٹیوب ویلوں، فلٹریشن پلانٹ کی تنصیب اور پانی کی لائن کی بچھائی	17.712ملین	17.712	جنوری2013	26جون2013	چالو حالت میں ہیں

(ج) ان سب منصوبہ جات پر کام مکمل ہو چکا ہے۔

ملتان: انڈر پاس اور اوور ہیڈ برج بنانے کی تفصیلات

*494: جناب جاوید اختر: کیا وزیر ہاؤسنگ، اربن ڈویلپمنٹ اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ملتان شہر میں کتنے انڈر پاس اور اوور ہیڈ برج بنائے گئے ہیں۔ ان کا تخمینہ لاگت کیا تھا اور کتنی لاگت سے کتنی مدت میں مکمل ہوئے؟

(ب) کیا یہ تمام انڈر پاس اور اوور ہیڈ برج مکمل ہو چکے ہیں، اگر نہیں تو وہ کب تک مکمل ہو جائیں گے؟

(ج) کیا14۔2013 میں مزید انڈر پاس اور اوور ہیڈ برج بنائے جائیں گے، تفصیل سے آگاہ کریں؟

وزیر ہاؤسنگ، اربن ڈویلپمنٹ اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) ملتان شہر میں ایک انڈر پاس نزد جنرل بس سٹینڈ ملتان ترقیاتی ادارہ نے 1999 میں FWO کے ذریعے تعمیر شروع کرائی جس کی تکمیل اکتوبر 2000 میں ہوئی۔ جس کا منظور شدہ تخمینہ 63.431 ملین ہے اور یہ مبلغ 62.593 ملین میں مکمل ہوا۔اس کے علاوہ ایم ڈی اے ملتان نے شہر میں کوئی انڈر پاس یا اوور ہیڈ برج تعمیر نہ کرایا ہے جبکہ دس اوور ہیڈ برج ملتان میں محکمہ این ایچ اے اور محکمہ ہائی وے نے تعمیر کرائے ہیں۔

(ب) جواب (الف) سے مذکور ہے۔

(ج) ایم ڈی اے کے زیر تجویز کوئی منصوبہ نہ ہے۔

راولپنڈی: فراہم کیا گیا بجٹ و دیگر تفصیلات

*507: جناب اعجاز خان: کیا وزیر ہاؤسنگ، اربن ڈویلپمنٹ اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) محکمہ ہاؤسنگ راولپنڈی کا 12۔2011 اور 13۔2012 کا کل بجٹ کتنا تھا؟

(ب) ان سالوں کے دوران کون کون سے ترقیاتی کام واسا راولپنڈی نے کروائے ان کاموں کے نام اور تخمینہ لاگت بتائیں؟

(ج) ان میں سے کتنے مکمل ہو چکے ہیں اور کتنے ابھی زیر تکمیل ہیں؟

(د) کیا ان مکمل ہونے والے کاموں کی تھرڈ پارٹی سے تصدیق کروائی گئی ہے، اگر ہاں تو اس فرم /ادارے کا نام و پتا جات بتائیں؟

(ہ) اس تھرڈ پارٹی نے کس کس منصوبہ میں کیا کیا نقائص کی نشاندہی کی ہے؟

(و) ان نقائص کی روشنی میں کیا اقدامات حکومت نے اٹھائے، تفصیلاً بیان کریں؟

وزیر ہاؤسنگ، اربن ڈویلپمنٹ اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف)

(i) واسا راولپنڈی:

2011-12	884.299 ملین
2012-13	1193.563 ملین

(ii) راولپنڈی ڈویلپمنٹ اتھارٹی:

2011-12	620.744 ملین
2012-13	483.262 ملین

(iii) پارکس اینڈ ہارٹیکلچر ایجنسی (پی ایچ اے) راولپنڈی:

2011-12	100.000
2012-13	60.000

(iv) پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ڈیپارٹمنٹ:

حکومت نے محکمہ ہذا کو فراہمی آب و نکاسی آب کی سہولیات کی فراہمی کے لئے جو رقوم ان سالوں میں فراہم کی گئی ہیں وہ درج ذیل ہیں۔

2011-12	448.143 ملین
2012-13	274.132 ملین

(ب) ان سالوں میں واسا راولپنڈی نے مختلف ترقیاتی کام کئے ہیں جن کی تفصیلات مندرجہ ذیل ہے۔

2011-12

(الف)	نصیر آباد، قاسم آباد اور الہ آباد کی گلیوں میں ٹف پیور کی بچھائی	7.5 ملین
(ب)	این اے۔55 میں ایک ٹیوب ویل کی تنصیب اور پرانی لائینوں کی تبدیلی	7.5 ملین
(ج)	ڈھوک الہیٰ بخش میں ٹیوب ویل کی تنصیب و پرانی لائینوں کی تبدیلی	7.5 ملین
(د)	اعظم کالونی، آفس کالونی، ملت کالونی، افشاں کالونی اور فاروق آباد میں ٹف پیور کی بچھائی	7.5 ملین
(ہ)	پی پی۔11 میں ٹیوب ویل کی تنصیب اور پرانی لائینوں کی تبدیلی	7.5 ملین
(و)	پی پی۔12 میں ٹیوب ویل کی تنصیب اور پرانی لائینوں کی تبدیلی	5.0 ملین
(ر)	پی پی۔12 میں سیوریج لائینوں کی بچھائی	2.5 ملین
(ڑ)	پی پی۔13 میں 20000 اور 30000 گیلن ٹینکوں کی تعمیر	7.5 ملین
(ز)	پی پی۔14 میں ٹیوب ویل کی تنصیب و پانی کے لائن کی بچھائی	6.086 ملین
(ژ)	پی پی۔14 میں ملک اسد والی گلی میں نالے کی تعمیر	1.414 ملین
(س)	راولپنڈی شہر میں 10 ٹیوب ویلوں کی تبدیلی بمعہ مشینری	40.000 ملین
(ش)	راولپنڈی شہر میں سیوریج لائنوں کی بچھائی و ڈرینج کام	25.000 ملین

		2012-13
(الف)	راولپنڈی کینٹ میں دو ٹیوب ویلوں کی تنصیب	7.5ملین
(ب)	راولپنڈی میں پانچ ٹیوب ویلوں کی تنصیب	16.000ملین
(ج)	چھ ٹیوب ویلوں کی تنصیب اور سیوراور نالے کی تعمیر	35.890ملین
(د)	کینٹ کے علاقے میں پانی کی لائینیں بچھانا	9.951ملین
(ہ)	پی پی-13کے علاقے میں سات ٹیوب ویلوں کی تنصیب	29.311ملین
(و)	پی پی-12میں ٹیوب ویلوں اور فلٹریشن کی تنصیب اور پانی کی لائن کی بچھائی	17.712ملین
(ز)	پی پی-13میں ٹیوب ویلوں اور فلٹریشن کی تنصیب اور پانی کی لائن کی بچھائی	39.009ملین
(ژ)	پی پی-14میں ٹیوب ویلوں کی تنصیب و پانی اور سیوریج لائینوں کی بچھائی	32.480ملین
(ز)	راولپنڈی شہر میں ٹیوب ویلوں کی تنصیب و پانی اور سیوریج لائینوں کی بچھائی	20.000ملین
(ژ)	راولپنڈی انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی میں نالے کی مرمت و کشادگی	60.000ملین
(س)	ٹیوب ویلوں کی مرمت	20.000ملین
(ش)	پرانی/بوسیدہ اور بہتی لائینوں کی مرمت و تبدیلی	50.000ملین

(ج) سب کام پایہ تکمیل کو پہنچ چکے ہیں۔

(د) چونکہ یہ کام تھرڈ پارٹی کے زمرے میں نہیں آتے ہیں لہذاان کاموں کی کسی بھی فرم سے تصدیق نہیں کروائی گئی۔

(ہ) جواب جز(د)میں درج ہے۔

(و) جواب جز(د)میں درج ہے۔

ملتان:پی پی-194میں سیوریج اور واٹر سپلائی کے لئے فنڈز مختص کرنے کی تفصیلات

*527:جناب ظہیر الدین خان علیزئی:کیاوزیر ہاؤسنگ،اربن ڈویلپمنٹ اور پبلک ہیلتھ انجینئر نگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

پی پی-194ملتان کے کتنے ایسے علاقے ہیں جن میں سیوریج اور واٹر سپلائی کی سہولت فراہم کرنے کے لئے 2013-14کے بجٹ میں فنڈز مختص کئے گئے ہیں،اگر فنڈز مختص نہیں کئے گئے تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کریں؟

وزیر ہاؤسنگ،اربن ڈویلپمنٹ اور پبلک ہیلتھ انجینئر نگ(جناب تنویر اسلم ملک):

پی پی-194ملتان میں واٹر سپلائی اور سیوریج کی سہولت فراہم کرنے کے لئے 2013-14 کے بجٹ میں کوئی فنڈ نہ رکھے گئے ہیں کیونکہ حلقہ کے زیادہ تر علاقے ان سہولیات سے پہلے ہی مستفید ہو رہے ہیں۔

لاہور:ٹیوب ویل کی بندش و دیگر تفصیلات

*532: محترمہ عائشہ جاوید:کیاوزیرہاؤسنگ،اربن ڈویلپمنٹ اورپبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیایہ درست ہے کہ ساندہ لاہور نیشنل ٹاؤن میں ٹیوب ویل گزشتہ ایک سال سے بند ہے؟

(ب) کیاحکومت مذکورہ ٹیوب ویل کو فوری ٹھیک کروانے کاارادہ رکھتی ہے،اگرنہیں توکیوں؟

وزیرہاؤسنگ،اربن ڈویلپمنٹ اورپبلک ہیلتھ انجینئرنگ(جناب تنویراسلم ملک):

(الف) جی ہاں!یہ درست ہے۔نیشنل ٹاؤن ساندہ لاہور کا ٹیوب ویل اپنی مدت پوری کرنے کے بعدبند کردیاگیا۔

(ب) مذکورہ ٹیوب ویل اپنی مدت مکمل کرچکاہے۔

لاہور:واسا کی جگہ کو قبضہ گروپ سے واگزار کروانے کی تفصیلات

*535: محترمہ عائشہ جاوید:کیاوزیرہاؤسنگ،اربن ڈویلپمنٹ اورپبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیایہ درست ہے کہ غازی آباد ساندہ کلاں لاہور میں واساٹیوب ویل کی جگہ پرچند بااثرافراد نے قبضہ کرکے گھربھی بنایاہواہے؟

(ب) کیامحکمہ واساکی اس جگہ کوواگزارکروانے کاارادہ رکھتاہے اگرہاں توکب تک؟

وزیرہاؤسنگ،اربن ڈویلپمنٹ اورپبلک ہیلتھ انجینئرنگ(جناب تنویراسلم ملک):

الف) غازی آباد ساندہ کلاں لاہور میں واساکا کوئی ٹیوب ویل نصب نہ ہے اور نہ ہی واساکی جگہ ہے جس پرکسی نے قبضہ کیاہو۔

(ب) کسی نے قبضہ نہیں کیالہذاجگہ کوواگزارکروانے کاسوال نہ ہے۔

صوبہ کے مختلف شہروں میں پینے کے صاف پانی کی فراہمی و دیگر تفصیلات

*700: ڈاکٹرسید وسیم اختر:کیاوزیرہاؤسنگ،اربن ڈویلپمنٹ اورپبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) لاہور، راولپنڈی، ملتان، فیصل آباد، گوجرانوالہ، ڈیرہ غازی خان، بہاولپور، بہاولنگر شہروں کی حدود میں کتنے فیصد رقبہ کا پینے والا پانی صحت کے لئے ٹھیک ہے اور لیبارٹری سے سرٹیفائیڈ ہے؟

(ب) کیا شہروں میں پینے کے پانی کو چیک کرنے کا کوئی باضابطہ طریق کار مقرر ہے اور اس طریق کار کے مطابق چیکنگ کو یقینی بنانے کا کیا بندوبست ہے؟

(ج) مذکورہ بالا شہروں میں جہاں پینے کے لئے پانی صاف نہ ہے، وہاں صاف پانی فراہم کرنے کے لئے کوئی منصوبہ شروع کیا جارہا ہے؟

وزیر ہاؤسنگ، اربن ڈویلپمنٹ اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف)

(i) لاہور:۔لاہور کے سو فیصد رقبہ کا زیرِ زمین پانی (Source)میٹھا اور صحت کے لئے ٹھیک ہے۔واسا لاہور کی لیبارٹری روزانہ کی بنیاد پر مختلف ٹیوب ویلوں کے پانی کے نمونوں کو چیک کرتی ہے جبکہ وقتاً فوقتاً دیگر محکموں کی لیبارٹریاں بھی واسا کے واٹر سپلائی سسٹم سے پانی کے نمونے لے کر اپنے طور پر چیک کرتی ہیں جن میں پبلک ہیلتھ انجینئرنگ(PHE)، انوائرمنٹل انجینئرنگ ڈیپارٹمنٹ یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی لاہور، کیمسٹری ڈیپارٹمنٹ یونیورسٹی آف پنجاب، پاکستان کونسل برائے سائنسی وصنعتی تحقیق(PCSIR) اور پاکستان کونسل برائے آبی وسائل میں تحقیق (PCRWR)لیبارٹریاں شامل ہیں۔ نئے ٹیوب ویل کی تنصیب کے دوران بھی بور کی جانے والی جگہ سے پانی کے نمونے لے کر مندرجہ بالا لیبارٹریوں سے چیک کروائے جاتے ہیں۔

(ii) واسا راولپنڈی:۔واسا راولپنڈی صرف راول ٹاؤن کے علاقے میں پانی سپلائی کر رہا ہے اور وہاں کا پانی صحت کے لئے ٹھیک ہے اور واسا کی اپنی لیبارٹری جو راول لیک فلٹریشن پلانٹ پر واقع ہے اس کی نگرانی کرتی ہے نیز مندرجہ ذیل اداروں کی لیبارٹریز بھی شہر بھر سے نمونے لے کر ٹیسٹ کرتی ہے۔

(اے) پاکستان کونسل برائے آبی ذخائر، اسلام آباد

(بی) نیشنل یونیورسٹی آف سائنس اینڈ ٹیکنالوجی، اسلام آباد

(سی) پاکستان انوائرمنٹل پروٹیکشن ڈیپارٹمنٹ، اسلام آباد

(iii) واسا ملتان:۔ملتان شہر کے حدود کا 100 فیصد رقبہ کا پانی پینے والا اور صحت کے لئے ٹھیک ہے اور PHED اور PCRWR کی لیبارٹری سے سرٹیفائیڈ ہے۔

(iv) واسافیصل آباد:۔ فیصل آباد شہر کی حدود میں واقع کسی بھی علاقہ کا زیرزمین پانی صحت کے لئے ٹھیک نہ ہے۔

(v) واسا گوجرانوالہ:۔ واسا گوجرانوالہ کے زیرانتظام رقبہ کا زیرزمین پانی 100 فیصد ٹھیک ہے اور پینے کے قابل ہے اور گوجرانوالہ شہر میں نوشہرہ روڈ پر واٹر ٹیسٹنگ لیبارٹی موجود ہے جو کہ واسا کے زیرکنٹرول ہے، جہاں پر روزانہ کی بنیاد پر پانی چیک کرنے کی سہولت موجود ہے۔

(vi) ڈیرہ غازی خان:۔ ڈیرہ غازی کے شہری علاقے کا زیرزمین پانی 100 فیصد کڑوا ہے۔

(vii) بہاولپور:۔ بہاولپور کی شہری حدود میں تقریباً 30 فیصد رقبہ کا زیرزمین پانی پینے کے قابل اور باقی 70 فیصد رقبہ کا زیرزمین پانی کڑوا ہے۔

(viii) بہاولنگر:۔ بہاولنگر کے شہری علاقے کا زیرزمین پانی 100 فیصد کڑوا ہے۔

(ب)

(i) واسالاہور:۔ واسالاہور میں باقاعدہ ایک لیبارٹری قائم ہے جو سائنسی بنیادوں پر پانی کے نمونوں کو چیک کرتی ہے اور لوگوں کو صاف پانی کی فراہمی یقینی بنانے کی ہر ممکن کوشش کی جارہی ہے۔

(ii) واساراولپنڈی:۔ واسا نے پانی کی نگرانی کا پلان بنایا ہوا ہے اور اس پر باقاعدگی سے عملدرآمد کیا جارہا ہے اس پلان کے مطابق شہر کو 10 حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے اور ہر حصے سے ٹیوب ویل فلٹریشن پلانٹ اور صارفین کے گھروں سے نمونے لئے جاتے ہیں اور اس کو ٹیسٹ کیا جاتا ہے نیز جہاں سے بھی کوئی گندے پانی کی شکایت آتی ہے اس جگہ سے ٹیسٹ لئے جاتے ہیں۔

(iii) واسافیصل آباد:۔ فیصل آباد شہر کو واسا کی طرف سے فراہم کئے جانے والے پانی کی چیکنگ کے لئے باضابطہ طریق کار پر عملدرآمد کے لئے واسا کی اپنی ریسرچ لیبارٹری موجود ہے جو باقاعدگی سے طے شدہ طریق کار کے مطابق پانی کا معیار چیک کرتی رہتی ہے اسکے علاوہ دیگر اداروں مثلاً محکمہ صحت عامہ، پی سی آر ڈبلیو آر (PCRWR) NFC نیشنل انسیٹیوٹ آف بائیوٹیکنالوجی اینڈ جینٹیک انجینئرنگ کی لیبارٹریاں بھی وقتاً فوقتاً پانی کا معیار چیک کرتی رہتی ہیں۔ لیبارٹریوں کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:

(1) واسا ریسرچ لیبارٹری شیخوپورہ روڈ، فیصل آباد

(2) واٹر ٹیسٹنگ لیب محکمہ صحت عامہ جڑانوالہ روڈ فیصل آباد

(3) ریجنل واٹر ٹیسٹنگ لیب پی سی آر ڈبلیو آر سرگودھا روڈ فیصل آباد

(4) واٹر ٹیسٹنگ لیب NFC انسٹیٹیوٹ آف انجینئرنگ اینڈ فرٹیلائزر ریسرچ، جڑانوالہ روڈ فیصل آباد

(5) واٹر ٹیسٹنگ لیب (NIBGE) نیشنل انسٹیٹیوٹ فار بائیوٹیکنالوجی اینڈ جینٹنگ انجینئرنگ جھنگ روڈ فیصل آباد

(iv) واسا ملتان:۔ واسا ملتان نے اپنی ایک لیبارٹری قائم کر رکھی ہے جس کا نام واسا لیبارٹری شمس آباد ہے جو کہ ہر دو ماہ بعد ہر ٹیوب ویل کے پانی کو چیک کرتی ہے۔

(v) واسا گوجرانوالہ:۔ گوجرانوالہ شہر میں نوشہرہ روڈ پر واٹر ٹیسٹنگ لیبارٹری موجود ہے جو کہ واسا کے زیر کنٹرول ہے۔ جہاں پر روزانہ کی بنیاد پر پانی چیک کرنے کی سہولت موجود ہے۔

(vi) پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ساؤتھ زون:۔ حکومت پنجاب نے ہر ضلع کی سطح پر واٹر ٹیسٹنگ لیبارٹری قائم کی ہوئی ہیں یہ لیبارٹریاں باضابطہ طور پر کام کر رہی ہیں۔ ان لیبارٹریوں میں پانی کو چیک کرنے کا مکمل بندوبست ہے۔ ان لیبارٹریوں کا عملہ وقتاً فوقتاً اپنے ضلع کی حدود میں پانی کی کوالٹی چیک کرتا ہے۔ اس کے علاوہ لوگ خود بھی لیبارٹری آکر پانی چیک کرواتے ہیں (لیبارٹریوں کی لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)

(ج)

(i) واسا لاہور:۔ لاہور کا زیرِ زمین پانی صحت کے لئے میٹھا ہے۔ البتہ واٹر سپلائی سسٹم میں آنے کے بعد پانی میں Microbiological Contamination کی موجودگی کا خدشہ رہتا ہے۔ واسا لاہور میں پینے کے پانی میں آلودگی کے تدارک کے لئے واٹر سپلائی لائنوں کی فلشنگ، صفائی اور کلورینیشن کو یقینی بنایا جارہا ہے۔ حکومتِ پنجاب کی ہدایات پر صاف پانی کی فراہمی کے لئے 93 فلٹریشن پلانٹس کی تنصیب مکمل کر کے چالو کر دیئے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ 100 فلٹریشن پلانٹس اور لگائے جا رہے ہیں اور لوگوں کو پینے کا صاف پانی فراہم کرنے کے اقدامات اٹھائے جا رہے ہیں۔

(ii) واسا راولپنڈی:۔ راولپنڈی شہر میں جہاں جہاں گندے پانی کی شکایت آتی ہے یا لائن بوسیدہ ہو جاتی ہے وہاں واسا اپنے فنڈ سے اس کو تبدیل کر دیتا ہے نیز پنجاب گورنمنٹ نے گیسٹرو منصوبہ شروع کیا ہے اس منصوبے سے بھی جہاں جہاں صاف پانی میسر نہیں وہاں نئی لائنیں ڈال کر صاف پانی کو یقینی بنایا جارہا ہے۔

(iii) واسا ملتان:۔ ملتان کا زیرِ زمین پانی صحت کے لئے ٹھیک ہے۔ البتہ واٹر سپلائی سسٹم میں آنے کے بعد پانی میں Microbiological Contamination کی موجودگی کا خدشہ رہتا ہے۔ واسا ملتان میں پینے کے پانی میں آلودگی کے تدارک کے لئے واٹر سپلائی لائنوں کی فلشنگ، صفائی اور کلورینیشن کو یقینی بنایا جارہا ہے۔ حکومتِ پنجاب کی ہدایات پر صاف پانی کی فراہمی کے لئے 31 فلٹریشن پلانٹس کی تنصیب مکمل کر کے چالو کر دیئے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ پانچ فلٹریشن پلانٹس اور لگائے جا رہے ہیں اور لوگوں کو پینے کا صاف پانی فراہم کرنے کے اقدامات اٹھائے جا رہے ہیں۔

(iv) واسا فیصل آباد:۔ فیصل آباد شہر کی پانی کی ضرورت 145 ملین گیلن یومیہ ہے جبکہ واسا کی موجودہ پیداواری استعداد 88.5 ملین گیلن یومیہ ہے۔

اس کا 90 فیصد پانی چنیوٹ ویل فیلڈ اور جھنگ برانچ ویل فیلڈ سے فراہم کیا جاتا ہے جو شہر سے بالترتیب 20 سے 35 کلو میٹر دور واقع ہیں، باقی 10 فیصد شہر کی حدود میں واقع نہری پانی صاف کرنے کے پلانٹ اور ان ٹیوب ویلوں کے ذریعے فراہم کیا جاتا ہے جو نہر رکھ برانچ کے کنارے لگائے گئے ہیں یہ ٹیوب ویل نہر کا زمین میں جذب ہونے والا پانی نکالتے ہیں۔

پانی کی کمی 56.5 ملین گیلن یومیہ ہے اس کو پورا کرنے کے لئے فرانسیسی حکومت کے تعاون سے 15 ملین گیلن یومیہ گنجائش کا ایک منصوبہ پر کام جاری ہے۔ جس کے تحت 10 ملین گیلن نہری پانی صاف کر کے فراہم کیا جائے گا اور 5 ملین گیلن بذریعہ ٹیوب ویل فراہم کیا جائے گا۔

مزید برآں چنگا پانی پروگرام کے تحت 1.50 ملین گیلن پیداواری استعداد کے ٹیوب ویل نہر رکھ برانچ کے کنارے لگانے کا منصوبہ زیر عمل ہے۔

(v) واسا گوجرانوالہ:۔ فی الحال کسی منصوبہ کی ضرورت نہ ہے۔

(vi) پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ساؤتھ زون:۔

1۔ ڈیرہ غازی خان شہر کو پینے کا صاف پانی مہیا کرنے کے لئے مختلف ادوار میں ضرورت کے مطابق واٹر سپلائی سکیمیں بنائی گئیں تھیں جن کے لئے گیدڑ والا واٹر فیلڈ، امیر شاہ واٹر فیلڈ اور ڈی جی خان کینال کے کنارے متعدد ٹیوب ویلز نصب کئے گئے تھے جن میں سے 16 ٹیوب ویلز ابھی تک کام کر رہے ہیں اور ان سے شہر کو پینے کا صاف پانی مہیا کیا جا رہا ہے۔ پانی کی کمی کو پورا کرنے کے لئے مالی سال 06-2005 اور 07-2006 کے دوران ایک بڑے پراجیکٹ جس کا نام "بنیادی سہولیات، برائے شہری آبادی، جنوبی پنجاب" (Southern Punjab Basic Urban Services Project) ہے اس کے تحت شہر سے سات کلو میٹر کے فاصلے پر شوریا کینال پر 31 ٹیوب ویل نصب کئے گئے جن سے شہر کو پینے کا صاف پانی مہیا کیا جا رہا ہے۔ شہر میں پانی کی سپلائی مزید بہتر کرنے کے لئے محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ نے سال 2011 میں 495.858 ملین روپے کی لاگت سے پنجاب حکومت کے میگا پراجیکٹ "واٹر سپلائی سکیم ڈی جی خان" کے ذریعے شہر میں پائپ لائنز، دو عدد پانی کی ٹینکیاں اور پانی سٹور کرنے کے ٹینک بنائے گئے جس کو مکمل کرنے کے بعد ٹی ایم اے ڈیرہ غازی خان کے حوالے کر دیا گیا جو اسے احسن طریقے سے چلا رہی ہے۔ فی الحال شہر ڈی جی خان میں واٹر سپلائی کا کوئی نیا منصوبہ نہ ہے۔

2۔ بہاولپور میں محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کے زیر انتظام واٹر سپلائی کے منصوبے کی لاگت 248.789 ملین روپے ہے۔ جس پر اب تک 233 ملین روپے خرچ ہو چکے ہیں اور شہر کی 3 عدد آبادیاں (i۔ماڈل ٹاؤن سی، ii۔ مقبول کالونی اور iii۔ اسلامی کالونی) پینے کے صاف پانی سے مستفید ہو رہی ہیں۔ شہر میں محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ واٹر سپلائی کے اس منصوبہ کے تحت 40 فیصد آبادی کو پینے کا صاف پانی فراہم کرے گا جبکہ دوسرے بڑے پراجیکٹ "بنیادی سہولیات، برائے شہری آبادی، جنوبی پنجاب (Southern Punjab Basic Urban Services Project)" کے تحت 553.300 ملین روپے کی لاگت سے مکمل شدہ واٹر سپلائی سکیم سے بذریعہ تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن شہر کی 60 فیصد آبادی کو پینے کا صاف پانی فراہم کیا جائے گا۔ علاوہ ازیں صوبے کے ان علاقوں میں جہاں زیر زمین پانی پینے کے قابل نہیں ہے ان علاقوں میں حکومت پنجاب نے ایک بڑا منصوبہ شروع کیا ہے جس کا نام "صاف پانی پراجیکٹ ہی"۔ اس منصوبے کے تحت ضلع بہاولپور میں 389 واٹر فلٹریشن پلانٹس لگائے جائیں گے۔

3۔ بہاولنگر میں محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کے زیر انتظام واٹر سپلائی کے منصوبے کی لاگت 214.155 ملین روپے ہے۔ جس پر اب تک 197.433 ملین روپے خرچ ہو چکے ہیں۔ اور شہر کی 7 عدد آبادیاں پینے کے صاف پانی سے مستفید ہو رہی ہیں۔ شہر میں محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کے زیر انتظام واٹر سپلائی کا منصوبہ 75 فیصد آبادی کو صاف پانی فراہم کرے گا۔ اب تک بہاولنگر شہر کے درج ذیل علاقوں میں محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ڈیپارٹمنٹ کی جانب سے پانی کی سپلائی جاری ہے۔ جس سے ان 7 آبادیوں کا 92 فیصد حصہ مستفید ہو رہا ہے۔

I۔ نظام پورہ شرقی۔ II۔ نظام پورہ غربی۔
III۔ فاروق آباد شرقی۔ IV۔ فاروق آباد غربی۔
V۔ مدنی کالونی۔ VI۔ زیلدار ٹاؤن۔
VII۔ مدینہ ٹاؤن۔

ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ ۔ رجانہ ٹاؤن میں نیا سیوریج ڈالنے کی تفصیلات

*803: لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) سردار محمد ایوب خان: کیا وزیر ہاؤسنگ، اربن ڈویلپمنٹ اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ رجانہ ٹاؤن تحصیل و ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں سیوریج کی صورتحال بدترین ہے اور تمام گلیوں اور بازاروں میں ہر وقت پانی کھڑا رہتا ہے، جس سے بیماریاں پھیل رہی ہیں؟

(ب) کیا حکومت اتنی بڑی آبادی رکھنے والے رجانہ ٹاؤن میں نیا سیوریج ڈالنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک؟

وزیر ہاؤسنگ، اربن ڈویلپمنٹ اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) رجانہ ٹاؤن چک نمبر285گ۔ب تحصیل ٹوبہ ٹیک سنگھ رورل ایریا پر مشتمل ہے اس کی موجودہ آبادی16451 نفوس پر مشتمل ہے اس ٹاؤن کی پرانی آبادی کے لئے سال 1986 میں4.446 ملین روپے کی لاگت سے سیوریج سکیم بنائی گئی تھی۔ بعدازاں اضافی آبادی رجانہ ٹاؤن کے لئے سال1998 میں10.853 ملین روپے کی لاگت سے سیوریج سکیم بنائی گئی۔ جس میں نالیاں، سولنگ، آکسیڈیشن پانڈ، مشینری، پمپ ہاؤس اور گندا نالہ بنایا گیا۔ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔13سال کے بعد مالی سال11-2010میں 4.333ملین روپے کی لاگت سے اس سکیم میں آر سی سی پائپ، مشینری، ڈسپوزل وغیرہ بنایا گیا۔ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ جس کو کمیونٹی بیس آرگنائزیشن(CBO) چلا رہی ہے۔ تاہم بعض اوقات سکیم کی مناسب صفائی و دیکھ بھال نہ کرنے اور بروقت موٹریں نہ چلانے کی وجہ سے سیور کا پانی Over flow ہوتا رہتا ہے۔

(ب) باقی ماندہ علاقہ کو ڈرینج / سیوریج کی سہولت مہیا کرنے کے لئے تقریباً25 ملین روپے درکار ہیں۔ اس ضمن میں حکومت پنجاب نے مالی سال14-2013 کے ترقیاتی پروگرام کے تحت صوبہ بھر کے لئے ڈرینج / سیوریج کی مد میں700 ملین روپے مختص کئے ہیں۔ حکومت پنجاب کی طرف سے منظوری اور فراہمی فنڈز پر ٹوبہ ٹیک سنگھ میں ڈرینج / سیوریج بچھانے کا کام مرحلہ وار پروگرام کے تحت کیا جائے گا۔

ٹوبہ ٹیک سنگھ: واٹر سپلائی و سیوریج کی سہولیات فراہم کرنے کی تفصیلات

*804: لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) سردار محمد ایوب خان: کیا وزیر ہاؤسنگ، اربن ڈویلپمنٹ اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) حلقہ پی پی۔ 87 میں سال 2008 سے 2013 کے دوران کتنے چکوک، قصبوں اور آبادیوں کو واٹر سپلائی اور سیوریج کی سہولت متعلقہ ترقیاتی ادارہ نے فراہم کی؟

(ب) اس حلقہ میں اس وقت کن چکوک، قصبوں اور آبادیوں میں سیوریج اور واٹر سپلائی کی سہولت نہ ہے؟

(ج) کیا جن چکوک، قصبوں اور آبادیوں میں واٹر سپلائی اور سیوریج کی سہولت نہ ہے حکومت پنجاب کب تک ان کو یہ سہولت فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو وجوہات سے آگاہ کیا جائے؟

وزیر ہاؤسنگ، اربن ڈویلپمنٹ اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ نے مالی سال 2008 سے سال 2013 تک حلقہ پی پی۔ 87 ٹوبہ ٹیک سنگھ میں چھ چکوک میں واٹر سپلائی اور ایک چک میں سیوریج کی سہولت فراہم کی ہے۔ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) حلقہ پی پی۔ 87 ٹوبہ ٹیک سنگھ میں اب تک 20 چکوک ایسے ہیں جن میں واٹر سپلائی کی سہولت میسر نہ ہے اور 26 چکوک ایسے ہیں جن میں ڈرینج / سیوریج کی سہولت میسر نہ ہے تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) حکومت پنجاب نے مالی سال 14-2013 کے سالانہ ترقیاتی پروگرام میں صوبہ بھر کے لئے بلاک ایلوکیشن میں واٹر سپلائی سکیموں کی مد میں 700 ملین روپے اور اسی طرح سیوریج / ڈرینج سکیموں کی مد میں 700 ملین روپے مختص کئے ہوئے ہیں۔

باغ جناح لاہور کی دیکھ بھال کے لئے ملازمین کی تعداد و دیگر تفصیلات

*825: محترمہ راحیلہ انور: کیا وزیر ہاؤسنگ، اربن ڈویلپمنٹ اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) باغ جناح لاہور کی دیکھ بھال کے لئے تعینات مالی و دیگر ملازمین کی عہدہ وار تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) باغ جناح میں گاڑیاں پارک کرنے کے لئے کتنے سٹینڈز ہیں، ہر سٹینڈ کے ٹھیکے سے 2012-13 سے اب تک کتنی آمدن ہوئی، ٹھیکیداروں کے نام اور پتا جات فراہم کئے جائیں؟

(ج) باغ جناح کی تزئین و آرائش کے لئے حکومت پنجاب نے کتنے فنڈ سال 2012-13 سے آج تک فراہم کئے اور یہ کن منصوبوں پر خرچ ہوئے؟

(د) باغ میں موجود نرسریوں کی تعداد کتنی ہے، ان میں کون کون سے پودے پھول تیار کئے جاتے ہیں اور اگر فروخت کئے جاتے ہیں تو گزشتہ تین سالوں میں فروخت شدہ پودوں سے کتنی آمدن حاصل ہوئی؟

وزیر ہاؤسنگ، اربن ڈویلپمنٹ اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) باغ جناح لاہور کی دیکھ بھال کے لئے مالی و دیگر ملازمین کی تعداد کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) باغ جناح لاہور میں گاڑیاں پارک کرنے کے لئے چھ پارکنگ سٹینڈز ہیں۔ ان پارکنگ سٹینڈز سے سال 2012-13 سے اب تک کوئی آمدن نہ ہوئی ہے کیونکہ عزت مآب وزیراعلیٰ پنجاب کی ہدایت پر ان پارکنگ سٹینڈز پر عوام کو فری پارکنگ سٹینڈ کی سہولت میسر ہے۔ فری پارکنگ سٹینڈز کے ٹوکن کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) سال 2012-13 میں حکومت پنجاب نے 77,841,000 روپے سالانہ فنڈ جاری کئے جو کہ باغ جناح کے ملازمین کی تنخواہیں، تزئین و آرائش، ادائیگی بجلی بل کی مد میں خرچ کئے گئے نیز ان فنڈ سے باغ جناح میں موجود زرعی مشینری ٹریکٹرز، ٹیوب ویل، جنریٹر، پیٹر پمپس، سپرے مشین اور گاڑیوں کے لئے تیل نیز ان کی مرمت وغیرہ اور بلڈنگز، جنگلہ، زیر زمین پانی و بجلی کی بچھائی گئی لائنوں کی مرمت وغیرہ پر خرچ کئے گئے۔ یہاں یہ امر قابل غور ہے کہ مذکورہ بالا فراہم کردہ فنڈز کا ایک بڑا حصہ ملازمین کی تنخواہوں اور بجلی و پٹرول / ڈیزل کے بلوں کی ادائیگی پر خرچ ہوتا ہے تاہم گورنمنٹ کی طرف سے باغ جناح میں کوئی نیا ترقیاتی منصوبہ مکمل کرنے کے لئے فنڈز فراہم نہ کئے گئے ہیں۔ سالانہ فراہم کردہ فنڈز کی تفصیل درج ذیل ہے۔

تفصیل فنڈز برائے سال 2012-13

(1)	تنخواہ ملازمین=	56,757,000/-روپے
(2)	بل بجلی، گیس، پانی وغیرہ=	10,051,000/-روپے
(3)	بل POL وغیرہ=	02,160,000/-روپے
(4)	بل اشیاء سٹور (بیج پھول، زرعی ادویات، کھاد، گملے، بھل وغیرہ)=	03,100,000/-روپے
(5)	مرمت ٹرانسپورٹ وغیرہ=	00,350,000/-روپے
(6)	مرمت زرعی مشینری وغیرہ=	00,800,000/-روپے
(7)	اخراجات عمارات/ڈھانچہ، فیکسچر وغیرہ=	01,710,000/-روپے
(8)	متفرق اخراجات (سٹیشنری، پرنٹنگ، نشرواشاعت، اخبارات، خدمات وغیرہ)=	24,48,000/-روپے
(9)	مدد برائے بیوہ=	04,00,000/-روپے
(10)	بل ٹیلی فون/ٹیلی گراف=	00,65,000/-روپے
	کل سالانہ فنڈز:=	77,841,000/-روپے

مختص کردہ سالانہ فنڈز (فنانس ڈیپارٹمنٹ) کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

سہ ماہی فنڈز برائے سال 2013-14 (جولائی تا ستمبر) جاری ہوئے ہیں جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

سہ ماہی تفصیل فنڈز برائے سال 2013-14: (ماسوائے فنڈز برائے تنخواہ)

(1)	تنخواہ ملازمین=	16,903,250/-روپے
(2)	بل بجلی، گیس، پانی، ٹوکن ٹیکس وغیرہ=	02,139,000/-روپے
(3)	بل POL وغیرہ=	00,597,000/-روپے
(4)	بل اشیاء سٹور (بیج پھول، زرعی ادویات، کھاد، گملے، بھل وغیرہ)=	00,659,000/-روپے
(5)	مرمت ٹرانسپورٹ وغیرہ=	00,74,000/-روپے
(6)	مرمت زرعی مشینری وغیرہ=	00,170,000/-روپے
(7)	اخراجات عمارات/ڈھانچہ، فیکسچر وغیرہ=	00,365,000/-روپے
(8)	متفرق اخراجات (سٹیشنری، پرنٹنگ، نشرواشاعت، اخبارات، خدمات وغیرہ)=	06,31,000/-روپے
(9)	مدد برائے بیوہ=	00,01,000/-روپے
(10)	بل ٹیلی فون/ٹیلی گراف=	00,22,000/-روپے
	کل سہ ماہی فنڈز:=	21,561,250/-روپے

(د) باغ جناح میں تین نرسریاں ہیں، ان نرسریوں میں تیار کئے جانے والے مختلف قسم کے پودے و پھول (درخت، جھاڑیاں، گراؤنڈ کورز، بیلیں، موسمی پھول) فروخت نہیں کئے جاتے بلکہ ان تیار شدہ پودوں اور پھولوں سے باغ جناح اور پی ایچ اے اپنی ضروریات پوری

کرتا ہے۔ اندریں حالات گزشتہ تین سالوں میں پودوں اور پھولوں کی فروخت سے کسی قسم کی آمدنی نہ ہوئی ہے۔

جہلم شہر میں لگائے گئے ٹیوب ویلز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*829: محترمہ راحیلہ انور: کیا وزیر ہاؤسنگ، اربن ڈویلپمنٹ اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) جہلم شہر میں واٹر سپلائی کے لئے کتنے ٹیوب ویلز کس کس جگہ نصب ہیں؟

(ب) ان ٹیوب ویلز سے روزانہ کتنے گیلن پانی فراہم کیا جاتا ہے؟

(ج) سال14-2013 کے دوران جہلم شہر میں کس کس جگہ نئے ٹیوب ویل لگائے جا رہے ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ، اربن ڈویلپمنٹ اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) جہلم شہر میں30 عدد ٹیوب ویل نصب ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

1-	ضمیر جعفری سٹیڈیم	2-	سٹی پوسٹ آفس
3-	سلیمان پارس	4-	نزد ضلع کونسل آفس
5-	بلال ٹاؤن نزد کامرس کالج	6-	شیشہ گراؤنڈ نزد ریلوے ہسپتال،
7-	پاک فیملی ہسپتال ایم ایم نمبر3	8-	سلاٹر ہاؤس
9-	شمیر کالونی	10-	مخدوم آباد
11-	دربار پیر عظمت والی کالا گجراں	12-	نزد نورانی مسجد کالا گجراں
13-	عظیم روڈ	14-	نزد پوسٹ آفس
15-	بلال ٹاؤن	16-	ساحل کالونی بلال ٹاؤن
17-	محفوظ سی این جی بلال ٹاؤن	18-	جامعہ ال اثریہ
19-	شاداب روڈ نزد انکم ٹیکس آفس	20-	رمضان بازار ایم ایم نمبر3
21-	جوبلی گھاٹ	22-	بیک سائیڈ اسلامیہ سکول
23-	نزد طلحہ مسجد	24-	نزد گورنمنٹ ہائی سکول جادہ روڈ
25-	محلہ کریم پورہ	26-	نزد عارف ماڈل سکول
27-	نزد پاسپورٹ آفس	28-	احسن رو، چک جمال روڈ
29-	نزد المعراج فلور مل کالا گجراں	30-	ہجوری محلہ

(ب) 60,75000 گیلن پانی روزانہ فراہم کیا جاتا ہے۔

(ج) مالی سال 14۔2013 میں کوئی نیا ٹیوب ویل نہیں لگایا جا رہا ہے۔ پہلی ہی شہر میں 30 ٹیوب ویلز کام کر رہے ہیں جس سے شہر کی تمام ضرورت عمومی طور پر پوری ہو رہی ہے۔

راولپنڈی: پارکس اینڈ ہارٹیکلچر اتھارٹی کا قیام و دیگر تفصیلات

*833: محترمہ زیب النساء اعوان: کیا وزیر ہاؤسنگ، اربن ڈویلپمنٹ اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) پارکس اینڈ ہارٹیکلچر اتھارٹی راولپنڈی کا قیام کب عمل میں آیا؟

(ب) اس کی تحویل میں کتنے پارک کس کس جگہ واقع ہیں؟

(ج) ان پارکوں کا کل کتنا رقبہ ہے، علیحدہ علیحدہ تفصیل بیان کریں؟

(د) اس کے قیام سے آج تک مذکورہ اتھارٹی نے کتنے نئے پارک قائم کئے ہیں؟

(ہ) مذکورہ اتھارٹی کو سال 12۔2011 کے دوران کتنا بجٹ فراہم کیا گیا؟

وزیر ہاؤسنگ، اربن ڈویلپمنٹ اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) پی ایچ اے کا قیام مورخہ 15-04-2010 کو وزیر اعلیٰ پنجاب کی منظوری سے عمل میں آیا۔

(ب) اس کی تحویل میں 46 پارکس ہیں جن کی تفصیل (ANNEX–A) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ان پارکوں کا کل رقبہ 642.05 کنال ہے۔ تفصیل (ANNEX– B) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) سال 2013 میں کمیونٹی سنٹر پارک بی بلاک، سیٹلائیٹ ٹاؤن میں 7.4 کنال زمین پر نیا پارک بنایا گیا ہے۔ اس کے علاوہ باقی ماندہ 45 پارکوں میں سے 20 پارکوں کی دوبارہ تزئین و آرائش کی جا چکی ہے۔

(ہ) پی ایچ اے کو مالی سال 12-2011 میں مبلغ 100 ملین روپے کا بجٹ حکومت پنجاب کی طرف سے فراہم کیا گیا۔

ضلع چکوال: محکمہ پی ایچ ای کے بجٹ کی فراہمی و دیگر تفصیلات

*835: محترمہ زیب النساء اعوان: کیا وزیر ہاؤسنگ، اربن ڈویلپمنٹ اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ضلع چکوال کو سال13-2012 کے دوران کتنی رقم کس کس مد میں موصول ہوئی؟

(ب) مذکورہ مدت کے دوران کتنی رقم کن کن سیوریج سکیموں پر خرچ ہوئی، ان سکیموں کے نام، مدت تکمیل اور تخمینہ لاگت بتائیں؟

(ج) کتنی رقم پرانی سکیموں کی بحالی اور مرمت پر خرچ ہوئی، ان کے نام اور تخمینہ لاگت بتائیں؟

(د) کتنی رقم نئی سکیموں پر خرچ ہوئی، ان سکیموں کے نام اور تخمینہ لاگت بتائیں؟

(ہ) اس وقت کتنی سکیموں پر کام جاری ہے، ان سکیموں کے نام اور مدت تکمیل بتائیں؟

وزیر ہاؤسنگ، اربن ڈویلپمنٹ اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ضلع چکوال کو سال13-2012 میں کل 105.919 ملین روپے موصول ہوئے ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

1۔ ترقیاتی اخراجات کی مد میں 88.654 ملین روپے

2۔ غیر ترقیاتی اخراجات کی مد میں 17.265 ملین روپے

(ب)

1۔ اربن سیوریج سکیم تلہ گنگ کی مد میں 7.209 ملین روپے خرچ ہوئی۔
تخمینہ لاگت 76.546 ملین روپے

مدت تکمیل 2015-06-30

2۔ اربن سیوریج سکیم چکوال کی مد میں 39.974 ملین روپے خرچ ہوئی۔
تخمینہ لاگت 185.459 ملین روپے

مدت تکمیل 2013-12-31

(ج) مالی سال13-2012 میں کل 39.566 ملین روپے رقم پرانی سکیموں کی بحالی و مرمت پر خرچ ہوئی۔ سکیموں کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

1۔ آؤٹ لوڈ واٹر سسٹم چکوال سٹی 2.166 ملین خرچ ہوا جبکہ تخمینہ لاگت 23.551 ملین روپے

2۔ رورل واٹر سپلائی سکیم بھال 6.500 ملین خرچ ہوا جبکہ تخمینہ لاگت 19.480 ملین روپے

3۔ رورل واٹر سپلائی سکیم رتوچھ 3.50 ملین خرچ ہوا جبکہ تخمینہ لاگت 10.787 ملین روپے

4۔ بحالی واٹر سپلائی سکیم دعولہ 27.400 ملین خرچ ہوا جبکہ تخمینہ لاگت 27.400 ملین روپے

(مندرجہ بالا چار منصوبہ جات مکمل ہو چکے ہیں اور چل رہے ہیں)

(د) ایک عدد نئی سکیم پر0.735 ملین رقم خرچ ہوئی۔ سکیم کا نام درج ذیل ہے:۔

1۔ رورل ڈرینج وپی سی سی سکیم نوروال0.735 ملین روپے

(ہ)اس وقت تین سکیموں پر کام جاری ہے جن کے نام یہ ہیں۔

1۔ اربن واٹر سپلائی سکیم تلہ گنگ مدت تکمیل 31-12-2013

2۔ اربن سیوریج سکیم چکوال مدت تکمیل 31-12-2013

3۔ اربن سیوریج سکیم تلہ گنگ مدت تکمیل 30-06-2015

گوجرانوالہ ڈویلپمنٹ اتھارٹی کا قیام ودیگر تفصیلات

*1024: جناب عبدالروف مغل: کیا وزیر ہاؤسنگ، اربن ڈویلپمنٹ اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) گوجرانوالہ ڈویلپمنٹ اتھارٹی کب معرض وجود میں آئی؟

(ب) گوجرانوالہ ڈویلپمنٹ اتھارٹی نے اپنے قیام سے 2008 تک اہل گوجرانوالہ کو رہائش کی سہولت بہم پہنچانے کے لئے کتنی ہاؤسنگ سکیمیں مکمل کرکے حوالے کیں؟

(ج) کیا آئندہ کوئی ہاؤسنگ سکیم پلان کی گئی ہے وہ کتنے ایکڑ پر مشتمل ہے، کتنے گھر لوگوں کو فراہم کرنے کی سکیم ہے اور کب مکمل کرکے شہریوں کو مہیا کی جائے گی؟

وزیر ہاؤسنگ، اربن ڈویلپمنٹ اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) گوجرانوالہ ڈویلپمنٹ اتھارٹی گوجرانوالہ مورخہ 11۔جولائی 1989 کو معرض وجود میں آئی۔

(ب) گوجرانوالہ ڈویلپمنٹ اتھارٹی گوجرانوالہ نے اپنے قیام کے بعد 26۔اپریل 1992 کو دو ہاؤسنگ سکیمز، جناح ٹاؤن، واقع علی پورتا نواب چوک اندرون بائی پاس اور، ماڈل ٹاؤن فیزII، واقع بورڈ آف انٹرمیڈیٹ اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن سے لے کر کمشنر روڈ بائی پاس تک کا گزٹ نوٹیفکیشن کروایا۔ یہ دونوں ہاؤسنگ سکیمز فنڈز کی عدم دستیابی کی وجہ سے نہ بن سکیں۔ بعد ازاں محکمہ ہذا نے پانچ عدد ہاؤسنگ سکیمز واقع

(1) موضع لوہیانوالہ، موضع فتومنڈ، موضع اروپ

(2) موضع جوہد سنگھ، موضع دھلے، موضع گرجاکھ، موضع قیام پور

(3) موضع سندر سنگھ، موضع میاں سانسی، موضع نوشہرہ، گوجرانوالہ زرعی، موضع کھیالی شاہ پور

(4) موضع ٹھیری سانسی، موضع کھیالی شاہ پور

(5) موضع چک جگنہ، موضع ونیاوالہ، موضع رتہ باجوہ، کے خسرہ نمبران پر مشتمل تھیں۔

جن کا محکمہ ہذانے گزٹ نوٹیفکیشن مورخہ 21۔جولائی 1997 کو شائع کیا جو کہ اس وجہ سے نہ بن سکیں کہ اس وقت کے ڈائریکٹر جنرل کو گورنمنٹ کی طرف سے ہدایات موصول ہوئیں کہ ان سکیمز کے لئے گورنمنٹ کے پاس فنڈز نہ ہیں۔آپ واسا کو اچھے طریقے سے چلادیں۔

(ج) محکمہ ہذانے حال ہی میں جی ڈی اے سٹی ہاؤسنگ سکیم پبلک پرائیویٹ پارٹنر شپ کے تحت سیکشن (7) کا گزٹ نوٹیفکیشن مورخہ 2012-06-13 کو شائع کروایا۔ جو کہ موضعات خضر چک، سنگو والی، اروپ، جگنہ میں واقع ہے۔ سکیم 1185 ایکڑ پر مشتمل ہے۔80 فیصد اراضی مالکان سے ان کی رضا مندی حاصل کر لی گئی ہے۔اس مجوزہ (proposed) ہاؤسنگ سکیم میں تقریباً 9889 ڈویلپ پلاٹس عوام الناس کے لئے مختص کئے گئے ہیں۔ محکمہ ہذانے سکیم کی سمری گورنمنٹ کو بھجوادی ہے جو کہ لاء ڈیپارٹمنٹ میں زیر کارروائی ہے۔

ضلع رحیم یار خان: واٹر سپلائی اور سیوریج کے منصوبوں پر خرچ ہونے والی رقم ودیگر تفصیلات

*1069: میاں محمد اسلام اسلم: کیا وزیر ہاؤسنگ، اربن ڈویلپمنٹ اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) لیاقت پور شہر اور تحصیل لیاقت پور (ضلع رحیم یار خان) میں سال 12-2011 اور 13-2012 کے دوران کتنی رقم سیوریج اور واٹر سپلائی کے منصوبوں پر خرچ ہوئی ہے؟

(ب) اس تحصیل اور شہر لیاقت پور میں واٹر سپلائی اور سیوریج کے میگا پراجیکٹ کے لئے کتنی رقم درکار ہے؟

(ج) کیا حکومت اس تحصیل اور شہر کے لئے مذکورہ پراجیکٹ کو منظور کرنے اور اس مقصد کے لئے رقم فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر ہاؤسنگ، اربن ڈویلپمنٹ اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) لیاقت پور شہر اور تحصیل لیاقت پور میں گزشتہ دو مالی سالوں کے دوران سیوریج کے منصوبہ جات پر کئے گئے اخراجات درج ذیل ہیں:۔

مالی سال	خرچ شدہ رقم
2011-12	1111092/-روپے
2012-13	3963729/-روپے

(تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)

تاہم مذکورہ بالا مالی سالوں کے دوران لیاقت پور واٹر سپلائی سکیم کے سلسلہ میں محکمہ ہذا کے زیر انتظام کوئی خرچہ نہیں ہوا۔

(ب)

1۔ لیاقت پور شہر کے میگا سیوریج کے لئے 728.210 ملین روپے درکار ہیں۔ کاپی برائے تخمینہ لاگت کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

2۔ لیاقت پور شہر کے لئے واٹر سپلائی کی سکیم سال 2011 میں پنجاب میونسپل ڈویلپمنٹ فنڈ کارپوریشن (PMDFC) پروگرام کے تحت مکمل کی تھی جو کہ اس وقت چل رہی ہے اور لیاقت پور شہر کو پینے کا صاف پانی مہیا کر رہی ہے۔

3۔ تحصیل لیاقت پور کے دیہی علاقے کے لئے واٹر سپلائی و ڈرینج کی سکیمیں درکار ہیں۔

(ج) حکومت پنجاب نے مالی سال 14-2013 کے سالانہ ترقیاتی بجٹ میں صوبہ بھر کی واٹر سپلائی اور سیوریج سکیموں کے لئے بلاک ایلوکیشن میں واٹر سپلائی سکیم کی مد میں 700 ملین روپے اور اسی طرح سیوریج سکیموں کی مد میں 700 ملین روپے رقم مختص کی ہوئی ہے۔ حکومت پنجاب کی طرف سے منظوری اور فراہمی فنڈز پر لیاقت پور شہر میں سیوریج بچھانے کا کام مرحلہ وار پروگرام کے تحت کیا جائے گا۔

ضلع رحیم یار خان: واٹر سپلائی و سیوریج کے مسائل کی تفصیلات

*1070: میاں محمد اسلام اسلم: کیا وزیر ہاؤسنگ، اربن ڈویلپمنٹ اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) قصبہ فیروزہ (ضلع رحیم یار خان) میں حکومت نے سال 12-2011 اور 13-2012 کے دوران کتنی رقم سیوریج اور واٹر سپلائی کی مد میں خرچ کی ہے؟

(ب) اس قصبہ کی کتنی آبادی کو واٹر سپلائی اور سیوریج کی سہولت حاصل ہے؟

(ج) اس قصبہ میں واٹر سپلائی کے لئے کتنے ٹیوب ویل کہاں کہاں نصب ہیں، کتنے چالو حالت میں اور کتنے خراب کب سے ہیں؟

(د) اس قصبہ کے واٹر سپلائی اور سیوریج کے کیا کیا مسائل ہیں؟

(ہ) حکومت اس قصبہ کے واٹر سپلائی اور سیوریج کے مذکورہ مسائل کب تک حل کر دے گی؟

وزیر ہاؤسنگ، اربن ڈویلپمنٹ اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) قصبہ فیروزہ(ضلع رحیم یار خان) میں حکومت نے مالی سال12۔2011اور13۔2012کے دوران محکمہ ہذا کے زیر انتظام سیوریج اور واٹر سپلائی کی مد میں کوئی رقم خرچ نہیں کی۔

(ب) اس قصبہ کی موجودہ آبادی15374نفوس پر مشتمل ہے جس میں سے تقریباً40فیصد آبادی کو سیوریج کی سہولت میسر ہے۔ حکومت پنجاب نے مالی سال96۔1995کے دوران مذکورہ قصبہ کے لئے واٹر سپلائی سکیم کی منظوری دی تھی جسکا تخمینہ لاگت3.069ملین روپے تھا۔ اس کی تعمیر پر مبلغ3.468ملین روپے خرچ ہوئے تھے۔

(ج) اس واٹر سپلائی سکیم کے تحت ایک عدد ٹیوب ویل یونین کونسل آفس کے نزدیک لگایا گیا تھا۔ جو کہ محکمہ ہذا کا ٹی ایم اے میں ضم ہونے کے بعد بجلی کا بل ادا نہ کرنے کی وجہ سے بند ہو گیا۔

(د) واٹر سپلائی اور سیوریج دونوں سہولیات اس قصبہ کے لئے درکار ہیں۔

(ہ) اس ضمن میں حکومت پنجاب نے مالی سال14۔2013کے ترقیاتی پروگرام کے تحت صوبہ بھر کے لئے بلاک ایلوکیشن میں رقم مختص کر رکھی ہے جس میں واٹر سپلائی کی مد میں 700ملین روپے اور سیوریج/ڈرینج کی مد میں700ملین روپے ہیں۔

لاہور: گلبرگ میں فلائی اوور بنانے کا منصوبہ و دیگر تفصیلات

*1080: محترمہ فائزہ احمد ملک: کیا وزیر ہاؤسنگ، اربن ڈویلپمنٹ اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حسین چوک گلبرگ لاہور سے خورشید عالم روڈ چوک تک دو ہزار فٹ لمبا فلائی اوور بنانے کا منصوبہ ہے؟

(ب) اس منصوبہ کا تخمینہ لاگت کتنا ہوگا اور اس پر کام کب شروع ہوگا؟

(ج) کیا اس کی فزیبلٹی رپورٹ تیار کر لی گئی ہے؟

(د) کیا حکومت حسین چوک گلبرگ لاہور کے نزدیک ریلوے انڈر پاس کی توسیع بھی اس منصوبہ میں شامل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ، اربن ڈویلپمنٹ اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) یہ درست ہے کہ حسین چوک گلبرگ لاہور سے خورشید عالم روڈ تک دو ہزار فٹ لمبا فلائی اوور بنانے کا منصوبہ ابھی پلاننگ کے ابتدائی مراحل میں ہے جس کی باقاعدہ مجاز اتھارٹی سے منظوری لی جائے گی۔

(ب) اس منصوبہ کے تخمینہ لاگت کا اندازہ اگلے مراحل میں لگایا جائے گا۔

(ج) فزیبلٹی رپورٹ تیاری کے ابتدائی مراحل میں ہے۔

(د) حکومت کا ابھی ایسا کوئی ارادہ نہیں ہے کیونکہ مذکورہ فلائی اوور ٹریفک کے پریشر کو کم کر دے گا۔

لاہور: سڑک کی تعمیر کے منصوبہ کی منظوری ودیگر تفصیلات

*1095: محترمہ فائزہ احمد ملک: کیا وزیر ہاؤسنگ، اربن ڈویلپمنٹ اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے ایل او ایس فیروزپور روڈ سے ملتان روڈ لاہور تک سڑک کی تعمیر کے لئے منصوبہ کی منظوری دی ہے؟

(ب) اس سڑک کی تعمیر کا تخمینہ لاگت کتنا ہے؟

(ج) اس سڑک کی تعمیر کب شروع کی جائے گی اور کب مکمل ہو گی؟

(د) اس کی تعمیر کن کن سرکاری اداروں کی نگرانی میں کروائی جائے گی؟

(ہ) اس سڑک میں کن کن لوگوں کی جائیداد / مکان آئے ہیں اور ان کو معاوضہ کی ادائیگی کا کیا طریق کار اپنایا گیا ہے؟

وزیر ہاؤسنگ، اربن ڈویلپمنٹ اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے۔

(ب) نالے کے دونوں اطراف یک طرفہ ٹریفک چلانے کے لئے missing links کو مکمل کرنے کے لئے 630 ملین روپے کی لاگت کا منصوبہ منظور کیا گیا لیکن ٹریفک کے شدید دباؤ کو مدنظر رکھتے ہوئے open drain کو cover کر کے تین رویہ دونوں اطراف میں سڑک بنانے کا ترمیمی منصوبہ 1985 ملین روپے منظور کیا گیا۔

(ج) اس سڑک کی تعمیر LESCO اور دیگر سروسز کے شفٹ ہونے کے فوراً بعد شروع کی جائے گی اور چھ ماہ میں مکمل کی جائے گی۔

(د) LDA، NESPAk اور ECSP کی زیر نگرانی کروائی جائے گی۔

(ہ) اس سڑک کی تعمیر میں 128 لوگوں کی جائیداد / مکان متاثر ہو رہے ہیں۔ ناموں کی لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ ان کے معاوضہ کی ادائیگی لینڈ ایکوزیشن ایکٹ اور دیگر قانونی تقاضوں کے مطابق کی جارہی ہے۔

ٹوبہ ٹیک سنگھ: ایڈہاک ملازمین کو مستقل کرنے کا معاملہ

*1115: میاں طاہر: کیا وزیر ہاؤسنگ، اربن ڈویلپمنٹ اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ٹوبہ ٹیک سنگھ میں کتنے ملازمین ایڈہاک پر کام کر رہے ہیں، ان کا عہدہ، گریڈ اور عرصہ تعیناتی کی تفصیل بتائیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ان ملازمین نے متعدد دفعہ مستقل کرنے کے لئے اپنے افسران بالا کو درخواستیں دی ہیں مگر ان کو مستقل نہیں کیا جارہا؟

(ج) کیا حکومت ان ملازمین کو مستقل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ، اربن ڈویلپمنٹ اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ٹوبہ ٹیک سنگھ میں کوئی بھی ملازم ایڈہاک پر کام نہیں کر رہا تاہم کنٹریکٹ پر 51 ملازمین کام کر رہے ہیں۔ جن کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) کنٹریکٹ ملازمین نے متعدد بار ریگولر ہونے کے لئے درخواستیں دی ہیں۔

(ج) کنٹریکٹ ملازمین کو مستقل کرنے کے لئے حکومت پنجاب نے ایک نوٹیفکیشن نمبر DS(O&M)S&GAD)5-3/2013 مورخہ 01.03.2013 جاری کیا ہے۔ اس نوٹیفکیشن کا اطلاق صرف ان کنٹریکٹ ملازمین پر ہوتا ہے جن کی بھرتی ریگولر پوسٹوں (یعنی گرانٹ 17 غیر ترقیاتی بجٹ کے تحت منظور شدہ پوسٹیں) کے تحت ہوئی تھی۔ تاہم جس کے تحت مذکورہ بالا 51 کنٹریکٹ ملازمین کو ریگولر نہیں کیا جاسکتا۔ کیونکہ ان ملازمین کی

بھرتی پراجیکٹ پوسٹوں (یعنی گرانٹ 36 ترقیاتی بجٹ کے تحت منظور شدہ پوسٹیں) کے تحت ہوئی تھی۔ نوٹیفکیشن کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

لاہور: فیروزپور روڈ پر ڈرین کو کور کرنے کا معاملہ

*1208: محترمہ شُنیلا رُوت: کیا وزیر ہاؤسنگ، اربن ڈویلپمنٹ اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور کے فیروزپور روڈ پر سابقا سبزی منڈی اور انفارمیشن ٹیکنالوجی یونیورسٹی کے درمیان بہت بڑا گندہ نالہ ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس سے ارد گرد کے علاقوں میں پالوشن میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے اور لوگ مختلف بیماریوں کا شکار ہو رہے ہیں؟

(ج) کیا حکومت عوام کے تحفظ کے لئے اس ڈرین کو کور کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک؟

وزیر ہاؤسنگ، اربن ڈویلپمنٹ اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) یہ درست ہے کہ لاہور کے فیروزپور روڈ پر سابقا سبزی منڈی اور انفارمیشن ٹیکنالوجی یونیورسٹی کے درمیان بہت بڑا گندہ نالہ ہے۔ اس نالہ کا نام ستوکتلہ ڈرین ہے۔ یہ ڈرین کنٹونمنٹ بورڈ اور مکہ کالونی گلبرگ سے شروع ہو کر پیکو روڈ، گرین ٹاؤن، امیر چوک ٹاؤن شپ، واپڈا ٹاؤن سے گزرتے ہوئے ہڈیارہ ڈرین کو ایل ڈی اے ایونیو ون کے مقام پر جا ملتی ہے۔

(ب) مذکورہ نالے کی ایک مربوط پروگرام کے تحت ہر سال desilting کی جاتی ہے تاکہ نالے کا بہاؤ بغیر رکاوٹ کے جاری رہے۔ اس میں بہنے والا ٹھوس میٹریل بھی پانی کے بہاؤ کے ساتھ آگے بڑھتا رہے اس طرح نالے کے آہستہ بہاؤ کے باعث پیدا ہونے والی پالوشن کو کم کرنے کے ضروری اقدامات اٹھائے جا رہے ہیں۔ مزید برآں اس نالے کے فیروزپور روڈ تا پیکو روڈ کے حصہ کو اس کے اصل کراس سیکشن کے مطابق بحال کرنے کا کام جاری ہے۔ اس کام کی تکمیل سے بھی نالے کے پانی کے بہاؤ میں بہتری آئے گی اور پالوشن میں کمی واقع ہو گی۔

(ج) مذکورہ نالے کا شمار واسالاہور کے بڑے نالوں میں ہوتا ہے۔اس نالے کو کور کرنے سے نالے کی desilting میں مشکلات پیدا ہوں گی اور پانی کے بہاؤ میں رکاوٹ آئے گی۔واسالاہور نے مشاورتی فرم نیسپاک کی مدد سے جنوبی لاہور کی جامع منصوبہ بندی کی ہوئی ہے جس کے تحت نالے کے دونوں اطراف گہرا RCC Sewer اور RCC Conduit بچھایا جانا شامل ہے تاکہ سیوریج کا پانی open drain کی بجائے ان سیور اور conduit میں ڈالا جاسکے اور یوں یہ نالہ صرف بارشی پانی کے نکاس کے طور پر استعمال ہو سکے گا۔اس پلان کی تکمیل کے لئے خطیر رقم درکار ہے۔اس پلان کی تکمیل کے بعد ہی مذکورہ نالے کے ارد گرد کے علاقوں میں پالوشن سے پاک فضا میسر ہو گی۔

ڈاکٹر صلاح الدین خان: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر صلاح الدین خان: جناب سپیکر! پچھلا سارا مہینہ پورے پنجاب میں نہروں کی بندی رہی ہے۔ اس دوران ساری نہروں کی بھل صفائی ہوئی ہے لیکن میرے حلقہ پی پی۔44 میانوالی میں بالکل کسی نہر یا نالے کی بھل صفائی نہیں ہوئی۔اس حوالے سے آج تک کوئی ٹینڈر بھی نہیں لگایا گیا۔

جناب سپیکر: اب تو پانی چل گیا ہو گا۔

ڈاکٹر صلاح الدین خان: جناب سپیکر! اس پر ایکشن لینا چاہئے کہ ہمارا ایک سب انجینئر ریٹائر ہو رہا ہے اس وجہ سے اس نے کام نہیں کیا۔

جناب سپیکر: ان کے حلقہ پی پی۔44 کی نہر کی بھل صفائی کیوں نہیں ہوئی۔اس بارے میں اریگیشن منسٹر صاحب کو خصوصی طور پر کہا جائے اور ان سے رپورٹ لی جائے۔آپ کی نہر کون سی ہے۔

ڈاکٹر صلاح الدین خان: جناب سپیکر! ویسے بہت سے چھوٹے نالے ہیں لیکن نہر تھل ہے۔وہاں جو دو تین lift irrigation schemes ہیں ان کے نالوں کی صفائی بھی نہیں ہوئی۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے، نہر تھل ہے۔

ڈاکٹر صلاح الدین خان: شکریہ

پوائنٹ آف آرڈر

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، عباسی صاحب!

راولپنڈی میں غیر ضروری میٹرو بس کے منصوبے پر خطیر رقم خرچ کرنے کی منظوری

جناب محمد عارف عباسی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے اس ایوان اور حکومت کی توجہ چاہتا ہوں کہ یہ میٹرو بس سروس راولپنڈی میں شروع کرنے جا رہے ہیں۔ میٹرو بس سروس کا جو منصوبہ ہے وہ کسی طرح بھی راولپنڈی کے عوام کے لئے بہتر نہیں ہے۔ یہ جہاں میٹرو بس سروس شروع کرنے جا رہے ہیں وہاں راولپنڈی کے منتخب نمائندے یعنی دونوں قومی اسمبلی کی سیٹیں اور صوبائی اسمبلی کی چار میں سے تین سیٹیں اپوزیشن کے پاس ہیں۔ ہم سب جو وہاں کے منتخب نمائندے ہیں یہ سمجھتے ہیں کہ یہ 40۔ارب روپے سے جو میٹرو بس سروس کا منصوبہ وہاں بنانے جا رہے ہیں اس کی فی الحال ضرورت نہیں ہے۔ اس وقت وہاں صاف پینے کا پانی نہیں ہے، ہسپتالوں میں دوائیاں نہیں ہیں، سیوریج گند سے اَٹی ہوئی ہے، پورا شہر گند سے اٹا ہوا ہے اور یہ 40۔ارب روپیہ اس منصوبہ پر لگانا چاہتے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ جو بات کر رہے ہیں کیا یہ عوام کے فائدے میں جائے گی یا نقصان میں جائے گی؟

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! اس میں عوام کا نقصان ہے۔ اگر آپ میری پوری بات سنیں کہ راولپنڈی شہر ایک چھوٹا سا شہر ہے وہ لاہور کی طرح بہت بڑا شہر نہیں ہے۔ ہمارے پاس ایک ہی مری روڈ ہے جس سے راولپنڈی کا پورا کاروبار زندگی چلتا ہے، شہر کے 80 فیصد سکول۔۔۔

جناب سپیکر: آپ چاہتے ہیں کہ آپ کو پینے کا صاف پانی ملے۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! تمام بڑے ہسپتال اور کالج اسی روڈ پر ہیں اور راولپنڈی شہر کا 90 فیصد کاروبار مری روڈ پر ہے۔ اس روڈ کو اگر یہ گیارہ مہینے کے لئے بند کر کے میٹرو بس کا منصوبہ بنانے کی کوشش کریں گے تو پورا راولپنڈی اپاہج ہو جائے گا اور یہاں کے عوام بہت بڑے عذاب میں مبتلا ہو جائیں گے۔ اس کا حل یہ ہے کہ آج سے بڑا عرصہ پہلے لئی ایکسپریس وے کا منصوبہ بنایا گیا تھا جو اصل

solution ہے۔ اس وقت مری روڈ پر 7-ارب روپے سے دو overhead bridges پچھلے تین سالوں میں بنے ہیں اور ایک underpass ساڑھے تین ارب روپے سے بنا ہے۔ اس کے علاوہ مریڑ کا پُل بن رہا ہے تو یہ اتنا بڑا مسئلہ نہیں ہے کہ جس پر اتنی بڑی رقم 40-ارب روپیہ لگا دیا جائے۔ یہی کام بہت کم پیسوں میں لئی ایکسپریس وے بنانے سے ہماری مری روڈ کی ٹریفک کا مسئلہ حل ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: چلیں، بس ٹھیک ہے۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! آپ میری بات سنیں۔ یہ راولپنڈی کے عوام کی زندگی اور موت کا مسئلہ ہے۔ اگر مری روڈ آپ گیارہ مہینے کے لئے بند کریں گے تو ہمارا وہاں زندہ رہنا مشکل ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: اللہ خیر کرے گا۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! ہمارے بچے سکولوں میں نہیں جا سکیں گے، وہاں کالج، یونیورسٹیاں ہیں اور سارے کاروبار وہاں پر ہیں۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ۔۔۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔ بہت شکریہ

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! اس طرح کرپشن کا بازار گرم کیا جائے گا۔

جناب سپیکر: کیا آپ کرپشن کو یاد کرتے ہیں؟

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! لئی ایکسپریس وے بنانے سے ہماری ٹریفک کا مسئلہ حل ہو سکتا ہے۔ اس منصوبہ پر 40-ارب روپیہ بلاوجہ ضائع کیا جائے گا۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔ بہت شکریہ

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، میاں صاحب!

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! جس طرح عارف عباسی صاحب نے کہا ہے کہ وہاں کے منتخب ایم این ایز اور ایم پی ایز کو اعتماد میں نہیں لیا گیا۔ ان کے ذہن میں اربوں روپے کی خطیر رقم میٹرو بس کے لئے آ گئی ہے خواہ اس سے پورا پنجاب متاثر ہو رہا ہو لیکن کھربوں روپیہ ان میٹرو بسوں کے اوپر لگایا جا رہا ہے۔ اس کا از سر نو جائزہ لینا چاہئے کہ یہ جو منتخب نمائندے ہیں اگر یہ سمجھتے ہیں کہ

راولپنڈی میں جہاں پر اربوں روپیہ لگا کر ہم نے پہلے ہی overhead bridges اور underpasses بنائے ہیں اور وہاں پر as such عوام کو کوئی problem بھی نہیں ہے تو وہاں آپ زبردستی 40۔ارب روپیہ لگائیں یہ غلط ہے۔اس وقت پنجاب کے دس کروڑ عوام پینے کے صاف پانی سے محروم ہیں، 40 فیصد سے زائد لوگ غربت کی سطح سے نیچے زندگی گزار رہے ہیں تو میرا خیال ہے کہ اگر وہاں یہ منصوبہ شروع کرنا ہی ہے تو کم از کم وہاں کے منتخب نمائندوں کو اعتماد میں لے لیا جائے۔ ان کی reservations اور ان کی تجاویز بھی ہیں۔ میں رانا ثناء اللہ خان کے توسط سے وزیراعلیٰ پنجاب سے یہ عرض کروں گا کہ اس میں اگر کوئی alteration ہے یا کوئی متبادل تجویز ہے تو انہیں ضرور اعتماد میں لیا جائے۔

جناب سپیکر: رانا صاحب کا توسط کہاں سے درمیان میں آ گیا؟

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! رانا ثناء اللہ خان کے توسط سے کہہ رہا ہوں۔اس وقت رانوں کی حکومت ہے، میں رانا ثناء اللہ خان کے توسط سے بات کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ لاہور میں میٹرو بس چل گئی، بن گئی، اچھی یا بُری اس پر بھی بات نہیں لیکن اب جو further---

جناب سپیکر: کیا یہ آپ کو بُری لگتی ہے؟

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! نہیں۔اب آپ دیکھیں کہ کیا ہو رہا ہے؟ اربوں روپے کی لاگت سے بادامی باغ اور چونگی امر سدھو قینچی پر signal free zone کے نام سے 7/6۔ارب روپیہ لگایا جا رہا ہے۔ وہاں پر ہزاروں لوگ پچھلے ایک ماہ سے دھرنے دے رہے ہیں، احتجاج اور بھوک ہڑتالیں کر رہے ہیں۔ان کی کوئی شنوائی نہیں ہے اس لئے اس طرح کے منصوبوں کے حوالے سے میں یہ سمجھتا ہوں کہ ابھی ہم ان کے متحمل نہیں ہیں۔ ہماری بہن کو کل یہاں ایوان میں تکلیف ہوئی، پی آئی سی میں گئیں تو ہم نے وہاں جو حالات دیکھے ہیں، لوگوں کو دوائیوں کی ضرورت ہے اور لوگوں کو تعلیم کی ضرورت ہے۔

جناب سپیکر: اب ان کی طبیعت کیسی ہے؟

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! ان کی طبیعت بہتر ہے لیکن وہاں بہت بُرے حالات تھے اس لئے میں یہ کہوں گا کہ یہ اتنی بڑی خطیر رقم میٹرو بسوں پر خرچ کرنے کی بجائے پنجاب کے عوام کی صحت، تعلیم اور ملازمت کے ذرائع و مواقع پیدا کرنے پر خرچ کریں۔

جناب سپیکر: آپ کی مہربانی۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترم قائد حزب اختلاف نے میٹرو بس کے حوالے سے بات کی ہے یعنی ان لوگوں کو جو میٹرو بس کی مخالفت کرتے تھے، کبھی اسے جنگلہ بس کہتے تھے، کبھی کہتے تھے کہ اس پر 90-ارب روپیہ خرچ ہو رہا ہے، کبھی کہتے تھے کہ اس پر 72-ارب روپیہ خرچ ہو رہا ہے اور اتنا پراپیگنڈا یعنی اس منصوبہ پر لعن طعن کرتے تھے۔ اب حال یہ ہے کہ ان کا اپنا ضمیر بھی ان کو ملامت کرتا ہے کہ میٹرو بس لاہور وہ منصوبہ ہے جس پر ڈیڑھ لاکھ محنت کش جن کے پاس لینڈ کروزر ہے، کرولا اور نہ موٹر سائیکل ہے۔ وہ عزت کے ساتھ سفر کرتے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! اب یہ کہتے ہیں کہ وہ اچھا ہے یا بُرا ہے ہم یہ نہیں کہتے۔ بھئی! اب تو کہیں کہ یہ اچھا ہے۔ اب اس کی تعریف کریں۔ اسی طرح سے حال یہ ہے کہ جب موٹروے بن رہا تھا تو سارے کہہ رہے تھے کہ اس موٹروے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ یہ بڑی فضول خرچی ہو رہی ہے۔ یہ تو میاں نواز شریف صاحب قوم کا پیسا ضائع کر رہے ہیں۔ آج وہ تمام لوگ جو موٹروے کی مخالفت کرتے رہے اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر اپنے ضمیر سے پوچھیں کہ اگر آج موٹروے نہ بنا ہوتا تو آج یہی موٹروے جو اس وقت 28-ارب روپے میں بنا تھا اس وقت اگر اسے بنایا جائے تو کم از کم 350-ارب روپیہ چاہئے۔ اگر آج یہ موٹروے نہ ہوتا تو آپ یہ بتائیں کہ اسلام آباد صبح جا کر شام واپس آنا تو کُجا میں سمجھتا ہوں کہ جانا ہی ممکن نہ ہوتا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! یہ وہ منصوبے ہیں جن کی وجہ سے قوم پاکستان مسلم لیگ (ن) میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف سے پیار کرتی ہے اس لئے ان کو بھی چاہئے کہ یہ جنگلہ بس تو کہتے رہے ہیں، پراپیگنڈا کرتے رہے ہیں اور 90-ارب روپے کا انہوں نے کتنا شور کیا تھا۔ میں نے categorically میڈیا پر اور ایوان میں بھی کہا تھا کہ اگر 30-ارب روپے سے زیادہ ایک روپیہ بھی ثابت ہو تو ہم سیاست چھوڑنے کو تیار ہیں۔ اس کے بعد سارے سو گئے پھر وہ نہ 90-ارب روپے والے رہے، نہ 72-ارب روپے والے رہے اور نہ ہی وہ جنگلہ بس والے رہے اس لئے میری

قائد حزب اختلاف سے گزارش ہے کیونکہ وہ ماشاء اللہ بہت سمجھدار ہیں اور بہت اچھی بات کرتے ہیں۔ جو سچ سر چڑھ کر بولے، اسے بول دینے میں کوئی حرج نہیں ہوتا۔(نعرہ ہائے تحسین)

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! یہ کھربوں میں منصوبہ جا رہا ہے۔ لاہور کی ڈیڑھ کروڑ کی آبادی میں سے اگر ایک ڈیڑھ لاکھ آدمی سفر کرتا ہے۔ ان کھربوں روپے سے صرف ایک فیصد لوگ استفادہ کر رہے ہیں۔ لاہور کے ایک کروڑ افراد گندہ پانی پینے پر مجبور ہیں۔ کسی لیبارٹری سے جا کر ٹیسٹ کروالیں۔ ابھی ڈاکٹر مراد راس صاحب کہہ رہے تھے کہ ایک کروڑ آدمی کو پینے کے لئے پانی میسر نہیں ہے۔ یہاں پر لاکھوں بچے سکول نہیں جا رہے، ہزاروں مریض روز تڑپ رہے ہیں، سسک رہے ہیں اور بِلک رہے ہیں ان کی طرف ان کی توجہ نہیں ہے۔ اربوں کھربوں روپے کی میٹرو بس ان کے دماغ پر سوار ہو گئی ہے۔ لوگ پینے کے پانی سے، روٹی سے، روزگار سے، تعلیم سے اور صحت سے عاجز ہیں اس لئے ہم کہتے ہیں کہ ہمارا ضمیر اُس وقت بھی ہمیں ملامت کرتا تھا اور اب بھی ملامت کر رہا ہے۔ یہ کھربوں روپے قوم کے اس طرح کے منصوبوں پر ضائع نہیں کرنے چاہئیں۔ اُن منصوبوں پر قوم کا قیمتی سرمایہ لگنا چاہئے جن سے لوگوں کے زیادہ سے زیادہ بنیادی انسانی حقوق پورے ہو سکیں۔

توجہ دلاؤ نوٹس

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔ اب ہم توجہ دلاؤ نوٹس لیتے ہیں۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! قائد حزب اختلاف نے جو آخری بات کی ہے وہ بہت سچ بات کی ہے۔ ان کا ضمیر اُس وقت بھی ان کو ملامت کرتا تھا اور آج بھی ملامت کرتا ہے۔ میں ان کے لئے صرف دعا ہی کر سکتا ہوں اور کچھ نہیں کر سکتا۔

جناب سپیکر: اس بات کو چھوڑ دیں۔ اب ہم توجہ دلاؤ نوٹس لیتے ہیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! رانا ثناء اللہ خان کا تو ضمیر کبھی جاگا ہی نہیں۔ وہ جب اُدھر بیٹھے ہوتے تھے۔(قطع کلامیاں)

MR SPEAKER: No comments, no comments.

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! ان کا ضمیر اس وقت بھی سویا ہوتا تھا، آج بھی سویا ہوا ہے اور بدقسمتی سے یہ آج حکومتی بنچوں پر ہیں۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: No cross talk۔ میاں صاحب! آپ کو بچے دیکھ رہے ہیں۔ آپ کیا کر رہے ہیں؟ No point of order بڑی مہربانی۔ میاں محمد اسلم اقبال کا توجہ دلاؤ نوٹس نمبر 444 ہے۔ No sir۔ آپ کی بہت مہربانی۔

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! آپ یہ بہت ناجائز کرتے ہیں۔ آپ نوجوان پارلیمنٹیرین احسن ریاض فتیانہ کو تین دن سے بٹھا رہے ہیں۔ آپ ان کو بات کرنے کا موقع نہیں دے رہے ہیں۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔ آپ مجھے proceed کرنے دیں۔ آپ کی مہربانی مجھے rules کے مطابق چلنے دیں۔ میاں محمد اسلم اقبال صاحب آپ کا توجہ دلاؤ نوٹس نمبر 444 ہے۔ جی، فرمائیں!

لاہور: شہری کا اغواء برائے تاوان اور متعلقہ دیگر تفصیلات

444: میاں محمد اسلم اقبال: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مورخہ 25/1/14 روزنامہ "جہان پاکستان" کی خبر کے مطابق مسٹر علی عدنان منیر ساکن سبزہ زار لاہور کو تاوان/ بلیک میلنگ کی غرض سے اغواء کیا گیا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ علی عدنان منیر کو اغواء کر کے اس کے ساتھ انتہائی غیر انسانی سلوک کیا گیا اور اس کی فحش ویڈیو بھی بنالی گئی نیز اس سے موبائل، گھڑی، نقدی اور اے ٹی ایم کارڈز وغیرہ چھینے گئے؟

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا متعلقہ تھانے نے ملزمان کو گرفتار کر لیا ہے، ملزمان کی تفصیل اور اب تک ہونے والے کارروائی سے آگاہ کیا جائے؟

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترم میاں محمد اسلم اقبال نے جو یہ توجہ دلاؤ نوٹس take up کیا ہے۔ یہ اخبار کی خبر کی بنیاد پر ہے اور میں تھانے یا پولیس ریکارڈ کے مطابق جواب دے رہا ہوں۔ یہ خبر درست بھی ہو سکتی ہے اور نہیں بھی اس لئے میں جواب پڑھنے سے پہلے ہی یہ بات کہہ دوں کہ اگر میاں محمد اسلم اقبال کے پاس خبر کے علاوہ کوئی اور information ہے تو مجھ سے share کریں۔ بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ اس قسم کے واقعات میں لوگ threaten ہوتے ہیں۔ لوگ خوف میں ہوتے ہیں اور رپورٹ نہیں کرتے۔ اگر ان کے پاس اس قسم کی کوئی بات ہو تو وہ ضرور اس کو سامنے لے کر آئیں تاکہ اس پر کارروائی ہو سکے۔ انچارج

انوسٹی گیشن تھانہ سبزہ زار سے رپورٹ حاصل کی گئی ہے کہ حدود تھانہ ہذا میں متعلق اغواء مسمی علی عدنان منیر کوئی مقدمہ درج نہ ہوا ہے۔

(ج) مقدمہ ہذا میں متعلق اغواء مسمی علی عدنان منیر تھانہ ہذا میں کوئی مقدمہ درج نہ ہوا ہے۔تو یہ معاملہ رپورٹ نہیں ہوا ہے۔اب اگر میاں صاحب کے پاس کوئی independent information ہے یا victim سے ان کا کوئی رابطہ ہے تو ہمارے نوٹس میں لائیں۔میں انہیں یقین دلاتا ہوں ہم اس پر کارروائی کریں گے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر!نمبر ایک بات یہ ہے کہ توجہ دلاؤ نوٹس کے اندر جو بندہ علی عدنان منیر اغواء ہوا ہے میں نے اس کے گھر کا ایڈریس بتایا ہے۔دوسری بات یہ ہے کہ اس کی ایف آئی آر تھانہ اقبال ٹاؤن میں درج ہوئی ہے۔ ایف آئی آر کا نمبر 787/2013 ہے۔

جناب سپیکر: جی، مجھے بتائیں کیا نمبر ہے؟

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر!ایف آئی آر نمبر 787 ہے۔

جناب سپیکر: تھانہ کون سا ہے؟

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! تھانہ اقبال ٹاؤن ہے اور جرم اس میں 365 ہے۔

جناب سپیکر: میاں صاحب!آپ نے پہلے سبزہ زار کی بات کی تھی۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر!گزارش یہ ہے کہ وہ علی عدنان کے گھر کا ایڈریس ہے۔اُسے سبزہ زار مین بلیوارڈ اقبال ٹاؤن سے اغواء کیا گیا تھا اور حدود تھانہ اقبال ٹاؤن کی ہے۔اُس کو سبزہ زار میں کسی گھر میں لے جایا گیا ہے۔گزارش یہ ہے کہ یہ اُس بندے کی ایف آئی آر ہے۔

(اس مرحلہ پر میاں محمد اسلم اقبال، ایم پی اے نے ایک فائل ایوان میں دکھائی)

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ /قانون وپارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! کیونکہ توجہ دلاؤ نوٹس میں تھانہ سبزہ زار کا ذکر تھا۔اس ریکارڈ کے مطابق رپورٹ وہاں سے منگوائی گئی ہے اور اگر اس میں confusion ہوئی ہے جس طرح کہ میاں صاحب بتا رہے ہیں تو متعلقہ ڈویژن کے ایس پی اس وقت گیلری میں موجود ہیں۔ابھی توجہ دلاؤ نوٹس سے فارغ ہو کر میاں صاحب آ جائیں۔

ایف آئی آر ان کے پاس ہے۔ اگر مقدمہ درج ہوا ہے اور اس میں جو بھی requisite پولیس کی کارروائی کی ضرورت ہے تو وہ آج انشاء اللہ کروا دیتے ہیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! ٹھیک ہو گیا ہے۔ میں صرف ایک چھوٹی سی بات عرض کرنا چاہتا ہوں۔ گزارش یہ ہے کہ میں نے جو نوٹس دیا ہے اِس میں علی عدنان منیر کے آگے آپ پڑھیں گے تو لکھا ہو گا ساکن سبزہ زار لاہور۔ میں نے یہ عرض کی ہے کہ وہ سبزہ زار لاہور کا رہائشی ہے اور جو رپورٹ کے ساتھ اخبار کے حوالے سے detail دی گئی ہے وہ ساری چیزیں میرے پاس موجود ہیں۔ ملزمان کی تصویریں اور ہر چیز موجود ہے۔ کچھ ایسی باتیں ہیں جو میں اس فلور پر بیان نہیں کرنا چاہتا۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! آپ جو بھی چاہتے ہیں اس کے لئے علیحدہ مل لیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! یہ بہت sensitive issue ہے۔ ہماری بچیاں، بہنیں سکولوں اور کالجوں میں پڑھنے آتی اور جاتی ہیں۔ گزارش یہ ہے کہ لوگ پارلیمنٹیرینز کی طرف دیکھتے ہیں امن وامان کے حوالے سے یہ کیا باتیں کر رہے ہیں؟ آپ کے توسط سے اس کیس کے حوالے سے میں رانا صاحب سے گزارش کروں گا کہ میں کوئی نمبر گیم نہیں کرنا چاہ رہا بلکہ میں صرف یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جنہوں نے جو جرم کیا ہے اُس کی انہیں ضرور سزا ملنی چاہئے۔

جناب سپیکر: بالکل ملنی چاہئے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! یہ معاشرے کے ایسے ناسُور ہیں جنہوں نے پوری قوم کا سر شرم سے جھکا دیا ہے۔ میں اس پر کوئی نمبر گیم کرنے آیا ہوں اور نہ ہی میں نے کرنے ہیں۔ میں نے صرف ایک چیز بتائی ہے کہ خدارا اس کیس کو ایسے lightly نہ لیا جائے۔ لوگ ڈر کے بیٹھ جاتے ہیں، لوگ سہم کے بھاگ جاتے ہیں لیکن وہ لڑکا جو اس میں مدعی بنا ہے وہ بے چارہ کھڑا ہے اور پچھلے آٹھ ماہ سے دھمکیاں بھی برداشت کر رہا ہے اور پھر بھی کیس کو چلا رہا ہے۔ میرا خیال ہے کہ سوسائٹی اور ہم سب کو اُسے سپورٹ کرنا چاہئے۔ جہاں پر کوئی غلط ہے اُسے غلط کہا جائے اور جہاں پر کوئی ٹھیک ہے اُسے ٹھیک کہا جائے۔ رانا صاحب جو بھی ٹائم مجھے بتائیں گے متعلقہ بندوں کے ساتھ بیٹھ کر اس کو discuss کر لیں گے۔ یہ معاشرے کا کیس ہے، سوسائٹی کا کیس ہے، اس میں میرا کوئی ذاتی عمل دخل نہیں ہے۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔ جی، اس پر علیحدہ بات کر لیں گے۔ اس کو میرے خیال میں dispose of ہی کرنا چاہئے۔ اگلا توجہ دلاؤ نوٹس سردار شہاب الدین خان صاحب کا ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! اس کو آپ نے pending کر دیا ہے؟

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ /قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کو pending کرنے کی ضرورت اس لئے نہیں ہے کیونکہ یہاں پر اس حوالے سے ایس پی موجود ہیں۔

جناب سپیکر: آپ بیٹھ کر اس کو حل کر دیں۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ /قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ابھی اس کے بعد بیٹھ کر ہم اس معاملے کو resolve کر دیں گے اور دوبارہ میاں صاحب کو اس بارے میں انشاء اللہ کوئی complaint نہیں ہو گی۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ یہ توجہ دلاؤ نوٹس dispose of کیا جاتا ہے۔ توجہ دلاؤ نوٹس نمبر 456 سردار شہاب الدین خان صاحب کا ہے۔

بچیکی ننکانہ صاحب روڈ پر سابقہ ایم پی اے اور ساتھیوں سے ہونے والی ڈکیتی کی تفصیلات

456: سردار شہاب الدین خان: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گزشتہ دنوں بچیکی ننکانہ صاحب روڈ اڈا برخوردار کے قریب رائے شاہجہاں احمد خان سابق ایم پی اے اور ساتھیوں سے ڈاکوؤں نے گن پوائنٹ پر نقدی، موبائل و دیگر قیمتی سامان لوٹ لیا؟

(ب) اس واقعہ کے کتنے ملزمان گرفتار ہوئے ہیں، ان کے نام و پتا جات بتائیں نیز یہ ملزمان اس مقدمہ کے علاوہ اور کس کس مقدمہ میں ملوث پائے گئے ہیں؟

(ج) اس کیس کی موجودہ صورتحال سے ایوان کو آگاہ فرمائیں؟

جناب سپیکر: جی،لاء منسٹر صاحب!

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ /قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان):جناب سپیکر! جواب یوں ہے کہ:

(الف) واقعہ کی حد تک یہ درست ہے کہ رائے شاہجہاں احمد خان سابق ایم پی اے کی درخواست پر مقدمہ نمبر621/13 مورخہ 27-12-2013 بجرم 395,397 ت پ تھانہ بڑا گھر درج رجسٹر ہوا۔

(ب،ج) اس مقدمے میں تفتیش کے دوران مدعی مقدمہ نے دلاور ولد ہیرا،الیاس،غفور عرف شکور ساکنائے آبادی میر نذیر پور ستیانہ فیصل آباد،وقار نامی شخص،اقبال اور ریاست علی ملزمان کو انہوں نے نامزد کیا۔ان میں سے پولیس نے دلاور،الیاس اور غفور کو گرفتار کر لیا ہے جن سے مال مسروقہ میں سے پچاس ہزار روپے کی رقم اورvisiting cards وغیرہ برآمد کئے ہیں جبکہ باقی دو ملزمان کی گرفتاری کے لئے کوشش ہو رہی ہے۔انشاء اللہ اس مقدمے کو جلد یکسو کرکے چالان سپرد عدالت کیا جائے گا۔

سردار شہاب الدین خان: بہت شکریہ

جناب سپیکر: مہربانی۔اس توجہ دلاؤ نوٹس کوdispose of کیا جاتا ہے۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر:اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔ تحریک التوائے کار نمبر893/13ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب کی ہے جو آج تک کے لئے آپ نےpending کروائی تھی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور(جناب نذر حسین):جی،بالکل۔

جناب سپیکر:کیا اس کا جواب آگیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور(جناب نذر حسین):جناب سپیکر!اس کا جواب آگیا ہے۔

جناب سپیکر: جی،بتائیں!

پنجاب میں گنے کی قیمت بڑھانے کا مطالبہ

(۔۔۔جاری)

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! اس کا جواب یہ ہے کہ ہر سال کرشنگ سیزن شروع ہونے سے قبل حکومت پنجاب گنّے کے کاشتکاروں اور شوگر مل مالکان کی باہمی مشاورت سے گنّے کی کم سے کم قیمت خرید مقرر کرتی ہے۔ اس ضمن میں مندرجہ ذیل عوامل کو مدنظر رکھا جاتا ہے:

کھاد، ڈیزل، بیج، چینی کے موجود سٹاک اور بین الاقوامی چینی کی قیمت۔ سابقا سال ڈیزل اور کھاد کی قیمتوں کے موازنہ پر معمولی اتار چڑھاؤ پایا گیا مگر اس کے برعکس چینی کا سٹاک وافر مقدار میں موجود ہونے کے باعث چینی کے ملکی نرخ میں کوئی زیادہ ردّوبدل نہ پایا گیا مگر اس کے برعکس بین الاقوامی چینی کی قیمتیں مزید کم ہوئیں۔ مزید برآں ایگریکلچر پالیسی انسٹیٹیوٹ اسلام آباد نے پچھلے سال کی گنّے کی قیمت خرید کو برقرار رکھنے کی سفارش بھی کی تھی تاکہ ملکی ضرورت کو مدنظر رکھتے ہوئے گنّے کے کاشتکاروں کو 9.6 فیصد تا 13 فیصد تک کا منافع مل سکے اور گنّے کے زمینداروں کو بروقت ادائیگی بھی ہو سکے۔ ان تمام عوامل کو مدنظر رکھتے ہوئے حکومت پنجاب نے امسال گنّے کی قیمت خرید مبلغ -/170 روپے فی چالیس کلوگرام برقرار رکھنے کا notification جاری کیا تاکہ چینی کے صارفین کو چینی کی دستیابی مناسب قیمت پر ہو سکے۔ کرشنگ سیزن 14-2013 نہایت بہتر انداز میں جاری ہے جس کے دوران مورخہ 20۔ جنوری تک 33 لاکھ 10 ہزار میٹرک ٹن گنّا سابقا سال سے زیادہ crush ہوا۔ 3 لاکھ 3 ہزار میٹرک ٹن چینی زیادہ پیدا ہوئی اور مبلغ 24۔ارب 23 کروڑ روپے سابقا سال سے گنّے کے زمینداروں کو زیادہ ادا ہوئے۔ جہاں تک کسانوں کے سابقا سال کے بقایاجات کی ادائیگی کا تعلق ہے تو اس ضمن میں عرض ہے کہ سابقا سال کی 99.99 فیصد کی ادائیگی ہو چکی ہے اور بقایا معمولی ادائیگی بوجہ گم ہونے CPR یا زمیندار کی وفات یا کسی شوگر مل اور زمیندار کے درمیان تنازع کی بنیاد پر ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں اس پر بحث نہیں کرنا چاہتا لیکن صرف یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ سندھ کے اندر دس روپے فی من ریٹ بڑھا ہے۔ جو جواب آیا ہے اس میں انہوں نے کہا ہے کہ پٹرول اور ڈیزل کے ریٹ کی وجہ سے کوئی معمولی ردّوبدل ہوا ہے حالانکہ یہ بات میں، آپ، یہ پورا ایوان بلکہ پورا پاکستان جانتا ہے کہ ہر مہینے پٹرول ڈیزل کے ریٹ ردّوبدل کے نام پر بڑھ جاتے ہیں جس کے نتیجے میں ہر چیز کی cost of production بڑھتی ہے۔ پنجاب اسمبلی کا یہ ایوان کسانوں کا نمائندہ

ایوان ہے، اس ملک کی 70 فیصد آبادی کسانوں پر مشتمل ہے اور اس ایوان کے اندر 70 فیصد نمائندگان کسانوں سے ووٹ لے کر آئے ہیں۔ میں نے بہت valid بات اٹھائی تھی۔ میں اتنی ہی بات آپ کے notice میں لانا چاہتا ہوں کہ جب میں یہ تحریک التوائے کار پیش کر رہا تھا تو وزیر قانون صاحب اور آپ سے بھی بات ہوئی تھی تو موصوف وزیر قانون نے مجھے یہ کہا کہ ڈاکٹر صاحب ہم اس میں ٹائم لے لیتے ہیں تو ہم بیٹھ کر اس کی قیمت پر بات کر لیں گے۔ آپ نے 230 روپے کی بات کی ہے تو 185 روپے ریٹ پر ہم کوئی معاملہ طے کر لیں گے۔ ہر سال کرشنگ سیزن کے آغاز سے پہلے کین کمشنر کی ایک body بنی ہوئی ہے جس کی میٹنگ ہوتی ہے جس میں گنّے کا ریٹ review ہوتا ہے لیکن انتہائی افسوس کی بات ہے کہ اس سال کوئی میٹنگ بھی نہیں ہوئی اور ریٹ بھی review نہیں ہوا۔ میں گورنمنٹ سے یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ خدا کے لئے اگر سندھ نے دس روپے بڑھا دیئے ہیں تو آپ دس روپے ہی بڑھا دیں۔ محکمے نے یہ جواب لکھ کر بھیجا ہے جس سے میں بالکل مطمئن نہیں ہوں۔ یہ بہت ہی بُرا message پنجاب کے کسان بھائیوں کو اس پورے ایوان سے جائے گا اس لئے میں آپ کے توسط سے معزز پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے کہوں گا کہ گورنمنٹ سے بات کریں۔ رانا صاحب نے of the record بات کی تھی جسے میں commitment نہیں کہتا کہ ہم اس میں کوئی پندرہ روپے increase کر دیں گے لیکن اب صفا چٹ کہ اسی طرح 170 روپے ریٹ ہی کر لیا ہے جو بڑی زیادتی ہے جس کے نتیجے میں کسان بہت مایوس ہوگا۔ گنّے کی شوگر ملیں کسانوں کے ساتھ جو کچھ کرتی ہیں اس حوالے سے میں نے یہ بات اس تحریک التوائے کار میں نہیں لکھی وہ ایک علیحدہ تحریک التوائے کار ہے جس پر میں بات بھی کروں گا۔ میں آپ کے توسط سے دوبارہ دردمندانہ درخواست کروں گا کہ خدا کے لئے جو زیادتی آپ چھوٹے کسان کے ساتھ کرتے ہیں یہ نہ کریں۔ ابھی بھی وقت موجود ہے کیونکہ گنّا آرہا ہے لہذا آپ اگر دس پندرہ روپے ریٹ بڑھا دیں گے تو اس سے اُن محنت کشوں کی کچھ نہ کچھ اشک شوئی ہو جائے گی جو اپنا خون پسینا بہا کر اس ملک کی معیشت کو رواں دواں رکھنے میں اپنا کردار ادا کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: یہ پنجاب والے تو نہیں کر سکتے کیونکہ یہ فیڈرل گورنمنٹ کا معاملہ ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! یہ فیڈرل گورنمنٹ نہیں کرتی کیونکہ یہاں کین کمشنر موجود ہے جو ہر سال گنّے کی قیمتوں پر میٹنگ کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: کرشنگ سیزن شروع ہونے سے پہلے بات ہو تو پھر کوئی اور بات ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں نے تو کرشنگ سیزن سے پہلے بات کی تھی۔

جناب سپیکر: جی، میں بھی آپ کے ساتھ ہوں لیکن اب ہم کیا کریں؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! اگر فیڈرل گورنمنٹ یہ تعین کرتی ہے تو سندھ میں 180 روپے ریٹ تھا تو یہاں پر بھی 180 ہی ریٹ ہو جاتا۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب! اس کا کوئی بہتر طریقہ ہو سکتا ہے تو کسی طرح سے آپ ان کی کوئی اشک شوئی کر دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! اصل میں جو بھی قیمت کسی فصل کی مقرر کی جاتی ہے تو وہ ملک کے مختلف تمام عوامل کو مدنظر رکھ کر ہی کی جاتی ہے۔ ہمیں معلوم ہے کہ کاشتکاروں کے اخراجات بہت زیادہ بڑھ گئے ہیں مگر گنّے کی قیمت کم ہے لیکن ساتھ ساتھ صارفین کو بھی مدنظر رکھ کر گنّے کی قیمت مقرر کرنی پڑتی ہے۔ ایسا نہ ہو کہ گنّے کے ریٹ بڑھنے کی وجہ سے مل مالکان کے اخراجات اور بجلی کے اخراجات بھی زیادہ ہیں اور اگر یہ سب زیادہ ہوں گے تو اس کا اثر ان تمام صارفین پر پڑے گا جن کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ صارفین کے وسائل، کاشتکاروں کی ضرورت اور ان کی آسائش کو مدنظر رکھتے ہوئے جو rate مقرر کیا گیا ہے وہ انتہائی بہتر اور مناسب ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ کسانوں کے مفادات کی بات کوئی نہیں کرتا۔۔۔

جناب احمد خان بھچر: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: یہ آپ کیا کر رہے ہیں؟ تحریک التوائے کار پر اس طرح بات نہیں ہو سکتی اور آپ اس پر نہیں بول سکتے۔ اگلی تحریک التوائے کار محترمہ نگہت شیخ صاحبہ اور شیخ علاؤالدین صاحب کی ہے۔ کون پڑھیں گے؟ شیخ صاحب! آپ تو کہتے ہیں کہ میں پڑھتا نہیں ہوں اور اب۔۔۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ مجھے پڑھاتے ہیں اور آپ واحد ہستی ہیں جو مجھے پڑھا سکتے ہیں اور اگر بات کرنے کی مجھے اجازت دیں تو میں ایک بات کر لوں۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میری عرض سن لیں۔ آپ نے بھی وعدہ فرمایا تھا اور ڈپٹی سپیکر صاحب نے بھی کہا تھا۔ میں نے آپ کی اور ڈپٹی سپیکر صاحب کی خدمت میں بھی عرض کیا تھا کہ rules کہتے ہیں کہ متعلقہ منسٹر یا متعلقہ پارلیمانی سیکرٹری جواب دیں۔ آپ نے اس پر اپنا vision بھی دیا تھا اور آپ

نے کہا تھا کہ بات یہ ہے کہ حکومت کو متعلقہ محکمے کے ذریعے سے اطلاع ہونی ہوتی ہے۔اس پر جو بھی معزز ممبر چاہتا ہے اس کا جواب آنا چاہئے اور اس تحریک التوائے کار پر عمل ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر!اگر ایک ہی پارلیمانی سیکرٹری نے جواب دینے ہیں تو باقی منسٹریاں توڑ دیں، دیکھیں ناں یہ کوئی حکیم کی دکان نہیں ہے کہ جو شاندہ پیٹ درد کے لئے بھی ہے،وہ زکام کے ساتھ ساتھ سر درد کے لئے بھی ہے جو شاندہ ہر چیز کا علاج ہے۔۔۔

جناب سپیکر: جس سے relief مؤثر ہو۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!اس پر ruling دیں۔جب متعلقہ پارلیمانی سیکرٹری یا منسٹر بیٹھے ہیں تو پھر وہ اس کا جواب دیں اور rules بھی یہی کہتے ہیں۔دوسری بات یہ ہے کہ آپ نے تین دن پہلے یہ بات تسلیم کی تھی۔آپ مجھے حکم دیتے ہیں، میرے لئے آپ بہت محترم ہیں،آپ نے کہا تھا کہ میں بات صحیح کرتا ہوں لیکن یہ جو سوالوں کے جواب پہلے نہیں دیئے جاتے تو clear لکھا ہوا ہے publication جس کا مطلب ہے کہ میڈیا کے ذریعے تشہیر نہ کی جائے لیکن معزز ممبران جن کے سوال ہیں،اب انہیں کیسے پتا لگے گا کہ کل ان کا سوال آ رہا ہے۔میں یہ کہتا ہوں خدا کے لئے آپ تھوڑا سا جان مارشل کو سنیے۔اس نے کہا تھا کہ:

> If you will not use your power you will loose your power.

میں نہیں کہتا کہ you will loose power لیکن انہیں ہدایت کریں کیونکہ لوگ محنت کر کے یہ لاتے ہیں۔

جناب سپیکر!اب میں یہ بات کرنے لگا ہوں کہ اس میں ہزاروں ملازم لٹ چکے ہیں۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب جواب دیں گے تو اس کے بعد بالکل ایک ناکام عشق کی طرح اس کا بیڑہ غرق ہو جائے گا،کوئی نہیں پوچھے گا کہ اس کا کیا ہوا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: تحریک التوائے کار کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ حکومت کے notice میں کوئی چیز آ جائے۔

شیخ علاؤالدین: لیکن concerned بندوں کو ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر: یہ کارروائی ہوتی ہے اور کارروائی کی کاپی انہیں جاتی ہے اور متعلقہ منسٹر کو بھی جاتی ہے۔

پنجاب گورنمنٹ سرونٹ ہاؤسنگ فاؤنڈیشن کے تحت سرکاری ملازمین اربوں روپے جمع کروانے کے باوجود گھروں کی الاٹمنٹ سے محروم

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! پھر یہ باقی پارلیمانی سیکرٹریوں پر قوم کا کیوں اربوں روپے خرچ ہو رہا ہے؟ انہیں فارغ کریں۔ یہاں پر متعلقہ منسٹر بیٹھے ہوتے ہیں۔ کوئی بھی آدمی یہاں پر آکر جواب دیتا ہے تو یہ کیا ہے؟ اب میں اسے under protest پڑھ رہا ہوں it is on the record کہ میں under protest پڑھ رہا ہوں۔

میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ پنجاب گورنمنٹ سرونٹ ہاؤسنگ فاؤنڈیشن کے تحت پنجاب حکومت نے سرکاری ملازمین کو مکان دینے کی سکیم کا اجراء 2004 میں کیا تھا جس پر پنجاب حکومت کے بے شمار ملازمین نے معقول رقم جمع کروائی اور ہنوز اقساط بھی جمع کروا رہے ہیں۔ موہلنوال میں بنائی جانے والی یہ سکیم جس کے لئے حکومت پنجاب نے کروڑہا روپیہ Seed Money بھی دیا تھا اور ملازمین نے اب تک اربوں روپے اپنا پیٹ کاٹ کر جمع کروائے لیکن آج زمینی حقائق یہ ہیں کہ لینڈ مافیا ملازمین کے پلاٹوں پر دس سے بارہ لاکھ فی کنال پلاٹ فائل بیچ کر کروڑوں روپے کما رہا ہے۔ زیادہ تر متاثرہ ملازمین ریٹائرڈ ہو چکے ہیں یا ہونے والے ہیں اور ان کے گھر کا دور دور تک کوئی نشان نہ ہے اور بہت سے مر بھی چکے ہیں۔ مزید ظلم یہ کہ ارباب اختیار نے بحریہ ٹاؤن کے قریب ملازمین کی رقم سے ایک اور متنازعہ جگہ خریدی جس پر دانستہ مقدمہ بازی شروع کروائی گئی جو آج تک جاری ہے اور اس طرح مستحق اور مظلوم ملازمین کو ان کے حقوق سے بے حق کیا گیا۔ حقیقتاً بہت سے سابق ملازمین اب دُنیا میں بھی نہ ہیں۔ اُن کے وارثان کہاں سے اپنا حق لے سکیں گے اور جمع شدہ رقم کے عوض انہیں مکان کون دے گا جبکہ حاضر ملازمین بھی کسمپرسی کی حالت میں یہ سوچ رہے ہیں کہ وہ کس طرح اپنے بچوں کو سر چھپانے کا کوئی ٹھکانہ دے سکیں گے؟ لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر! اس پر آپ کمیٹی بنائیں اور میں آپ کو ذمہ داری کے ساتھ کہتا ہوں کہ میں ثابت کروں گا کہ اس میں کروڑوں روپے غریب ملازمین کا کھایا گیا ہے۔ مہربانی کر کے اسے ایسے نہ جانے دیں۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور(جناب نذر حسین): جناب سپیکر!اس کا جواب موصول ہو گیا ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!اس کا جواب منسٹر صاحب دیں اور اس حوالے سے آپ rulingدیں تاکہ اس کے اوپر کچھ کام ہو سکے وگرنہ میں واک آؤٹ کروں گا۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب!ڈپٹی سپیکر صاحب بھی اس حوالے سے rulingدے چکے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!ایسے نہیں بلکہ متعلقہ وزیر آئیں اور وہ جواب دیں۔آپ اس پر کمیٹی بنائیں اور میں ثابت کروں گا جسے سن کر آپ بھی پریشان ہو جائیں گے کہ غریب ملازمین کے ساتھ کتنا ظلم ہوا ہے۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب!اس کا جواب دیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!میں واک آؤٹ کروں گا۔

جناب سپیکر: نہیں، یہ تو کوئی بات نہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!تو پھر منسٹر صاحب اس کا جواب دیں۔

جناب سپیکر: اچھا ٹھیک ہے آپ واک آؤٹ کر جائیں۔

(اس مرحلہ پر محرک شیخ علاؤالدین ایوان سے واک آؤٹ کر گئے)

یہ ایوان کی انفارمیشن کے لئے جواب پڑھ رہے ہیں اور انہیں جواب دینے دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور(جناب نذر حسین): یہ درست ہے کہ پنجاب گورنمنٹ سرونٹ ہاؤسنگ فاؤنڈیشن صوبائی اسمبلی کے مجریہ ایکٹ2004 کے تحت قائم ہوئی۔اس کے کل ممبران کی تعداد ایک لاکھ 12ہزار سے زائد ہے۔اس سکیم کے تحت ممبران کو بعد از ریٹائرمنٹ یا ان کی دوران سروس وفات ہونے پر ان کے فیملی ممبران کو سنیارٹی لسٹ کے مطابق۔۔۔

جناب محمد وحید گل: جناب سپیکر!شیخ صاحب کو منانے کے لئے کسی کو بھیجا جائے کیونکہ House in orderنہیں ہے۔

جناب سپیکر: یہ آپ کو پتا ہے کہ مجھے پتا ہے کہ House in order ہے کہ نہیں۔ گل صاحب! ذرا آپ آرام کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): سنیارٹی لسٹ کے مطابق بذریعہ قرعہ اندازی پلاٹ/مکان الاٹ کئے جاتے ہیں۔ سنیارٹی لسٹ ملازمین کی تاریخ ریٹائرمنٹ یا تاریخ وفات کو مدنظر رکھ کر بنائی جاتی ہے۔ اب تک 16900 ممبران ریٹائرڈ یا فوت ہو چکے ہیں جن میں سے تین ہزار کے قریب مستحق ممبران پلاٹ یا مکان حاصل کر چکے ہیں۔ یہ صحیح نہ ہے کہ موہلنوال میں مکانات نہ بنائے گئے ہیں جبکہ وہاں تمام مکانات کی تعمیر مکمل ہو چکی ہے۔ موہلنوال سکیم میں مختلف درجات کے ملازمین کے لئے 1341 گھر بنائے گئے ہیں جن میں سے ایک ہزار مکان بذریعہ قرعہ اندازی (House Allocation Scheme) کے تحت الاٹ کر دیئے ہیں باقی 341 مکانات کی تعمیر مکمل ہو چکی ہے جن کی الاٹمنٹ سنیارٹی کی بنیاد پر اپریل 2014 میں بذریعہ قرعہ اندازی کی جائے گی۔

جناب سپیکر! اسی طرح فیصل آباد اور ملتان میں بھی پلاٹ مختص کئے گئے ہیں۔ یہ ادارہ ملازمین کی فلاح و بہبود میں مصروف ہے۔ پنجاب میں لاہور، ملتان، فیصل آباد کے علاوہ تقریباً کل پانچ سکیموں پر کام جاری ہے۔ ڈیرہ غازی خان میں سکیم کے تحت ملازمین کے لئے 1228 پلاٹوں کی تیاری کا کام آخری مرحلے میں ہے جو کہ اگلے چند ماہ میں مکمل ہو جائے گا۔ بہاولپور سکیم میں مختلف درجات کے ملازمین کے لئے 850 پلاٹوں کی تیاری کا کام اگلے سال مکمل کیا جائے گا۔ راولپنڈی میں ملازمین کے لئے 2772 پلاٹوں کی تیاری کا کام اگلے ڈیڑھ سال میں مکمل ہو گا۔ اسی طرح سیالکوٹ، خانیوال اور ساہیوال سکیموں میں بھی کام کا اجراء ہو چکا ہے جن کی تکمیل سے 4289 مستحق ممبران کو مکان یا پلاٹ الاٹ کر دیئے جائیں گے۔

جناب سپیکر: اس تحریک التوائے کار کو Rule 83-C کے تحت dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 943/13 ہے ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب کی ہے۔

جناب محمد وحید گل: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: ابھی آپ تشریف رکھیں کیونکہ میں نے floor ان کو دے دیا ہے اور جب میں نے نام بول دیا تو آپ نے پوائنٹ آف آرڈر شروع کر دیا ہے۔ This is not good جی، ڈاکٹر سید وسیم!

صوبہ میں کرشنگ سیزن شروع ہوتے ہی شوگر مافیا اور مڈل مین کسانوں کو لوٹنے میں مصروف

ڈاکٹر سید وسیم اختر: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ کرشنگ سیزن کا آغاز ہوتے ہی شوگر مافیا نے ہر مقام پر اپنے ایجنٹ سرگرم کر لئے جس سے کسان کا استحصال جاری ہے۔ پرمٹ ملنا خواب بن گیا ہے، مڈل مین کاشتکاروں کو لوٹنے میں مصروف ہیں جبکہ انتظامیہ خاموش تماشائی کا کردار ادا کر رہی ہے۔ بروقت پرمٹ نہ ملنے اور خریداری نہ ہونے سے مڈل مین قرضے میں جکڑے مجبور کاشتکاروں سے اپنی مرضی کے داموں پر سستے نرخوں گنا خرید رہے ہیں۔ انتظامیہ کی خاموشی کے باعث مڈل مین خوب کمائی کر رہا ہے۔ ہزاروں من گنا کٹائی اور صفائی کے باوجود کھلے آسمان تلے خراب ہو رہا ہے۔ من پسند ٹھیکیداروں، سفارشیوں کو VIP پروٹوکول سے نوازا جاتا ہے، کاشتکاروں کے اس معاشی قتل کی ذمہ دار انتظامیہ ہے۔ نیز سرکاری ریٹ کی کھلم کھلا خلاف ورزی کی جا رہی ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب! اس کا جواب آ گیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! اس کا جواب موصول ہو گیا ہے۔ اس سلسلے میں عرض ہے کہ حکومت پنجاب نے گنے کی خریداری کے دوران وزن و تول کے پیمانے کنڈے درست رکھنے اور وزن میں کٹوتی کی شکایات کو فی الفور دور کرنے کے لئے District Sugarcane Purchase Monitoring and Examining Committees متعلقہ ڈی سی او اور اسسٹنٹ کمشنر کی زیر نگرانی قائم کی ہیں جو اضلاع میں گنے کی خریداری کا بغور معائنہ کرتی ہیں اور غیر قانونی خریداری کرنے والے middlemen کے خلاف کارروائی عمل میں لاتی ہیں۔ مورخہ 9-جنوری 2014 تک پنجاب میں 1923 کنڈا جات کا معائنہ کیا گیا جن میں سے 181 غیر قانونی کنڈا جات seal کر دیئے گئے اور 441 ایف آئی آر درج رجسٹرڈ ہوئی ہیں۔ غیر قانونی کنڈا جات کے خلاف ایک لاکھ 53 ہزار روپیہ جرمانہ کیا گیا جس کی صوبہ بھر اور ضلع وار تفصیل مہیا کر دی گئی ہے۔ سابقہ سال سے امسال 29 لاکھ 71 ہزار 154 میٹرک ٹن گنا زیادہ crush ہوا ہے اور 2 لاکھ 80 ہزار 217 میٹرک ٹن تک چینی زیادہ پیدا ہوئی ہے لہذا گنے کے خراب ہونے کا کوئی اندیشہ نہ ہے۔ مزید برآں حکومت پنجاب نے شکایات کے فوری ازالے کے لئے ہر ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر اور تحصیل ہیڈ

کوارٹر اور شوگر مل گیٹ پر شکایت سیل قائم کر دیئے ہیں۔ محکمہ خوراک پنجاب نے دفتر میں بھی ایک صوبائی شکایت سیل قائم کیا ہے جس کا رابطہ نمبر 99212805 ہے تاکہ گنے کے کاشتکاروں کی شکایات کا بروقت ازالہ ہو سکے جس کی تشہیر بذریعہ اشتہارات اکثر کرائی جاتی ہے۔ آخری اشتہار 19۔دسمبر 2013 کی کاپی لف ہے۔

جناب سپیکر: گوندل صاحب! آپ کو اس حوالے سے جو شکایات کی کچھ نقول ملی ہیں ان کے بارے میں بھی آپ ہمیں بتائیں گے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جی، ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: آپ نے وہاں پر جو ٹیم بٹھائی ہے اس کی کیا کارکردگی ہے وہ بھی آپ بتائیں گے۔ دوسری بات یہ ہے کہ آپ اس کو ایوان میں پڑھنے سے پہلے اس کو خود دیکھا کریں کہ میں جو جواب دے رہا ہوں کیا یہ صحیح ہے۔ آپ کے سامنے اس طرح کی کچھ چیز ہونی چاہئے کہ جو جواب آپ پڑھ رہے ہیں اس میں کوئی exaggeration تو نہیں ہو رہی ہے؟ اس چیز کا آپ خود دھیان کیا کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جی، ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: گوندل صاحب! آپ کو جو شکایات موصول ہوئی ہیں اور ان کا آپ نے کیا ازالہ کیا ہے اس بارے میں آپ کب تک ایوان کو بتائیں گے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! next week میں بتا دوں گا۔

جناب سپیکر: Next week میں اس کا جواب ہمیں مکمل ملنا چاہئے۔ اس کو pending کر دیا جائے۔

(اذانِ ظہر)

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے اس تحریک التوائے کار کو next week تک pending کر دیا ہے تاکہ اگلی بار detail کے ساتھ جواب آ جائے۔

جناب سپیکر: انشاء اللہ اس کا جواب آئے گا۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 947/13 چودھری عامر سلطان چیمہ کی ہے۔۔۔ وہ تشریف نہیں رکھتے لہذا اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 948/13 بھی چودھری عامر سلطان چیمہ کی ہے۔ یہ تحریک التوائے کار بھی

dispose of کی جاتی ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر949/13ڈاکٹر محمد افضل، سردار وقاص حسن موکل اور چودھری عامر سلطان چیمہ کی ہے۔

صوبہ میں ڈائریا کی بیماری سے ہلاکتوں میں مسلسل اضافہ

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "ڈان" لاہور مورخہ 31۔ دسمبر 2013 کی خبر کے مطابق آغا خان یونیورسٹی کی ایک ریسرچ میں یہ خوفناک انکشاف کیا گیا ہے کہ پاکستان میں ڈائریا کی بیماری سے ہلاکتیں بڑھتی جا رہی ہیں اور ان ہلاکتوں کی تعداد سب سے زیادہ پنجاب میں ہے جبکہ اس بیماری کو روکنے کے اقدامات تو اٹھائے جا رہے ہیں لیکن کوئی قابل ذکر کامیابی نہیں ہو رہی۔ماہرین کا کہنا ہے کہ اگر صحیح اور مناسب اقدامات وعلاج کی سہولتیں میسر ہوں تو اموات کی تعداد انتہائی محدود کی جا سکتی ہے جیسا کہ یورپ میں ایک بھی بچہ اس سے ہلاک نہیں ہوتا۔ عوامی حلقوں نے حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ ڈائریا کے تدارک کے لئے میسر اقدامات کئے جائیں لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! شیخ علاؤالدین صاحب واک آؤٹ کر کے گئے ہیں ان کو ایوان میں بلایا جائے اور اس سلسلے میں کسی کی ذمہ داری لگا دی جائے تاکہ وہ ان کو لے کر آئیں۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! آپ تشریف رکھیں میں ان کو خود بلاتا ہوں۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! آپ ملک صاحب کو کہیں کہ وہ جا کر ان کو لے آئیں۔

جناب سپیکر: نہیں، ملک صاحب پر اتنا بوجھ نہ ڈالیں۔ جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب! اس تحریک کا جواب آ گیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! اس کا جواب موصول ہو گیا ہے۔

جناب سپیکر: پھر جواب پڑھ دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! سال 2013 کے دوران پنجاب بھر میں گیسٹو ڈائریا کے OPD کیسز 44 لاکھ 45 ہزار 558 ہوئے جن میں سے 3 لاکھ

35 ہزار 533 مریضوں کو صوبہ کے مختلف ہسپتالوں میں داخل کیا گیا جن میں سے 3لاکھ 28 ہزار 211 صحت یاب ہو کر گھر واپس گئے اور اس طرح پنجاب بھر کے مختلف ہسپتالوں میں ڈائریا کے مریضوں میں شرح اموات تقریباً 2 فیصد رہی۔ اس سلسلے میں بیماری کے تدارک کی خاطر محکمہ صحت حکومت پنجاب نے اقدامات کئے ہیں جس کی وجہ سے بیماری کو کنٹرول کرنے میں کافی مدد ملی ہے۔ صوبہ بھر کے تمام ضلعی دفاتر اور گورنمنٹ ہسپتالوں کے انچارج کو مروجہ طریق کار کے مطابق خصوصی ہدایات دی گئیں تاکہ ان کی پیروی سے بیماری کو پھیلنے سے روکا جاسکے۔ تمام دفاتر اور ہسپتالوں کو ڈی جی ہیلتھ آفس کی جانب سے وافر مقدار میں نمکول کے پیکٹ اور ضروری ادویات مہیا کی گئیں۔ 2013 کے دوران ڈی جی، ہیلتھ آفس کی جانب سے ایک لاکھ 40 ہزار 600 نمکول کے پیکٹ مہیا کئے گئے جبکہ لاکھوں کی تعداد میں دیگر ادویات بھی مہیا کی گئیں۔ وصول کردہ نمکول ایم ایس ڈی کی جانب سے ہسپتالوں کو مہیا کیا گیا۔ محکمہ صحت کے ضلعی دفاتر اور ہسپتالوں نے خود بھی ضروری ادویات خریدیں اور مریضوں کو دیں۔ اس کی مہم کے لئے اخبارات میں تشہیر کے علاوہ دیگر معلوماتی مواد بشمول پوسٹر، بروشر بمطابق ضرورت استعمال کئے جا رہے ہیں۔ امسال بھی ضروری ادویات اور نمکول کے پیکٹوں کی فراہمی کا مناسب بندوبست کیا جا رہا ہے اور انشاءاللہ شرح اموات کو کم سے کم سطح پر لایا جائے گا۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے، اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔

کورم کی نشاندہی

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! کورم پورا نہیں ہے۔

جناب سپیکر: کورم کی نشاندہی کی گئی ہے۔ گنتی کی جائے۔ (اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا نہیں ہے لہذا پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب سپیکر: جی، دوبارہ گنتی کی جائے۔ (اس مرحلہ پر دوبارہ گنتی کی گئی)

جی، کورم پورا ہے لہذا کارروائی شروع کی جاتی ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

سرکاری کارروائی

جناب سپیکر: تحاریک التوائے کار کا ٹائم ختم ہوا۔ اب ہم سرکاری بزنس take up کرتے ہیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! گزارش ہے کہ پنجاب اسمبلی Punjab level پر اور قومی اسمبلی national level پر وہ مقتدر ایوان ہیں جہاں پر لوگوں کے grievances کے بارے میں بات ہوتی ہے اور لوگ ان کے حل کی توقع رکھتے ہیں۔

جناب سپیکر! اس دفعہ پھر دوبارہ سے IMF کے کہنے پر قرضے لینے اور ان کی شرائط کو ماننے کے نتیجے کے اندر privatization کا عمل اب دوبارہ شروع کیا جارہا ہے۔ آپ دیکھ رہے ہیں کہ پورے ملک کے اندر آگ لگی ہوئی ہے۔ کل واپڈا کے ملازمین سڑکوں پر تھے اور احتجاج چل رہے ہیں۔ اسی طرح ریلوے کی بات بھی ہو رہی ہے، پی ٹی سی ایل کے شیئرز بھی فروخت کرنے کی بات ہو رہی ہے اور پی آئی اے کی نجکاری کی بات بھی ہو رہی ہے۔ میری گزارش ہے کہ اگر اس ملک کے 35 ادارے ہم نے نجکاری کے ذریعے پرائیویٹ لوگوں کو دینے ہیں تو حکومت کس چیز کا نام ہے، Governance کس چیز کا نام ہے اور لوگ حکومت کس لئے بناتے ہیں؟ اسی لئے بناتے ہیں کہ ملک کے اداروں کو حکومت چلائے۔ اب حکومت ان اداروں کو نہیں چلاتی اور ان کو privatize کرے گی تو اس کے نتیجے کے اندر کٹوتیاں لگیں گی اور بڑے پیمانے پر ملازمین layoff ہو جائیں گے۔ بے روزگاری بڑھے گی، معاشی بدحالی بڑھے گی اور غربت کی سطح سے بے شمار لوگ اور نیچے چلے جائیں گے۔ اس کا ہمیں notice لینا چاہئے۔

جناب سپیکر: جی، یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! مجھے قومی اسمبلی کا اجلاس دیکھنے کا موقع ملا۔ جب ظہر کی نماز کی اذان ہوئی تو سپیکر صاحب نے وقفہ نماز کیا۔۔۔

جناب سپیکر: جی، میں نے کب روکا ہے؟ دیکھیں! انہوں نے کورم پوائنٹ آؤٹ کیا ہے جس کی وجہ سے۔۔۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: میں آپ سے اجازت مانگ رہا ہوں۔ وہاں سپیکر صاحب نے نماز ظہر کے لئے پندرہ منٹ وقفہ کا باقاعدہ اعلان کیا تھا۔

جناب سپیکر: آپ مہربانی کریں کسی پر پابندی نہیں ہے اور میں کسی کو نماز پڑھنے سے نہیں روکتا ہوں۔ آپ کی مہربانی، آپ تشریف رکھیں۔

مسودہ قانون

(جو زیر غور لایا گیا)

مسودہ قانون (ترمیم) دکانیں و کاروباری ادارے پنجاب مصدرہ 2013

MR SPEAKER: First reading starts. Now, we take up the Punjab Shops and Establishment (Amendment) Bill 2013. Minister for Law may move the motion for consideration of the Bills.

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT / LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I move:

> "That the Punjab Shops and Establishment (Amendment) Bill 2013, as recommended by the Special Committee No.1, be taken into consideration at once."

MR SPEAKER: The motion moved is:

> "That the Punjab Shops and Establishment (Amendment) Bill 2013, as recommended by the Special Committee No.1, be taken into consideration at once."

There is an amendment in it. The amendment is from Mian Mehmood-ur-Rasheed, Malik Taimoor Masood, Mr Asif Mehmood, Raja Rashid Hafeez, Mr Ijaz Khan, Mr Muhammad Arif Abbasi, Mr Ejaz Hussain Bukhari, Dr Salah-ud-Din Khan, Mr Ahmed Khan Bhacher, Mr Muhammad Sibtain Khan, Mr Khurram Shahzad, Mian Muhammad Aslam Iqbal, Dr Murad Raas, Mr Masood Shafqat, Mr Muhammad Siddique Khan, Mr Zaheer-ud-Din Khan Alizai, Mr Javed Akhtar,

Mr Waheed Asghar Dogar, Mr Khan Muhammad Jahanzaib Khan Khichi, Mr Ahmad Ali Khan Dreshak, Mr Abdul Majeed Khan Niazi, Mian Mumtaz Ahmad Maharwi, Mrs Saadia Sohail Rana, Dr Nausheen Hamid, Mrs Raheela Anwar, Ms Nabila Hakim Ali Khan, Mrs Naheed Naeem, Ms Shunila Ruth, Ch Moonis Elahi, Sardar Vickas Hassan Mokal, Ch Aamar Sultan Cheema, Sardar Muhammad Asif Nakai, Mr Ahmad Shah Khagga, Dr Muhammad Afzal, Ms Jayeda Khalid Khan, Mrs Baasima Chaudhary and Dr Syed Waseem Akhtar. Any mover may move it.

MR MUHAMMAD SIDDIQUE KHAN: Sir I oppose it.

MR SPEAKER: You are opposing. Are you government?

MR MUHAMMAD SIDDIQUE KHAN: Sir! I move:

> "That the Punjab Shops and Establishment (Amendment) Bill 2013, as recommended by the Special Committee No. 1, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 1st March 2014."

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

> "That the Punjab Shops and Establishment (Amendment) Bill 2013, as recommended by the Special Committee No. 1, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 1st March 2014."

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT / LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I oppose it.

جناب ڈپٹی سپیکر: لاء منسٹر صاحب نے oppose کیا ہے۔ جی، خان صاحب!

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ جتنی بھی قانون سازی ہوتی ہے اس کے لئے Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 کے سیکشن 100 کے سب سیکشن (c) کی requirement ہے کہ اس کو elicit کرایا جائے

stakeholders سے opinion لی جائے، اسے publicate کرایا جائے۔میں سمجھتا ہوں کہ Rules of Procedure کے متعلقہ سیکشن اور اس کے سب سیکشن کی requirement پوری نہیں کی گئی۔اگر وہ پوری نہیں کی گئی تو آج اس بل کو منظور کروانے کے لئے ایک قانونی deficiency موجود ہے اور اس کی موجودگی میں اسے کس طرح منظوری کے لئے پیش کیا جا سکتا ہے؟ میں لاء منسٹر سے درخواست کروں گا کہ لاہور ہائیکورٹ لاہور نے لوکل گورنمنٹ ایکٹ کے particularly sections 8 and 10 کو declare null and void کر دیا تھا even اسے unconstitutional declare کیا گیا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اگر اسی پر آ جائیں تو زیادہ بہتر ہو گا۔

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! میں اس کی ایک logic پیش کر رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چلیں۔

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! جہاں قانون violate کیا جائے، پرسوں بھی اس پر discussion ہو رہی تھی میاں صاحب نے لوکل گورنمنٹ الیکشن کروانے کے حوالے سے یہ point raise کیا تھا تو وزیر قانون و پارلیمانی امور کی طرف سے یہ logic آ رہا تھا اور وہ سارا blame الیکشن کمیشن آف پاکستان اور لاہور ہائی کورٹ لاہور کو کر رہے تھے۔یہ ایک قانون ساز ادارہ ہے اگر ہم Rule of law کی بات کرتے ہیں---

MR DEPUTY SPEAKER: Order in the House.

جی، فرمائیں!

جناب محمد صدیق خان: اگر ہم Rule of law کو ملحوظ نہیں رکھیں گے---اگر آپ کہتے ہیں تو میں سیکشن 100 کا سب سیکشن (c) پڑھ دیتا ہوں کیا آج کا بل اس کی requirement پوری کرتا ہے کہ اس کو منظور فرمایا جائے؟

100(iii): with instructions to the Select Committee to make some particular or additional provisions in the Bill;

(c) that the Bill as reported by the Select Committee be circulated or re-circulated for the purpose of eliciting opinion or further opinion thereon.

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ ابھی تک یہ requirement پوری نہیں کی گئی۔ میں انگلش صحیح نہیں سمجھتا یا تھوڑا پڑھا ہوا ہوں تو آپ پیش کر دیں۔ میرے نقطہ نظر میں ابھی rule کی یہ requirement باقی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: صدیق خان صاحب! 98. Discussion of Principles of Bills بھی پڑھیں۔

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! میں Rule 98 کا کون سا سب سیکشن پڑھوں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: سیکشن 1 پڑھیں۔

MR MUHAMMAD SIDDIQUE KHAN: Mr Speaker!

98. Discussion of Principles of Bills.

(1) On the day on which any of the motions referred to in rule 96 is made, or on any subsequent day to which discussion thereof is postponed, the Principles of the Bill and its general provision may be discussed, but the details of the Bill shall not be discussed further than is necessary to explain its principles.

جناب سپیکر! میں نے یہ پڑھا ہے لیکن دیکھیں کہ کسی بھی قانون سازی کے لئے یہ basic requirement ہے کہ اسے elicit کرایا جائے، اس کے stakeholders کے لئے اسے publicate کرایا جائے، elicit سے مراد ہے کہ ان کا مؤقف لیا جائے This is the basic requirement of the legislation process میں یہ درخواست کر رہا ہوں کہ Rule 98 کچھ اور کہہ رہا ہے میں سیکشن 100 کی بات کر رہا ہوں کہ اس سے پہلے جتنی بھی قانون سازی ہوئی ہے اس میں procedure requirement کو meet نہیں کیا گیا۔ آپ نے Rule 98 کو quote کیا ہے اور میں Rule 100 کو quote کر رہا ہوں کیا اس کی requirement پوری کی گئی ہے؟ اس کے different meanings آتے ہیں اگر مجھے کسی لفظ کی سمجھ نہیں آتی تو آپ اس کا انگلش میں ترجمہ کر دیں۔ جس وقت Select Committee کی recommendations آتی ہیں تو اس کے لئے basic

requirement ہے کہ اس کو elicit کرایا جائے۔ میں تو point out کر رہا ہوں آپ اس کا جواب دے دیں کہ آپ اس کو rule out کرتے ہیں یا اپنی ruling دیتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: صدیق خان صاحب! آپ نے Rule 98 خود ہی پڑھ لیا ہے پہلے اس کو follow کر لیں اس کے بعد Rule 100 پر جائیں۔

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! میں عرض کر رہا ہوں کہ آپ Rule 100 کا سب سیکشن (3) بھی پڑھیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! میں نے ایک چیز point out کی ہے اب آپ ان دونوں چیزوں کو دیکھ لیں۔ آگے ruling دینا تو آپ کا کام ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ نے eliciting کے لئے بات کر دی ہے Rule 98. Discussion of Principles of Bills ہے لاء منسٹر صاحب اس کا جواب دے دیتے ہیں۔ جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اس سلسلے میں عرض کروں گا کہ اٹھارہویں ترمیم میں جو subjects devolve ہوئے ہیں تو یہ adaptation کا بل ہے اور ہم اس کے ساتھ کچھ amendments لائے ہیں جو physical penalties ہیں اور change in head of receipts ہیں، registration of fee, empowerment of Labour courts ہیں۔ اس میں کوئی ایسی بات نہیں ہے کہ اسے eliciting of opinion کے لئے مشتہر کیا جائے۔ کسی بھی قانون سازی کے لئے اس صوبے کے عوام نے اپنے ووٹ سے اس معزز ایوان کو آئینی طور پر empower کیا ہے کہ یہ قانون سازی کرے۔ قانون سازی جلسوں جلوسوں یا عوامی رائے کے results کی بنیاد پر نہیں ہوتی بلکہ قانون سازی یہ معزز ایوان کرتا ہے اس لئے اس کی ضرورت نہیں ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس motion کو carry نہیں ہونا چاہئے۔

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved and the question is:

"That the Punjab Shops and Establishment (Amendment) Bill 2013, as recommended by the Special Committee

No.1, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 1st March 2014."

(The motion was lost.)

MR DEPUTY SPEAKER: Now, the motion moved and the question is:

"That the Punjab Shops and Establishment (Amendment) Bill 2013, as recommended by the Special Committee No.1, be taken into consideration at once."

(The motion was carried.)

CLAUSE 2

MR DEPUTY SPEAKER: Second reading starts. We take up the Bill Clause by Clause. Now Clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 2 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 3

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 3 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 3 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 4

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 4 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 4 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 5

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 5 of the Bill is under consideration. There is an amendment in it. The amendment is from Mian Mehmood-ur-Rasheed, Malik Taimoor Masood, Mr Asif Mehmood, Raja Rashid Hafeez, Mr Ijaz Khan, Mr Muhammad Arif

Abbasi, Mr Ejaz Hussain Bukhari, Dr Salah ud Din Khan, Mr Ahmed Khan Bhacher, Mr Muhammad Sibtain Khan, Mr Khurram Shahzad, Mian Muhammad Aslam Iqbal, Dr Murad Raas, Mr Masood Shafqat, Mr Muhammad Siddique Khan, Mr Zaheer-ud-Din Khan Alizai, Mr Javed Akhtar, Mr Waheed Asghar Dogar, Mr Khan Muhammad Jahanzaib Khan Khichi, Mr Ahmad Ali Khan Dreshak, Mr Abdul Majeed Khan Niazi, Mian Mumtaz Ahmad Maharwi, Mrs Saadia Sohail Rana, Dr Nausheen Hamid, Mrs Raheela Anwar, Ms Nabila Hakim Ali Khan, Mrs Naheed Naeem, Ms Shunila Ruth, Ch Moonis Elahi, Sardar Vickas Hassan Mokal, Ch Aamar Sultan Cheema, Sardar Muhammad Asif Nakai, Mr Ahmad Shah Khagga, Dr Muhammad Afzal, Ms Jayeda Khalid Khan, Mrs Baasima Chaudhary and Dr Syed Waseem Akhtar. Any mover may move it.

MS SHUNILA RUTH: Sir, I move:

> "That in Clause 5 of the Bill, in proposed Section 10-A of the Principal Ordinance, the following proviso be added:
>
> "Provided that the women employees shall be given a break of half an hour after every three hours in a working day."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

> “That in Clause 5 of the Bill, in proposed Section 10-A of the Principal Ordinance, the following proviso be added:
>
> "Provided that the women employees shall be given a break of half an hour after every three hours in a working day."

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/ LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I oppose it.

جناب ڈپٹی سپیکر: وزیر قانون صاحب نے اس کو oppose کیا ہے۔ جی، محترمہ شنیلا رُوت صاحبہ!

محترمہ شنیلا رُوت: جناب سپیکر! میں آپ کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتی ہوں کہ جب بھی ہم کوئی قانون سازی کرتے ہیں تو اس کو ادھورا نہیں چھوڑ دینا چاہئے بلکہ اس کو مکمل طور پر کرنا چاہئے۔ ہم نے اب تک جتنے بھی Bills پاس کئے ہیں وہ سب ادھورے چھوڑ دیئے گئے ہیں۔ ان میں کوئی specific باتیں نہیں لکھی گئیں۔ آج ہم پھر اسی طرح کا ایک Bill منظور کرانے جا رہے ہیں۔ حکومت کی طرف سے یہ ایک اچھی بات کہی گئی ہے کہ جس کمپنی، سٹور یا شاپ میں بیس سے پچیس خواتین کام کرتی ہوں تو وہاں پر ان کے بچوں کے لئے کوئی کمرہ یا day care room بنایا جائے۔ اب یہاں پر میں day care room سے اختلاف کرتی ہوں۔ Day care room کا مطلب یہ ہے کہ آپ نے کمرے بنا دیئے ہیں جبکہ وہاں پر کوئی انتظام یا management نہیں ہے۔ اگر کسی ایک ادارے، کمپنی یا شاپ پر بیس سے پچیس خواتین کام کرتی ہیں تو ان میں سے کسی خاتون کے تین اور کسی کے چار بچے ہوں گے کیونکہ ہر سال ہماری آبادی بڑھ رہی ہے۔ اگر ایک خاتون تین یا چار بچے ساتھ لے کر آتی ہے تو بیس، پچیس خواتین کے حساب سے پچھتر سے سو بچے اس جگہ پر ہوں گے۔ ان کو کیسے manage کیا جائے گا اور ان کے لئے کیا انتظامات ہوں گے؟ اس Bill میں اس چیز کی کچھ وضاحت نہیں کی گئی۔ میں سمجھتی ہوں کہ day care room کی بجائے ہمیں day care centres کی بات کرنی چاہئے کیونکہ day care centre کی ایک management ہوتی ہے۔ وہاں پر ٹیچرز ہوتی ہیں، بچوں کے لئے کھیل کود کا سامان ہوتا ہے اور ان کو کچھ پڑھایا بھی جاتا ہے کیونکہ چار پانچ سال کی عمر کے بچے سمجھ دار ہوتے ہیں اور وہ پڑھ سکتے ہیں۔ وہاں پر اس طرح کا انتظام ہونا چاہئے کہ ان بچوں کی تعلیم اور نشو و نما کا بھی خیال کیا جائے۔ اسی طرح وہاں پر کام کرنے والی خواتین کو ہر تین گھنٹے بعد break دی جائے تاکہ وہ جا کر اپنے بچوں کو دیکھ سکیں۔ صرف rooms بنا دینا کافی نہیں ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ وہاں پر ہمیں اس کی management چاہئے، بچوں کے لئے کھیل کود کا انتظام اور نرسری ہونی چاہئے۔ وہاں پر ایسی خواتین ہوں جو کہ ان بچوں کی دیکھ بھال کر سکیں۔ وہ مزدور خواتین جو کسی فیکٹری، کمپنی یا شاپ میں کام کرتی ہیں وہ بالکل afford نہیں کر سکتیں کہ اپنے ساتھ کوئی ملازم لے کر جائیں۔ وہ تو اپنے بچوں کو room میں چھوڑ کر

کام پر چلی جائیں گی۔ وہاں بچوں کی کون دیکھ بھال کرے گا اس بارے میں آپ نے کچھ نہیں سوچا اس لئے میں وزیر قانون سے یہ درخواست کروں گی کہ room کا لفظ ختم کر کے centre لکھا جائے اور اس کی management کا انتظام کیا جائے۔ وہاں پر بچوں کی کھیلوں کا انتظام کیا جائے۔ اسی طرح بچے کی ماں کو ہر تین گھنٹے کے بعد آدھے گھنٹے کی break دی جائے تاکہ وہ جا کر اپنے بچے کا حال پوچھ سکے۔ اگر وہ دودھ پیتے بچے ہیں اور lactating mothers ہیں تو وہ اپنے بچوں کو دودھ پلا سکیں۔ صرف ایک room بنا دینا اور ان کو اللہ کے حوالے کر دینا کوئی اتنی اچھی بات نہیں ہو گی۔ یہ بہت ہی uncooked and halfcooked Bill تجویز کیا گیا ہے۔ مہربانی کر کے اس Bill میں ہماری سفارشات شامل کی جائیں ان تجاویز کو صرف یہ سمجھ کر ختم نہ کر دیا جائے کہ یہ حزب اختلاف کی طرف سے آئی ہیں۔ یہ ایک اچھی بات ہے اور میں آپ کو مبارک باد دیتی ہوں کہ کم از کم آپ نے خواتین کے بارے میں سوچا تو ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ جو اقدامات ہم نے تجویز کئے ہیں وہ بھی بہت ضروری ہیں۔ ہم بچوں اور ان کی mothers کو اچھے طریقے سے یہ سہولت مہیا کریں تاکہ واقعی ان اقدام سے بچوں کو فائدہ ہو اور ان کی mothers کو بھی ذہنی طور پر یہ تسلی ہو کہ ہمارے بچے محفوظ ہیں۔ وہاں پر بچوں کے لئے نرسری، تعلیم کا انتظام، کھیل کود کا سامان مہیا کیا جائے اور ان کی دیکھ بھال کے لئے بھی کوئی موجود ہونا چاہئے تاکہ وہ خواتین ذہنی طور پر free ہو کر اپنا کام یکسوئی کے ساتھ کر سکیں۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر قانون صاحب!

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترمہ نے جو تجاویز دی ہیں بالکل ان کا خیال رکھا جائے گا لیکن یہ ضروری نہیں ہوتا کہ ہر چیز law میں provide ہو۔ بہت ساری چیزیں rules میں provide ہوتی ہیں اور بنیادی چیزوں کو law میں provide کیا جاتا ہے۔ اس قانون میں یہ provide کر دیا گیا ہے کہ جہاں پر پچیس یا اس سے زیادہ خواتین ہوں گی تو وہاں پر ایک day care room کا انتظام کیا جائے گا۔ باقی تفصیلات سے متعلق آگے اسی Clause-5(2) میں دیا گیا ہے کہ:

> "The day care room shall be established, managed and conformed to such standards, as may be prescribed."

جب یہ rules prescribed ہوں گے تو اس میں ان تمام چیزوں کا خاطر خواہ خیال رکھا جائے گا۔

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved and the question is:

"That in Clause 5 of the Bill, in proposed Section 10-A of the Principal Ordinance, the following proviso be added:

"Provided that the women employees shall be given a break of half an hour after every three hours in a working day."

(The motion was lost.)

MR DEPUTY SPEAKER: Now, the motion moved and question is:

"That Clause 5 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 6

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 6 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 6 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 7

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 7 of the Bill is under consideration. There is an amendment in it. The amendment is from Mian Mehmood-ur-Rasheed, Malik Taimoor Masood, Mr Asif Mehmood, Raja Rashid Hafeez, Mr Ijaz Khan, Mr Muhammad Arif Abbasi, Mr Ejaz Hussain Bukhari, Dr Salah-ud-Din Khan, Mr Ahmed Khan Bhacher, Mr Muhammad Sibtain Khan, Mr Khuram Shahzad, Mian Muhammad Aslam Iqbal, Dr Murad Raas, Mr Masood Shafqat, Mr Muhammad Siddique Khan, Mr Zaheer-ud-Din Khan Alizai, Mr Javed Akhtar, Mr Waheed Asghar Dogar, Mr Khan Muhammad Jahanzaib Khan Khichi, Mr Ahmad Ali Khan Dreshak, Mr Abdul Majeed Khan Niazi, Mian Mumtaz Ahmad Maharwi, Mrs Saadia Sohail Rana, Dr Nausheen Hamid, Mrs Raheela Anwar, Ms Nabila Hakim Ali

Khan, Mrs Naheed Naeem, Ms Shunila Ruth, Ch Moonis Elahi, Sardar Vickas Hassan Mokal, Ch Aamar Sultan Cheema, Sardar Muhammad Asif Nakai, Mr Ahmad Shah Khagga, Dr Muhammad Afzal, Ms Jayeda Khalid Khan, Mrs Baasima Chaudhary and Dr Syed Waseem Akhtar. Any mover may move it. Any mover may move it.

MALIK TAIMOOR MASOOD: I move!

> "That in Clause 7 of the Bill, in Para (ii), for the figures "200", "300", "500" and "1000", the figures "2000", "3000", "5000", and "10000", be substituted."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

> "That in Clause 7 of the Bill, in Para (ii), for the figures "200", "300", "500" and "1000", the figures "2000", "3000", "5000", and "10000", be substituted."

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana **Sana Ullah Khan)**: Mr. Speaker! I oppose.

ملک تیمور مسعود: جناب سپیکر! یہ Punjab shops amendment, کی registration fee سے related ہے اور Ordinance 69 of 1969 کے تحت اُس وقت 20 روپے، 30 روپے، 50 روپے اور 100 روپے اس کی فیس مختص کی گئی تھی جو کہ مختلف categories کی shops ہیں۔ اس amendment کے تحت انہوں نے registration کے لئے جو نئی فیس دی ہے وہ 200 روپے سے لے کر ایک ہزار روپے تک بنتی ہے تو اس نئی لگائی جانے والی فیس کی کوئی منطق مجھے سمجھ نہیں آئی کیونکہ 45 سال گزرنے کے بعد آج یہ amendments آ رہی ہیں اور ہم 20 روپے کے ساتھ 200 روپے کا اگر اضافہ کر رہے ہیں تو یہ رقم نہ ہونے کے برابر ہے۔ ہمیں registration fee کی مد میں کم از کم اتنا اضافہ کرنا چاہئے کہ وہ ایسی ایک خاطر خواہ رقم ہو جس کے گورنمنٹ کے خزانے میں جانے سے نہ صرف revenue increase ہو بلکہ registration کروانے والوں کو بھی احساس ہو کہ واقعی ایک اہم کام اُن کے ذمہ کیا جا رہا ہے۔ پھر shops کی categories میں ایک سے لے کر پانچ کی تعداد میں اگر کسی shop میں ملازم ہیں اور اگر 20 ملازمین سے onward کوئی انڈسٹری یا فیکٹری

ہے تو اُس کے درمیان کوئی تخصیص نہیں ہے کیونکہ وہ لوگ جو لاکھوں اور کروڑوں روپے منافع کماتے ہیں اور اُن کے ورکرز صرف ہزار روپیہ دے کر registration کروائیں تو میرے خیال میں اس کی کوئی justification نہیں بنتی تو مجھے سمجھ نہیں آ رہا کہ انہوں نے اس میں کس mechanism کے تحت اضافہ کیا ہے؟ یا تو ان کے پاس کوئی خاص mechanism موجود ہے کہ انہوں نے 20 روپے سے لے کر 100 روپے تک اور 200 روپے سے لے کر ہزار روپے تک کا کیا ہے۔ اس میں کم از کم کوئی ایسی reasonable amount ہونی چاہئے کہ registration کی مد میں government revenue میں اضافہ ہو۔ اس کے ساتھ ساتھ میں ایک اور بات ضمناً گروں گا کیونکہ بد قسمتی کے ساتھ جب سے یہ گورنمنٹ وجود میں آئی ہے ہمیں ہمارے power sector میں بہت شدید بحران دیکھنے میں آیا ہے جس کی وجہ سے بہت سی انڈسٹریز اور بہت سے کارخانے بند ہو چکے ہیں۔ ہماری جتنی بھی skilled or unskilled Labour ہے وہ اس قسم کی چھوٹی shops, bakeries and departmental stores میں اپنے بچوں کا روزگار کمانے کے لئے جا رہی ہے۔ جب تک ان shops کی proper registration نہیں کی جائے گی اور ان کو under the Labour Act, registered نہیں کیا جائے گا تب تک ہم ان کو نہ کوئی incentive دے سکیں گے، نہ اُن کی time duration کے حوالے سے کوئی بات کر سکیں گے اور نہ ہی ہم pay scale کے حوالے سے اُن کو کسی معیار پر لے کر آئیں گے کیونکہ بہت سی ایسی shops ہیں جن کو میں ذاتی طور پر جانتا ہوں اور اس ایوان میں بیٹھے بہت سے لوگ اس بات سے واقف ہیں کہ اس قسم کی shops, Labour Act کے اندر نہیں آتیں جو registered نہیں ہیں۔ اُس میں بے روزگار لوگوں کی مجبوریوں کا فائدہ اُٹھا کر اُن کو روزگار تو دیا جاتا ہے لیکن ہمارے Labour Act کے تحت صحیح طریقے سے اُن پر implementation نہیں ہوتی، اُن کے کام کرنے کے اوقات کو متعین نہیں کیا جاتا، اُن کی break کا تعین نہیں کیا جاتا، اُن کی کم از کم تنخواہ کا تعین نہیں کیا جاتا اور اُن کی مجبوریوں کا فائدہ اُٹھایا جاتا ہے لہذا میری یہ درخواست ہے کہ اس registration کے عمل پر سختی کے ساتھ ہمیں implement کرنے کی ضرورت ہے اور اس قسم کی shops جو Punjab Govt. کے under آتی ہیں اُن کو ایک reasonable amount کے ساتھ registered کر کے ہم ایک ایسا mechanism تیار کریں کہ جس کے تحت بے روزگار لوگ اپنے روزگار کی تلاش میں ان جیسے سٹورز کے اندر جا کر اپنے بچوں کا رزق کماتے ہیں اُن کو incentive دیا جا سکے اور اُن کے بچوں کی فلاح و بہبود کے لئے حکومت عملی طور پر کوئی اقدامات اُٹھا سکے۔ شکریہ

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں fines کی رقم کو بڑھایا گیا ہے اور اس میں موجودہ increase بھی تقریباً 100 فیصد کے قریب ہے تو اس کو بہت زیادہ بڑھانا بھی registration کروانے والے لوگوں کو discourage کرنے کے مترادف ہوگا۔ یہ درست ہے کہ یہ اضافہ کافی دیر بعد کیا گیا ہے یہ اس سے پہلے ہونا چاہئے تھا لیکن اب جو اضافہ کیا گیا ہے یہ اضافہ مناسب ہے۔

MR DEPUTY SPEAKER: The amendment moved and the question is:

"That in Clause 7 of the Bill, in Para (ii), for the figures "200", "300", "500" and "1000", the figures "2000", "3000", "5000", and "10000", be substituted.

(The motion was lost.)

MR DEPUTY SPEAKER: Now, the motion moved and the question is:

"That Clause 7 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 8

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 8 of the Bill is under consideration. There are three amendments in it.

The first amendment is from Mian Mehmood-ur-Rasheed, Malik Taimoor Masood, Mr Asif Mehmood, Raja Rashid Hafeez, Mr Ijaz Khan, Mr Muhammad Arif Abbasi, Mr Ejaz Hussain Bukhari, Dr Salah-ud-Din Khan, Mr Ahmed Khan Bhacher, Mr Muhammad Sibtain Khan, Mr Khuram Shahzad, Mian Muhammad Aslam Iqbal, Dr Murad Raas, Mr Masood Shafqat, Mr Muhammad Siddique Khan, Mr Zaheer-ud-Din Khan Alizai, Mr Javed Akhtar, Mr Waheed Asghar Dogar, Mr Khan Muhammad Jahanzaib Khan Khichi, Mr Ahmad Ali Khan Dreshak, Sardar Ali Raza Khan Dreshak, Mr Abdul Majeed Khan Niazi, Mian Mumtaz Ahmad Maharwi, Mrs Saadia Sohail Rana, Dr Nausheen Hamid, Mrs Raheela Anwar, Ms Nabila Hakim Ali Khan, Ms Shunila Ruth, Mrs Naheed Naeem, Ch Moonis Elahi, Sardar Vickas Hassan Mokal, Ch Aamar Sultan Cheema, Sardar Muhammad Asif

Nakai, Mr Ahmad Shah Khagga, Dr Muhammad Afzal, Ms Jayeda Khalid Khan Mrs Baasima Chaudhary and Dr Syed Waseem Akhtar. Any mover may move it.

MR WAHEED ASGHAR DOGAR: I move:

> "That in Clause 8 of the Bill, in Para (a), for the words "one thousand", and the words "five thousand" the words "five thousand" and the words "twenty thousand", be substituted respectively.

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

> "That in Clause 8 of the Bill, in Para (a), for the words "one thousand", and the words "five thousand" the words "five thousand" and the words "twenty thousand", be substituted respectively."

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/ LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I oppose.

جناب وحید اصغر ڈوگر: جناب سپیکر! اس ایکٹ کے 23 Sub Section میں پابند کیا گیا ہے کہ تمام shops and establishments اپنا ریکارڈ maintain کریں اور جیسا کہ ہمارے ملک میں رواج ہے کہ دھوکا دہی اور فراڈ کرنے کے لئے مختلف قسم کے ریکارڈ تیار کئے جاتے ہیں۔ Double set تیار کیا جاتا ہے تاکہ Social Security سے بھی بچا جائے، AOB سے بچا جائے، انکم ٹیکس سے بچا جائے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس پورے ایکٹ میں سب سے اہم سیکشن یہی ہے۔ باقی چھوٹے چھوٹے crimes ہیں لیکن یہ بہت heinous crime ہے کہ دھوکا دہی سے حکومت کو بھی نقصان پہنچایا جائے اور سب سے پسا ہوا طبقہ جو ان shops اور کارخانوں میں employee ہے اُن کو Social Security اور دوسری حکومتی مراعات سے محروم رکھنے کے لئے double record بنایا جاتا ہے اور کم ملازمین ظاہر کئے جاتے ہیں۔ ایک بات یہ بھی ہے کہ جو minimum pay ہوتی ہے وہ بھی نہیں دی جاتی۔ اُس کو چیک کرنے کے لئے Section 26 کے تحت ایک انسپکٹر ہوتا ہے جو کبھی کبھار ہی چیک کرتا ہے۔ اگر کبھی employer اس شکنجے میں آتا ہے تو اُس کو کم از کم سزا نہیں دینی چاہئے کیونکہ

کم از کم سزا اس heinous crime کو مزید promote کرے گی۔اس روشن خیال اور روشن ضمیر ایوان سے میری یہ استدعا ہے کہ وہ اس heinous crime کی سزا بڑھائے۔یہاں پر ابھی ضمیر کے جاگنے کی بڑی بات ہوئی ہے تو ابھی پتا چل جائے گا کہ کتنے ضمیر جاگے ہیں؟ بہت شکریہ

کورم کی نشاندہی

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! کورم نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کورم کی نشاندہی کی گئی ہے۔گنتی کی جائے۔(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی) کورم پورا نہیں ہے۔پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب ڈپٹی سپیکر: گنتی کی جائے۔(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی) کورم پورا ہے کارروائی شروع کی جاتی ہے۔(نعرہ ہائے تحسین) جی، لاء منسٹر صاحب!

مسودہ قانون (ترمیم) دکانیں و کاروباری ادارے پنجاب مصدرہ 2013

(---جاری)

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ وہی enhancement of fines and penalties کی بات ہے۔میں نے پہلے بھی عرض کر دیا ہے کہ ایک خاص مناسب حد تک ان میں اضافہ کیا گیا ہے اس سے زیادہ اضافہ مناسب نہیں ہے۔

MR DEPUTY SPEAKER: The amendment moved and the question is:

> "That in Clause 8 of the Bill, in para (a), for the words "one thousand", and the words "five thousand" the words "five thousand" and the words "twenty thousand", be substituted respectively.

(The motion was lost.)

MR DEPUTY SPEAKER: The next two amendments are from Mian Mehmood-ur-Rasheed, Malik Taimoor Masood, Mr Asif Mehmood, Raja Rashid Hafeez, Mr Ijaz Khan, Mr Muhammad Arif Abbasi, Mr Ejaz

Hussain Bukhari, Dr Salah-ud-Din Khan, Mr Ahmed Khan Bhacher, Mr Muhammad Sibtain Khan, Mr Khuram Shahzad, Mian Muhammad Aslam Iqbal, Dr Murad Raas, Mr Masood Shafqat, Mr Muhammad Siddique Khan, Mr Zaheer-ud-Din Khan Alizai, Mr Javed Akhtar, Mr Waheed Asghar Dogar, Mr Khan Muhammad Jahanzaib Khan Khichi, Mr Ahmad Ali Khan Dreshak, Sardar Ali Raza Khan Dreshak, Mr Abdul Majeed Khan Niazi, Mian Mumtaz Ahmad Maharwi, Mrs Saadia Sohail Rana, Dr Nausheen Hamid, Mrs Raheela Anwar, Ms Nabila Hakim Ali Khan, Mrs Naheed Naeem, Ms Shunila Ruth, Ch Moonis Elahi, Sardar Vickas Hassan Mokal, Ch Aamar Sultan Cheema, Sardar Muhammad Asif Nakai, Mr Ahmad Shah Khagga, Dr Muhammad Afzal, Ms Jayeda Khalid Khan, Mrs Baasima Chaudhary and Dr Syed Waseem Akhtar.

Since these amendments are substantially identical to the first amendment in Clause 8 which has been lost. Therefore the same are inadmissible under rules 106(b) and 198(4) and are ruled out of order. Now, the question is:

"That Clause 8 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 9

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 9 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it the question is:

"That Clause 9 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 1

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it the question is:

"That Clause 1 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

PREAMBLE

MR DEPUTY SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it the question is:

"That Preamble of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

LONG TITLE

MR DEPUTY SPEAKER: Now, the Long title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Long Title of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

MR DEPUTY SPEAKER: Third reading starts. Minister for Law!

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/ LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I move:

"That the Punjab Shops and Establishments (Amendment) Bill 2013, be passed."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Shops and Establishments (Amendment) Bill 2013, be passed."

The motion moved and the question is:

"That the Punjab Shops and Establishments (Amendment) Bill 2013, be passed."

(The motion was carried.)

(The Bill is passed.)

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: اب اجلاس بروز جمعۃ المبارک 14۔فروری2014 صبح 9:00 بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

495

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،14۔فروری2014

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ اور نعت رسولِ مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ ایس اینڈ جی اے ڈی)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

سرکاری کارروائی

1۔ مسودہ قانون (ترمیم) مالیات پنجاب 2014 (مسودہ قانون نمبر 3 بابت 2014)

ایک وزیر مسودہ قانون (ترمیم) مالیات پنجاب 2014 ایوان میں پیش کریں گے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم) مالیات پنجاب 2014 کو فوری طور پر زیر غور لانے کی غرض سے قواعد انضباط کار، صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت ان قواعد کے قاعدہ 95 اور دیگر تمام متعلقہ قواعد کی مقتضیات کو معطل کیا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم) مالیات پنجاب 2014، فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم) مالیات پنجاب 2014 منظور کیا جائے۔

2۔ مسودہ قانون (ترمیم) ادائیگی اجرت پنجاب 2013 (مسودہ قانون نمبر 11 بابت 2013)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم) ادائیگی اجرت پنجاب 2013، جیسا کہ سپیشل کمیٹی نمبر 1 نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم) ادائیگی اجرت پنجاب 2013 منظور کیا جائے۔

497

صوبائی اسمبلی پنجاب

سولہویں اسمبلی کا چھٹا اجلاس

جمعتہ المبارک،14۔فروری2014

(یوم الجمع،13۔ربیع الثانی1435ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 11بج کر26منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری عبدالغفار شاکر نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِo

هَلۡ أَتَىٰكَ حَدِيثُ ٱلۡجُنُودِ ﴿١٧﴾ فِرۡعَوۡنَ وَثَمُودَ ﴿١٨﴾

بَلِ ٱلَّذِينَ كَفَرُواْ فِي تَكۡذِيبٖ ﴿١٩﴾ وَٱللَّهُ مِن وَرَآئِهِم مُّحِيطُۢ ﴿٢٠﴾

بَلۡ هُوَ قُرۡءَانٞ مَّجِيدٞ ﴿٢١﴾ فِي لَوۡحٖ مَّحۡفُوظِۢ ﴿٢٢﴾

سورۃ البُرُوج آیات17تا22

بھلا تم کو لشکروں کا حال معلوم ہوا ہے (17)(یعنی)فرعون اور ثمود کا(18) لیکن کافر (جان بوجھ کر)تکذیب میں(گرفتار)ہیں(19)اور اللہ(بھی)ان کو گرداگرد سے گھیرے ہوئے ہے (20)(یہ کتاب ہزل و بطلان نہیں)بلکہ یہ قرآن عظیم الشان ہے(21)لوح محفوظ میں(لکھا ہوا)(22)

وما علینا الاالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ الحاج حافظ مرغوب احمد ہمدانی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

اکو ای حیاتی دا معیار ہونا چاہی دا
اللہ دے حبیب نال پیار ہونا چاہی دا
ابو بکر صدیقؓ نے اے دسیا اے دوستو
سب کجھ سوہنے توں نثار ہونا چاہی دا
حسنؓ حسینؓ توں جند جان وار کے
علیؓ دے غلاماں وچ شمار ہونا چاہی دا
آقا جدوں یاد کرو اپنے غلاماں نوں
ساڈا وی غلاماں وچ شمار ہونا چاہی دا
لباں تے نیازی جدوں ساہ ہون آخری
اوس ویلے آقا دا دیدار ہونا چاہی دا

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ قواعد کی معطلی کی تحریک ہے، جناب نذر حسین صاحب پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور قواعد کی معطلی کی تحریک پیش کرنا چاہتے ہیں۔ محرک اپنی تحریک پیش کریں۔

سوالات اور تحاریک التوائے کار پر کارروائی کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"قواعد و انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 42(2),c(vii) اور قاعدہ 83-O(ii) کو معطل کر کے سوالات اور تحاریک التوائے کار پر کارروائی کرنے کی اجازت دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"قواعد و انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 42(2),c(vii) اور قاعدہ 83-O(ii) کو معطل کر کے سوالات اور تحاریک التوائے کار پر کارروائی کرنے کی اجازت دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"قواعد و انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 42(2),c(vii) اور قاعدہ 83-O(ii) کو معطل کر کے سوالات اور تحاریک التوائے کار پر کارروائی کرنے کی اجازت دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

سوالات

(محکمہ ایس اینڈ جی اے ڈی)

نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات

جناب سپیکر:اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے،آج کے ایجنڈے پر محکمہ ایس اینڈ جی اے ڈی سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اوران کے جوابات دیئے جائیں گے۔

وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ/قانون وپارلیمانی امور(راناثناء اللہ خان):جناب سپیکر!جو تحریک پیش کی گئی ہے میں اس کی وضاحت کے لئے معزز ایوان سے عرض کروں گا کہ جب فنانس بل ایجنڈے پر آجائے تو پھر اس دن کا باقی سارا اسمبلی work suspend ہو جاتا ہے لیکن ہم نے آپ کی مشاورت سے یہ مناسب سمجھا کہ بے شک فنانس بل ایجنڈے پر ہے لیکن ہم rules suspend کر کے آج کا routine کا بزنس لیں اوراس کے بعد فنانس بل پر ووٹنگ ہو۔

جناب سپیکر:چلیں ٹھیک ہے۔پہلا سوال محترمہ راحیلہ خادم حسین صاحبہ کا ہے۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین:شکریہ۔جناب سپیکر!سوال نمبر175ہے،جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر:جی،جواب پڑھاہواتصور کیا جاتا ہے۔

لاہور:ڈیلی ویجز ملازمین کی تعداد ودیگر تفصیلات

*175:محترمہ راحیلہ خادم حسین:کیاوزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) پنجاب بینوولینٹ فنڈ الفلاح بلڈنگ لاہور میں عرصہ سات سال سے کتنے ڈیلی ویجز کلرک کام کررہے ہیں؟

(ب) کیاحکومت ان ڈیلی ویجز ملازمین کو مستقل کرنے کاارادہ رکھتی ہے توکب تک؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایس اینڈ جی اے ڈی(چودھری علی اصغر منڈا،ایڈووکیٹ):

(الف) یہ درست نہ ہے کہ پنجاب بینوولینٹ فنڈ بورڈ الفلاح بلڈنگ لاہور میں عرصہ سات سال سے ڈیلی ویجز پر کلرک کام کررہے ہیں فنانس ڈیپارٹمنٹ کے نوٹیفکیشن کے مطابق ڈیلی ویجز کے ملازمین صرف 89 دنوں کے لئے رکھے جاتے ہیں۔مختلف اوقات کار میں ضرورت پڑنے

پر 89 دنوں کے لئے ڈیلی اجرت پر رکھے جاتے ہیں۔ خاص طور پر سکالرشپ کی ہزاروں کی تعداد میں وصول ہونے والی درخواستوں کو جلد نمٹانے کے لئے رکھے جاتے ہیں۔ جو کلرک اس وقت ڈیلی ویجز پر 89 دنوں کے لئے کام کر رہے ہیں ان کے نام درج ذیل ہیں:

1۔ مس نبیلہ حنیف 2۔ حافظ محمد زاہد

3۔ ندیم ظفر 4۔ علی رضا

5۔ محمد یونس

(ب) 89 دنوں کے لئے ڈیلی ویجز ملازمین کو مستقل کرنے کے لئے حکومت کی ایسی کوئی پالیسی نہ ہے تاہم جب بہبود فنڈ بورڈ حکومت کی طرف سے بھرتیوں پر لگائی گئی پابندی اٹھائی جائے گی تو میرٹ اور ٹرانسپیرنسی کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے خالی اسامیوں کو اشتہار کے ذریعے پُر کرے گا۔ اس وقت یہ ڈیلی ویجز ملازمین بھی اپنی درخواستیں جمع کرا سکتے ہیں تو ان کے پچھلے تجربے کو مد نظر رکھتے ہوئے ان کی درخواستوں پر غور کیا جائے گا۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! جز (الف) میں محکمہ نے جواب دیا ہے کہ عرصہ سات سال سے ڈیلی ویجز پر کلرک کام نہیں کر رہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ملازمین کو کتنے عرصے سے ڈیلی ویجز پر رکھا جا رہا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایس اینڈ جی اے ڈی (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! عرصہ سات سال سے ڈیلی ویجز پر ملازمین کو وقتاً فوقتاً رکھا جاتا ہے۔ جب سکالرشپ کی تقسیم کا مرحلہ شروع ہوتا ہے تب زیادہ سٹاف کی ضرورت کی وجہ سے ڈیلی ویجز پر ملازمین کی ضرورت پڑتی رہتی ہے۔ جتنی ضرورت پڑے ملازمین کو ڈیلی ویجز پر ملازمت دی جاتی ہے اور جب ان کی ضرورت ختم ہو جاتی ہے تو اس وقت انہیں فارغ کر دیا جاتا ہے۔ ڈیلی ویجز کے جو ملازمین ہیں ان کی ملازمت کا tenure 89 days ہوتا ہے اس کے بعد انہیں فارغ کر دیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹری صاحب اپنے ہی ڈیپارٹمنٹ کے دیئے ہوئے جواب کو دوسرے طریقے سے پڑھ رہے ہیں۔ خود ہی انہوں نے جواب دیا ہے کہ یہ درست نہ ہے۔ میں نے تو سوال ہی یہی پوچھا تھا کہ عرصہ سات سال سے کتنے ملازمین ڈیلی ویجز پر کام کر رہے ہیں۔

انہوں نے پہلے کہہ دیا کہ کام نہیں کر رہے اب ساتھ ہی کہہ رہے ہیں کہ ہم 89 days کے لئے رکھتے ہیں۔ محکمہ ایک ہی بات کو پلٹ پلٹ کر دو طرح بتا رہا ہے جو اصل جواب ہے وہ بتائیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایس اینڈ جی اے ڈی (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ گزشتہ سات سال سے وقتاً فوقتاً رکھے جاتے ہیں، سات سال سے کوئی بندہ کام نہیں کر رہا۔

جناب سپیکر: سات سال سے کوئی بندہ کام نہیں کر رہا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایس اینڈ جی اے ڈی (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): اس وقت صرف پانچ بندے ڈیلی ویجز پر کام کر رہے ہیں جن کے نام جواب میں دے دیئے گئے ہیں اور میں پڑھ بھی دیتا ہوں مس نبیلہ حنیف، حافظ محمد زاہد، ندیم ظفر، علی رضا اور محمد یونس۔

جناب سپیکر: یہ تو آپ نے جواب میں لکھے ہوئے ہیں اور انہوں نے پڑھ لئے ہوں گے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایس اینڈ جی اے ڈی (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! اِس وقت ڈیلی ویجز پر یہی کام کر رہے ہیں۔ شکریہ

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: آج جمعہ ہے ذرا خیال کریں۔ مہربانی، میرے خیال میں اب رہنے دیں۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! میں آخری ضمنی سوال کر رہی ہوں کہ یہ جو پانچ ملازمین۔۔۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: No Sir میاں صاحب! آپ کی بڑی مہربانی، بہت شکریہ۔ جی، محترمہ!

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! انہوں نے یہاں پر جو پانچ ملازمین mention کئے ہیں وہ کتنے عرصے سے کام کر رہے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایس اینڈ جی اے ڈی (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! یہ 89 days کے لئے کام کر رہے ہیں جب ان کے 89 days پورے ہو جائیں گے تو ان کو فارغ کر دیا جائے گا۔

جناب سپیکر: ان بے چاروں کو بھی فارغ کروا دیں۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! میں نے پوچھا ہے کہ یہ پانچ ملازمین کتنے عرصے سے کام کر رہے ہیں؟ مجھے پتا ہے کہ یہ 89 days رہیں گے لیکن ان کو کام کرتے ہوئے کتنا عرصہ ہو گیا ہے؟

جناب سپیکر: وہ کہہ رہے ہیں کہ ابھی 89 days نہیں ہوئے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایس اینڈ جی اے ڈی (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے معزز ممبر سے عرض کروں گا کہ یہ fresh question دے دیں۔ اگر ان کو اس سے پہلے تفصیل کی ضرورت ہے تو یہ اجلاس کے بعد مجھے مل لیں میں ڈیپارٹمنٹ سے check کر کے انہیں بتادوں گا کہ یہ کب سے کام کر رہے ہیں کیونکہ یہ ان کا متعلقہ سوال تھا اور نہ ہی یہ relevant سوال ہے۔ شکریہ

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! میں نے بالکل relevant سوال پوچھا ہے۔ اس وقت پورا محکمہ یہاں آفیشل گیلری میں موجود ہے پارلیمانی سیکرٹری صاحب ان سے پوچھ کر مجھے بتادیں کہ یہ ملازمین کتنے عرصہ سے کام کر رہے ہیں؟

جناب سپیکر: انہیں خود بھی پتا ہے؟ وہ ان کے بارے میں بہت جانتے ہیں۔ اگلا سوال محترمہ عائشہ جاوید کا ہے۔ اس کو pending کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال بھی محترمہ عائشہ جاوید کا ہے اسے بھی pending کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال سردار وقاص حسن موکل کا ہے۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! سوال نمبر 300 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور: سرکاری کوارٹرز میں غیر قانونی رہائش پذیر ملازمین اور ان سے کوارٹر خالی کروانے کے لئے اٹھائے گئے اقدامات کی تفصیلات

*300: سردار وقاص حسن موکل: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) اسٹیٹ آفیسر سول سیکرٹریٹ پنجاب لاہور نے اپنی تعیناتی کے دوران کتنے غیر قانونی رہائش پذیر ملازمین کو نوٹس جاری کئے اور ان سے سرکاری رہائشیں خالی کروائیں۔ یہ سرکاری ملازمین کتنے کتنے عرصہ سے غیر قانونی طور پر رہائش پر براجمان تھے؟

(ب) ان غیر قانونی رہائش پذیر ملازمین کے نام، عہدہ اور محکمہ کی تفصیل سے ایوان کو آگاہ کریں؟

(ج) کیاان غیر قانونی رہائش پذیر ملازمین سے جرمانہ / پینل رینٹ وصول کیا گیا تو اس کی وصولی کی رسید کی نقل فراہم کریں اگر جرمانہ نہیں کیا گیا تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کریں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایس اینڈ جی اے ڈی (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ):

(الف) اس ضمن میں عرض ہے کہ جن الاٹی صاحبان کو نوٹس دیئے گئے ہیں اور ان سے گھر خالی کروائے گئے ہیں، ان کی تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) مذکورہ ملازمین کی لسٹ تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) اس ضمن میں عرض ہے کہ جن سے جرمانہ وصول کیا گیا ہے ان کی تفصیل مع رسیدیں تتمہ (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے، ماسوائے ان کیسز کے جو مختلف عدالت ہائے میں زیر سماعت ہیں۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال penal rent سے متعلق ہے۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب اس کا formula بتادیں کہ کس حساب سے یہ penal rent charge ہوتا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایس اینڈ جی اے ڈی (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں معزز ممبر سے درخواست کروں گا کہ وہ اپنا ضمنی سوال repeat کر دیں۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! جواب کے جز (ج) میں لکھا ہوا ہے کہ "غیر قانونی رہائش پذیر ملازمین سے penal rent وصول کیا گیا ہے۔" میرا سوال یہ ہے کہ یہ کس basis پر وصول کیا گیا ہے اور اس کا formula کیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایس اینڈ جی اے ڈی (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! اگر کوئی سرکاری ملازم غیر قانونی طور پر کسی سرکاری رہائش گاہ میں رہتا ہے تو پھر اس کی بنیادی تنخواہ کا ساٹھ فیصد penal rent کے طور پر وصول کیا جاتا ہے۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! محکمہ کی طرف سے مہیا کی گئی ایک فہرست میرے سامنے ہے اور میں پھر وہی بات کہوں گا کہ کم از کم محکمہ ہمیں جواب تو ٹھیک دے دیا کرے۔ یہ 95 ملازمین کی فہرست ہے۔ اس میں دو آئی۔ جی پولیس بھی ہیں۔ ان کی تنخواہ اور penal rent کی کٹوتی میں فرق ہے۔

جناب سپیکر! دوسرا میں نے اپنے سوال میں specifically لکھا ہوا ہے کہ "یہ سرکاری ملازمین کتنے کتنے عرصہ سے غیر قانونی طور پر رہائش پذیر ہیں؟" اس جواب کے اندر کوئی duration

نہیں بتائی گئی کہ آیا وہ تین مہینے یا چھ سال سے رہے ہیں۔ کم از کم ہمیں وہ جواب تو دے دیں جو ہم نے مانگا ہے۔ سوال کے جز(الف) میں آسان لفظوں میں لکھا ہوا ہے کہ "یہ سرکاری ملازمین کتنے کتنے عرصہ سے غیر قانونی طور پر رہائش پر براجمان تھے؟"اب اس کا کوئی جواب ہی نہیں دیا گیا۔ آپ ہمیں حکم دیتے ہیں کہ اگر کوئی بات کرنی ہے تو اس کا ثبوت لے کر آئیں۔ محکمہ کو کس لئے چھوٹ ہے کہ وہ ہمیں ثبوت اور تفصیل مہیا نہ کرے؟ اس جواب کی تفصیل جو محکمہ کی طرف سے مہیا کی گئی ہے میرے ہاتھ میں ہے۔ میں نے durationمانگی ہے جبکہ محکمہ نے ایک فہرست مہیا کر دی ہے۔ ان میں سے تین سرکاری ملازمین ایسے ہیں کہ جو exactly same designation and positionمیں ہیں اور ان سے جو penal rent chargeکیا گیا ہے وہ بھی غلط ہے۔ انہوں نے sixty percentکا formulaبتا دیا ہے۔ اس پر کیسے عملدرآمد ہوا وہ بھی ہمیں بتائیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایس اینڈ جی اے ڈی(چوہدری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! ہم نے پوری تفصیل کے ساتھ جواب دیا ہے۔ آپ ملاحظہ فرمالیں۔ سوال کے جز(ب) کا جو جواب ایوان کی میز پر رکھا گیا ہے اس میں تمام تفصیل بتائی گئی ہے۔ تمام غیر قانونی طور پر رہائش پذیر ملازمین کے نام اور تفصیل دی ہوئی ہے۔ میں اپنی بات کو repeatکر دیتا ہوں کہ بنیادی تنخواہ کا sixty percent penal rentوصول کیا جاتا ہے۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! آپ یہ تفصیل منگوا کر دیکھ لیں تو آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ میرے سوال کا غلط جواب دیا گیا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایس اینڈ جی اے ڈی(چوہدری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! اگر معزز ممبر کو کسی بات پر اعتراض ہے تو وقفہ سوالات کے بعد میرے پاس آ جائیں۔ میں ان کی تسلی کروا دوں گا۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! یہ تو ایوان کا مذاق اُڑایا جا رہا ہے۔

جناب سپیکر: معزز ممبر پوچھ رہے ہیں کہ "یہ سرکاری ملازمین کتنا عرصہ غیر قانونی طور پر رہائش پذیر رہے ہیں؟"

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایس اینڈ جی اے ڈی(چودھری علی اصغر منڈا،ایڈووکیٹ):جناب سپیکر! یہ ساری تفصیل ہم نے فہرست کے ساتھ لگادی ہے اگر معزز ممبر کہتے ہیں تو میں یہ ساری تفصیل پڑھ دیتا ہوں۔

سردار وقاص حسن موکل:جناب سپیکر!میں صرف یہ کہہ رہا ہوں کہ محکمہ سوال کے مطابق جواب دے۔میں پارلیمانی سیکرٹری صاحب کے بارے میں نہیں کہہ رہا کہ یہ اس کے اندر accountable ہیں۔یہ محکمہ سے کیوں نہیں پوچھتے کہ سوال کے مطابق جواب دیں۔اسی طرح آگے میں نے سوال کے جز(ج)میں پوچھا ہے کہ "ان غیر قانونی رہائش پذیر ملازمین سے جو جرمانہ/پینل رینٹ وصول کیا گیا ہے اس کی وصولی کی رسید کی نقل فراہم کریں۔"تو وہ رسید کی نقل کہاں پر ہے؟میں نے 12۔جون 2013 کو یہ سوال کیا تھا اور اب فروری 2014 ہے۔خدا خدا کرکے چھ مہینے بعد جواب آیا اور وہ بھی غلط ہے۔اب اس پر میں react نہ کروں تو پھر کیا کروں؟

جناب سپیکر:جی،ان سے پوچھتے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایس اینڈ جی اے ڈی(چودھری علی اصغر منڈا،ایڈووکیٹ):جناب سپیکر! ہم نے جز(ب)کا جواب دیا ہے جو کہ اس وقت ایوان کی میز پر پڑا ہوا ہے۔آپ اس کو ملاحظہ فرمالیں۔ اس میں ہم نے تمام غیر قانونی رہائش پذیر سرکاری ملازمین کے نام،عہدے،گھر نمبر اور جو رقم وصول کی گئی سب کی تفصیل دی ہوئی ہے۔ہم نے 73 لاکھ روپے penal rent کی شکل میں غیر قانونی طور پر رہائشی سرکاری ملازمین سے وصول کئے ہیں۔اگر میرے دوست معزز ممبر کو ہر ایک کے tenure کی تفصیل چاہئے تو یہ نیا سوال دے دیں یا وقفہ سوالات کے بعد مجھے مل لیں میں ان کو ساری تفصیل محکمہ سے لے کر دے دوں گا۔

جناب سپیکر:وہ تو عرصہ پوچھ رہے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایس اینڈ جی اے ڈی(چودھری علی اصغر منڈا،ایڈووکیٹ):جناب سپیکر! ہم ان کو عرصہ کی تفصیل بھی مہیا کردیں گے۔

جناب سپیکر:چلیں،ٹھیک ہے۔اگلا سوال بھی سردار وقاص حسن موکل صاحب کا ہے۔

سردار وقاص حسن موکل:جناب سپیکر!سوال نمبر 301 ہے،جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر:جی،جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور: نگران دور حکومت میں آؤٹ آف ٹرن سرکاری رہائش گاہیں الاٹ کرنے کی تفصیلات

*301: سردار وقاص حسن موکل: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ایڈیشنل سیکرٹری (ویلفیئر) ایس اینڈ جی اے ڈی لاہور کتنے عرصہ سے موجودہ اسامی پر تعینات ہیں اور ان کے نام سے بھی آگاہ کریں؟

(ب) مذکورہ آفیسر نے اپنی تعیناتی کے دوران کتنے آفیسران کو قواعد وضوابط سے ہٹ کر آؤٹ آف ٹرن سرکاری رہائش گاہیں الاٹ کروائیں، ان آفیسران کے نام، عہدہ اور محکمہ سے ایوان کو آگاہ کریں؟

(ج) کتنے آفیسران واہلکاران ایسے ہیں جن کو نگران دور حکومت میں قواعد میں نرمی کرتے ہوئے آؤٹ آف ٹرن سرکاری رہائش گاہیں الاٹ ہوئیں، ان آفیسران / اہلکاران کے نام، عہدہ اور محکمہ کی تفصیل سے ایوان کو آگاہ کریں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایس اینڈ جی اے ڈی (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ):

(الف) ایڈیشنل سیکرٹری (ویلفیئر) کا نام محمد جہانزیب اعوان ہے اور یہ آفیسر 28-08-2013 سے موجودہ اسامی پر اپنے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔

(ب) قواعد وضوابط یا پالیسی سے ہٹ کر الاٹمنٹس کرنے کا اختیار بشمول ایڈیشنل سیکرٹری ویلفیئر ایس اینڈ جی اے ڈی و کسی افسر کو نہ ہے تاہم وزیر اعلیٰ کو معاملات کی نزاکت دیکھتے ہوئے قواعد وضوابط میں نرمی کر کے آؤٹ آف ٹرن الاٹمنٹس کرنے کا صوابدیدی اختیار حاصل ہے۔

(ج) اس ضمن میں عرض ہے کہ نگران دور حکومت میں نگران وزیر اعلیٰ نے اپنے صوابدیدی اختیار کو استعمال کرتے ہوئے قواعد وضوابط میں نرمی کر کے ایک الاٹمنٹ کی ہے جس کی تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! اس کا جواب بھی پہلے سوال جیسا ہی ہے اس لئے میں کوئی ضمنی سوال نہیں کرتا۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔ اگلا سوال ڈاکٹر مراد راس صاحب کا ہے۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! سوال نمبر 302 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور: نگران دور حکومت میں انفارمر سکیم / قواعد میں نرمی کر کے الاٹ کئے گئے کوارٹرز کی تفصیلات

*302: ڈاکٹر مراد راس: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) موجودہ اسٹیٹ آفیسر سول سیکرٹریٹ لاہور میں کب سے اسٹیٹ آفس میں تعینات ہیں؟

(ب) اسٹیٹ آفیسر نے اپنی تعیناتی کے دوران قواعد سے ہٹ کر کتنے ملازمین کو کوارٹرز الاٹ کروائے، ان کے نام، عہدہ اور عرصہ تعیناتی سے آگاہ کریں؟

(ج) موجودہ اسٹیٹ آفیسر نے نگران دور حکومت میں کتنے ملازمین کو انفارمر سکیم اور قواعد میں نرمی کر کے کوارٹر الاٹ کروائے، ان کے نام، عہدہ، محکمہ اور ان کی کوارٹر رجسٹریشن اور کل سروس سے ایوان کو آگاہ کریں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایس اینڈ جی اے ڈی (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ):

(الف) موجودہ اسٹیٹ آفیسر (ایس اینڈ جی اے ڈی) سول سیکرٹریٹ لاہور میں 2008-08-15 سے تعینات ہیں۔

(ب) درست نہ ہے، اس ضمن میں عرض ہے کہ ماسوائے وزیر اعلیٰ کے کسی کو قواعد وضوابط میں نرمی کر کے الاٹمنٹ کرنے کا اختیار نہ ہے۔

(ج) اس ضمن میں عرض ہے کہ سرکاری گھروں میں کرایہ داری اور ناجائز قابضین کے رجحان کو ختم کرنے کے لئے 1997 میں انفارمر سکیم کو الاٹمنٹ پالیسی میں شامل کیا گیا جس کے تحت پالیسی میں الاٹمنٹ کے اہل سرکاری ملازمین اگر تین ناجائز قابض سرکاری گھروں کی نشاندہی کریں اور ان کی باقاعدہ انکوائری کے بعد اگر غیر قانونی قبضہ ثابت ہو جائے تو نشاندہی کئے گئے تین سرکاری گھروں میں سے ایک گھر کی الاٹمنٹ انفارمر کو اس کے استحقاق کے مطابق کی جاتی ہے اور گورنمنٹ کو فوری طور دو عدد سرکاری گھر دستیاب ہو جاتے ہیں جن کو بعد ازاں میرٹ پر الاٹ کیا جاتا ہے۔ مزید برآں انفارمر سکیم باقاعدہ الاٹمنٹ پالیسی کا حصہ ہے اور اس میں کسی قسم کے قواعد وضوابط میں نرمی کا تعلق نہ ہے۔ قواعد میں نرمی کر کے

الاٹمنٹ کا اختیار ماسوائے وزیر اعلیٰ کے کسی کو نہ ہے۔ نگران دور حکومت میں انفارمر سکیم کے تحت جن ملازمین کو الاٹمنٹس کی گئی ہیں ان کی تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ مزید برآں نگران دور حکومت میں وزیر اعلیٰ نے قواعد میں نرمی کر کے GOR-II میں ایک الاٹمنٹ کی ہے جس کی تفصیل تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! جواب کے جز(الف) میں کہا گیا ہے کہ "موجودہ اسٹیٹ آفیسر ایس اینڈ جی اے ڈی، سول سیکرٹریٹ لاہور میں2008-08-15 سے تعینات ہیں۔"یعنی اب بھی تعینات ہے جبکہ میری اطلاع کے مطابق ان کو transfer کر دیا گیا ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا ان کو transfer کر دیا گیا ہے یا نہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایس اینڈ جی اے ڈی (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! اسٹیٹ آفیسر کو تبدیل کر دیا گیا ہے اور اس وقت طارق جمیل اسٹیٹ آفیسر ہیں۔ انہیں مورخہ 2013-11-14 سے تعینات کیا گیا ہے اور وہ ابھی تک کام کر رہے ہیں۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! جوابات دینے میں ان کی seriousness دیکھیں۔ یہاں ہمیں جو printed جواب دیا گیا ہے اس میں کہا گیا ہے کہ "موجودہ اسٹیٹ آفیسر 08-08-15 سے تعینات ہیں۔" جبکہ پارلیمانی سیکرٹری صاحب بتا رہے ہیں کہ ان کو ہٹا دیا گیا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایس اینڈ جی اے ڈی (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! جب یہ جواب داخل کیا گیا تو اس وقت عمر فاروق بطور اسٹیٹ آفیسر کام کر رہا تھا جبکہ مورخہ 2013-11-14 کو اسے تبدیل کر کے مسٹر طارق جمیل کو اسٹیٹ آفیسر لگا دیا گیا ہے۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! اگر آپ غور سے dates پڑھیں تو ابھی بھی غلط جواب آ رہا ہے۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایس اینڈ جی اے ڈی (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! محکمہ نے تمام process مکمل کرنے کے بعد 2013-11-27 کو اسمبلی سیکرٹریٹ میں اس سوال کا جواب جمع کروایا۔ ایس اینڈ جی اے ڈی کا محکمہ چونکہ چیف منسٹر صاحب کے پاس ہے تو اسٹیٹ آفیسر کی تبدیلی کا process چیف منسٹر سیکرٹریٹ تک جاتا ہے تو 2013-11-14 سے پہلے سابقہ اسٹیٹ آفیسر

کی تبدیلی initiate ہوئی ہے۔ میں accurate جواب دے رہا ہوں اور اگر معزز ممبر کو اس order کی کاپی چاہئے تو میں وہ بھی ان کو دے دیتا ہوں۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! میں جز (ج) کے بارے میں ضمنی سوال کرتا ہوں۔ informer scheme کے تحت کوئی بھی ملازم آ کر غیر قانونی رہائش والے تین گھروں کی نشاندہی کر دیتا ہے تو اُس کو ایک گھر الاٹ کر دیا جاتا ہے۔ اس سکیم کے حوالہ سے کوئی میرٹ نہیں دیکھا جا رہا جس کی سفارش ہوتی ہے اُس کو یہ گھر الاٹ کر دیتے ہیں۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ میرٹ پر ان سرکاری گھروں کی الاٹمنٹ کے لئے حکومت کیا اقدامات اُٹھا رہی ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایس اینڈ جی اے ڈی (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! حکومت پنجاب نے موجودہ الاٹمنٹ پالیسی کو بہت زیادہ شفاف بنانے کے لئے غیر قانونی رہائش پذیر ملازمین کے خلاف کارروائی کو شفاف انداز میں کرنے کے لئے informer allotment scheme کے نام سے ایک scheme introduce کرائی ہے جس کے مطابق اگر کسی ملازم نے سرکاری گھر کی الاٹمنٹ کے لئے اپنا نام رجسٹرڈ کرایا ہوا ہے وہ تین غیر قانونی رہائش پذیر ملازمین کی آکر نشاندہی کرے گا تو ایڈیشنل سیکرٹری ویلفیئر کی سربراہی میں الاٹمنٹ کمیٹی scrutiny کرنے کے بعد میرٹ کی بنیاد پر گھر الاٹ کرتی ہے۔ معزز ممبر کو اگر کسی specific case کے حوالہ سے کوئی اعتراض ہے تو یہ point out کریں ہم قانون کے مطابق کارروائی کریں گے۔ میں یہاں پر اس میں ایک اور بات کا اضافہ کرنا چاہوں گا کہ informer scheme کے تحت ایک سو سے زیادہ سرکاری ملازمین کو میرٹ کی بنیاد پر گھر الاٹ ہوئے ہیں۔ بہت شکریہ

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! اس وقت اس ایوان کے اندر اتنی زیادہ [***] ہو رہی ہے۔ میرے پاس پوری لسٹ ہے جس کے مطابق سرکاری ملازمین نے دس دس، بیس بیس سال سے درخواستیں دی ہوئی ہیں لیکن اُنہیں ابھی تک سرکاری گھر الاٹ نہیں ہوئے۔ پارلیمانی سیکرٹری موصوف ایک آدمی کی بات کر رہے ہیں اور میں ہزاروں سرکاری ملازمین کی بات کر رہا ہوں جن کا رجسٹریشن نمبر 180 کے اندر آتا ہے جن کو آج تک الاٹمنٹ نہیں ہوئی اُن میں سے کچھ مر گئے، کچھ ریٹائر ہو گئے اور کچھ ابھی تک انتظار کر رہے ہیں۔

* بحکم جناب سپیکر صفحہ نمبر 511 الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب!میں اس سوال کے جواب سے خود satisfy نہیں ہوں تو مہربانی کرکے اس سوال کو pending کریں۔This is not good آئندہ محکمہ کی طرف سے ایسی حرکت نہیں ہونی چاہئے۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب کے بارے میں معزز ممبر نے[*****]لفظ استعمال کیا ہے اُس کو حذف کر دیا جائے۔ ڈاکٹر صاحب! اگلا سوال بھی آپ کا ہے۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! میرا اگلا سوال نمبر 303 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور: اسٹیٹ آفس میں ملازمین کی تعداد اور ان کو قواعد سے ہٹ کر الاٹ کی گئی رہائش گاہوں کی تفصیلات

*303: ڈاکٹر مراد راس: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) اسٹیٹ آفس سول سیکرٹریٹ لاہور کے آفس میں کتنے ملازمین کس کس کیٹیگریز کے کب سے اپنے فرائض سر انجام دے رہے ہیں، ان کے نام، عہدہ سے آگاہ کریں؟

(ب) کتنے ملازمین ایسے ہیں جن کے پاس سرکاری رہائش گاہیں ہیں اور ان کی کل سروس کتنی ہے اور ان کی کوارٹر رجسٹریشن کب ہوئی اور ان کو کوارٹر الاٹمنٹ کب ہوئی؟ مکمل تفصیل سے آگاہ کریں؟

(ج) کتنے ملازمین ایسے ہیں جن کو قواعد میں نرمی کرکے الاٹمنٹس کی گئیں؟

(د) موجودہ اسٹیٹ آفیسر کب سے یہاں پر تعینات ہے، ان کی تعیناتی کے دوران کتنے ملازمین کو انفارمر سکیم کے تحت الاٹمنٹس کی گئیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایس اینڈ جی اے ڈی (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ):

(الف) اسٹیٹ آفس سول سیکرٹریٹ میں 29 ملازمین اپنے فرائض سر انجام دے رہے ہیں ان کی مطلوبہ تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) اسٹیٹ آفس میں جن ملازمین کے پاس سرکاری رہائش گاہیں ہیں ان کی تفصیل تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

(ج) اس ضمن میں عرض ہے کہ اسٹیٹ آفس کے صرف ایک ملازم غضنفر علی، جونیئر کلرک کو وزیر اعلیٰ نے قواعد و ضوابط میں نرمی کرتے ہوئے الاٹمنٹ کی ہے جس کی تفصیل تتمہ (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) موجودہ اسٹیٹ آفیسر (ایس اینڈ جی اے ڈی) 2008-08-15 سے تعینات ہے۔ ان کی تعیناتی کے دوران مروجہ الاٹمنٹ پالیسی کے تحت اہل محکمہ جات کے 49 سرکاری ملازمین کو انفارمر سکیم کے مطابق الاٹمنٹس کی گئیں، جن کی تفصیل تتمہ (د) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! جز (الف) کے مطابق اسٹیٹ آفس کے 29 ملازمین کو سرکاری رہائش گاہ مل گئی ہے ان کو سب سے پہلے کیسے الاٹمنٹ ہو گئی ہے؟ مجھے پتا ہے کہ پنجاب حکومت میرٹ پر بہت زیادہ emphasize کرتی ہے تو اسٹیٹ آفس کے ان 29 ملازمین کو ایک دم کیسے الاٹمنٹ ہو گئی؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایس اینڈ جی اے ڈی (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! ہم نے اپنے جواب میں بتایا ہے کہ ان کو میرٹ کی بنیاد پر سرکاری گھر دیئے گئے ہیں۔ میں یہاں پر ایک بات کی وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ informer scheme غیر قانونی رہائشیوں کی نشاندہی اور اُن سے سرکاری گھر خالی کرانے میں بڑی مددگار ثابت ہوئی ہے۔ اس سکیم کے تحت اسٹیٹ آفس کے کچھ لوگوں کو بھی سرکاری گھروں کی الاٹمنٹ ہوئی ہے۔ اسٹیٹ آفس کے کچھ ایسے ملازمین بھی ہیں جنہیں ابھی تک گھر نہیں ملے اور اُس کی وجہ یہ ہے کہ ابھی تک اُن کی باری نہیں آئی۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! لاہور کے سرکاری گھروں کی entitlement صرف سول سیکرٹریٹ، ہائیکورٹ، گورنر ہاؤس اور پنجاب اسمبلی کے ملازمین کی ہے جبکہ ان سرکاری گھروں کی الاٹمنٹ مختلف محکموں کے ملازمین کو کی جا رہی ہے۔ انہوں نے بتایا ہے کہ پچھلے پانچ سال میں 600 سرکاری ملازمین کو out of turn allotment کی گئی اور پھر 700 سرکاری ملازمین کو دوبارہ out of turn allotment کی گئی۔ جو لوگ لائن میں لگے ہوئے ہیں اور اُن کے پاس کوئی سفارش نہیں ہے تو اُن کا کیا قصور ہے؟ انہوں نے جو out of turn allotments کی ہیں وہ کس basis پر کی ہیں اس کا جواب دیں؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایس اینڈ جی اے ڈی (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! 600 سرکاری ملازمین کو جو out of turn allotment دی گئی ہے وہ چیف منسٹر بطور Chief Executive, rules relax کر کے اپنا ایک قانونی اختیار استعمال کرتے ہوئے hardship basis اور ایسے افسران جو بارہ، چودہ اور پندرہ گھنٹے تک بھی ڈیوٹی کرتے ہیں اور اُن کے گھر اُن کے سرکاری دفاتر سے دور ہیں اُن entitled سرکاری ملازمین کو وہ الاٹمنٹ کی ہے۔ یہ کوئی غیر قانونی کام نہیں کیا گیا کیونکہ Chief Executive کا یہ ایک صوابدیدی اختیار ہے جس کو استعمال کیا ہے۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! میں صرف اتنا پوچھنا چاہتا ہوں کہ جو لوگ لائن میں لگے ہوئے تھے اُن کا کیا قصور تھا، کیا اُن کو سرکاری رہائش گاہ کی ضرورت نہیں تھی؟ ایک، دو یا تین لوگ ہوں تو سمجھ آتی ہے لیکن چھ سو ملازمین کو out of turn allotment دی گئی ہے۔ میں صرف ان سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ کب out of turn ختم کریں گے، جو لوگ بائیس بائیس اور چوبیس چوبیس سال سے نوکریاں کر رہے ہیں اور ان کا line میں نمبر لگا ہوا ہے ان کی باری کب آئے گی، یہ out of turn کب ختم ہو گا اور کب میرٹ پر فیصلہ ہو گا کیونکہ آپ کا سارا دارومدار اور کام میرٹ، میرٹ، میرٹ اور میرٹ ہے۔ مجھے یہ بتا دیں کہ میرٹ پر فیصلے کب ہونا شروع ہوں گے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایس اینڈ جی اے ڈی (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! رہائشوں کی تعداد بڑی limited ہے اور رہائشیں بنانے کے لئے بڑی تیزی سے کام جاری ہے۔ میں آپ کی وساطت سے اس بات کی وضاحت دوبارہ پھر اپنے معزز ممبر کی خدمت میں کرنا چاہتا ہوں کہ یہ چیف منسٹر کا قانونی صوابدیدی اختیار ہے اور وہ اختیار compassionate grounds اور hardship grounds کو مدنظر رکھتے ہوئے استعمال کرتے ہیں یہ کوئی غیر قانونی، غیر آئینی یا غیر دستوری کام نہیں ہوا بلکہ rules relax کر کے ہوا ہے۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! میں صرف ایک چیز کہوں گا کہ جو رہائشیں بن رہی ہیں یہ کہاں develop کی جا رہی ہیں، اس کے علاوہ جو لوگ میرٹ پر بیٹھے ہوئے ہیں ان کا کیا قصور ہے؟

جناب سپیکر: Under process ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایس اینڈ جی اے ڈی (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! پنجاب کے بہت زیادہ سرکاری ملازمین ہیں جن کو رہائشوں کی ضرورت ہے تو اس پر غور کر رہے ہیں اور کافی سارا کام ہو چکا ہے۔ انشاء اللہ جلد اس کا اعلان کر دیا جائے گا۔

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔ مہربانی کریں۔ اگلا سوال جناب ظہیر الدین خان علیزئی کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا یہ سوال dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال جناب اعجاز خان کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں ان کا سوال بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال بھی جناب اعجاز خان کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا یہ سوال بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال جناب محمد عارف عباسی صاحب کا ہے۔ جی، عباسی صاحب!

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 554 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع راولپنڈی: پانچ سال سے زائد ایک جگہ پر تعینات آفیسر کی ٹرانسفر کا معاملہ

*554: جناب محمد عارف عباسی: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع راولپنڈی میں ای ڈی او (ریونیو) ریونیو کب سے تعینات ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ان کی تعیناتی پانچ سال سے زیادہ ہو چکی ہے؟

(ج) کیا مندرجہ بالا ای ڈی او کا عرصہ تعیناتی حکومتی پالیسی اور قواعد و ضوابط کے مطابق ہے، اگر نہیں تو کیا حکومت ان کو تبدیل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایس اینڈ جی اے ڈی (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ):

(الف) اس وقت ای ڈی او (ریونیو) کی اسامی کسی بھی ضلع میں نہ ہے کیوں کہ بحوالہ محکمہ فنانس چٹھی نمبر FD(DG)1-73/2008 مورخہ 18-اپریل 2011 کے تحت تمام اضلاع سے ای ڈی او (ریونیو) کی اسامیاں ختم کر دی گئی تھیں۔ کاپی پرچم (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے ضلع راولپنڈی میں بھی ای ڈی او (ریونیو) کی اسامی نہ ہے تاہم اس وقت ضلع راولپنڈی میں محمد آصف قریشی پی سی ایس گریڈ 19 کے آفیسر بطور ایڈیشنل کمشنر (ریونیو) بتاریخ 8-نومبر

2012 سے اپنی خدمات سرانجام دے رہے ہیں اور ضلع راولپنڈی میں ان کی عرصہ تعیناتی تقریباً 9 ماہ بنتی ہے۔

(ب) یہ درست نہیں ہے۔اس وقت ان کی عرصہ تعیناتی تقریباً 9 ماہ بنتی ہے۔

(ج) جی ہاں! ان کا عرصہ تعیناتی حکومتی پالیسی اور قواعد و ضوابط کے مطابق ہے۔تاہم حکومت انتظامی امور کی بہتری کے لئے کسی بھی آفیسر کو تبدیل کر سکتی ہے اور اس ضمن میں کوئی امر مانع نہیں ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! کوئی ضمنی سوال نہیں ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔اگلا سوال محترمہ راحیلہ انور صاحبہ کا ہے۔جی، محترمہ!

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! میرا سوال 1218 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور: وحدت کالونی میں اسٹیٹ آفس کی جانب سے کیمپ آفس کا قیام و ناجائز تجاوزات اور بھتہ خوری کی تفصیلات

*1218: محترمہ راحیلہ انور: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) وحدت کالونی لاہور میں اسٹیٹ آفس ایس اینڈ جی اے ڈی کا کیمپ آفس کس تاریخ کو کس اتھارٹی نے کس میٹنگ میں کن مقاصد کے حصول کے لئے قائم کیا، آرڈرز کی کاپی فراہم کریں، نیز کیمپ آفس کے اہلکاران کے نام اور اس کے کھلنے اور بند ہونے کے اوقات بیان فرمائیں؟

(ب) مذکورہ کیمپ آفس نے وحدت کالونی میں قیام سے اب تک جو مقاصد حاصل کئے ان کی ڈیٹ وار ایک جامع رپورٹ ایوان میں پیش کریں اور کیمپ آفس کے سٹاف کی حاضری رجسٹر کی نقول فراہم کریں؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ اسٹیٹ آفیسر نے کالونی کی مارکیٹ سے ملحقہ چپس، برگر، سوڈا واٹر، شوارما، پولٹری کے سٹالز اور فٹ بال گراؤنڈ وحدت روڈ پر گول گپے اور صدقے کے بکروں کے سٹال ہولڈرز سے صرف بھتہ وصولی کے لئے مذکورہ کیمپ آفس قائم کیا ہے؟

(د) اگر جز(ج) کا جواب نفی میں ہے تو مذکورہ بیسوں سٹالز کس اتھارٹی نے کن قواعد و شرائط پر قائم کرنے کی اجازت دی ہے، اجازت نامہ کی کاپی فراہم کریں؟

(ہ) کیا یہ درست ہے کہ تمام سٹال ہولڈرز گورنمنٹ کو رینٹ دیتے ہیں اگر نہیں تو کیا حکومت اس تمام مافیا کے پشت پناہ اسٹیٹ آفیسر کے خلاف تادیبی کارروائی کرتے ہوئے مذکورہ سٹال ہٹانے کا ارادہ رکھتی ہے، نہیں تو وجوہات سے ایوان کو آگاہ کریں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایس اینڈ جی اے ڈی (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ):

(الف) اس ضمن میں عرض ہے کہ وحدت کالونی میں اسٹیٹ آفس کا کوئی کیمپ آفس نہ ہے۔

(ب) اس ضمن میں عرض ہے کہ وحدت کالونی میں اسٹیٹ آفس کا کوئی کیمپ آفس نہ ہے۔

(ج) درست نہ ہے۔ جیسا کہ جز (الف) پر دیا گیا ہے۔

(د) اس ضمن میں عرض ہے کہ صدقے کے بکرے، گول گپے وغیرہ جو کہ فنکشن ایریا میں بیٹھے تھے، ان کو وہاں سے بے دخل کر دیا گیا ہے۔ اس سلسلے میں کی گئی سرکاری خط و کتابت کی تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ مزید عرض ہے کہ جو لوگ فنکشن ایریا میں چپس اور شوارما وغیرہ لگا کر بیٹھے ہیں ان سب سٹالز والوں کو مورخہ 2012-09-11 کو وہاں سے بے دخل کر دیا گیا تھا جس پر انہوں نے مجاز اتھارٹی کو درخواست دی کہ ہم پچھلے بیس سالوں سے مذکورہ جگہ پر کاروبار کر رہے ہیں اور موجودہ اسٹیٹ آفیسر نے ہمارا کام بند کروا دیا ہے جس پر مجاز اتھارٹی نے تاحکم ثانی ان کو عارضی طور پر سٹالز لگانے کی زبانی اجازت دے دی۔ تفصیل تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) درست نہ ہے۔ جیسا کہ جز (د) میں بیان کیا گیا ہے ان تمام سٹال ہولڈرز کو مجاز اتھارٹی نے بغیر کسی رینٹ کے عارضی طور پر اپنا کاروبار جاری رکھنے کی غیر تحریری اجازت دے رکھی ہے۔ تاہم حکومت اس بات کا جائزہ لے رہی ہے کہ اس جگہ مزید کمرشل دکانوں کی کتنی ضرورت ہے۔ اس کے بعد اگر ضرورت محسوس ہوئی تو دکانیں تعمیر کر کے قواعد و ضوابط کے مطابق الاٹ کی جائیں گی اور ان سے قانون کے مطابق رینٹ وصول کیا جائے گا۔ اس سلسلہ میں محکمہ تعمیرات و مواصلات کو مجوزہ سکیم بنانے کے لئے جلد ہی لیٹر بھیج دیا جائے گا۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! جز(الف، ب اور ج) کے جواب نفی میں ہیں۔ میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ انہوں نے کہا ہے کہ وہاں پر کوئی کیمپ آفس نہیں ہے تو وہاں پر ایک بورڈ لگا ہوا ہے جو آج بھی لگا ہوا ہےalthough کہ اس پر کالی سیاہی پھیر کر مٹایا گیا ہے لیکن آج بھی کوئیconcernبندہ جائے تو جا کر دیکھ سکتا ہے۔ان کو بھی پتا ہو گا کہ وہاں پر ایک دفتر کام کرتا رہا ہے اور ابھی بھی وہ بورڈ وہاں موجود ہے۔ یہ کس طرح کہتے ہیں کہ وہاں اس طرح کا کوئی دفتر موجود نہیں تھا؟

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب!آپ کہہ رہے ہیں کہ وہاں کوئی کیمپ آفس نہ ہے لیکن محترمہ کہہ رہی ہیں کہ وحدت کالونی میں اسٹیٹ آفس کا کیمپ آفس موجود تھا جس کا بورڈ لگا ہوا ہے۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر!وہ بورڈ آج بھی موجود ہےalthoughاس پر کالی سیاہی پھیر دی گئی ہے لیکن وہ بورڈ آج بھی موجود ہے۔

جناب سپیکر: چلیں، پتا کرتے ہیں۔ابھی ان سے پوچھتے ہیں۔جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایس اینڈ جی اے ڈی (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! وہاں پر کوئی کیمپ آفس ہے اور نہ ہی وہاں پر کوئی بورڈ ہے۔ معزز ممبر نے شاید کسی غلطinformation کی بنیاد پر یہ ضمنی سوالputکیا ہے۔وہاں پر کوئی دفتر کبھیestablish ہوا ہے، کوئی دفتر تھا اور نہ ہے۔

جناب سپیکر: انہوں نے جو ضمنی سوال کیا ہے کیا آپ کو پتا ہے؟

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر!اگر یہ کہتے ہیں تو میں ان کے ساتھ چلتی ہوں کیونکہ یہ ہم لوگوں کی ہر چیز کو غلط کہتے آ رہے ہیں۔ میں ان کے ساتھ چلتی ہوں پھر یہ اپنا عہدہ چھوڑ دیں گے یا میں اپنا عہدہ چھوڑ دوں گی۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں کسی نے پرانا لگا دیا ہو گا جو لگا ہو گا۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر!یہ بات نہیں ہے اور ہر بات غلط نہیں ہو سکتی۔ میں ان کو لے چلتی ہوں۔

جناب سپیکر: محترمہ کہہ رہی ہیں کہ میں لے جاتی ہوں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایس اینڈ جی اے ڈی (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں اپنے جواب کی وضاحت میں یہ عرض کرتا ہوں کہ یہ کسی کا صوابدیدی اختیار نہیں ہے کہ کوئی دوسرا اسٹیٹ آفس وہاں قائم کر لے۔ سیکرٹریٹ ایس اینڈ جی اے ڈی ڈیپارٹمنٹ کا صرف ایک ہی اسٹیٹ

آفس ہے جو سیکرٹریٹ کے اندر موجود ہے کسی کے پاس یہ اختیار نہیں ہے کہ کوئی کیمپ آفس یا دوسرا آفس قائم کرے۔ایسا کوئی دفتر وہاں پر موجود نہیں ہے۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! یہ میرے ساتھ چلیں میں ان کو لے چلتی ہوں۔یہ اتنا پریشان کیوں ہو رہے ہیں؟

جناب سپیکر: آپ نے تو نشاندہی کر دی ہے۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! مجھے پتا ہے کہ میں کن grounds پر بات کر رہی ہوں اس لئے مجھے کوئی پریشانی نہیں ہے۔اگر یہ پریشان ہو گئے ہیں تو میں ان کو ساتھ لے جاتی ہوں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایس اینڈ جی اے ڈی (چودھری علی اصغر منڈا،ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! اگر آپ حکم دیتے ہیں تو میں معزز ممبر کو ساتھ لے جا کر موقع دکھانے کے لئے تیار ہوں۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! جی، پلیز، ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: اگر آپ کا جواب غلط ہوا تو پھر کیا ہو گا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایس اینڈ جی اے ڈی (چودھری علی اصغر منڈا،ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! اگر آپ کا حکم ہے تو ہم موقع دکھانے کے لئے بھی تیار ہیں۔

جناب سپیکر: اگر محکمہ کا جواب غلط ہوا تو پھر کیا کریں گے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایس اینڈ جی اے ڈی (چودھری علی اصغر منڈا،ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں ڈیپارٹمنٹ کا نمائندہ ہوں میں ذمہ داری کے ساتھ بات کر رہا ہوں۔اگر کوئی ایسی بات ہوئی تو ہم اس پر پوری کارروائی کریں گے کیونکہ ڈیپارٹمنٹ نے ایک جواب دیا ہے۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! ڈیپارٹمنٹ کو تو پتا ہی نہیں ہے کہ جواب کیا دینا ہے۔اگر پارلیمانی سیکرٹری صاحب یہ بات کر رہے ہیں تو میں پھر یہی کہوں گی کہ ان کی جعلسازی ثابت ہو رہی ہے۔یہ تو کمال ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ کوئی اور ضمنی سوال پوچھ لیں۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! جز(د) کے حوالے سے میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ انہوں نے یہاں مجاز اتھارٹی کا کہا ہے، یہ پہلے تو مجھے یہ بتائیں کہ یہ مجاز اتھارٹی کون ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایس اینڈ جی اے ڈی (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! مجاز اتھارٹی ایڈیشنل چیف سیکرٹری ہیں اور انہوں نے اپنی delegate powers کر کے ایڈیشنل سیکرٹری، ویلفیئر کو بھی دی ہوئی ہیں۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! جہاں تک میرا علم ہے ایڈیشنل سیکرٹری ہی مجاز اتھارٹی ہیں۔ انہوں نے بعد میں لکھا ہوا ہے کہ "تا حکم ثانی ان کو عارضی طور پر اپنے سٹالز لگانے کی زبانی اجازت دے دی۔" اس میں انہوں نے پہلے بھی کہا ہے کہ وہاں صدقے کے بکرے بیچنے والے، گول گپے بیچنے والے وغیرہ بیٹھے ہوئے تھے۔ ان کو وہاں سے بے دخل کر دیا گیا ہے on the other hand انہوں نے تفصیل میں ایک letter ساتھ لگایا ہے وہ kindly دیکھ لیں کہ اس میں instructions کیا ہیں۔ اس میں تو یہ کہا گیا ہے کہ بکروں کا سٹال ابھی تک وہاں پر ہے اور اس کو ہٹا دیا جائے۔ مجھے یہ بتایا جائے کہ ایک طرف تو یہ کہتے ہیں کہ وہاں پر بکروں کے سٹالز نہیں ہیں اور دوسری طرف انہوں نے خود یہ letter لکھا ہے جس میں یہ acknowledge کر رہے ہیں کہ وہاں پر بکروں کا سٹال ہے۔

جناب سپیکر: میں ان سے کیا پوچھوں؟

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! انہوں نے ایک letter تحصیل میونسپل آفیسر کو لکھا جس میں request کی ہے کہ ان goat sheds کو ہٹا دیا جائے۔ مجھے kindly یہ بتائیں کہ ایک طرف یہ کہہ رہے ہیں کہ یہاں پر بکروں کا کوئی سٹال نہیں ہے اور دوسری طرف خود ہی کہہ رہے ہیں کہ وہاں پر بکروں کے سٹالز ہیں جن کو ہٹایا جائے ایسا کیوں ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایس اینڈ جی اے ڈی (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! مجھے اس سوال کی سمجھ نہیں آئی کہ انہوں نے پوچھا کیا ہے کیونکہ ضمنی سوال ہے نہیں، تقریر زیادہ ہے۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! بہت سیدھا سا سوال ہے کہ ایک طرف یہ کہہ رہے ہیں کہ وہاں بکروں کے سٹالز نہیں ہیں جبکہ جواب میں ایک letter بکروں کے سٹالز ہٹانے کے لئے میونسپل تحصیل آفیسر کو لکھا گیا وہ لگا ہوا ہے۔ مجھے یہ بتایا جائے کہ کیا وہاں پر بکروں کے سٹالز ہیں یا نہیں ہیں؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایس اینڈ جی اے ڈی(چودھری علی اصغر منڈا،ایڈووکیٹ):جناب سپیکر! انہوں نے ضمنی سوال نہیں کیا ہے لیکن میں پھر بھی معزز ممبر کی وضاحت کے لئے یہ عرض کر دیتا ہوں کہ وہاں open area میں صرف برگر، چپس اور گول گپے کی ریڑھیاں لگی ہوئی تھیں۔ گزشتہ 20 سال سے وہ غریب لوگ اپنی روٹی روزی کما رہے ہیں۔ جب ان کو وہاں سے ہٹایا گیا تو وہ سارے اکٹھے ہو کر سیکرٹری ویلفیئر جن کے پاس اس کام کو کرنے کی power ہے حاضر ہو گئے تو انہوں نے وقتی طور پر زبانی ان غریبوں سے ان کی روٹی روزی نہ چھیننے کی غرض سے ان کو عارضی طور پر اجازت دے دی اور ہم نے سی اینڈ ڈبلیو ڈیپارٹمنٹ کو letter لکھا ہوا ہے کہ جو وہاں پر open area ہے وہاں پر shops بنادی جائیں اور ان غریب لوگوں کو باقاعدہ rent پر دکانیں الاٹ کر دی جائیں۔ بڑی مہربانی

جناب سپیکر:آپ نے بھی گول گپے ٹھیک کئے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایس اینڈ جی اے ڈی(چودھری علی اصغر منڈا،ایڈووکیٹ):جناب سپیکر! اگر اُن سے اِن کو بہت دکھ ہے تو ہم ان غریبوں کی ریڑھیاں اُٹھا کر ان کو فارغ کر دیتے ہیں۔

جناب سپیکر: محترمہ!اب اس بات کو چھوڑ دیں۔

محترمہ راحیلہ انور:جناب سپیکر!انہوں نے جو جز(د) میں جواب دیا ہے کہ صدقے کے بکروں کا سٹال ختم کر دیا گیا ہے۔

شیخ علاؤالدین:جناب سپیکر! میرا بہت اہم سوال ہے اس طرح میرا سوال رہ جائے گا۔ میرا تو سوال ویسے بھی نہیں سنا جاتا۔

محترمہ راحیلہ انور:جناب سپیکر!سب کے سوال ہی اہم ہوتے ہیں۔اگر ہمارا سوال آ ہی گیا ہے تو شیخ صاحب اپنے وقت پر اپنا سوال کر لیں۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایس اینڈ جی اے ڈی(چودھری علی اصغر منڈا،ایڈووکیٹ):جناب سپیکر! میں جناب کی وساطت سے عرض کروں گا کہ اگر معزز ممبر یہ سارے سوال کا سارا جواب پڑھ لیں تو شاید ان کے ضمنی سوالوں کے جواب ان کو مل جائیں گے۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب!آپ ان کو پابند نہیں کر سکتے وہ آپ کو پابند کر سکتے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایس اینڈ جی اے ڈی (چوہدری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! یہ آگے جز (د) اور جز (ہ) دونوں کا جواب پڑھ لیں گے تو ان کو جواب مل جائے گا۔ اگر آپ حکم دیتے ہیں تو میں ان کو پڑھ کر سنا دیتا ہوں۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! میں نے جواب پڑھ لئے ہیں۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! اس ایوان میں ایسا ہی ایک سوال 24۔ دسمبر 1997 میں اٹھایا گیا تھا جس کا obviously یہاں پر ریکارڈ موجود ہوگا۔ اُس میں کہا گیا تھا کہ 639 کنال کے مالکانہ حقوق دیئے گئے اور 45 کنال ابھی تک متنازعہ ہے جس پر کیس چل رہا ہے۔ آپ یہ بتائیں کہ 20 سال سے جب یہ encroachments بھی ہوئیں، ان پر قبضے بھی ہوئے تب حکومتوں کو خیال نہیں آیا، اتنی قیمتی زمین پر جب قبضہ ہو جاتا ہے تو کیا ان کو قبضہ چھڑانے میں بیس بیس سال لگ جاتے ہیں؟ یہ کہتے ہیں کہ ہم نے اُن غریبوں کو زبانی اجازت دے دی ہے۔ اگر ہر طرف اسی طرح ہونے لگ گیا تو پھر قانون کس لئے بنائے جاتے ہیں، کیا اس طرح زبانی کلامی سارے کام ہوتے ہیں، میرا ان سے یہ سوال ہے کہ یہ زبانی کس طرح اجازت دے سکتے ہیں اور کس نے یہ اجازت دی، کہ یہ زبانی آپ اپنا کاروبار کرتے رہیں؟ اس طرح پھر ہم کو بھی بتائیں ہم بھی لوگوں کو زبانی اجازت دیتے جائیں گے۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ! بس اب آپ تشریف رکھیں، مہربانی۔ میرا خیال ہے کہ محترمہ لابی میں جا کر تھوڑا پانی پی لیں۔ بہتر رہے گا۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! دیکھیں، یہاں پر ہم جو بھی بات کرتے ہیں لوگوں کے مفاد کے لئے کرتے ہیں۔ ہم اپنے ذاتی مفاد کی بات نہیں کرتے۔

جناب سپیکر: وہ بھی لوگوں کے مفاد کی ہی بات کرتے ہیں۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹری صاحب کو اتنا غصہ کیوں آ رہا ہے؟ وہ جواب دیں۔

جناب سپیکر: محترمہ! اُن کو غصہ نہیں آ رہا ہے۔ order in the House آپ لوگ درمیان میں مداخلت نہ کریں مہربانی ہوگی۔ جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایس اینڈ جی اے ڈی (چوہدری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! یہ ٹوٹل دس لوگ ہیں جو شام کے وقت صرف ریڑھیاں لگاتے ہیں، یہ مستقل encroachment یا

غیر قانونی قبضہ نہیں ہے۔ یہ غریب آدمی ہیں۔ یہ لوگ شام کے وقت کھانے پینے کے لئے برگر یا گول گپے وغیرہ لگا لیتے ہیں کوئی ایسی غیر قانونی activity نہیں ہے۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔ بس، محترمہ! اب آپ تشریف رکھیں۔ اگلا سوال ملک تیمور مسعود کا ہے۔ وہ تشریف نہیں رکھتے لہذا یہ سوال dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال بھی اُن کا ہی ہے اس سوال کو بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال جناب احمد خان بھچر کا ہے۔

جناب احمد خان بھچر: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 1254 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

گزشتہ پانچ سالوں کے دوران ملازمین کو میرٹ پر دی گئی رہائش گاہوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1254: جناب احمد خان بھچر: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) صوبائی دارالحکومت لاہور میں ملازمین کے تمام کیٹیگریز کی کل کتنی سرکاری رہائش گاہیں کہاں کہاں واقع ہیں؟

(ب) پچھلے پانچ سالوں کے دوران خلاف پالیسی، آؤٹ آف ٹرن کتنے گھر الاٹ کئے گئے، الاٹی کا نام، عہدہ اور محکمہ سے آگاہ کریں؟

(ج) پچھلے پانچ سالوں کے دوران کتنی رہائش گاہیں کون کون سی کیٹیگریز کو میرٹ پر دی گئیں ان ملازمین کے نام، عہدہ، گریڈ محکمہ کے نام سے آگاہ کریں؟

(د) مذکورہ عرصہ میں جن ملازمین کو آؤٹ آف ٹرن الاٹمنٹس کی گئیں، ان کی رجسٹریشن نمبر، رجسٹریشن سال و تاریخ الاٹی کے نام و محکمہ سے بھی آگاہ کریں؟

(ہ) گریڈ5 سے گریڈ14 کے کتنے ایسے ملازمین ہیں، جن کی رجسٹریشن 1992 سے 2000 کے درمیان ہے اور میرٹ پر بھی ہیں ان کو ابھی تک سرکاری رہائش الاٹ نہیں ہوئی، ان کے نام، عہدہ، محکمہ سے آگاہ کریں؟

(و) کیا حکومت ان ملازمین افسران و اہلکاران جن کی رجسٹریشن 1992 سے 2000 کے درمیان ہوئی ان کو میرٹ پر رہائش گاہیں الاٹ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایس اینڈ جی اے ڈی (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ):

(الف) اس ضمن میں تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) اس ضمن میں عرض ہے کہ خلاف پالیسی الاٹمنٹ کرنے کا اختیار کسی کو نہ ہے۔ تاہم وزیر اعلیٰ صاحب نے قواعد و ضوابط میں نرمی برتتے ہوئے آؤٹ آف ٹرن الاٹمنٹس کی ہیں جن کی تعداد 600 ہے۔ تفصیل تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) پچھلے پانچ سالوں میں مختلف کیٹیگریز میں میرٹ پر کی گئی الاٹمنٹس کی تفصیل تتمہ (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) اس ضمن میں تفصیل تتمہ (ب) اور رجسٹریشن کے ضمن میں تفصیل مذکورہ لسٹ کے کالم نمبر 7 پر ایوان کی میز پر برائے ملاحظہ رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) گریڈ 5 سے گریڈ 14 کے جن ملازمین کی 1992 سے 2000 کے درمیان رجسٹریشن ہے ان کی تفصیل تتمہ (د) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

اس ضمن میں عرض ہے کہ 1997 سے پہلے سیکرٹریٹ اور نان سیکرٹریٹ کے نام سے ملازمین کی رجسٹریشن کی جاتی تھی لیکن 1997 کے بعد صرف لاہور ہائی کورٹ، پنجاب سول سیکرٹریٹ اور پنجاب اسمبلی کے ملازمین کی رجسٹریشن کی جاتی ہے اور ان کو ہی میرٹ کی بنیاد پر الاٹمنٹ کی جاتی ہے۔ ان محکموں کے علاوہ باقی تمام محکمہ جات رجسٹریشن کے اہل نہیں۔ مزید برآں میرٹ پر نام mature ہونے پر متعلقہ کیٹیگری میں گھر کی دستیابی پر الاٹمنٹ کر دی جاتی ہے۔ مزید عرض ہے کہ Junior 2-room کیٹیگری میں مورخہ 27-03-90 تک رجسٹرڈ ملازمین کو الاٹمنٹس کر دی گئی ہیں۔ Junior 2-Room کیٹیگری میں مورخہ 21-02-2000 تک رجسٹرڈ ملازمین کو الاٹمنٹس کر دی گئی ہیں اور room 3-4 کیٹیگری میں مورخہ 19-08-2000 تک رجسٹرڈ ملازمین کو الاٹمنٹس کر دی گئی ہیں۔

(و) جواب جیسا کہ جز (ہ) پر درج ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب احمد خان بھچر: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جز (ب) میں انہوں نے بتایا ہے کہ وزیر اعلیٰ نے 600 سرکاری رہائش گاہیں out of turn---

جناب سپیکر: بھچر صاحب! پارلیمانی سیکرٹری صاحب پہلے ہی اس بارے میں بتا چکے ہیں۔

جناب احمد خان بھچر: جناب سپیکر! میں اسی طرف آ رہا ہوں۔اس بارے میں وہ ڈاکٹر مراد راس کے سوال میں جواب دے چکے ہیں تو یہ جز (ہ) میں آپ دیکھیں اس میں 400 کے قریب out of turn جو allotments ہوئی ہیں ان میں سے 400 کے قریب ایسی allotments ہیں جو ایسی ہیں کہ out of turn میں بھی کچھ تھوڑا سا ضابطہ یا قانون ہوتا ہے لیکن وہ بالکل ہی غیر قانونی ہیں۔ میرا پوچھنے کا مقصد یہ ہے کہ کیا جو لوگ بعد میں لائن میں لگے ہیں، کیا ان کا نمبر بھی آئے گا یا یہ کام ایسے ہی out of turn ہوتا رہے گا؟

جناب سپیکر: پیوستہ رہ شجر سے امید بہار رکھ۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایس اینڈ جی اے ڈی (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں نے پہلے ہی اس سوال کا جواب بہت detail سے دیا ہے۔ میں دوبارہ وضاحت کرتا ہوں کہ بالکل میرٹ کی بنیاد پر turn کے مطابق لوگوں کو گھر الاٹ ہو رہے ہیں۔ صرف چیف ایگزیکٹو صاحب نے جو گھر الاٹ کئے ہیں وہ ان کا صوابدیدی اختیار ہے۔اس کے علاوہ وہ compassionate basis اور hardship basis پر پوری چھان بین کے بعد تمام لوگوں کی problems کو مدنظر رکھتے ہوئے وہ 600 گھر الاٹ کئے ہیں اور turn by turn بھی لوگوں کو گھر الاٹ ہو رہے ہیں۔ میں اس بات کو ensure کرتا ہوں کہ جن لوگوں نے گھر کی الاٹمنٹ کے لئے اپنی رجسٹریشن کروائی ہوئی ہے ان کو بھی اپنی turn پر انشاءاللہ گھر ملے گا۔

جناب احمد خان بھچر: جناب سپیکر! آپ نے مجھے حکم دیا ہے کہ ڈاکٹر صاحب کا جواب آ چکا ہے۔ اگر یہ اس جواب کو غور سے پڑھ لیں جو کہ ان کے ہی محکمے سے آیا ہے تو اس میں دو چیزیں ساتھ ساتھ لکھی ہوئی ہیں۔ ایک non registered اور دوسری non eligible ہے اور جو جواب انہوں نے اس جز میں دیا ہے اس ضمن میں آپ یہ دیکھ لیں کہ خلاف پالیسی الاٹمنٹ کرنے کا اختیار کسی کو نہ ہے۔ تاہم وزیراعلیٰ صاحب نے قواعد و ضوابط میں نرمی برتتے ہوئے out of turn الاٹمنٹس کی ہیں جن کی تعداد 600 ہے۔ اگر آپ یہ پڑھیں تو اس میں non registered بھی لکھے ہوئے ہیں اور non eligible بھی لکھے ہوئے ہیں۔ اس میں پارلیمانی سیکرٹری صاحب وضاحت کر دیں کہ انہوں نے registered اور non registered کا کیا criteria رکھا ہے کیونکہ ابھی تو non registered لوگوں کو allotments ہو رہی ہیں۔ مجھے یہ بتا دیں کہ registered لوگوں کی کب باری آئے گی اور مجھے کوئی time frame دے دیں؟

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب!وہ پوچھ رہے ہیں کہ registered لوگوں کی باری کب تک متوقع ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایس اینڈ جی اے ڈی(چودھری علی اصغر منڈا،ایڈووکیٹ):جناب سپیکر! گھروں کی availability پر جیسے جیسے گھر خالی ہوتے ہیں ویسے ہی الاٹمنٹ کر دیتے ہیں۔لوگوں کی ریٹائرمنٹ یا کسی اور وجہ سے کوئی گھر خالی ہو جائے یا کسی نے غیر قانونی آگے sublet کیا ہو تو اس طرح کی غیر قانونی allotments cancel کر کے گھر فارغ کروا رہے ہیں۔جس طرح گھر کی availability ہو گی اس طرح turn کے مطابق پورے شفاف طریقے سے گھر الاٹ کر رہے ہیں۔جو لسٹ ہم نے اس کے ساتھ لگائی ہوئی ہے اس میں category B اور category C کو بھی آپ ملاحظہ فرما لیں تو category C میں صرف 30 افسروں کو گھر الاٹ ہوئے ہیں باقی تمام گھر category B اور دیگر categories میں الاٹ ہوئے ہیں۔جن لوگوں کی turn کے مطابق باری آ رہی ہے، جن لوگوں نے اپنی درخواستیں اسٹیٹ آفس میں جمع کروائی ہیں اُن کو گھر الاٹ کئے جا رہے ہیں لیکن صرف availability کا مسئلہ ہے۔اگر گھر available ہے تو ان کی turn اور category کے مطابق الاٹمنٹ پالیسی کو ملحوظِ خاطر رکھتے ہوئے الاٹ کر رہے ہیں۔

جناب احمد خان بھچر: جناب سپیکر!میں نے ان سے ایک ہی بات پوچھی ہے جس پر وہ مجھے satisfy کر دیں کہ out of turn پالیسی جس پر انہوں نے خود لکھا ہے کہ کسی کو کوئی اختیار نہیں ہے۔کیا اس اختیار میں چیف منسٹر صاحب آتے ہیں یا نہیں؟اگر آتے ہیں تو یہ کب اس چیز کو ختم کرنے جا رہے ہیں؟ مجھے صرف اتنا بتا دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایس اینڈ جی اے ڈی(چودھری علی اصغر منڈا،ایڈووکیٹ):جناب سپیکر! Rules of Business میں چیف ایگزیکٹو کا صوابدیدی اختیار ہے اور ہمارے چیف منسٹر اپنا صوابدیدی اختیار بھی compassionate ground, medical and hardship ground کو مدنظر رکھتے ہوئے استعمال کرتے ہیں۔انہوں نے ان grounds کے علاوہ کبھی بھی out of turn گھر الاٹ نہیں کیا۔شکریہ

جناب احمد خان بھچر: جناب سپیکر!اگر یہ کہیں گے تو میں with proof وہ بھی ان کو دے دوں گا جو 400 لوگوں کو بالکل ہی غیر قانونی allotments ہوئی ہیں۔میں اِن سے صرف اتنا پوچھنا چاہوں گا کہ

جن کو غیر قانونی allotments ہوئی ہیں اُن کے بارے میں ان کا کیا خیال ہے؟ میرے پاس وہ لسٹ پڑی ہوئی ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: آپ بھی کوئی اچھے اچھے کام کریں۔اس بات کو چھوڑیں۔

جناب احمد خان بھچر: جناب سپیکر! آپ کا حکم ہے تو بیٹھ جاتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ مہربانی

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، آپ بھی ضمنی سوال کر رہے ہیں۔اپنا سوال تو چھوڑ دیا ہے اور دوسروں کے سوالوں پر ضمنی سوال کرتے ہیں۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! انہوں نے 600 گھر out of turn الاٹ کئے ہیں مگر بتایا جائے کہ جو میرٹ پر اور لائن میں ہیں اُن کو اس عرصہ میں کتنے الاٹ کئے ہیں؟

جناب سپیکر: اچھا میرٹ پر کہہ رہے ہیں۔ میں سمجھا کہ کہیں آپ میرے پر کہہ رہے ہیں؟

جناب محمد عارف عباسی: جی، میرٹ پر پوچھ رہا ہوں۔ یہ بتائیں کہ اسی عرصہ میں میرٹ پر کتنے مکان الاٹ ہوئے ہیں جبکہ 600 گھر تو انہوں نے ویسے ہی اپنے صوابدیدی اختیارات پر دے دیئے؟

جناب سپیکر: 600 گھر دے دیئے ہیں تو باقی سب میرٹ پر ہی ہوئے ہیں۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! یہ گھر تو out of turn دیئے ہیں۔

جناب سپیکر: باقی میرٹ پر ہی ہوئے ہیں۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! قانون کے مطابق کتنے گھر الاٹ کئے ہیں اُن کی تعداد کیا ہے؟

جناب سپیکر: یہ گھر بھی قانون کے مطابق ہی ہیں، کوئی غیر قانونی نہیں ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایس اینڈ جی اے ڈی (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! یہ ایک نیا سوال بنتا ہے۔ اگر یہ اسمبلی سیکرٹریٹ میں دوبارہ سوال جمع کروادیں تو ہم اس کی detail بھی مہیا کر دیں گے۔

جناب سپیکر: چلیں، ہم اِن کو کہہ دیتے ہیں کہ fresh question دے دیں۔اس بات کو چھوڑ دیں۔ اگلا سوال احمد شاہ کھگہ صاحب کا ہے۔

جناب احمد شاہ کھگہ: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر1369ہے، جواب پڑھاہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھاہوا تصور کیا جاتا ہے۔

رومز کیٹیگری 4/3 میں کوارٹرز تبدیلی ایکسچینج کی درخواستوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1369: جناب احمد شاہ کھگہ: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ جن سرکاری ملازمین کو سرکاری گھر الاٹ کیا جاتا ہے تو ان کو date of possession سے اگلے تین سال تک رولز کے مطابق exchange نہیں کیا جا سکتا؟

(ب) جنوری2012 سے آج تک 4/3 رومز کیٹیگری میں exchange کے لئے کتنی درخواستیں محکمہ کو موصول ہوئیں، کتنی درخواستوں پر عمل کرتے ہوئے سرکاری گھر الاٹ کئے گئے اور کتنی درخواستوں پر عمل نہیں کیا گیا۔درخواست دہندگان کے ناموں کے ساتھ تفصیل سے آگاہ کیا جائے؟

(ج) رولز سے ہٹ کر تین سال سے پہلے ہی 4/3 رومز کیٹیگری میں جن درخواستوں پر عمل ہوا محکمہ نے کس اتھارٹی کے احکامات پر عمل کرتے ہوئے سرکاری ملازمین کو گھر الاٹ کئے۔ ایوان کو تفصیل کے ساتھ آگاہ کیا جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایس اینڈ جی اے ڈی (چوہدری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ):

(الف) الاٹمنٹ پالیسی کے پیرا 32(c) کے مطابق exchange کا طریق کار درج ذیل ہے:

"The exchange of residence of the same category shall be at the discretion of Government subject to clearance of house rent and all utility bills. No Government servant, except in hardship cases, will be allowed to exchange his/ her Government residence before three years of its physical occupation and three years prior to his/ her superannuation. Moreover, the allottees of Govt. residences, belonging to eligible departments only, shall be allowed exchange of Government residences."

Exchange کے لئے درخواست دینے والے الاٹیز کی ہارڈشپ / مجبوری کو مدنظر رکھتے ہوئے پالیسی کے مطابق گھر exchange کیا جاتا ہے۔ یہ exchange عام طور پر subject to vacation basis پر ہوتی ہے اور اس پر عملدرآمد ہونے میں مزید کچھ عرصہ لگ جاتا ہے۔ جس کے بعد گھر عملی طور پر exchange ہوتے ہیں۔

(ب) اس ضمن میں عرض ہے کہ جنوری 2012 سے لے کر دسمبر 2013 تک 3/4 رومز کیٹیگری میں گھروں کے exchange کے لئے اسٹیٹ آفس میں ٹوٹل 49 درخواستیں موصول ہوئیں۔ تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ جن میں سے 31 درخواستوں پر عملدرآمد کرتے ہوئے گھروں کی بابت exchange کے احکامات جاری کئے گئے۔ اس کی تفصیلات تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔ باقی ماندہ 18 درخواستوں پر عمل نہیں کیا گیا جن کی تفصیل تتمہ (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) اس ضمن میں جواب جز (الف) کے ساتھ یہ واضح کیا جاتا ہے کہ S&GAD کی الاٹمنٹ پالیسی 1997 (ترمیم شدہ 2009-01-19 تک) کے پیرا جات 26 اور 32(C) کی رو سے Competent Authority کو مختلف اقسام کے ہارڈشپ کیسوں میں گھر exchange کرنے کی اجازت حاصل ہے۔ تاہم درخواست دہندہ کے حالات، ہارڈشپ اور گھروں کی دستیابی (availability) کو مدنظر رکھ کر ایسی exchange پر غور کیا جاتا ہے۔ پالیسی کے متعلقہ پیرا جات تتمہ (د) ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔ نیز جنوری 2012 سے لے کر اب تک 3/4 رومز کیٹیگری میں 31 درخواستوں پر عملدرآمد کرتے ہوئے گھروں کی بابت exchange کے احکامات جاری کئے گئے۔ اس کی تفصیلات تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔ تتمہ (ب) پر موجود بعض کیسز میں ہارڈشپ کی نوعیت درج ذیل ہے:

سیریل نمبر 8،12 اور 31 میں میڈیکل گراؤنڈ، سیریل نمبر 27 میں Dilapidated Condition of Quarter اور سیریل نمبر 28 میں بوڑھے والدین کا سیڑھیوں سے اترنے چڑھنے میں مشکلات کے پیش نظر رکھتے ہوئے سرکاری گھر exchange کیا۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب احمد شاہ کھگہ: جناب سپیکر! میرا اس میں ضمنی سوال یہ ہے کہ انہوں نے جواب میں لکھا ہے کہ 49 میں سے جن 31 الاٹیوں کو physically تین سال سے کم possession ہونے پر نئی الاٹمنٹ کی گئی ہے کیا ان تمام کو hardship cases کے تحت الاٹمنٹ کی گئی ہے اور باقی 18 لوگ جن کو انکار کیا گیا ہے کیا اُن میں سے کسی کا hardship case نہیں بنتا تھا یا جان بوجھ کر ان کو الاٹ نہیں کیا گیا؟ یہ میرا پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایس اینڈ جی اے ڈی (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! مجھے سوال کی کوئی سمجھ نہیں آئی کہ یہ کیا پوچھنا چاہ رہے ہیں؟ یہ ذرا دوبارہ سوال کر دیں۔

جناب احمد شاہ کھگہ: جناب سپیکر! میں دوبارہ پڑھ دیتا ہوں۔ میرا اس میں ضمنی سوال یہ ہے کہ آپ کے محکمے نے یہ بتایا ہے کہ 49 درخواست کنندگان میں سے 31 الاٹیوں کو گھر تبدیل کیا گیا ہے لیکن ان میں سے 18 لوگ رہ گئے ہیں۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا ان 18 لوگوں میں سے بھی کسی کا hardship case نہیں بنتا تھا اس لئے رہ گئے ہیں یا جان بوجھ اُن کو الاٹ نہیں کیا گیا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایس اینڈ جی اے ڈی (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! Usually یہ ہوتا ہے کہ hardship cases پر غور اور اُن کو consider کرتے ہوئے کیا جاتا ہے جبکہ پالیسی کو بھی مدنظر رکھا جاتا ہے کہ جن لوگوں کے گھر انہوں نے hardship basis پر الاٹ کرنے ہوتے ہیں یا exchange کرنے ہوتے ہیں اُن کی پالیسی کو مدنظر رکھا جاتا ہے کہ تین سال سے ان کا قبضہ ہو اور تین سال ریٹائرمنٹ میں رہتے ہوں۔ اگر ریٹائرمنٹ میں تین سال سے کم عرصہ ہو یا possession لئے ہوئے عرصہ تین سال سے کم ہو تو پھر اُن کا case consider نہیں کیا جاتا۔ جن لوگوں کا case consider نہیں کیا گیا وہ یہی لوگ تھے جن کا تین سال سے کم قبضہ تھا یا اُن کی ریٹائرمنٹ میں تین سال سے کم عرصہ رہتا تھا۔ شکریہ

جناب احمد شاہ کھگہ: جناب سپیکر! یہ گھر تین سال سے کم عرصہ میں دیئے گئے ہیں جن کے hardship cases تھے جن کے والدین کو تکلیف تھی جو سیڑھیوں پر نہیں چڑھ سکتے تھے۔[****]

جناب سپیکر: آپ دوبارہ یہ بات نہ کیجئے گا۔ اِن کے یہ الفاظ کارروائی سے حذف کئے جاتے ہیں۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب احمد شاہ کھگہ: جناب سپیکر! انہوں نے جواب میں بتایا ہے کہ exchange کے لئے تین سال کا عرصہ ہونا چاہئے لیکن hardship cases یہ تین سال سے کم میں کر رہے ہیں۔ میرا اس میں ضمنی سوال بنتا ہے لہذا میں اس میں ضمنی سوال یہ کرنا چاہتا ہوں کہ جو 18 لوگ رہ گئے ہیں اُن میں سے جو genuine hardship case میں آتا ہو اگر میں ان کے علم میں لاؤں تو کیا یہ اس بندے کو consider کریں گے، مجھے یہ on the floor of the House یقین دہانی کرائیں؟

جناب سپیکر: جی، آپ درخواست دیں، میں انشاءاللہ consider کرواؤں گا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایس اینڈ جی اے ڈی (چوہدری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! بالکل عملدرآمد ہوگا۔

جناب احمد شاہ کھگہ: بہت شکریہ

جناب سپیکر: مہربانی۔ اگلا سوال ڈاکٹر نوشین حامد صاحبہ کا ہے۔ سوال نمبر بولئے گا۔

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 1382 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور جی او آر۔I، ٹو، تھری میں ریٹائرڈ رہائش پذیر افسران کی تفصیلات

*1382: ڈاکٹر نوشین حامد: کیا وزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) لاہور GOR I-II-III میں کتنے ایسے ریٹائرڈ افسران ہیں جو ابھی تک سرکاری گھروں پر قابض ہیں اور انہوں نے کب سرکاری گھر خالی کرنے تھے لیکن ابھی تک خالی نہیں کئے۔ ان کے نام اور وہ ابھی تک کس حیثیت میں ان گھروں میں رہ رہے ہیں؟

(ب) حکومت نے آج تک وہ مکان خالی کیوں نہیں کروائے، وجوہات بیان کی جائیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایس اینڈ جی اے ڈی (چوہدری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ):

(الف) اس ضمن میں عرض ہے کہ GOR-I, II, III میں ریٹائرڈ افسران جو ابھی تک سرکاری گھروں میں رہائش پذیر ہیں ان کی تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) اس ضمن میں عرض ہے کہ جو افسران ریٹائر ہو چکے ہیں وہ اپنی ریٹائرمنٹ کے بعد سرکاری گھر کو دو ماہ grace period کے طور پر اور چھ ماہ extension کے طور پر رکھ سکتے

ہیں۔ پالیسی extension کے مطابق ان کی حیثیت ناجائز قابضین کی نہ ہے۔ پالیسی extension ختم ہونے کے بعد ان سے مکان خالی کروالئے جائیں گے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! انہوں نے جز (ب) میں جواب دیا ہے کہ جب ان لوگوں کا چھ ماہ کا extension period اور دو ماہ کا grace period ختم ہو گا تو ان سے گھر خالی کرائے جائیں گے جبکہ ان کی طرف سے provide کی ہوئی لسٹ میں ایسے cases موجود ہیں جن کا یہ period ختم ہو چکا ہوا ہے، اُن کو vacation notices بھی جاری کئے گئے ہیں مگر اس کے باوجود انہوں نے گھر خالی نہیں کئے۔ میرا سوال یہ ہے کہ اس سلسلے میں انہوں نے کیا اقدامات کئے ہیں اور کیا penal rent لینے کی کوئی پالیسی ہے، اگر ہے تو اس پر کتنا عملدرآمد ہو رہا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایس اینڈ جی اے ڈی (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میری معزز ممبر سے گزارش ہے کہ ہم نے جواب کے ساتھ جو لسٹ لگائی ہے اس کو ذرا ملاحظہ فرمالیں کہ دو مہینے grace period ہے اور چیف منسٹر کا اختیار ہے کہ وہ کسی بھی سرکاری ملازم کی hardship، بیماری یا کسی اشد ضرورت کو مدنظر رکھتے ہوئے چھ ماہ extension دے سکتے ہیں۔ جب اس کا extension کا period ختم ہو جائے گا تو اس الاٹی سے قانون کے مطابق قبضہ لے لیا جائے گا اور جتنا عرصہ اس کے قبضہ لینے میں لگے گا اُس عرصے کا اس ملازم کی basic pay کا 60 فیصد penal rent وصول کیا جائے گا۔ اس کے علاوہ میں تھوڑی سی وضاحت کر دوں کہ جو لوگ غیر قانونی رہ رہے ہیں اُن کے کیس اگر اعلیٰ عدالتوں سول کورٹ، سیشن کورٹ یا ہائی اور سپریم کورٹ میں pending ہیں تو اُن کو عدالت کے فیصلہ تک ہم بے دخل نہیں کر سکتے۔ اگر ہم بے دخل کریں گے تو وہ contempt of court کے زمرے میں جائے گی لہذا کوئی بھی آدمی غیر قانونی رہائش پذیر نہیں ہے۔ شکریہ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر نوشین حامد صاحبہ!

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! انہوں نے خود ہی اس میں بتایا ہوا ہے کہ تین لوگوں کو vacation notices جاری کئے گئے ہیں اور میں نے اسی base پر سوال کیا تھا کہ جن کو notices بھیج دیئے گئے

ہیں اُن کے لئے یہ کیا کر رہے ہیں کیونکہ ان کا extension period ختم ہو چکا ہے اور یہ آپ کے اپنے جواب کے مطابق ہے۔

جناب سپیکر: وہ پوچھ رہی ہیں کہ اب کیا کارروائی ہو رہی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایس اینڈ جی اے ڈی (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! اس میں مجسٹریٹ صاحب جن کو الاٹمنٹ پالیسی کے مطابق یہ power ہے وہ اس گھر سے قانون کے مطابق قبضہ لیں گے اور جو عرصہ غیر قانونی قبضہ کے دوران ہو گا اُس سے penal rent وصول کیا جائے گا۔ جیسے میں نے پہلے وضاحت کی ہے کہ اس سرکاری ملازم کی basic pay کا 60 فیصد جرمانہ کی مد میں وصول کیا جائے گا۔ شکریہ

جناب سپیکر: یہ کافی heavy ہے۔ محترمہ! اگلا سوال بھی آپ کا ہے۔ سوال نمبر بولیں۔

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 1383 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور: جی او آر۔ون میں سرکاری رہائش گاہوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1383: ڈاکٹر نوشین حامد: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) جی او آر۔ I لاہور میں کل کتنے سرکاری مکان ہیں اور اس وقت ان میں رہائشی افسران میں سے کتنے افسر پنجاب میں تعینات ہیں؟

(ب) کیا جی او آر۔ I، II اور III میں کیٹیگری "اے" اور "بی" کے گھر صرف ڈی ایم جی افسران کو الاٹ کئے جاتے ہیں یا کسی پی سی ایس افسر کو بھی الاٹ کئے جاتے ہیں۔ اگر الاٹ کئے جاتے ہیں تو کس شرح سے اور ان پی سی ایس افسران کے نام بھی بتائے جائیں جنہیں کیٹیگری "اے" اور "بی" کے گھر الاٹ کئے گئے ہیں؟

(ج) گریڈ 20 کے کتنے پی سی ایس افسران ہیں جو ابھی تک کیٹیگری سی میں رہ رہے ہیں لیکن انہیں entitlement کے مطابق گھر الاٹ نہیں کئے گئے؟

(د) جی او آر۔ I، II اور III میں رہائشی افسران میں سے کتنے افسران 14-2013 میں ریٹائرڈ ہو رہے ہیں ان کے نام بتائے جائیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایس اینڈ جی اے ڈی (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ):

(الف) جی او آر-I، لاہور میں کل 171 سرکاری رہائش گاہیں ہیں ان میں سے 70 رہائش گاہیں ان افسران کو الاٹ ہیں جو پنجاب میں ہیں۔ دیگر 101 رہائش گاہوں میں سے 25 رہائش گاہیں لاہور ہائیکورٹ لاہور کی صوابدید پر ہیں۔ 20 رہائش گاہیں سپیکر، ڈپٹی سپیکر، پنجاب اسمبلی، صوبائی وزراء کرام اور انتظامی افسران کے لئے مخصوص ہیں۔ 9 رہائش گاہوں میں وزیراعلیٰ سیکرٹریٹ اور دیگر دفاتر قائم ہیں اور 47 رہائش گاہیں ان افسران کو الاٹ ہیں جن کی موجودہ تعیناتی وفاقی حکومت کے اداروں میں ہے۔

(ب) الاٹمنٹ پالیسی کے مطابق سرکاری گھر "پہلے آیئے اور پہلے پایئے" کے اصول کے مطابق الاٹ کئے جاتے ہیں اس میں کسی قسم کی کوئی تفریق نہ ہے۔ جی او آر-I، II اور III میں کیٹیگری (اے) اور (بی) کے ان گھروں کی تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے جو پی سی ایس افسران کو الاٹ ہیں۔

(ج) گریڈ 20 کے پی سی ایس افسران جو (سی) کیٹیگری میں رہائش پذیر ہیں ان کی تفصیل درج ذیل ہے:

1۔ قیصر سلیم، ڈائریکٹر جنرل، پاپولیشن ویلفیئر (بی ایس 20) C-03/GOR-II میں رہائش پذیر ہیں۔

2۔ محمد حسن رضوی، ڈائریکٹر جنرل اوقاف پنجاب (بی ایس 20) C-16/GOR-II میں رہائش پذیر ہیں۔

ان افسران نے اپنی entitlement کے مطابق سرکاری گھر کی الاٹمنٹ کے لئے درخواست جمع نہیں کروائی، جس کی وجہ سے انہیں گھر الاٹ نہیں کئے گئے۔ جن افسران نے اپنے استحقاق کے مطابق سرکاری گھروں کی الاٹمنٹ کے لئے رجسٹریشن کروائی ہوئی ہے انہیں ان کی باری آنے پر متعلقہ کیٹیگری میں گھر الاٹ کر دیئے جاتے ہیں۔

(د) جی او آر-I، II اور III میں جو الاٹی 2013-14 میں ریٹائر ہو چکے ہیں یا ریٹائر ہو رہے ہیں ان کی تفصیل تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! میرا یہ سوال بھی اسی سے ہی related تھا جس کا جواب دے دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: چلیں، مہربانی۔ وقفہ سوالات کا وقت ختم ہوتا ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! ابھی میرا سوال آیا ہے تو ٹائم ختم ہو گیا ہے۔

جناب سپیکر: جی، شیخ علاؤالدین صاحب کے سوال کو pending کر دیں۔ ایوان کا وقت آدھ گھنٹہ بڑھایا جاتا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایس اینڈ جی اے ڈی (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جی، بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

لاہور: کوارٹرالاٹمنٹ کے لئے اسٹیٹ آفس میں 20 سے 22 سال سے رجسٹرڈ شدہ ملازمین کو کوارٹرالاٹ نہ کرنے کی وجوہات و دیگر تفصیلات

*304: جناب ظہیر الدین خان علیزئی: کیا وزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ایڈیشنل سیکرٹری ویلفیئر اور اسٹیٹ آفیسر سول سیکرٹریٹ ایس اینڈ جی اے ڈی نے اپنی تعیناتی کے دوران وزیراعلیٰ کی سفارشات پر قواعد میں نرمی کرتے ہوئے، کل کتنے آفیسران و دیگر ملازمین کو کوارٹر الاٹ کئے ان کے نام، عہدہ اور محکمہ کی تفصیل سے آگاہ کریں؟

(ب) ان میں کتنے ایسے ملازمین ہیں جن کی کل سروس صرف ایک سال سے چھ سال کے درمیان ہے ان کے نام، عہدہ اور محکمہ سے آگاہ کریں؟

(ج) کتنے ایسے ملازمین ہیں جن کی کل سروسز 20 سے 25 سال ہو چکی ہے اور ان کی رجسٹریشن کو 20 سال سے 22 سال ہو چکے ہیں، ان کو ابھی تک کوارٹر الاٹ نہیں کئے گئے، اسٹیٹ آفس کی رجسٹریشن کے مطابق ان کے نام، عہدہ اور محکمہ کی تفصیل فراہم کریں؟

وزیراعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):

(الف) اس ضمن میں عرض ہے کہ ایڈیشنل سیکرٹری (ویلفیئر) مورخہ 2013-08-28 سے تعینات ہیں جبکہ اسٹیٹ آفیسر مورخہ 2008-08-15 سے تعینات ہیں۔ مزید یہ کہ 2008 سے 2013 کے دوران وزیراعلیٰ نے قواعد وضوابط میں نرمی کرتے ہوئے اپنے صوابدیدی اختیارات کو استعمال کر کے مختلف کیٹیگریز میں 600 الاٹمنٹس کی ہیں جن کی تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ایسے ملازمین کی تفصیل تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ایسے ملازمین جن کو اسٹیٹ آفس میں خود کو رجسٹرڈ کروائے 20 سے 22 سال ہو چکے ہیں اور ان کی کل سروس 20 سے 25 سال ہو چکی ہے اب تک سرکاری کوارٹر الاٹ نہ ہوئے ہیں۔ ایسے ملازمین کی اکثریت کا تعلق سنگل روم، ٹو روم جونیئر کیٹیگری سے ہے۔ ان کی تفصیل تتمہ (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

وزیراعلیٰ سیکرٹریٹ کے سٹاف کی تعداد و دیگر تفصیلات

*375: جناب اعجاز خان: کیا وزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) سال 2011-12 وزیراعلیٰ سیکرٹریٹ میں کل کتنے اخراجات ہوئے اور کس کس مد میں تفصیل سے بیان کریں؟

(ب) مذکورہ سیکرٹریٹ کے ٹرانسپورٹ ونگ میں کتنی گاڑیاں ہیں اور گاڑیوں کا پٹرول اور maintenance کے اخراجات کیا ہیں اور یہ کس کس آفیسر کے زیر استعمال ہیں؟

(ج) 2012-13 مذکورہ سیکرٹریٹ کے لئے تیل، پٹرول اور maintenance کی مد میں کل کتنا فنڈ مختص ہوا اور کتنا خرچ ہوا؟

(د) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ سیکرٹریٹ کے مذکورہ بالا اخراجات مختص شدہ فنڈز سے زیادہ ہیں تو کتنے زیادہ ہیں اور کیوں؟

وزیراعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):

(الف) سال 2011-12 کے دوران وزیراعلیٰ سیکرٹریٹ میں ہونے والے اخراجات 368.202 ملین روپے تھے جن کی تفصیل منسلکہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) دفتر وزیر اعلیٰ پنجاب میں اس وقت کل129 گاڑیاں ہیں۔ موجودہ سال کے دوران ان گاڑیوں کے اب تک کے پٹرول اور maintenance کے اخراجات کی تفصیل درج ذیل ہے:

مد	بجٹ14۔2013	31اگست2013تک کے اخراجات
پٹرول	8.50ملین	5.88ملین
مین ٹیننس(Maintenance)	12.75ملین	5.38ملین

استعمال کنندہ افسران کی تفصیل (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

وزیر اعلیٰ پنجاب کی ہدایت کے مطابق 2008 سے وزیر اعلیٰ سیکرٹریٹ کے لئے کوئی نئی گاڑی نہیں خریدی گئی۔

(ج) 13۔2012 کے دوران مذکورہ دفتر میں 152 گاڑیاں تھیں ان کے تیل، پٹرول اور maintenance کے اخراجات کی تفصیل اس طرح ہے:۔

مد	بجٹ	اخراجات
پٹرول/تیل	40.50ملین	40.49ملین
مین ٹیننس(Maintenance)	34.04ملین	34.04ملین

(د) مذکورہ دفتر کے موجودہ مالی سال میں مذکورہ بالا اخراجات مختص شدہ فنڈز کے عین مطابق ہیں۔

راولپنڈی: محکمہ انٹی کرپشن کے ملازمین کے خلاف شکایات کی تفصیل

*376: جناب اعجاز خان: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) محکمہ انٹی کرپشن ریجن ضلع راولپنڈی میں کل کتنے دفتر ہیں؟

(ب) ان میں کتنے ملازمین کے خلاف یکم جنوری 2010 تا یکم جنوری 2013 رشوت وصول کرنے کی شکایت وصول ہوئی ہیں؟

(ج) ان میں کتنے ملازمین کے خلاف یہ شکایت درست پائی گئیں اور کتنے ملازمین کے خلاف محکمانہ کارروائی کی گئی، کس کس ملازم کو سزا اور جرمانہ کیا گیا، تفصیل سے بیان کریں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) محکمہ انٹی کرپشن ریجن ضلع راولپنڈی میں کل چار دفاتر ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

(i) دفتر ڈائریکٹر انٹی کرپشن راولپنڈی ریجن راولپنڈی، بشمول سرکل آفیسر تھانہ انٹی کرپشن راولپنڈی اور سرکل آفیسر تھانہ انٹی کرپشن (HQ)

(ii) دفتر ڈپٹی ڈائریکٹر انٹی کرپشن اٹک، بشمول سرکل آفیسر تھانہ انٹی کرپشن اٹک

(iii) دفتر اسسٹنٹ ڈائریکٹر انٹی کرپشن چکوال، بشمول سرکل آفیسر تھانہ انٹی کرپشن چکوال۔

(iv) دفتر ڈپٹی ڈائریکٹر انٹی کرپشن جہلم، بشمول سرکل آفیسر تھانہ انٹی کرپشن جہلم

(ب) محکمہ انٹی کرپشن راولپنڈی ریجن میں یکم جنوری 2010 تا یکم جنوری 2013 کل 13 شکایات موصول ہوئیں۔

(ج) انٹی کرپشن راولپنڈی ریجن کے ملازمین کے خلاف شکایت / درخواست موصول ہونے پر اس دور کے متعلقہ ڈائریکٹر نے فوراً انکوائری کا حکم صادر فرمایا۔ گیارہ انکوائریز کے تمام لوازمات کو مدنظر رکھتے ہوئے انکوائری کو مکمل کیا گیا اور الزامات ثابت نہ ہونے پر کسی ملازم کو موردالزام نہ ٹھہرایا گیا جبکہ دو اہلکاران کے خلاف انکوائری زیر دریافت ہے، ان کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

انفارمر سکیم اور میڈیکل کی بنیاد پر الاٹ کی گئیں رہائش گاہوں کی تفصیلات

*1252: **ملک تیمور مسعود**: کیا وزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پچھلے پانچ سالوں کے دوران کس کس کیٹیگریز میں کن کن کو انفارمر سکیم کے تحت سرکاری رہائش گاہیں کہاں کہاں الاٹ کی گئیں، ان کے رجسٹریشن نمبرز، نام، عہدہ اور محکمہ والا ٹمنٹ آرڈر کی کاپی لف کریں؟

(ب) پچھلے پانچ سالوں کے دوران جونیئر کلرک سے اسسٹنٹ کے عہدہ کے کتنے اہلکاران کو آؤٹ آف ٹرن الاٹمنٹس کی گئیں، ان کے رجسٹریشن نمبر اور ان کے الاٹمنٹس آرڈر کس اتھارٹی نے کئے، اس اتھارٹی کے احکامات کی کاپی بھی لف کریں؟

(ج) پچھلے پانچ سالوں کے دوران میڈیکل کی بنیاد پر کن کن کو سرکاری رہائش الاٹ کی گئیں، ان کے نام، عہدہ، محکمہ اور میڈیکل سرٹیفکیٹس کی کاپیاں بھی لف کریں؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) انفارمر سکیم کے تحت تمام الاٹمنٹس کی تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) اس ضمن میں عرض ہے کہ پچھلے پانچ سالوں کے دوران جونیئر کلرک سے اسسٹنٹ کے عہدہ کے 27 اہلکاران کو پالیسی کے مطابق انفارمر سکیم، سات اہلکاران کو ہارڈ شپ سکیم کے تحت اور 105 اہلکاران کو وزیر اعلیٰ کے حکم کے مطابق آؤٹ آف ٹرن الاٹمنٹس کی گئی جن کی تفصیل مع رجسٹریشن نمبر ز تتمہ (ب)، (ب(1)) اور (ب(2)) ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔ ineligible محکمہ جات کے ملازمین کے رجسٹریشن بمطابق الاٹمنٹ پالیسی نہ کی جاتی ہے۔ تاہم ہارڈ شپ سکیم کمیٹی اور وزیر اعلیٰ صاحب کے احکامات کی روشنی کے تحت ineligible محکمہ جات کے ملازمین کو بغیر رجسٹریشن کے ہی الاٹمنٹ کی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ دیگر کے رجسٹریشن نمبر اور الاٹمنٹ اتھارٹی مذکورہ تتمہ جات پر درج ہے اور الاٹمنٹ آرڈرز کی کاپیاں ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

(ج) اس ضمن میں عرض ہے کہ پچھلے پانچ سالوں کے دوران 13 گھر میڈیکل کی بنیاد پر الاٹ کئے گئے جن کی تفصیل تتمہ (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

سرکاری رہائش گاہوں پر قابض ریٹائرڈ افسران واہلکاران و دیگر تفصیلات

*1253: **ملک تیمور مسعود:** کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) صوبائی دارالحکومت لاہور میں ملازمین کی مختلف کیٹیگریز کی کل کتنی رہائش گاہیں کہاں کہاں واقع ہیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ کچھ لوگ محکمہ کی ملی بھگت سے عرصہ دراز سے ریٹائر ہونے کے باوجود تاحال سرکاری گھروں پر قابض ہیں اور سٹے آرڈر پر چل رہے ہیں، ان افسران واہلکاران کے نام، عہدہ اور جس محکمہ سے ریٹائر ہوئے اس سے آگاہ کریں؟

(ج) یہ افسران و اہلکاران کتنے عرصہ سے ریٹائرڈ ہونے کے باوجود سرکاری رہائش گاہوں پر براجمان ہیں، اسٹیٹ آفیسر نے ان سے رہائش خالی کروانے کے لئے کتنی دفعہ مراسلہ یاددھانی ارسال کروائے، علیٰحدہ علیٰحدہ افسران واہلکاران وار تفصیل سے آگاہ کریں؟

(د) سرکاری رہائش گاہوں پر زبردستی قابض ریٹائرڈ افسران وہلکاران کو اسٹیٹ آفیسر نے پینل رینٹ کی وصولی کے لئے کتنے مراسلہ جات بھجوائے، علیٰحدہ علیٰحدہ افسران / اہلکاران وار تفصیل لف کریں اور ان سے کتنا کتنا پینل رینٹ وصول کیا گیا، ایوان کو آگاہ کریں؟

(ہ) سرکاری رہائش گاہوں پر قابض ریٹائرڈ افسران واہلکاران سے رہائش خالی کروانے کے لئے مجسٹریٹ نے کتنی دفعہ آپریشن کیا، اس کی تاریخ و سال سے آگاہ کریں اور اگر نہیں کیا تو کیوں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) اس ضمن میں تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) اس ضمن میں عرض ہے کہ ریٹائرمنٹ کے بعد قواعد کے مطابق مجاز اتھارٹی کی اجازت سے آٹھ ماہ تک سرکاری گھر میں رہا جا سکتا ہے۔ البتہ کچھ الاٹیز حضرات نے سرکاری گھر کو اپنے خاوند / بیوی / بیٹا / بیٹی کے نام ٹرانسفر کروانے کے لئے مجاز اتھارٹی کو درخواست دی جو کہ خلاف پالیسی ہونے کی وجہ سے حکومت نے رد کر دی۔ بعد ازاں وہ اپنے معاملات کو عدالت میں لے گئے ہیں جس پر انہوں نے مختلف عدالت ہائے سے اپنی زیر استعمال سرکاری رہائش گاہوں کی بابت حکم امتناعی حاصل کیا ہوا ہے تفصیل تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) اس ضمن میں عرض ہے کہ جو ریٹائرڈ افسران واہلکاران سرکاری گھروں میں حکم امتناعی کی بنیاد پر رہ رہے ہیں ان سے مذکورہ گھر خالی کروانے کی بابت خط و کتابت کرنا توہین عدالت کے زمرے میں آتا ہے۔ البتہ عدالتوں میں ان مقدمات کی بھرپور پیروی کی جاتی ہے۔

(د) جن سرکاری رہائش گاہوں میں ناجائز قابضین رہ رہے ہیں اور ان کے کیسز بھی عدالتوں میں نہیں تھے، ان تمام قابضین سے سرکاری گھر واگزار کروا لئے گئے ہیں اور ان سے un-authorized period of occupancy کا پینل رینٹ بھی وصول کر لیا گیا ہے۔ تفصیل تتمہ (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) مجسٹریٹ صاحب کی عدالت کے ذریعے خالی کروائے گئے گھروں کی تفصیل تتمہ (د) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

لاہور: اسٹیٹ آفس کے افسران کا عرصہ تعیناتی و سرکاری رہائش گاہوں کی الاٹمنٹ میں بے قاعدگیوں کی تفصیلات

*1461: جناب محمد عارف عباسی: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) اسٹیٹ آفس سول سیکرٹریٹ پنجاب لاہور میں اسٹیٹ آفیسر، انسپکٹر اور مجسٹریٹ کون ہیں ان کے نام و گریڈ سے ایوان کو آگاہ کریں؟

(ب) مذکورہ افسران واہلکاران کب سے ان اسامیوں پر تعینات چلے آرہے ہیں؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ ان افسران واہلکاران کی تعیناتی کے دوران متعدد رہائش گاہیں میرٹ سے ہٹ کر الاٹ کی گئیں؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ اب بھی ان افسران کی ملی بھگت سے سینکڑوں اہلکاران و افسران سرکاری رہائش گاہوں پر ناجائز قابض سالہا سال سے بیٹھے ہیں؟

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ افسران و اہلکاران سرکاری رہائش گاہوں پر ناجائز قابض اہلکاران سے بھتہ وصول کرتے ہیں، اگر ایسا نہیں ہے تو انہوں نے گزشتہ پانچ سالوں کے دوران کتنے ایسے ناجائز قابضین سے کتنی سرکاری رہائش گاہیں خالی کروائیں، ان رہائش گاہوں کے نمبر زرہائشی کا نام وعہدہ اور محکمہ کے نام سے سال وار تفصیل سے آگاہ کریں؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) اس ضمن میں عرض ہے کہ اسٹیٹ آفس، پنجاب سول سیکرٹریٹ میں تعینات اسٹیٹ آفیسر کا نام عمر فاروق گریڈ PMS/17 سپیشل جوڈیشل مجسٹریٹ کا نام منظور احمد، PCS/18 اور انفورسمنٹ انسپکٹر کا نام محمد مختار میکن، BS-12 ہے۔

(ب) اس ضمن میں عرض ہے کہ اسٹیٹ آفس، پنجاب سول سیکرٹریٹ میں اسٹیٹ آفیسر مورخہ 15-08-2008، سپیشل جوڈیشل مجسٹریٹ اپریل 2006 سے جبکہ انفورسمنٹ انسپکٹر مورخہ 08-01-2011 سے تعینات ہیں۔

(ج) یہ درست نہ ہے۔ حکومت پنجاب الاٹمنٹ پالیسی پر انتہائی سختی سے عمل پیرا ہے اور الاٹمنٹ پالیسی کے پیرا 26 کے مطابق out of turn الاٹمنٹ کا اختیار صرف ہارڈشپ کمیٹی کو ہے یا پالیسی کے پیرا 27 کے مطابق انفارمر سکیم کے تحت out of turn الاٹمنٹ ہو سکتی ہے۔ تاہم وزیراعلیٰ صاحب قواعد وضوابط میں نرمی برتتے ہوئے out of turn الاٹمنٹ کرنے کے مجاز ہیں۔ علاوہ ازیں out of turn الاٹمنٹ کا کوئی طریق کار نہ ہے۔

(د) درست نہ ہے۔ تاہم جو لوگ ریٹائر یا ٹرانسفر ہو جاتے ہیں ان کو الاٹمنٹ پالیسی میں دی گئی رعایت کے مطابق extension دی جاتی ہے۔

(ہ) درست نہ ہے۔ گزشتہ پانچ سالوں کے دوران ناجائز قابضین سے واگزار کروائی گئی رہائش گاہوں کی تعداد سینکڑوں میں ہے جن کی تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

لاہور: ناجائز قابضین سے سرکاری رہائش گاہیں خالی کروانے کے لئے اٹھائے گئے اقدامات و پینل رینٹ کی وصولی کی تفصیلات

*1463: جناب احمد خان بھچر: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) اسٹیٹ آفیسر، انسپکٹر اور مجسٹریٹ سول سیکرٹریٹ پنجاب نے گزشتہ پانچ سال کے دوران ناجائز قابضین سے سرکاری رہائش گاہیں خالی کروانے کے لئے کتنی دفعہ اچانک چھاپے مارے اور کتنی رہائش گاہیں خالی کروائیں، ان رہائش گاہوں کے نمبرز و ناجائز قابض کا نام، محکمہ کی سال وار تفصیل سے ایوان کو آگاہ کریں؟

(ب) اس وقت کتنی سرکاری رہائش گاہیں کہاں کہاں پر ناجائز قابضین کے قبضہ میں ہیں۔ ان کے نمبرز، رہائشی کا نام اور محکمہ کی تفصیل سے آگاہ کریں اور یہ رہائش گاہیں کب تک واگزار کروالی جائیں گی؟

(ج) ان ناجائز قابضین کو اسٹیٹ آفیسر کی جانب سے کتنا کتنا پینل رینٹ ڈالا گیا اور کتنی ادائیگی ہوئی، ان کو رہائش گاہیں چھوڑنے کے لئے کتنی دفعہ مراسلہ یاد دہانی بھجوایا اور وصول کروایا گیا۔ تاریخ و سال سے آگاہ کریں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) اسٹیٹ آفیسر اور انسپکٹر روزانہ کی بنیاد پر GORs اور سرکاری کالونیوں کا دورہ کرتے ہیں۔ گزشتہ پانچ سالوں کے دوران 370 رہائش گاہیں خالی کروائی گئیں اور ان رہائش گاہوں کے ناجائز قابضین کے نام، سال وار تتمہ (الف) برائے ملاحظہ ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

(ب) اس ضمن میں عرض ہے کہ اس وقت کسی سرکاری گھر پر کوئی ناجائز قابض نہ ہے ماسوائے ان گھروں کے جن کے الاٹیوں نے مختلف عدالت ہائے سے اپنے حق میں حکم امتناعی لے رکھے ہیں۔ ایسے گھروں کی تفصیل تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ جونہی حکم امتناعی خارج ہوں گے، مذکورہ گھر واگزار کروالئے جائیں گے۔

(ج) تتمہ (ب) پر دیئے گئے گھروں کے معاملات مختلف عدالتوں میں زیر سماعت ہیں۔ عدالتی فیصلہ سے قبل کسی قسم کی کارروائی توہین عدالت کے زمرے میں آتی ہے۔ عدالتی فیصلہ کی روشنی میں مزید کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔ مزید برآں جن ناجائز قابضین کو رینٹ کنٹرولر، ایس اینڈ جی اے ڈی کی طرف سے پینل رینٹ ڈالا گیا ان کی تفصیل تتمہ (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

سرکاری ملازمین کی بیرون ملک سرکاری دوروں پر بھجوانے کی تفصیلات

*1472: میاں طاہر: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب نے جون 2013 کے دوران سرکاری ملازمین کے بیرون ملک سرکاری دورے / رخصت پر پابندی عائد کی تھی؟

(ب) کیا یہ پابندی اب بھی عائد ہے یا اٹھالی گئی ہے؟

(ج) یکم جون 2013 سے آج تک گریڈ 19 اور اوپر کے کتنے ملازمین کو بیرون ملک سرکاری دورے کرنے کے لئے این او سی اور رخصت دی گئی ہے ان کے نام، عہدہ، گریڈ مع موجودہ پوسٹنگ کی تفصیل بتائیں؟

(د) ان ملازمین کے سرکاری دورے پر کتنی رقم سرکاری خزانہ سے خرچ ہوئی، تفصیل ملازم وار بتائیں؟

(ہ) پابندی کے دوران ان کو سرکاری دورے پر بھجوانے کی وجوہات کیا ہیں۔ اس کی مجاز اتھارٹی کون ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) اس سلسلہ میں گزارش ہے کہ حکومت پنجاب نے 25۔اگست 2010 سے منسٹروں، ایم پی ایز اور سرکاری آفیسران کے حکومتی خرچ پر بیرون ملک دوروں پر پابندی عائد کی تھی اور صرف اس صورت میں دورے کی اجازت دی گئی ہے جبکہ یہ دورہ انتہائی ناگزیر ہو اور اس کی منظوری اخراجات میں کمی کے لئے قائم کی گئی کمیٹی سے لی گئی ہو۔ ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) جی ہاں! یہ پابندی تاحال برقرار ہے۔

(ج) یکم جون 2013 سے آج تک گریڈ 19 اور اوپر کے کل 26 ملازمین کو بیرون ملک سرکاری دورے کے لئے این او سی دیا گیا۔ جس کی تفصیل مع نام، گریڈ، عہدہ، سمیت ضمیمہ (ب) ایوان کی میز پر برائے ملاحظہ رکھ دیا گیا ہے۔

(د) ان افسران کو بیرون ملک تربیتی پروگرامز میں شرکت کے لئے بھیجا گیا جن پر حکومت پنجاب یا وفاقی حکومت کا کچھ خرچ نہیں ہوا کیونکہ ان کے مکمل اخراجات معاون اداروں نے برداشت کئے۔ تربیتی پروگرامز سے ان افسروں اور متعلقہ محکموں کی کارکردگی میں خاطر خواہ بہتری آئی۔

(ہ) ان افسران کو بیرون ملک تربیتی پروگرامز میں شرکت کی غرض سے بھیجا گیا جس کے نتیجے میں ان افسران اور محکموں کی کارکردگی میں بہتری آئی۔ ان تمام افسران کی مجاز اتھارٹی چیف منسٹر / چیف سیکرٹری پنجاب ہے۔

لاہور: اسٹیٹ آفیسر کے تعاون سے سرکاری اراضی پر قابضین کی تفصیلات

*1552: محترمہ راحیلہ انور: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ گرلز پائلٹ سکول وحدت کالونی لاہور اور مارکیٹ کے درمیان ناجائز قابضین نے مزید سرکاری اراضی پر قبضہ کے لئے کروڑوں روپے مالیت کی سرکاری اراضی پر پرانی اینٹوں سے ایک حویلی بنا رکھی ہے؟

(ب) کیا اسٹیٹ آفیسر نے مذکورہ سرکاری اراضی واگزار کروانے کے لئے آج تک کوئی کارروائی کی ہے، اس کی جامع رپورٹ پیش کی جائے؟

(ج) کیا حکومت مذکورہ سرکاری اراضی واگزار کروانے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) درست نہ ہے۔ اس قسم کی کوئی حویلی مذکورہ جگہ پر نہ پائی جاتی ہے۔ البتہ مذکورہ جگہ پر بلڈنگ ڈیپارٹمنٹ کے سٹاف کوارٹرز، ایک ناکارہ ٹیوب ویل چیمبر اور بلڈنگ ڈیپارٹمنٹ کا مکینیکل سٹور ہے۔ جہاں پر تعمیری سامان وغیرہ رکھا ہوا ہے۔

(ب) اس ضمن میں عرض ہے کہ وہاں کوئی غیر قانونی تجاوزات نہ پائی جاتی ہیں۔ وہاں ماسوائے بلڈنگ ڈیپارٹمنٹ کے سٹاف کوارٹرز، ناکارہ ٹیوب ویل چیمبر اور مکینیکل سٹور کے کوئی انکروچمنٹ نہ ہے۔

(ج) اس ضمن میں عرض ہے کہ وہاں کوئی غیر قانونی تجاوزات نہ پائی جاتی ہیں۔ وہاں ماسوائے بلڈنگ ڈیپارٹمنٹ کے سٹاف کوارٹرز، ناکارہ ٹیوب ویل چیمبر اور مکینیکل سٹور کے کوئی انکروچمنٹ نہ ہے۔

جی او آر۔I لاہور کی رہائش گاہوں اور الاٹیوں سے متعلقہ تفصیلات

*1648: محترمہ حنا پرویز بٹ: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) جی او آر۔I لاہور میں کل کتنے سرکاری مکان ہیں اور اس وقت ان میں رہائشی افسران میں سے کتنے افسر پنجاب میں تعینات ہیں؟

(ب) کیا جی او آر۔I، II اور III میں کیٹیگری (اے) اور (بی) کے گھر صرف ڈی ایم جی افسران کو الاٹ کئے جاتے ہیں یا کہ پی سی ایس افسران کو بھی الاٹ کئے جاتے ہیں تو کس ratio سے اور ان پی سی ایس افسران کے نام بھی بتائے جائیں جنہیں کیٹیگری (اے) اور (بی) کے گھر الاٹ کئے گئے ہیں؟

(ج) گریڈ 20 کے کتنے پی سی ایس افسران ہیں جو ابھی تک کیٹیگری (سی) میں رہ رہے ہیں لیکن انہیں ان کی entitlement کے مطابق گھر الاٹ نہیں کئے گئے ان کے نام بتائیں نیز حکومت انہیں ان کی entitlement کے حساب سے کب تک گھر الاٹ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(د) جی او آر۔I، II اور III لاہور میں رہائشی افسران میں سے کتنے افسران 13-2012 میں ریٹائر ہوئے ہیں ان کے نام بتائے جائیں؟

(ہ) ایسے کتنے ریٹائرڈ افسران ہیں جو ابھی تک جی او آر۔I کے سرکاری گھروں پر قابض ہیں وہ کب ریٹائر ہوئے ہیں اور انہوں نے کب سرکاری گھر خالی کرنے تھے لیکن ابھی تک خالی نہیں کئے ان کے نام بتائے جائیں اور یہ بھی بتایا جائے کہ وہ ابھی تک کس حیثیت میں ان گھروں پر قابض ہیں اور ان سے کب تک یہ گھر خالی کروائے جائیں گے؟

وزیر اعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):

(الف) جی او آر۔I میں کل 171 سرکاری رہائش گاہیں ہیں ان میں سے 69رہائش گاہیں ان افسران کو الاٹ ہیں جو پنجاب میں تعینات ہیں۔ دیگر 102 رہائش گاہوں میں سے 25رہائش گاہیں لاہور ہائیکورٹ لاہور کی صوابدید پر ہیں۔20 رہائش گاہیں سپیکر، ڈپٹی سپیکر، پنجاب اسمبلی، صوبائی وزراء کرام اور انتظامی افسران کے لئے مخصوص ہیں۔9 رہائش گاہوں میں وزیر اعلیٰ سیکر ٹریٹ اور دیگر دفاتر قائم ہیں اور 48رہائش گاہیں ان افسران کو الاٹ ہیں جن کی موجودہ تعیناتی وفاقی حکومت یا اس کے ماتحت اداروں میں ہے۔

(ب) الاٹمنٹ پالیسی کے مطابق جی او آر۔II,I اور III میں (اے) اور (بی) کیٹیگری کے گھروں کی الاٹمنٹ میں ڈی ایم جی اور پی سی ایس افسران میں کسی قسم کی تفریق نہ کی جاتی ہے اور نہ ہی کوئی شرح مقرر ہے۔ جن پی سی ایس افسران کو کیٹیگری (اے) اور (بی) کے گھر الاٹ کئے گئے ہیں ان کی تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) گریڈ20 کے پی سی ایس افسران جو (سی) کیٹیگری میں رہائش پذیر ہیں ان کی تفصیل درج ذیل ہیں:

1۔ قیصر سلیم، ڈائریکٹر جنرل، پاپولیشن ویلفیئر (بی ایس20) C-03/GOR-II میں رہائش پذیر ہیں۔

2۔ محمد حسن رضوی، ڈائریکٹر جنرل اوقاف پنجاب (بی ایس20) C-16/GOR-II میں رہائش پذیر ہیں۔

ان افسران نے اپنی entitlement کے مطابق سرکاری گھر کی الاٹمنٹ کے لئے درخواست جمع نہیں کروائی۔ جس کی وجہ سے انہیں گھر الاٹ نہیں کئے گئے۔ جن افسران نے اپنے استحقاق کے مطابق سرکاری گھروں کی الاٹمنٹ کے لئے رجسٹریشن کروائی ہوئی ہے۔ انہیں ان کی باری آنے پر متعلقہ کیٹیگری میں گھر الاٹ کر دیئے جاتے ہیں۔

(د) جی او آر۔II,I اور III میں جو الاٹی 13-2012 میں ریٹائر ہو چکے ہیں یا ریٹائر ہو رہے ہیں ان کی تفصیل تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) اس ضمن میں عرض ہے کہ جی او آر۔I میں اس وقت صرف پانچ ریٹائرڈ سرکاری آفیسر رہائش پذیر ہیں جن کو مجاز اتھارٹی نے ریٹائرمنٹ سے نارمل رینٹ کی ادائیگی پر آٹھ ماہ کی قانون کے مطابق توسیع دے رکھی ہے۔ تفصیل تتمہ (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

صوبہ میں اقلیتوں سے تعلق رکھنے والے افراد کی بھرتی کی تفصیلات

*1820: محترمہ شُنیلا رُوت: کیاوزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ 2010 میں ایک قانون کے تحت صوبہ پنجاب میں اقلیتوں کے لئے ملازمت کا کوٹا 5 فیصد کر دیا گیا تھا؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو قانون پر عملدرآمد کرتے ہوئے تاحال اقلیتوں سے تعلق رکھنے والے کل کتنے افراد کو محکمہ ایس اینڈ جی اے ڈی میں ملازمت دی گئی؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) درست ہے۔ حکومت پنجاب کے نوٹیفکیشن نمبر SOR-III(S&GAD)1-35/93 مورخہ 2010-03-27 کے مطابق ملازمت میں اقلیتوں کے لئے 5 فیصد کوٹا مختص کیا گیا ہے جس کا نفاذ مورخہ 2010-03-27 سے ہو گا۔

(ب)

(i) جی ہاں! مورخہ 2010-03-27 سے لے کر اب تک ایک فرد لبھا مسیح ذیشان بطور پی ایم ایس آفیسر (بنیادی سکیل۔17) میں بذریعہ پنجاب پبلک سروس کمیشن کی سفارش پر اقلیتی کوٹا میں بھرتی کیا گیا ہے۔

(ii) سال 2012 کے دوران سٹینوگرافرز (بنیادی سکیل۔12) کی کل 313 اسامیاں بذریعہ پنجاب پبلک سروس کمیشن برائے بھرتی شائع کی گئیں۔ ان اسامیوں میں سے اقلیتوں کے لئے مختص ملازمت کے 5 فیصد کوٹا کے حساب سے 16 اسامیاں رکھی گئی تھیں مگر اس کوٹے کے لئے کوئی بھی امیدوار کامیاب ہو کر ایس اینڈ جی اے ڈی میں ملازمت حاصل نہ کر سکا۔ یہ 16 اسامیاں تاحال خالی ہیں۔ جونہی دوبارہ بھرتی کا عمل شروع ہو گا۔ ان اسامیوں کو پر کیا جائے گا۔

(iii) سال 2010 کے بعد اسسٹنٹ / جونیئر کلرک کی اسامیوں پر کوئی تعیناتی عمل میں نہ لائی گئی ہے۔

(iv) 2012 میں 40 نائب قاصدین کی بھرتی کی گئی جس میں کوٹا ہذا کے تحت 2 اقلیتی امیدواران کو ملازمت دی گئی۔

(v) سال 2010 کے بعد محکمہ ٹرانسپورٹ پول، ایس اینڈ جی اے ڈی میں سٹاف کار ڈرائیور / مکینک / آٹو الیکٹریشن / سٹاف کار کلینرز کی اسامیوں پر کوئی تعیناتی عمل میں نہ لائی گئی ہے۔

(vi) سال 2010 کے بعد ویلفیئر ونگ محکمہ ایس اینڈ جی اے ڈی میں کوئی تعیناتی عمل میں نہ لائی گئی ہے۔

بینوولینٹ فنڈ سے سرکاری ملازمین کی بیوگان کو ماہانہ گرانٹ کی فراہمی و دیگر تفصیلات

*2437: ڈاکٹر سید وسیم اختر: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب سرکاری ملازمین کے بینوولینٹ فنڈ میں سے سرکاری ملازمین کی بیوگان کو ماہانہ گرانٹ دی جاتی ہے؟

(ب) اگر یہ درست ہے تو یہ گرانٹ ملازمین میں کس شرح سے ادا کی جاتی ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ گزشتہ ایک سال سے یہ گرانٹ فنڈز کی عدم دستیابی کا بہانہ بنا کر مختلف سرکاری ملازمین کی بیوگان کو ادا نہیں کی جا رہی، خصوصاً ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کے ملازمین کی بیوگان کو جو گرانٹ بند ہونے سے شدید مسائل سے دوچار ہیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ہاں یہ درست ہے کہ پنجاب سرکاری ملازمین کے بینوولینٹ فنڈ میں سے سرکاری ملازمین کی بیوگان کو ماہانہ گرانٹ دی جاتی ہے۔

(ب) یہ گرانٹ ملازمین میں درج ذیل شرح سے دی جاتی ہے۔

Non Gazetted

BS- 1 to 10 Rs. 1300 PM

BS- 11 to 16 Rs. 1700 PM

Gazetted

BS- 16 to 17 Rs. 3500 PM

BS- 18 to 19 Rs. 6000 PM

BS-20 & Above Rs. 8000 PM

(ج) یہ درست نہ ہے کہ گزشتہ ایک سال سے یہ گرانٹ فنڈز کی عدم دستیابی کا بہانہ بنا کر مختلف سرکاری ملازمین کی بیوگان کو ادا نہیں کی جا رہی۔ جنوری 2013 تا دسمبر 2013 صوبائی بینوولینٹ فنڈ سے تمام بیوگان کو ماہانہ امداد جاری کی جا چکی ہے اور کسی بھی بیوہ کے بقایا جات قابل ادائیگی نہ ہیں۔ بنک کے پاس اس وقت مزید تین ماہ کے یعنی مارچ 2014 تک کے پیسے موجود ہیں۔

محکمہ انسداد رشوت ستانی میں عملہ کی تعداد و دیگر تفصیلات

*2463: ڈاکٹر سید وسیم اختر: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ انسداد رشوت ستانی کے تفتیشی عملہ میں محکمہ کے کل کتنے وقتی ملازم ہیں اور کتنے افراد دوسرے محکمہ جات سے ڈیپوٹیشن پر حاصل کئے گئے ہیں محکمہ جات کی تفصیل سے بھی مطلع فرمائیں؟

(ب) گزشتہ تین سال میں گریڈ 16 اور اس سے اوپر کی کتنی پوسٹیں خالی ہو سکیں۔ اس میں سے کتنے افراد کو دوسرے محکموں سے ڈیپوٹیشن پر حاصل کیا گیا، کیا گریڈ 16 یا اس سے اوپر کی اسامیوں میں براہ راست تقرری کے لئے پنجاب پبلک سروس کمیشن کو کوئی ڈیمانڈ بھیجی گئی اگر نہیں تو کیا وجوہات ہیں؟

(ج) اس محکمہ میں کتنے حاضر سروس وریٹائرڈ فوجی افسران ہیں۔ یہ کس کس پوسٹ پر ہیں اور ان کی تقرری کس معیار کو مد نظر رکھ کر کی گئی، ان کے نام اور عہدوں سے مطلع فرمائیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) محکمہ انسداد رشوت ستانی کے تفتیشی عملہ کی کل اسامیوں کی تعداد 663 ہے جس میں سے دیگر محکمہ جات سے ڈیپوٹیشن پر حاصل کئے گئے افراد کی تعداد 361 ہے جبکہ انٹی کرپشن کے 171 افراد ان اسامیوں پر کام کر رہے ہیں۔ تفصیل پرچم (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) گزشتہ تین سال کے دوران گریڈ 16 اور اس سے اوپر کی خالی ہونے والی پوسٹوں کے متعلق اعداد و شمار دینا ممکن نہیں کیونکہ یہ صورتحال روزانہ کی بنیاد پر تبدیل ہوتی رہتی ہے لہذا گریڈ 16 اور اس کے اوپر کی خالی اور پر شدہ اسامیوں کی موجودہ صورتحال کی تفصیل پرچم (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ گریڈ 16 اور اس کے اوپر کی مندرجہ ذیل اسامیوں پر بذریعہ پنجاب پبلک سروس کمیشن بھرتی کی گئی:

اسسٹنٹ ڈائریکٹر (لیگل)	24
اسسٹنٹ ڈائریکٹر (ٹیکنیکل)	01
اکاؤنٹس آفیسر	01
انسپکٹرز	11

مزید برآں اسسٹنٹ ڈائریکٹر (تفتیش) کی نو اور ڈپٹی ڈائریکٹرز (فرانزک لیبارٹری) ایک اسسٹنٹ ڈائریکٹرز (فرانزک لیبارٹری) ایک، ڈپٹی ڈائریکٹر (ٹیکنیکل) ایک، اسسٹنٹ ڈائریکٹر (ٹیکنیکل) ایک کی اسامیوں پر پنجاب پبلک سروس کمیشن کے ذریعے بھرتی کے لئے تحریر کر دیا گیا ہے بقیہ خالی اسامیاں محکمانہ ترقی کے ذریعے پُر ہونی ہیں جو کہ سروس رولز کی شرائط مکمل نہ ہونے کی وجہ سے پر نہیں ہو سکیں۔

(ج) موجودہ اسامیوں میں سے کسی بھی اسامی پر کوئی بھی حاضر سروس / ریٹائرڈ فوجی کی تقرری نہ کی گئی ہے۔

لاہور: وحدت کالونی میں غیر قانونی چلنے والی دکانیں اور کھوکھوں کی تفصیلات

*2702: محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ وحدت کالونی لاہور میں جو الاٹیز گھروں میں دکانیں چلا رہے تھے، انہیں ایس اینڈ جی اے ڈی کی طرف سے الاٹمنٹ کینسل کرنے کی دھمکی آمیز احکامات جاری کر کے دکانیں بند کروا دی گئی تھیں جبکہ اس وقت بھی اسٹیٹ آفیسر کی خصوصی اجازت سے باہر کے لوگ مارکیٹ اور گرلز پائلٹ سکول کے پاس تقریباً 20 عدد کھوکھے چلا رہے ہیں؟

(ب) اگر مذکورہ کھوکھے باقاعدہ اجازت سے چل رہے ہیں تو اجازت ناموں کی نقول ایوان میں پیش کریں اور اگر غیر قانونی ہیں تو ان کے خلاف اسٹیٹ آفس کی جانب سے آج تک کی جانے والی کارروائی کی تاریخ وار رپورٹ ایوان میں پیش کریں؟

(ج) کیا حکومت غیر قانونی کھوکھے بند کرنے اور ان سے بھتہ لینے والے اسٹیٹ آفس کے ذمہ دار آفیسرز کے خلاف کارروائی کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو وجوہات بیان فرمائیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) وحدت کالونی میں کوئی بھی الاٹی اپنے گھر میں دکانیں نہیں چلا رہا ہے اور نہ ہی کسی الاٹی کو اجازت ہے کہ وہ گھر میں دکان چلائے۔ وحدت کالونی لاہور میں کل 18 دکانیں ہیں جو عرصہ 20 سال قبل اخبار میں اشتہار دینے کے بعد میرٹ پر الاٹ کر دی گئی تھیں۔

(ب) کچھ عرصہ قبل وحدت کالونی کے ایک فنکشنل ایریا میں کچھ لوگ کھوکھے لگا کر بیٹھے تھے ان کو وہاں سے مورخہ 2012-09-11 کو بے دخل کر دیا گیا تھا۔ جس پر انہوں نے مجاز اتھارٹی کو

درخواست دی کہ ہم پچھلے بیس سالوں سے مذکورہ جگہ پر کاروبار کر رہے ہیں لہذا ہمیں اسی جگہ پر کام جاری رکھنے کی اجازت دی جائے۔ جس پر مجاز اتھارٹی نے تاحکم ثانی ان کو عارضی طور پر اپنے سٹالز لگانے کی زبانی اجازت دے دی۔ تفصیل تتمہ (الف)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ان تمام سٹال / کھوکھے کو مجاز اتھارٹی نے بغیر کسی رینٹ کے عارضی طور پر اپناکاروبار جاری رکھنے کی غیر تحریری اجازت دے رکھی ہے تاہم حکومت اس بات کا جائزہ لے رہی ہے کہ اس جگہ مزید کمرشل دکانوں کی کتنی ضرورت ہے۔اس کے بعد اگر ضرورت محسوس ہوئی تو دکانیں تعمیر کر کے قواعد و ضوابط کے مطابق کرایہ وصول کیا جائے گا۔اس سلسلہ میں محکمہ تعمیرات و مواصلات کو مجوزہ سکیم بنانے کے لئے لیٹر بھیج دیا گیاہے۔تتمہ (ب)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

لاہور:اسٹیٹ آفیسر کے نارواروبہ کی تفصیلات

*2703: محترمہ فوزیہ ایوب قریشی: کیاوزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) کیایہ درست ہے کہ اسٹیٹ آفس ایس اینڈ جی اے ڈی میں کام کے لئے آنے والے سرکاری ملازمین کو سٹاف کی طرف سے ہدایت کی جاتی ہے کہ اسٹیٹ آفیسر سے رابطہ کریں؟

(ب) کیایہ بھی درست ہے کہ آفس ٹائم میں پتاکرنے پر بتایا جاتا ہے کہ اسٹیٹ آفیسر کورٹ کیس کے سلسلے میں دفتر سے باہر ہیں؟

(ج) کیایہ بھی درست ہے کہ آفس ٹائم کے بعد اسٹیٹ آفیسر شام تک ملی بھگت والے کیس نمٹاتے ہیں؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ اسٹیٹ آفیسر سرکاری ملازمین کے مسائل کے حل کے لئے کوئی وقت نہیں دیتے یہاں تک کہ ٹیلی فون اٹنڈنٹ کرناتک گوارانہیں کرتے؟

(ہ) کیاجناب ایڈیشنل چیف سیکرٹری سائلین کے مسائل سننے کے لئے اسٹیٹ آفیسر کو کچھ ٹائم آفس میں بیٹھنے کا پابند کرنے کاارادہ رکھتے ہیں؟

(و) کیاحکومت مذکورہ ٹائم کو نوٹس کی شکل میں اسٹیٹ آفس کے باہر آویزاں کرنے اور کسی بھی شکایت کی صورت میں کوئی فون نمبر یا فیکس نمبر بھی مذکورہ نوٹس پر دینے کاارادہ رکھتی ہیں،اگر نہیں تووجوہات بیان فرمائیں؟

وزیر اعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):

(الف) اسٹیٹ آفس میں کام کے لئے آنے والے سائلین کی شکایات کے پیش نظر کہ نچلے ملازمین ان کو صحیح راہنمائی یا کیس کی درست تفصیلات نہیں بتاتے، یہ ہدایت کی گئی ہے کہ وہ اپنے کام کے سلسلے میں ایڈیشنل سیکرٹری، ویلفیئر یا اسٹیٹ آفیسر سے ہی ملیں اور کسی دوسرے نان گزٹیڈ ملازم سے رابطہ نہ کریں۔

(ب) اس ضمن میں عرض ہے کہ اسٹیٹ آفیسر کو اعلیٰ افسران کے حکم پر مختلف GOR,s یا رہائشی کالونیوں کا دورہ کرنا پڑتا ہے نیز اس وقت اسٹیٹ آفس کے متعلق تقریباً 50 سے زیادہ مقدمات عدالت ہائے دیوانی / سیشن اور ہائیکورٹ میں زیر سماعت ہیں اور عدالت کے بلانے پر اسٹیٹ آفیسر کو حاضر ہونا پڑتا ہے۔ ان وجوہات کے باعث اسٹیٹ افسر کو متعدد بار دفتر سے باہر جانا پڑتا ہے۔ تاہم اسٹیٹ افسر کی عدم موجودگی کی صورت میں سائلین ایڈیشنل سیکرٹری، ویلفیئر کے دفتر میں مل سکتے ہیں۔

(ج) یہ ہرگز درست نہ ہے۔ البتہ کام کی زیادتی کی وجہ سے بعض اوقات دفتر کے اوقات کے بعد بیٹھنا پڑ جاتا ہے۔

(د) درست نہ ہے۔ جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے، اسٹیٹ افسر کی دفتر میں غیر موجودگی کی صورت میں ایڈیشنل سیکرٹری، ویلفیئر یا ڈپٹی سیکرٹری سے بھی رابطہ کیا جا سکتا ہے۔

(ہ) جواب جز(د) میں عرض کر دیا گیا ہے۔

(و) اس بابت عرض کیا جاتا ہے کہ تمام دیگر سرکاری دفاتر کی طرح اسٹیٹ آفس کے ٹیلی فون نمبر بھی ٹیلی فون کی ڈائریکٹری میں موجود ہیں۔ نیز اسٹیٹ آفیسر اپنے دفتر میں موجود ہوتے ہیں۔ ماسوائے ان صورتوں کے جو کہ اوپر بیان کی گئی ہیں جن کی وجہ سے اسٹیٹ آفیسر کو دفتر سے باہر جانا پڑتا ہے۔ شکایت کنندہ افسران بالا کو بھی درخواست دے سکتا ہے۔ اس ضمن میں مزید عرض ہے کہ اسٹیٹ آفیسر کی دفتر موجودگی کے متعلق ایک بورڈ / تختی بنا کر اسٹیٹ آفس کے باہر بھی لگا دی جائے گی۔

سرکاری ملازمین کو گھر الاٹ اور ایکسچینج کرنے کی تفصیلات

*2801: لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) سردار محمد ایوب خان: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ جن سرکاری ملازمین کو سرکاری گھر الاٹ کیا جاتا ہے تو ان کو Date of Possession سے لے کر اگلے تین سال تک رولز کے مطابق exchange نہیں کیا جاتا؟

(ب) جنوری 2012 سے آج تک 4/3 رومز کیٹیگری میں exchange کے لئے کتنی درخواستیں محکمہ کو موصول ہوئیں، کتنی درخواستوں پر عمل کرتے ہوئے سرکاری گھر الاٹ کئے گئے اور کتنی درخواستوں پر عمل نہیں کیا گیا۔ درخواست دہندگان کے ناموں کے ساتھ تفصیل سے آگاہ کیا جائے؟

(ج) رولز سے ہٹ کر تین سال سے پہلے 4/3 رومز کیٹیگری میں جن درخواستوں پر عمل ہوا محکمہ نے کس اتھارٹی کے احکامات پر عمل کرتے ہوئے سرکاری ملازمین کو گھر الاٹ کئے، ایوان کو تفصیل سے آگاہ کیا جائے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) الاٹمنٹ پالیسی کے پیرا 32(c) کے مطابق exchange کا طریق کار درج ذیل ہے:

"The exchange of residence of the same category shall be at the discretion of Government subject to clearance of house rent and all utility bills. No Government servant, except in hardship cases, will be allowed to exchange his/ her Government residence before 3 years of its physical occupation and 3 years prior to his/ her superannuation. Moreover, the allottees of Govt. residences, belonging to eligible departments only, shall be allowed exchange of Government residences."

Exchange کے لئے درخواست دینے والے الاٹیز کی ہارڈ شپ / مجبوری کو مدنظر رکھتے ہوئے پالیسی کے مطابق گھر exchange کیا جاتا ہے۔ یہ exchange عام طور پر

subject to vacation basis پر ہوتی ہے اور اس پر عملدرآمد ہونے میں مزید کچھ عرصہ لگ جاتا ہے۔ جس کے بعد گھر عملی طور پر exchange ہوتے ہیں۔

(ب) جنوری 2012 سے لے کر دسمبر 2013 تک 3/4 رومز کیٹیگری میں گھروں کے exchange کے لئے اسٹیٹ آفس میں ٹوٹل 49 درخواستیں موصول ہوئیں۔ تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ جن میں سے 31 درخواستوں پر عملدرآمد کرتے ہوئے گھروں کی بابت exchange کے احکامات جاری کئے گئے۔ اس کی تفصیلات تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔ باقی ماندہ 18 درخواستوں پر عمل نہیں کیا گیا جن کی تفصیل تتمہ (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) جواب جز (الف) کے ساتھ یہ واضح کیا جاتا ہے کہ ایس اینڈ جی اے ڈی کی الاٹمنٹ پالیسی 1997 (ترمیم شدہ 2009-01-19 تک) کے پیرا جات 26 اور (C)32 کی رو سے Competent Authority کو مختلف اقسام کے ہارڈ شپ کیسوں میں گھر exchange کرنے کی اجازت حاصل ہے تاہم درخواست دہندہ کے حالات، ہارڈ شپ اور گھروں کی دستیابی (availability) کو مدنظر رکھ کر ایسی exchange پر غور کیا جاتا ہے۔ پالیسی کے متعلقہ پیرا جات تتمہ (د) ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔ نیز جنوری 2012 سے لے کر اب تک 3/4 رومز کیٹیگری میں 31 درخواستوں پر عملدرآمد کرتے ہوئے گھروں کی بابت exchange کے احکامات جاری کئے گئے۔ اس کی تفصیلات تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔ تتمہ (ب) پر موجود بعض کیسز میں ہارڈ شپ کی نوعیت درج ذیل ہے:۔

سیریل نمبر 12، 8 اور 31 میں میڈیکل گراؤنڈ، سیریل نمبر 27 میں Dilapidated Condition of Quarter اور سیریل نمبر 28 میں بوڑھے والدین کا سیڑھیوں سے اترنے چڑھنے میں مشکلات کے پیش نظر رکھتے ہوئے سرکاری گھر exchange کیا۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: اب تحاریک التوائے کار کا وقت ہے۔ تحریک التوائے کار نمبر 1/14 میاں محمود الرشید صاحب، محترمہ راحیلہ انور صاحبہ اور محترمہ شُنیلا رُوت صاحبہ کی طرف سے ہے۔ ذرا جلدی جلدی کریں کیونکہ میرے پاس ٹائم بہت short ہے اور اس پر میں صرف پانچ سات منٹ ہی لوں گا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میرے ساتھ باقاعدہ ایک اچھا ہی سلوک ہوتا ہے۔ یہ جو میرا سوال ہے اگر اس کی اجازت دے دیتے تو میں ثابت کر دیتا کہ ایس اینڈ جی اے ڈی میں ان کے اپنے لوگ کیا کر رہے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، آپ کا سوال میں نے pending کر دیا ہے۔

شیخ علاؤالدین: آپ میری عرض سنیں۔

جناب سپیکر: میں نے pending کر دیا ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ کی مہربانی ہے لیکن اگر آپ take up کر لیتے تو یہ مسئلہ حل ہو سکتا تھا۔

جناب سپیکر: جی، انشاء اللہ اس کو حل کروائیں گے۔

شیخ علاؤالدین: یہ سب میرے لئے ہی ہوتا ہے۔

جناب سپیکر: آپ پر آخر کچھ میرا بھی حق ہے۔

شیخ علاؤالدین: آپ کی مہربانی ہے لیکن عوام کا بھی مجھ پر کچھ حق ہے۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ! اپنی تحریک التوائے کار پڑھیں۔

ایل ڈی اے کی جانب سے لاہور موہنی روڈ پر واقع کوارٹرز کی بوگس نیلامی کرنے کی سازش

محترمہ راحیلہ انور: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "جناح" مورخہ یکم جنوری 2014 کی خبر کے مطابق لاہور ایل ڈی اے افسران نے کرپشن اور لوٹ مار کا جو سلسلہ شروع کیا ہے وہ تھمنے میں نہیں آ رہا ہے۔ موہنی روڈ پر واقع ایل ڈی اے کے 180 فلیٹس کو لوٹنے کا منصوبہ تیار کر لیا گیا۔ تفصیلات کے مطابق ڈیڑھ ڈیڑھ مرلہ کے 180 پلاٹس کرائے پر دیئے گئے ہیں جن کا کرایہ ایل ڈی اے وصول کرتا ہے لیکن افسران نے اب ان فلیٹس کو اپنے قبضہ میں لینے کے لئے کارروائیاں تیز کرتے ہوئے ایک قانونی سازش تیار کر لی ہے جس میں ان کو فروخت کرنے کا منصوبہ بنایا گیا ہے اور بوگس نیلامی میں مخصوص افراد کو ملی بھگت سے نواز ا جا رہا ہے۔ اسی

سلسلے کو آگے بڑھانے کے لئے وزیراعلیٰ پنجاب جو ایل ڈی اے کے چیئرمین بھی ہیں، ان کو فلیٹس فروخت کرنے کے لئے سمری بھجوادی گئی ہے۔ عنقریب ہی فلیٹس کرپٹ افسران کی ذاتی جاگیر میں بدلنے والے ہیں۔ اس خبر سے عوامی حلقوں میں شدید تشویش پائی جارہی ہے۔ انہوں نے مطالبہ کیا ہے کہ ایل ڈی اے افسران کی لوٹ مار کو روکا جائے اور اگر فلیٹس کی نیلامی ہی کرنا ہے تو اسے open auction سے کیا جائے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! اس کا جواب ابھی موصول نہیں ہوا اس لئے مہربانی کر کے اسے next week کے لئے pending فرما دیں۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے اسے pending till next week کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 2/14 ڈاکٹر نوشین حامد، محترمہ سعدیہ سہیل رانا اور محترمہ راحیلہ انور صاحبہ کی ہے۔ جی، ڈاکٹر صاحبہ!

لاہور محکمہ مال کی راوی ٹاؤن رجسٹری برانچ کا عملہ کرپشن، رشوت اور لوٹ مار میں سرگرم عمل

ڈاکٹر نوشین حامد: میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "جناح" مورخہ یکم جنوری 2014 کی خبر کے مطابق لاہور محکمہ مال راوی ٹاؤن رجسٹری برانچ میں ڈی سی او کی نظروں کے سامنے ٹاؤٹوں کی بھرمار ہے۔ سرکاری ریکارڈ پر پرائیویٹ اہلکار تعینات کئے گئے ہیں۔ ایم آر 1 اعتراضات کی شکل میں blank cheque لکھنے لگا ہے اور زرعی اراضی پر کمرشل ہونے کا اعتراض لگا کر مالکان کو بلیک میل کرنا معمول بن گیا ہے۔ اینٹی کرپشن اور اعلیٰ حکام کو متعدد شکایات بھی کرپشن مافیا کا کچھ نہ بگاڑ سکیں۔ انتقال فیس کے نام پر ایک ہزار روپے کی رجسٹری وصول ایم آر 1 محمد یونس کی پراپرٹی ڈیلروں سے ملی بھگت سے ہوئے بغیر سی وی سی رجسٹریاں پاس ہو رہی ہیں۔ اعتراضات کے نام پر رجسٹریوں کے ڈھیر لگے ہوئے ہیں اور فیس ملنے پر اعتراض دور ہو جاتے ہیں۔ محمد یونس نے رجسٹری برانچ کو سونے کی کان بنالیا ہے۔ بااثر رجسٹری محرر افسران بالا کو بھی آنکھیں دکھاتا ہے۔ محکمہ مال

کی راوی ٹاؤن رجسٹری برانچ اس وقت کرپشن اور لاقانونیت کا گڑھ بن چکی ہے۔ رجسٹری محرر نے پرائیویٹ اہلکاروں اور ٹاؤٹوں کے ذریعے رجسٹری برانچ میں رشوت اور لوٹ مار کا بازار گرم کر رکھا ہے۔ راوی ٹاؤن رجسٹری آنے والے سائلین نے حکام بالا سے مطالبہ کیا ہے کہ کرپشن مافیا کے خلاف فوری کارروائی کی جائے اور ان کو ناجائز مالی بوجھ سے بچایا جائے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! اس کا جواب تو موصول ہوا ہے لیکن اس میں وضاحت چاہئے تھی اس لئے ڈیپارٹمنٹ کو refer کیا ہے لہذا گزارش ہے کہ اسے بھی next week کے لئے pending کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے اسے بھی pending till next week کیا جاتا ہے۔ میرا خیال ہے کہ تحاریک التوائے کار ختم کر دیں کیونکہ جمعہ کا بھی وقت ہو رہا ہے اور قانون سازی بھی کرنی ہے۔ فنانس بل ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! مجھے صرف پڑھ لینے دیں۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! میں اسے رکھ لیتا ہوں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں اسے جلدی سے پڑھ دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، جلدی کریں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میرے لئے ہی ساری جلدی ہوتی ہے۔

جناب سپیکر: میں کیا کروں کیونکہ اب ٹائم ہی ایسا ہے۔

پنجاب یونیورسٹی کی قیمتی زمین ڈائیو وبس سروس اور یونائیٹڈ بنک پاکستان کو دینے کے لئے سرگرمیاں

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کاروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ پنجاب یونیورسٹی نیو کیمپس کی پچاس کنال انتہائی قیمتی زمین کو Daewoo Pakistan Bus

Service کو دینے کا فیصلہ کر لیا گیا ہے۔ خفیہ ہاتھوں نے تمام معاملات طے کر لئے ہیں اور اب محض Syndicate جو محض ایک Estate Developer بن چکا ہے، کی خانہ پری کے لئے منظوری لی جا رہی ہے۔ Daewoo نے کمرشل پلان کے تحت یہ زمین حاصل کرنے کی تجویز اس طرح دی ہے کہ اس پر پانچ منزلہ بہت بڑے Complexes اور دو Basements پر مشتمل ہو گا جو کہ بس ٹرمینل کے علاوہ شاپنگ مالز اور مختلف کاروباری سرگرمیوں میں استعمال ہوں گے۔ اس میں سینما اور پلے لینڈ کا علاقہ بھی ہو گا اور یہ انتہائی قیمتی 50 کنال زمین صرف 65 لاکھ روپے ماہانہ کے حساب سے جس کا کرایہ اور ادائیگی Physical Possession کے اڑھائی سال بعد شروع ہو گی جس سے اس تمام معاملے کی حقیقت کو سمجھ جانا مشکل نہ ہے۔ محرک یہ سمجھنے سے قاصر ہے کہ وہ خفیہ ہاتھ کون سے ہیں جو پنجاب یونیورسٹی کا ماسٹر پلان جس کی بنیاد اور استعمال اس کی زمین کو صرف اور صرف تعلیمی مقاصد کی غرض سے استعمال ہونے کی اجازت دیتا ہے، کس طرح کمرشل سرگرمیوں کے لئے تبدیل کیا جا سکتا ہے۔ پہلے بھی یونیورسٹی کی زمین سپار کو نامی ادارے کو دی گئی تھی جو آج تک واپس نہ ہو سکی ہے۔ یونیورسٹی کی بہت بڑی جگہ شادی ہالوں میں تبدیل ہو چکی ہے۔ محرک یہ معاملہ بھی ایوان میں اٹھا چکا ہے لیکن شاید پنجاب یونیورسٹی کو بادی النظر میں کمرشل کمپلیکس، ڈرامہ ہالوں اور شادی ہالوں میں تبدیل کرنے کا فیصلہ ہو چکا ہے۔ پرائیویٹ یونیورسٹیاں اربوں روپیہ کما رہی ہیں اور وہ مافیا بھی پنجاب یونیورسٹی کو ختم کرنا چاہتا ہے۔ اسی طرح چار کنال کا ایک انتہائی قیمتی ٹکڑا زمین یونائیٹڈ بنک کو چار لاکھ روپے ماہانہ پر دیا جا رہا ہے۔ کس قدر مقام افسوس ہے کہ وہ پنجاب یونیورسٹی جو اس معزز ایوان کے بیشتر معزز ممبران کی مادر علمی ہے، میری اور آپ کی بھی ہے، کی زمین جو حقیقتاً آنے والی نسلوں کا اثاثہ ہے، کی بندر بانٹ کی جا رہی ہے اور ارباب اختیار میں سے کسی کو بھی احساس نہ ہے کہ تاریخ انہیں کبھی، کبھی اور کبھی معاف نہیں کرے گی۔ ایک وہ ہیں جنہوں نے یونیورسٹی بنائی تھی اور ایک ہم ہیں جو اس کی تباہی کے درپے ہیں لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر! اس پر کوئی سپیشل آرڈر دیں۔

جناب سپیکر: یہ اب پڑھی گئی ہے اس لئے اسے بھی next week تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔

قاضی احمد سعید: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

سرکاری کارروائی

جناب سپیکر: دیکھیں، میری بات سنیں۔ یہ بات ٹھیک نہیں ہے اور مہربانی کر کے آپ تشریف رکھیں۔ اب جب میں نے فنانس بل شروع کیا ہے تو جمعہ کی نماز کا بھی وقت ہے اور میں نے یہ بھی پڑھنا ہے جو کہ بہت اہم ہے۔ اس بارے میں انہوں نے تحریک بھی دی ہے اس لئے مہربانی فرمائیں۔ اگر ٹائم ملا تو میں پھر آپ کی بات سن لوں گا۔ آپ کی بڑی مہربانی۔ اب ہم سرکاری کارروائی شروع کرتے ہیں۔

مسودہ قانون

(جو متعارف ہوا)

مسودہ قانون (ترمیم) مالیات پنجاب مصدرہ 2014

MR SPEAKER: Now, we take up the Punjab Finance (Amendment) Bill 2014. (Bill No. 03 of 2014). Minister for Law to introduce the Punjab Finance (amendment) Bill 2014.

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT, COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I introduce the Punjab Finance (Amendment) Bill 2014.

قواعد کی معطلی کی تحریک

MR SPEAKER: The Punjab Finance (Amendment) Bill 2014 has been introduced in the House under rule 91(5) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997. Minister for Law may move the motion for suspension of Rules for immediate consideration of the Punjab Finance (Amendment) Bill 2014.

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT, COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I move:

> "That the requirements of rule 95 and all other relevant rules of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 may be dispensed with under rule 234 of the Rules ibid, for immediate consideration of the Punjab Finance (Amendment) Bill 2014."

MR SPEAKER: The motion moved is:

> "That the requirements of rule 95 and all other relevant rules of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 may be dispensed with under rule 234 of the Rules ibid, for immediate consideration of the Punjab Finance (Amendment) Bill 2014."

The motion moved and the question is:

> "That the requirements of rule 95 and all other relevant rules of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 may be dispensed with under rule 234 of the Rules ibid, for immediate consideration of the Punjab Finance (Amendment) Bill 2014."

(The motion was carried)

مسودہ قانون

(جو زیر غور لایا گیا)

مسودہ قانون (ترمیم) مالیات پنجاب مصدرہ 2014

MR SPEAKER: First reading starts. Minister for Law may move the motion for consideration of the Bill.

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT, COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I move:

> "That the Punjab Finance (Amendment) Bill 2014 be taken into consideration at once."

MR SPEAKER: The motion moved is:

> "That the Punjab Finance (Amendment) Bill 2014 be taken into consideration at once."

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، میاں محمود الرشید صاحب!

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں اس پر یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ آج رانا صاحب نے پنجاب اسمبلی کی proceeding پر ڈرون حملہ کر دیا ہے۔ دیکھیں، آخر ایسی کون سی ایمرجنسی ہے؟ یہ بل بھی وہ لے کر آئے ہیں جس سے عوام کے حقوق پر براہ راست ضرب پڑ رہی ہے۔ یعنی اسی اسمبلی نے اس کو پاس کیا تھا کہ یہ جو پراپرٹی ٹیکس ہے اس کو 20 فیصد سے کم کر کے 10 فیصد کریں گے جس کا اطلاق یکم جنوری 2014 سے ہونا تھا۔ اسی طرح immoveable property and Motor Vehicle پر 25 فیصد surcharge تھا اس کو omit کیا گیا تھا لیکن آج یہ اچانک، بہتر ہوتا کہ اس پر اطلاق یکم جنوری سے شروع ہو چکا ہوتا اور گورنمنٹ اس کو notify کرتی۔ آج گورنمنٹ غیر معینہ مدت کے لئے اپنے پاس یہ اختیار لینا چاہ رہی ہے کہ جب وہ چاہے اسی دن سے اس کی implementation شروع ہو اور یہ انتہائی قابل افسوس بات ہے۔ ویسے یہ حکومت غریبوں کی بات کرتی ہے، مزدوروں کی بات کرتی ہے۔ مہنگائی کے اس دور میں جب عوام پسے ہوئے ہیں ایک چھوٹا سا

relief جو خود حکومت نے دیا تھا آج اس بل کے ذریعے سے اور اچانک واردات کی طرح اس بل کو یہاں پاس کر کے ان پسے ہوئے عام آدمیوں کی جو 10 فیصد ٹیکس کی reduction ہوئی تھی اس کا حکومت دوبارہ اختیار اپنے ہاتھ میں لینا چاہ رہی ہے جو انتہائی قابل مذمت ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ بہتر ہوتا کہ اس کے بارے میں وزیر قانون اپوزیشن کو بھی اعتماد میں لیتے پھر اس پر کوئی بات ہوتی۔ اس طرح سے اچانک فیصلہ کرنا میرا خیال ہے کہ یہ جمہوری روایات کے بھی منافی ہے۔ ہم اس پر احتجاج کرتے ہیں اور اس جرم میں شریک نہیں ہو سکتے۔ چند غریبوں کو تھوڑا سا relief جو حکومت نے خود دیا تھا اور اس ایوان نے دیا تھا اس کو آج ہم bulldoze کرنے کے لئے جا رہے ہیں۔ میں اپنے تمام ساتھیوں کے ہمراہ احتجاجاً واک آؤٹ کرتا ہوں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف احتجاجاً واک آؤٹ
کر کے ایوان سے باہر تشریف لے گئے)

وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون وپارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ بہت بہتر ہوتا اگر قائد حزب اختلاف۔۔۔

جناب سپیکر: وہ آپ کی بات یقیناً سن رہے ہوں گے۔

وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون وپارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): اپنی کم علمی۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ یہ الفاظ مناسب نہیں ہیں۔

کورم کی نشاندہی

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! کورم پورا نہیں ہے۔

جناب سپیکر: اب question put ہو چکا ہے۔

وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون وپارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اگر انہوں نے کورم کی نشاندہی کر دی ہے تو پھر آپ گنتی کرا لیں۔

جناب سپیکر: گنتی کی جائے۔ (اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا نہیں ہے لہذا پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب سپیکر: دوبارہ گنتی کی جائے۔(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)
کورم پورا ہے لہذا اجلاس کی کارروائی شروع کی جاتی ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)
میں یاور زمان صاحب اور چودھری وحید صاحب کو کہوں گا کہ وہ دونوں حضرات جاکر اپوزیشن کے معزز ممبران کو ایوان میں لے کر آئیں۔ جی، وزیر قانون!

مسودہ قانون (ترمیم) مالیات پنجاب مصدرہ 2014

(۔۔۔جاری)

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ قائد حزب اختلاف نے، میں نے کم علمی کا لفظ استعمال کیا جس کو آپ نے مناسب نہیں سمجھا۔ قائد حزب اختلاف نے جو احتجاج کیا ہے اور اس احتجاج کے بعد وہ واک آؤٹ کر کے چلے گئے میری ان سے یہ گزارش ہے کہ وہ اس بات کو کم از کم پوری طرح سے سمجھ تو لیتے۔ میں ان کی کم علمی کی بات نہیں کرتا لیکن میں سمجھتا ہوں کہ انہوں نے اپنی مصروفیت کی وجہ سے اس بارے میں بغیر پڑھے، بغیر سمجھے ایک احتجاج کر دیا اور اس احتجاج کے اوپر انہوں نے واک آؤٹ کر دیا۔ اس میں معاملہ یہ ہے کہ اس سال ایکسائز ڈیپارٹمنٹ نے یہ اختیار حاصل کیا تھا کہ وہ properties کی valuation جسے valuation table کہا جاتا ہے جو پچھلے تقریباً بارہ سال سے revise نہیں ہوا تھا، ڈیپارٹمنٹ نے یہ اختیار لیا کہ اس valuation table کو آج کی value کے مطابق revise کیا جائے۔ یہ بات بالکل عیاں تھی کہ پراپرٹی کی قیمت یا valuation table جو آج سے بارہ سال پہلے تھا جب اس کی valuation آج کے حساب سے کریں گے تو وہ کم از کم تین چار گنا ہو جائے گی اس لئے اس بات کا خیال رکھا گیا کہ جب ٹیکس کی رقم value کے حساب سے چار گنا ہو جائے گی تو پھر اس کے لئے ٹیکس میں تھوڑی concession کر دی جائے اور ٹیکس کو گھٹا دیا جائے تاکہ لوگوں پر یکمشت ٹیکس کا بوجھ نہ پڑے۔ اس اختیار اور اس legislation کے بعد جب وہ revise valuation table سامنے آیا تو اس میں پچھلے دس بارہ سالوں میں پانچ گنا سے لے کر کوئی دس گنا قیمت بڑھ گئی۔ یعنی meaning thereby اس concession کے باوجود کہ ٹیکس میں کمی کی گئی لوگوں کو اپنی پراپرٹی کے against کم از کم دس گنا زیادہ ٹیکس ادا کرنا پڑنا تھا۔ جب valuation table کو آویزاں کیا گیا، اس کو لوگوں کے objection کے لئے publish کیا گیا تو جن کا یہ ذکر کر رہے ہیں کہ آج کے اس Bill سے غریبوں کے

ساتھ ظلم ہونے جارہا ہے۔ان تمام دکانداروں، تمام پراپرٹی holders، تمام چیمبر آف کامرس اور تمام ٹریڈیونین نے یک زبان یہ احتجاج کیا کہ یہ revision بہت زیادہ ہوگئی ہے اسے کم کیا جائے، اس valuation table کو دوبارہ سے revise کیا جائے اور اسے اس طرح سے enforce نہ کیا جائے۔ اس میں ان کے مشورے، ان کے احتجاج اور ایک unanimous مطالبہ کی وجہ سے اس valuation table کو جسے یکم جنوری سے نافذ کرنا تھا اسے نافذ نہیں کیا گیا اور ان کے مطالبے پر اس کو دوبارہ revise کرنے کا پروگرام بنایا گیا ہے تاکہ اس کی valuation کو کم کیا جائے تاکہ لوگوں پر ٹیکس کا بوجھ نہ پڑے۔ یہ process شاپ کیپر، ٹریڈرز، چیمبرز اور جتنی بھی business community ہے ان کے مشورے سے جب تک یہ پورا عمل دوبارہ مکمل نہیں ہوتا اس وقت تک یہ کہا گیا بلکہ یہ ان کا مطالبہ تھا کہ جو سسٹم already چل رہا ہے آپ اسی سسٹم کو restore کر دیں، آپ اسی پر چلے جائیں اور یہ نیا table جس میں revaluation table enforce ہونا ہے اس کو ہمارے مشورے کے ساتھ فی الحال نہ کریں اور آئندہ اس پر مشاورت کے بعد جو بھی consensus ہو اور سب کو منظور ہو تو اس کے مطابق کیا جائے۔ یہ تمام شاپ کیپر، ٹریڈرز، چیمبرز اور business community کا مطالبہ تسلیم کرنے کے لئے ہم یہ amendment لائے ہیں تاکہ جب تک new valuation table پر consensus نہ ہو جائے اس وقت تک پرانا سسٹم جو ان کا مطالبہ تھا اس کو لاگو رہنے دیا جائے۔

جناب سپیکر! یہ اس کی اصلیت ہے انہوں نے اس کو بالکل سمجھا اور نہ ہی پڑھا بلکہ انہوں نے otherwise interpret کر کے احتجاج کر دیا اس لئے میں آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ اگر وہ لابی میں بیٹھے ہیں تو انہیں پوری بات سمجھ آ گئی ہو گی اور اگر وہ لابی سے جا چکے ہیں تو کسی کو بھیجا جائے اور انہیں منا کر لائے تو میں دوبارہ عرض کر دوں تاکہ وہ پوری بات سمجھیں اور ان کو معلوم ہو کہ یہ عوام الناس کے مطالبے پر amendment کی جا رہی ہے۔

MR SPEAKER: Yes, in the best interest of public you are doing it.

وزیر آبپاشی (میاں یاور زمان): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر آبپاشی (میاں یاور زمان): جناب سپیکر! آپ کی ہدایت پر میں اور جناب عبدالوحید چودھری اپوزیشن کے پاس گئے تھے ان سے بات کی ہے۔انہوں نے کہا ہے کہ ہم اس Bill کے اندر شامل نہیں ہوں گے اور next Bill میں شامل ہو جائیں گے۔ شکریہ

MR SPEAKER: The motion moved and the question is:

"That the Punjab Finance (Amendment) Bill 2014 be taken into consideration at once."

(The motion was carried.)

CLAUSE 2

MR SPEAKER: Second reading starts. We take up the Bill Clause by Clause. Now, Clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 2 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 1

MR SPEAKER: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 1 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

PREAMBLE

MR SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Preamble of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

LONG TITLE

MR SPEAKER: Now, the Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Long Title of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

MR SPEAKER: Third reading starts. Minister for Law!

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT, COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I move:

"That the Punjab Finance (Amendment) Bill 2014 be passed."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Finance (Amendment) Bill 2014 be passed."

The motion moved and the question is:

"That the Punjab Finance (Amendment) Bill 2014 be passed."

(The motion was carried.)

(The Bill is passed.)

(Applause)

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف واک آؤٹ ختم کرکے ایوان میں واپس تشریف لے آئے)

صوبائی اسمبلی پنجاب کی قائمہ کمیٹیوں میں تبدیلی، قائد ایوان اور قائد حزب اختلاف کی مشاورت سے ردوبدل کا اختیار دینے کی تحریک

جناب سپیکر: میں معزز ممبران حزب اختلاف کو ایوان میں واپس آنے پر خوش آمدید کہتا ہوں۔ اسمبلی کی مجالس میں ترمیم، وزیر قانون اسمبلی کی مجالس میں ترمیم کی تحریک پیش کرنا چاہتے ہیں وہ اپنی تحریک پیش کریں۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ 150-A کے تحت تجویز کیا جاتا ہے کہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے کالونی میں محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری ڈبلیو۔318 کے کمیٹی رکنیت سے استعفیٰ سے خالی ہونے والی نشست پر جناب جعفر علی ہوچہ پی پی۔57 اور سٹینڈنگ کمیٹی برائے قانون و پارلیمانی امور میں پارلیمانی سیکرٹری

جناب احمد خان بلوچ پی پی۔211 کی کمیٹی رکنیت سے استعفیٰ سے خالی ہونے والی نشست پر محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری ڈبلیو۔318 کو منتخب قرار دیا جائے نیز یہ ایوان جناب سپیکر کو قائد ایوان اور قائد حزب اختلاف کی مشاورت سے موجودا سمبلی کی باقی ماندہ مدت کے دوران کمیٹیوں میں ردوبدل کرنے کا اختیار بھی دیتا ہے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ A-150 کے تحت تجویز کیا جاتا ہے کہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے کالونی میں محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری ڈبلیو۔318 کے کمیٹی رکنیت سے استعفیٰ سے خالی ہونے والی نشست پر جناب جعفر علی ہوچہ پی پی۔57 اور سٹینڈنگ کمیٹی برائے قانون و پارلیمانی امور میں پارلیمانی سیکرٹری جناب احمد خان بلوچ پی پی۔211 کی کمیٹی رکنیت سے استعفیٰ سے خالی ہونے والی نشست پر محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری ڈبلیو۔318 کو منتخب قرار دیا جائے نیز یہ ایوان جناب سپیکر کو قائد ایوان اور قائد حزب اختلاف کی مشاورت سے موجودا سمبلی کی باقی ماندہ مدت کے دوران کمیٹیوں میں ردوبدل کرنے کا اختیار بھی دیتا ہے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ A-150 کے تحت تجویز کیا جاتا ہے کہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے کالونی میں محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری ڈبلیو۔318 کے کمیٹی رکنیت سے استعفیٰ سے خالی ہونے والی نشست پر جناب جعفر علی ہوچہ پی پی۔57 اور سٹینڈنگ کمیٹی برائے قانون و پارلیمانی امور میں پارلیمانی سیکرٹری جناب احمد خان بلوچ پی پی۔211 کی کمیٹی رکنیت سے استعفیٰ سے خالی ہونے والی نشست پر محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری ڈبلیو۔318 کو منتخب قرار دیا جائے نیز یہ ایوان جناب سپیکر کو قائد ایوان اور قائد حزب اختلاف کی مشاورت سے موجودا سمبلی کی باقی ماندہ مدت کے دوران کمیٹیوں میں ردوبدل کرنے کا اختیار بھی دیتا ہے۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

رپورٹ

(میعاد میں توسیع)

جناب سپیکر: سید حسین جہانیاں گردیزی تحاریک استحقاق کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

تحاریک استحقاق بابت سال2013 کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

سید حسین جہانیاں گردیزی: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"تحاریک استحقاق نمبر6، 7، 10، 11، 12اور13 بابت سال2013 کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"تحاریک استحقاق نمبر6، 7، 10، 11، 12اور13 بابت سال2013 کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"تحاریک استحقاق نمبر6، 7، 10، 11، 12اور13 بابت سال2013 کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب سپیکر: آج کے اجلاس کا وقت ختم ہوا لہذا اب اجلاس غیر معینہ مدت کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

اجلاس کے اختتام کا اعلامیہ

No.PAP/Legis-1(41)/2014/1029. Dated. 14th February, 2014. The following Order, made by the Governor of the Punjab, is hereby published for general information:

> In exercise of the powers conferred on me under Article 109 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, **I, Mohammad Sarwar,** Governor of the Punjab, hereby prorogue Provincial Assembly of the Punjab with effect from 14 February 2014 after the conclusion of the proceedings of the Assembly on that day.

Dated Lahore, the
14th February 2014

MOHAMMAD SARWAR
GOVERNOR OF THE PUNJAB"